بفیض کرم: تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ



ماہنامہ

پیغامِ رضا اجین

کا

تاج الشریعہ نمبر



مدیر اعلیٰ
قاری محمد لیاقت رضا نوری

مدیر
محمد امین رضوی

مدیر مسئول
محمد احمد رضا نوری

ناشر
انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک



مجلس مشاورت

[illegible]

مجلس ادارت

[illegible]

بفیض کرم: تاجدار اہلسنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی: محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محمد محبوب عالم صاحب رضوی

خدا توفیق دے تو مجھ کو بس یہ کام کرنا ہے   زمانے بھر میں پیغام رضا کو عام کرنا ہے

ماہنامہ

پیغامِ رضا اجین

کا

تاج الشریعہ نمبر

۳۰ اگست ۲۰۱۸ء | ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ

مدیر اعلیٰ
قاری محمد لیاقت رضا نوری

مدیر
محمد امین رضوی

مدیر مسئول
قاری محمد آصف رضا نوری

معاون ایڈیٹر
محمد احمد رضا نوری

مدیر اعزازی
محمد صدیق رضوی



ناشر
انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

رابطے کا پتہ
دفتر ماہنامہ پیغام رضا [illegible] ایم پی ۔ ۴۵۶۰۰۶



بانی وسرپرست: پیر طریقت، ترجمانِ مسلک اعلیٰ حضرت، حافظ وقاری حضرت
علامہ الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند، اجین، ایم پی

ناشر

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

ANJUMAN PAIGHAM-E-RAZA TRUST
Bhadravati, Shimoga Dist. Karnataka
www.paighameraza.com

”سرکار تاج الشریعہ نمبر“ کی اشاعت پر پیر طریقت خلیفہ سرکار حضور مفتی اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ اور مرکزی انجمن پیغام رضا ٹرسٹ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

رب العلمین حضور رحمت عالم ﷺ کے صدقے میں سیدی و مرشدی حضور تاج الشریعہ کے مزار پر انوار پر رحمتیں نازل اور میری والدہ محترمہ مرحومہ کی بے حساب مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور میرے والد بزرگوار حضرت علامہ مولانا عبدالمجید صاحب قبلہ رضوی و میرے برادران کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما آمین ثم آمین

خادم مسلک اعلیٰ حضرت (مولانا) محمد جعفر برکاتی رضوی
خطیب وامام نوری مسجد دوبئی

بلاری میں تاج الشریعہ نمبر حاصل کریں
مولانا علی رضا صاحب رضوی
رضا بک ڈپو
بازار محلہ رضا مسجد کے سامنے بلاری ضلع مرادآباد یوپی

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
انجمن برکات رضا
ہم لے لرسی پور ضلع ہاسن کرناٹک

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
حاجی غلام مصطفیٰ رضوی
ازہری بک ڈپو اینڈ قادریہ اکیڈمی رجسٹرڈ
رانی بنور ضلع ہاوری کرناٹک

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
مدینہ بک سینٹر
سنی مسجد چوک کمپلیکس T.K. روڈ بھدراوتی

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
محمد حامد رضا نوری
قصر رضا عیدگاہ روڈ ٹھاکردوارہ ضلع مرادآباد یوپی

کاروان پیغام رضا انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی، کرناٹک

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مبارک حسین محسن رضوی، شیموگہ

حضرت مولانا محمد سہیل احمد غزالی، شیموگہ

حضرت مولانا علی رضا صاحب رضوی بلاری

حضرت مولانا محمد الیاس القادری رضوی شیموگہ

حضرت مولانا غلام ربانی صاحب رضوی داونگرے

مولانا الحاج محمد اکبر علی رضوی، بنگلور

مفتی محمد انظار احمد رضوی چتردرگہ

مفتی محمد فاضل رضوی چتردرگہ

مولانا محمد صفی اللہ نظامی گلن پیٹ

مولانا الحاج محمد ناصر حسین رضوی ہاسن

محمد موسیٰ رضوی صاحب، بنگلور

حافظ قاری داداپیر نظامی رضوی گرجی

مولانا عبد السلام رضوی میسور

مولانا مشتاق احمد نظامی ہریہر ملی

جناب ریاست حسین صاحب بھوجپور

مولانا محمد زاہد رضا نوری سورت

حافظ محمد شبیر رضوی لیاقتی، باباو ار

مولانا محمد آصف رضا لیاقتی ہوسے نری پور

مولانا محمد سلیم رضوی، آمبور

عبد القادر رضوی ہریہر

سید محمد کلیم رضوی، دوبئی

الحاج عبد الخالق منصوری اڈوکیٹ آنجمن

عبد العزیز بیگ رضوی، صدر صاحب

محمد انور بیگ صاحب رضوی محمد کوثر پاشا رضوی

محمد عمران خان رضوی

رحمت اللہ منا بھائی رضوی بنگلور

محمد جیلان رضوی محمد شعیب رضوی بنگلور

محمد نصیر الدین رضوی ہاسن

S.Y. محمد مختار احمد رضوی کانی پلانٹر چکمگلور

حاجی محمد حبیب اللہ رضوی لیاقتی بنگلور

الحاج سید عبد الحمید رضوی بنگلور

الحاج فیروز خان رضوی سوداگر ہدائی ہنور

محمد سمیع اللہ رضوی دوبئی

الحاج محمد سلیم رضوی پی بی پالے ہنور

محمد ذاکر رضوی صاحب سکریٹری سنی مومن مسجد کوتانور

الحاج محمد فاروق سلیم رضوی آلدور

شیخ نور اللہ رضوی لیاقتی کوڈگی

محمد ذکریا رضوی پی بی پالے ہنور

محمد عرفان رضوی، بیرور، مولانا وسیم رضا رضوی بیرور

محمد خلیل رضوی، بیرور

محمد عمران رضوی، بنگلور

محمد مزمل پاشا رضوی، بنگلور

رضا اسلامک لائبریری




رضا اسلامک لائبریری


رضا اسلامک لائبریری

رضا اسلامک لائبریری

بانی و سرپرست: پیر طریقت علامہ الحاج انا محمد لیاقت رضا قادری

تحفہ: سرکار مفتی اعظم ہند





اس شمارے میں

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

حضور تاج الشریعہ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ

دنیا میں بنام اسلام بہت ساری جماعتیں ہیں اور سب حق پہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ ان میں اہلسنت و جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس میں حق دائر ہے، اہلسنت و جماعت کا کوئی ورق، کوئی باب اور کوئی متن ایسا نہیں ہے جو قرآن واحادیث، افکار صحابہ اور اقوام ائمہ سے متصادم ہو۔ صحابہ نے جس انداز میں زندگی اور بندگی کو برتا ہے وہی انداز، وہی طریقہ اور وہی ضابطہ اہلسنت و جماعت کا منشور اور معمول ہے۔

بنام اسلام دنیا میں جو جماعتیں نظر آتی ہیں ان میں اہلسنت کے سوا کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کا منشور قرآن واحادیث سے متصادم نہ ہو اور جس کے معمولات سے اصحاب مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔ دعویٰ آسان ہوتا ہے، ہر جماعت حق پہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، لیکن حق پہ ہونے کے لئے ان کے پاس کوئی موثر دلیل نہیں ہے۔ ان جماعتوں کے جو لٹریچر ہیں ان میں اکثریت ایسی کتابوں کی ہے جو خرافات کا معجون مرکب ہیں، کوئی بھی سنجیدہ شخص غیر جانب دار ہو کر ان کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے شدید اذیتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر دین اسی کا نام ہے تو ایسے دین پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لعنت ہو۔ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور نبی مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) اسلام نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقدس کا جو تصور دیا ہے وہ ہر چیز سے بالاتر ہے۔ اہلسنت و جماعت میں اسلام کا ہر تصور پورے تقدس اور پاکیزگی کے ساتھ عملی طور پر موجود و محفوظ ہے اور اس کے ماننے والے بہر صورت اس کی رعایت کرتے ہیں، ہم اپنے اعمال کو اسلام کی میزان پہ تولیں گے نہ کہ اسلام کو اپنے اعمال کی میزان پر تولیں گے۔ جو عمل اسلام کے میعار ومنہاج کی نفی کرے وہ شعبدہ ہے۔

اہلسنت و جماعت حق ہے اور حق صرف اسی میں دائر ہے۔ شور و غوغا سے سچائی نہیں بدلی جاتی،

اسلام پہ جب بھی نازک وقت آیا ہے تو اساطین اہلسنت ہی میدان میں اترے ہیں اور باطل افکار و نظریات کے حاملین کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جب اکبر نے دینی الٰہی کی بنیاد رکھی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اس خود ساختہ دین کی بنیادیں اکھیڑ کر رکھ دیں، انہیں اس راہ میں شدید اذیتوں سے گزرنا پڑا، لیکن ان کے عزم و استقلال کے سامنے اذیتیں پانی پانی ہو گئیں۔

اہلسنت و جماعت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ خانوں میں بٹی رہی ہے، کوئی مرد قلندر اٹھتا ہے اور دلوں کو جوڑ دیتا ہے، کچھ دنوں تک لوگ آپس میں شیر وشکر رہتے ہیں، پھر حالات حسب سابق ہو جاتے ہیں۔ ایک بزرگ شخصیت سے ان کے عقیدت مندوں نے سوال کیا کہ حضور جماعت اہل سنت حق ہے، پھر اس میں اتنے اختلافات کیوں ہیں؟ انہوں نے اپنے اہل عقیدت کو جواب دیا کہ یہ اختلافات ہی اس کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ اگر جماعت حق پہ نہ ہوتی تو کب کی مٹ چکی ہوتی۔ باطل ہمیشہ متحد رہا ہے۔ آج جماعت اہلسنت کی کسی بھی باطل جماعت سے محاذ آرائی ہوتی ہے تو تمام باطل جماعتیں متحد ہو جاتی ہیں۔ جماعت واہلسنت کے حق ہونے کی یہ بھی بہت بڑی علامت ہے۔ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ہماری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں ایک ہی فرقہ حق پہ ہوگا، باطل کے اتحاد سے جماعت اہلسنت کی حقانیت واضح ہوتی ہے۔ باطل جماعتیں آپس میں سب کو حق پہ سمجھتی ہیں جب کہ یہ منشائے حدیث کے منافی ہے اور فرمان مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدید مخالفت ہے، جہاں دین ہوتا ہے وہاں خوف وخشیت ہوتی ہے اور جہاں دین نہ ہو وہاں خوف وخشیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باطل جماعتوں کے روزمرہ معمولات سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کے پاس دین کے سوا سب کچھ ہے، ان کی سب سے بڑی طاقت ان کا آپسی اتحاد ہے۔

اہلسنت و جماعت حق ہے، حق بکھر کر بھی حق ہی رہتا ہے، حق کے دعوے داروں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے، لیکن اختلاف کا تعلق فروعیات سے ہوتا ہے اعتقادیات سے نہیں۔ فروعیات میں اختلاف کبھی رحمت ہوتا ہے اور اگر اس کا رشتہ ذاتیات سے جڑ جائے، ذاتی اور شخصی مفادات سے جڑ جائے تو باعث زحمت ہوتا ہے۔ اہلسنت کی مثال ایک دریا کی ہے اس میں جب کوئی اختلاف کا پتھر

چھٹکتا ہے تو پانی کی سطح پہ لہریں اٹھتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اس پتھر سے دریا کی وسعت، گہرائی اور شفافیت میں بال برابر فرق نہیں آتا ہے۔ اہلسنت و جماعت ایک ایسا دریا ہے جس کا رشتہ مدینے سے بہت گہرا ہے۔ اہلسنت و جماعت کا ہر ورق عشق رسالت مآب ﷺ محبت اصحاب مصطفی ﷺ اور عقیدت عشاق مصطفی ﷺ سے روشن ہے۔ اہلسنت و جماعت ایک خدائی نور ہے، ایک خدائی فانوس ہے اور ایک خدائی چراغ ہے، اس چراغ کو دنیا کی کوئی طاقت بجھا نہیں سکتی بلکہ جس طاقت نے اسے بجھانے کی کوشش کی ہے خود اس کا وجود ختم ہو گیا ہے۔

اہلسنت و جماعت کی اصطلاع کی وضع عہد صحابہ میں نہیں ہوئی بلکہ اس کی وضع حضرت امام ابوالحسن اشعری اور حضرت امام ابومنصور ماتریدی کے عہد میں ہوئی۔ مذکورہ ائمہ کے عہد میں کئی ایک باطل جماعتیں اور فرقے وجود میں آئے اور سب کے سب حق پہ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ اس طرح حق کا چہرہ مشتبہ ہونے لگا، اہل حق میں اضطراب پھیلنے لگا، حضرت امام ابوالحسن اشعری اور حضرت امام ابومنصور ماتریدی نے باطل سے جہاد کیا اور اہل حق کے لئے اہلسنت و جماعت کی اصطلاح وضع کی۔ اس طرح جو شخص اہلسنت و جماعت کے معمولات و مراسم، اصول وضوابط اور افکار وخیالات کا عامل اور پابند ہوتا اسے اہل حق میں سمجھا جاتا۔ یعنی حضرت امام ابوالحسن اشعری اور حضرت امام ابومنصور ماتریدی کے متبعین ہی کو اہل حق میں شمار کیا جاتا بلکہ ان دونوں شخصیات نے حق کو اتنا واضح کیا کہ دونوں شخصیات معیار حق وصداقت بن گئیں اور آج بھی مذکورہ دونوں شخصیات کو یہ حیثیت حاصل ہے۔

اہلسنت و جماعت ہر زمانہ میں باطل قوتوں کے نشانے پر رہی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باطل اہلسنت ہی سے افرادی قوت حاصل کرتا رہا ہے۔ باطل ہمیشہ اپنے چہرے پہ خوبصورت نقاب ڈال کر آتا ہے تاکہ سادہ طبیعتوں کے شکار میں آسانی ہو۔ دھوکہ، فریب اور ریا کاری کے خمیر ہی سے باطل کا پیکر تیار ہوتا ہے، لیکن حدیث پاک اتقوا بفراسۃ المؤمن الخ کے تحت باطل جس لباس میں آئے، جس لبادے میں آئے اور اپنے مکروہ چہرے پہ جتنا خوبصورت نقاب ڈال کر آئے، علماء ربانیین کی نگاہوں سے بچ کے نہیں نکل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جس فتنے کی اصلیت عوام پہ بہت بعد میں

آشکار ہوتی ہے۔ علماء ربانیین ابتدا ہی میں اس سے خوب اچھی طرح واقف ہو جاتے ہیں اور اس کی شناعتوں، جہالتوں اور خطرات سے قوم وملت کو بچانے کے لئے عملی اقدامات کا پاکیزہ سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ تاریخ میں اس کے بے شمار نظائر موجود ہیں، اگر اجمالی طور پر بھی نظائر پیش کئے جائیں تو ایک طویل فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ یہاں ماضی قریب کی تاریخ سے دو چند اوراق پیش ہیں۔

دنیا اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہے کہ اکبری فتنہ دین الٰہی کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال کے نمودار ہوا۔ عوام بظاہر دین الٰہی کا خول دیکھ رہی تھی، لیکن حضرت مجدد الف ثانی اس خول کے اندر دیکھ رہے تھے۔ آپ نتائج سے بے پرواہ ہو کر اس فتنے کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ فتنہ حکومت وقت کے زیر سایہ پرورش پا رہا تھا اور حکومت جمہوری نہیں تھی، شخصی تھی۔ عوامی جذبات واحساسات سے بے نیاز تھی، اکبر تنہا ہر سیاہ وسفید کا مالک تھا۔ اکبر کے رعب وجلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا طوفان اس کا نام سن کر اپنا راستہ بدلنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اکبر کی حکومت کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا۔ پاس پڑوس کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اس سے ہر وقت خوف زدہ رہا کرتی تھیں، لیکن تنہا مجدد الف ثانی کے فولادی عزم کے سامنے حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی۔ ابوالفضل اور فیضی اکبر کے دو بڑے اہم مشیر تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے حکومت ہی کی کمر نہیں توڑی بلکہ اس فتنے اور اس فتنے کو توانائی فراہم کرنے والے ابوالفضل اور فیضی دونوں کو حکومت کے ایوان میں دفن کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی بے پناہ جدو جہد سے اسلام خطرے کی زد سے باہر نکل آیا، چونکہ بادشاہت میں عوام بے بس ہوتی ہے۔ علماء ربانیین ہی امید کی ایک آخری کرن ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنی بے لوث قربانیوں کے باعث عوام وخواص کے قبلہ عقیدت بن گئے اور ایسے قبلہ عقیدت بنے کہ ان کا نام ہی اہل حق کی علامت وشناخت بن گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جس فتنے کو اس کے بانیوں اور حواریوں کے ساتھ دفن کر دیا تھا، ابھی سو سال کا عرصہ بھی نہیں گزرا تھا کہ وہی فتنہ مولوی اسماعیل دہلوی کی شکل میں نمودار ہوا۔ اس فتنے سے پورے برصغیر میں پھر بھونچال آ گیا۔ اسلام کے جس گلشن کو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے خون

جگر سے سینچا تھا، جسے باد مخالف سے بچانے کے لئے اپنا ہر سکون تج دیا تھا، اسی گلشن پہ خزاں پھر منڈلانے لگی تھی۔ دین الٰہی بھی حکومت کے زیر اثر پروان چڑھا تھا اور مولوی اسماعیل دہلوی کا فتنہ بھی حکومت کی پناہ میں سفر کر رہا تھا۔ فتنہ وہی تھا صرف چہرے بدل گئے تھے، سپاہی بدل گئے تھے اور سپہ سالار بدل گئے تھے۔ مولوی اسماعیل دہلوی کا فتنہ اکبر کے دین الٰہی سے بھی خطرناک تھا، چونکہ یہاں جو بھی ہو رہا تھا اسلامی لبادے میں ہو رہا تھا، چہرے پہ اسلامی نقاب ڈال کر ہو رہا تھا اور اسلام کے نام پر ہو رہا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اسلامی جہاد تھا تو انگریز جو اسلام کا ازلی دشمن ہے اسے اس جہاد سے کیوں محبت تھی اور ہر طرح سے اس کی وہ پشت پناہی کیوں کر رہا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک، تحریر اور جہاد کو اسلامی جہاد سے تعبیر کرنا سخت جہالت و نادانی ہے۔

اکبر کے خود ساختہ دینِ الٰہی کو عوام مسلمین کی تائید حاصل نہ تھی، عوام کی خاموشی حکومت کا خوف تھا۔ اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کا کوئی اصول دین خدا سے نہیں ملتا تھا، جب کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک بنام اسلام تھی۔ وہ بظاہر اسلام کا منکر نہ تھا، اس کا شب خون اعتقادیات پر تھا۔ وہ اسلامی اعتقادیات کو علما کی ذہنی وفکری اضافات سے تعبیر کرتا تھا۔ بہر حال اس کی تحریک کا بنیادی مقصد اسلامی سطوت وشوکت کو ضائع کرنا اور مسلمانوں کو مختلف خانوں میں بانٹ دینا تھا اور اس باب میں اسے بہت تک کامیابی ملی۔ یہ حکومت وقت کا عین منشا بھی تھا، اس کی تحریک سے مسلمانوں کو جو زخم ملے ہیں، ان سے آج بھی خون کے فوارے پھوٹ رہے ہیں اور مسلمان زوال کی دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔

اکبر کے دین الٰہی کے خلاف علماء متحد نہ تھے، یہاں بھی حکومت کا خوف تھا، لیکن مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک کے خلاف علماء اور عوام دونوں متحد تھے۔ دہلی کی جامع مسجد میں باضابطہ اس سے مناظرہ بھی ہوا اور وہ مناظرے کے دوران ہی مسجد سے نکل کر چلا گیا۔ اس کی تحریک کی علما بیزاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے رد میں تین سو سے زائد کتابیں لکھی گئیں۔ ملک میں ہر سمت حنفیت کا غلغلہ تھا اور پورا ملک دینی، ملی اور مسلکی اعتبار سے متحد تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک اسلام کا ایک ایسا نیا چہرہ تھا، جس میں تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت مآب ﷺ ہی ہدف تنقید تھی۔ اس تحریک کی روشنی میں مولوی اسماعیل دہلوی کے افکار ونظریات کا

مخالف اسلام سے خارج تھا، چاہے اس کا تعلق دنیا کے کسی علاقے یا خطے سے ہو۔

اس تحریک کے شعلوں سے پورا برصغیر جھلسنے لگا، گھر گھر میں جنگ وجدال جیسا ماحول ہو گیا۔ جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو سعادت مند قلوب دست بدعا ہوئے ان کی دعائیں باب اجابت سے ٹکرائیں، رحمت الٰہی متوجہ ہوئی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ مقتدائے قوم و ملت اور رہنمائے دین وشریعت کی شکل میں بریلی شریف سے نمودار ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ یہ زمانہ ملت اسلامیہ کے لئے بڑا نازک زمانہ تھا۔ قوم مسلم داخلی اور خارجی دونوں اعتبار سے افلاس کا شکار تھی، خاص کر ہندوستانی مسلمان سخت آزمائش کا شکار تھا، ان سے ان کا مذہبی تشخص بھی چھینا جا رہا تھا اور انہیں شہری وملکی حقوق سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھیں، حکمراں طبقہ کو یہ خوف لاحق تھا کہ مسلمان کبھی بھی بیدار ہو سکتے ہیں اور برادران وطن کو یہ خوف حراساں کئے ہوا تھا کہ اگر یہ قوم خود کفیل ہو جاتی ہے تو اس سے کسی بھی میدان میں مقابلہ مشکل ہوگا۔ حکومت کی مشنری اپنے مسلم نما ایجنٹوں کو منظم کر چکی تھی جو اسلامی اقدار وروایات کے چہرے کو گرد آلود کرنے میں شب وروز مصروف تھے۔ ایک طرف افلاس کے سائے مسلمانوں کے تعاقب میں تھے تو دوسری طرف رہبر کے روپ میں رہزنوں کا ٹولہ مناظراتی ومباحثاتی ماحول پیدا کر کے حال اور مستقبل پہ غور کرنے سے انہیں روک رہے تھے۔ یعنی زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں کو پسپائی پر مجبور کیا جا رہا تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے جب شعور کی دہلیز پہ قدم رکھا تو انہوں نے مسلمانوں کو مایوسی کے صحرا میں بھٹکتے ہوئے پایا۔ مذہب سیاست اور تجارت کے شعبوں میں مسلمانوں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اور جو لوگ مذہبی، سیاسی اور تجارتی نمائندوں کی شکل میں مصروف کار ہیں حقیقت میں وہ دین فروش، مذہب فروش اور قوم فروش ہیں، ان کی اولین خواہش حکومت کی خوشنودی ہے جو دین مدینے سے مسلمانوں کو ملا ہے، یہ اس دین کے سوداگر ہیں۔ حب رسالت مآب ﷺ جو ایمان کی اساس ہے یہ رہبر نما رہزن اس عشقِ رسالت مآب ﷺ کے چراغ کو مسلمانوں کے سینوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی ذات کمالات ظاہری وکمالات باطنی کی جامع تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی توانائی عطا کی تھی کہ وقت کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان سے مقابلے کی خود میں تاب نہیں پاتی تھی، چونکہ فتنے ہزار تھے اور ہر فتنے کا انہیں سر کچلنا تھا، اکبر کا خودساختہ دین الٰہی ایک طویل مدت کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی کی شکل میں نمودار ہوا۔ اکبر کے خودساختہ دین الٰہی کا ایک ہی روپ تھا، لیکن مولوی اسماعیل دہلوی کے فتنے کے مختلف روپ تھے اور ہر روپ ایک مکمل فتنہ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی سے نکلے ہوئے ہر فتنہ کی رسائی ایوان حکومت تک تھی بلکہ حکومت ہی ان فتنوں کو ہر طرح کی غذا فراہم کر رہی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے عہد میں ہر فتنہ جوان ہو چکا تھا، نظام قدرت ہے کہ فتنہ جس قدر اور جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کو کچلنے کے لئے رب اس سے بڑی طاقت کو بھیجتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی کتاب حیات کے مطالعہ سے اس کی بھرپور توثیق ہوتی ہے۔ رب نے آپ کی ذات کو بے پناہ طاقت وتوانائی سے مزین فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ کوئی باطل آپ کے سامنے سرخ رو نہ ہو سکا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ نے مسلمانوں کو قدم قدم پر حوصلہ دیا۔ ان کی زندگی کی جو راہیں تاریک تھیں انہیں روشن کیا، جو قوتیں مسلمانوں کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف تھیں ان کی نشان دہی کی اور ہر فتنے کے چہرے سے نقاب الٹ دیا۔ اعلیٰ حضرت کے عہد میں کوئی ایسا فتنہ نہیں ملتا جس کی آپ نے نشاندہی نہ کی ہو اور کوئی ایسا فتنہ نہیں جس کے خلاف آپ کی کوئی کتاب یا کوئی رسالہ نہ ہو، آپ کے علم، عمل اور عشق کی روشنی اتنی تیز تھی کہ پوری اسلامی دنیا آپ کی سمت متوجہ ہو گئی۔ آپ نے صرف اسلام دشمن عناصر ہی کا تعاقب نہیں کیا بلکہ آپ کے عہد میں بعض مسائل ایسے تھے جن کا اطمینان بخش حل علماء، فقہا اور مفتیان کرام پہ پورے طور سے واضح نہیں ہو رہا تھا۔ آپ نے ان مسائل کا بھی انتہائی سنجیدہ اور دلائل وبراہین سے مزین حل پیش فرمایا۔ آپ کی حیات دینی، ملی اور علمی خدمات ایسی نہیں ہیں کہ انہیں لفظوں میں سمیٹ لیا جائے بلکہ اس کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے اور یہ کام فرد واحد کے بس کا بھی نہیں ہے، اس کے لئے ایک مظبوط تنظیم اور ہر طرح سے مستحکم ادارے کی ضرورت ہے۔ اس ادارتی تحریر میں ہم نظیریں بھی پیش کرنے سے

قاصر ہیں۔ ایسے آپ کی حیات کے اکثر ابواب چاند کی چاندنی کی طرح صاف وشفاف اور سورج سے زیادہ روشن ومنور ہیں۔ آپ نے اپنی حیات کی ہر سانس کو دین وشریعت، عشق ومحبت اور قوم وملت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آپ نے فتنوں کی سرکوبی بھی کی اور مسلمانوں کو ان کی سرکوبی کے لئے ہتھیار بھی فراہم کئے۔ آپ نے مسائل کے بھنور سے مسلمانوں کو نکالا بھی اور مستقبل میں ایسے حالات سے نمٹنے کے لئے خطوط بھی متعین کئے۔ چراغ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قلوب مسلمین کو روشن بھی کیا اور عشق کے لئے تحفظات بھی فراہم کئے۔ یعنی جن مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ کی ولادت ہوئی تھی، آپ نے ان مقاصد کو بھرپور انداز میں تکمیل کے زیور سے مزین کیا ہے۔ یہ عقیدت کی لہریں نہیں ہیں بلکہ صداقت کی پرنور شعاعیں ہیں۔

جب کوئی انسان نعمت الٰہی کی قدر کرتا ہے اور اپنے منصب سے وفاداری کرتا ہے تو وہ نعمت اور منصب اس سے چھینا نہیں جاتا بلکہ اس کے بعد وہ نعمت اور منصب اس کی آنے والی نسلوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت جب تک حیات سے رہے پوری اسلامی دنیا کی قیادت وامامت کی دستار آپ کے سر پہ روشن رہی۔ آپ کے بعد یہ منصب آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کو ملا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کی دینی، ملی اور قومی خدمات کے کسی بھی ورق کو داغدار ہونے نہیں دیا۔ چونکہ معاملہ خصوصاً پورے برصغیر کا تھا، اگر اعلیٰ حضرت کی تحریک، تحریک عشق رسالت کسی بھی زاویئے سے کمزور ہوتی تو پورے برصغیر کی مذہبی شفافیت کے داغدار ہونے کا شدید خطرہ تھا۔ رحمت الٰہی اعلیٰ حضرت کی مسند عشق وعرفان کی زیب وزینت کے لئے افراد فراہم کرتی رہی۔ حضرت حجۃ اسلام کے بعد اس مسند علم وعرفان پر حضور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ جلوہ افروز ہوئے۔ آپ نے پورے برصغیر کو منظم بھی کیا، مضبوط بھی کیا اور متحد بھی کیا۔ حضور مفتی اعظم ہند کی کتاب حیات کے انوار وتجلیات سے پیشانیاں آج بھی روشن ومنور ہو رہی ہیں۔ آپ کے عہد نے آپ سے بڑا کوئی دوسرا التقویٰ شعار نہیں دیکھا ہے۔ دنیا کے جن شہروں کو آپ کے قدموں کی برکتیں ملی ہیں ان شہروں کے بام ودر سے آج بھی خوشبو پھوٹتی ہے۔ جن گلیوں سے آپ گزرے ہیں وہ گلیاں آج بھی مہکتی ہیں۔ آپ نے قریب قریب ۷۵ سال تک اپنے

والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی تحریک کی قیادت و نیابت کی اور اس شان سے کی کہ پورا برصغیر عشق و عرفان کی خوشبو میں نہانے لگا۔

حضور مفتی اعظم ہند کے بعد حضور تاج الشریعہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، پرتو حجۃ الاسلام اور جانشین مفتی اعظم کی شکل میں نمودار ہوئے اور اپنے خاندانی بزرگوں کی امانتوں کی ترویج و تشہیر اس انداز میں کی کہ عوامی جذبات و احساسات کے قبلۂ عقیدت بن گئے۔ آپ پچاس سال سے زائد عرصہ تک ملت اسلامیہ کو حرارت عشق رسالت مآب ﷺ کا عرفان عطا کرتے رہے۔ آپ نے اپنے خاندانی بزرگوں کے چراغ عشق و عرفان کی لو کو کبھی مدھم ہونے نہیں دیا اور قومی وملی وقار و اعتبار کو کسی بھی زاویئے سے داغدار ہونے نہیں دیا۔

حضور تاج الشریعہ کے عہد کو فتنوں کے عہد کا نام دیا جا سکتا ہے، لیکن ہر فتنہ آپ کے وجود سے خوف زدہ و حراساں رہا۔ عہد حاضر کی مرکزی شخصیات میں ہر زاویئے سے آپ کو اولیت حاصل تھی۔ اس عہد کا سب سے خطرناک فتنہ صلح کلیت ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات صلح کلیت کے لئے آہنی دیوار کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کی عوامی قبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بیٹھ جاتے بغیر تعارف کے پروانوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا۔ آپ کی ذات عوام وخواص دونوں کے لئے قبلہ عقیدت بھی تھی اور قبلہ حاجات بھی۔ فتنے آپ کے بام و در سے ٹکرا ٹکرا کر دم توڑ دیتے تھے۔ آج آپ کا نام اور کام دونوں قوم وملت کے لئے وظیفۂ حیات بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے وصال سے پوری سنی دنیا سکتے میں ہے۔ ہر سمت غم واندوہ کے سائے رینگ رہے ہیں اور ہر دل اشک بار ہے۔ آپ کے وصال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے مستقبل قریب میں اس کا پر ہونا بہت مشکل لگ رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کا محافظ ہے، اس کی رحمت برصغیر کے مسلمانوں کو بے آبرو ہونے نہیں دے گی۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال سے متاثر ہو کر اہل عقیدت اپنے اپنے طور پر ان کی بارگاہ عظمت نشان میں خراج عقیدت پیش کرنے کی کوشش میں جٹے ہوئے ہیں، ماہنامہ پیغام رضا، اجین، ایم پی کے اراکین اور اس سے وابستہ افراد بھی حضور تاج الشریعہ کے غلاموں اور عقیدت مندوں میں خود کو شمار کرتے ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد اراکین کی ایک ہنگامی نشست بلائی گئی اور اس میں یہ فیصلہ

کیا گیا کہ حضرت کی حیات وخدمات پر ایک وقیع اور جامع پیغام رضا کا تاج الشریعہ نمبر نکالا جائے، چونکہ وقت بہت کم تھا، فوراً ہم نے اہل زبان وقلم سے رابطے بحال کئے اور ان سے قلمی ولسانی تعاون کی اپیل کی۔ الحمد للہ اہل زبان وقلم نے ہماری اپیل پہ لبیک کہا اور اپنی قلمی نگارشات سے ہماری بھر پور انداز میں حوصلہ افزائی کی اور کم وقت میں قابل توجہ، معلوماتی اور علمی مواد اکٹھا ہو گئے، اس حوالے سے ہم اہل زبان وقلم کے بے حد ممنون ومشکور ہیں اور ان کے لئے دعا گو بھی۔

ماہنامہ پیغام رضا کے تاج الشریعہ نمبر کی تیاری کے لئے ہمیں بہت کم وقت ملا ہے، اس لئے نمبر کی جس انداز میں ترتیب وتہذیب ہونی چاہئے ہم اس کا خاطر خواہ لحاظ نہیں کر سکے ہیں، ممکن ہے دوسرے ایڈیشن میں اس پہلو پہ خصوصی توجہ دی جائے۔ اس نمبر کی ترتیب میں یوں تو بہت سارے احباب و متعلقین کا پر خلوص تعاون شامل ہے، ہم نام بنام سب کا ذکر کرنے سے قاصر ہیں لیکن چند احباب اور معاونین ایسے ہیں جن کا ذکر نہ کرنا دیانت کا خون ہوگا۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی، اگر اس سنگلاخ سفر میں آپ کی رفاقت نہ ملتی تو یہ نمبر اس شکل میں آپ کے ہاتھوں کی زینت نہ ہوتا۔ انجمن پیغام رضا ٹرسٹ، بھدراوتی کرناٹک کے اراکین کی محبتیں بھی قدم قدم پر ہمارے حوصلوں کو توانائی فراہم کرتی رہیں، خاص کر برادر طریقت جناب محمد امین رضوی، جناب صدیق رضوی اور کوثر رضوی یہ حضرات ہمیشہ دست و بازو بنے رہے۔ محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محبوب عالم صاحب رضوی مہتمم دار العلوم غریب نواز اجین کی ذات بھی ہمارے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ خادم رضویت لیاقت رضا نوری ان کی صحبت وعافیت کے لئے ہر وقت دست بدعا رہتا ہے۔ ہمارے صاحبزادگان مولانا آصف رضا نوری واحمد رضا نوری (عرف بھائی جان) کو بھی ہم کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ ہماری دینی خدمات میں ان دونوں کا بہت اہم رول ہے۔ رب کائنات تمام کرم فرماؤں کو دارین کی نعمتوں سے شاد کام فرمائے۔

تاج الشریعہ نمبر کا کام جلد بازی میں ہوا ہے اس لئے مقالات کی ترتیب اور ان کی پروف ریڈنگ میں جس طرح کے توجہ کی ضرورت تھی ہم وہ توجہ نہیں دے سکے ہیں، اس لئے لفظی خامیوں کا امکان زیادہ ہے، ہم اس کے لئے اپنے معزز قارئین ومعاونین سے معذرت خواہ ہیں، ہاں کوئی بڑی

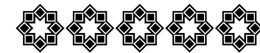
خامی قارئین کی نگاہ میں آجائے تو رضانوازی کے ساتھ اطلاع دیں ہم دوسرے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی بھرپور کوشش کریں گے۔

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی ایک بہت بڑا ادارہ ہے، اس کی دینی، ملی اور رفاہی خدمات سے اہل علم بہت حد تک واقف ہیں، ادارے کے مقاصد بہت ہی اعلیٰ اور عظیم ہیں، اس ٹرسٹ کے زیر اثر درجنوں ادارے کرناٹک میں مصروف کار ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کے وصال کو سو سال ہو چکے ہیں، جشن صد سالہ کے لئے ہمارے منصوبے ہیں ان میں کنز الایمان شریف کی کنڑ زبان میں اشاعت سرفہرست ہے، کام مکمل ہو چکا ہے، جشن صد سالہ میں اس کی اشاعت اور نمائش ہوگی۔ کنز الایمان کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی بہت ساری دوسری تصنیفات بھی اشاعت کی منزل میں ہیں اور بھی دوسرے علمی ولسانی کام زیر غور ہیں۔ مذکورہ منصوبوں میں انجمن پیغام رضا یوتھ ونگ کے احباب بھی ہمارے شانہ بشانہ ہیں، سب کے لئے ہماری پرخلوص دعائیں ہیں۔ دعا ہے کہ رب کعبہ ہمارے حوصلوں کو نئی تب وتاب عطا کرے اور ہم سے دین وشریعت کا تا حیات کام لیتا رہے۔

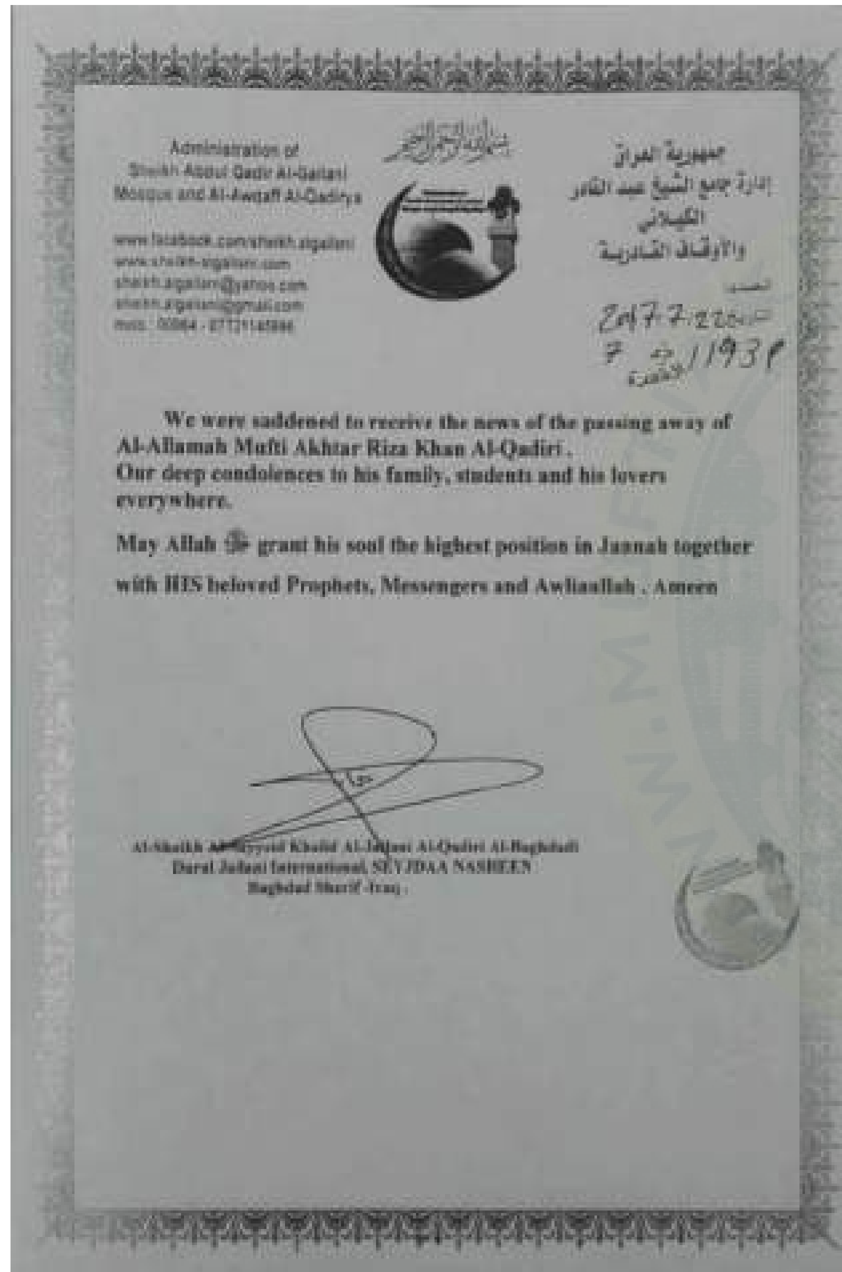
حضور تاج الشریعہ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ ہے۔ یہ ہمارے لئے غم کی گھڑی ہے، اس غم میں ہم اہلسنت و جماعت کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ خصوصی طور پر جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی ونورانی کے غم کو ہم اپنا ذاتی غم سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اہلسنت و جماعت کو متحدہ منظم اور مضبوط کرنے کا انہیں جذبہ عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سراپا غم کی تصویر

محمد لیاقت رضا نوری



تعزیتی
پیغامات



جمهورية العراق
إدارة جامع الشيخ عبد القادر
الكيلاني
والأوقاف القادرية

Administration of
Sheikh Abdul Qadir Al-Gailani
Mosque and Al-Awqaff Al-Qadirya

www.facebook.com/sheikh.algailani
www.sheikh-algailani.com
sheikh.algailani@yahoo.com
sheikh.algailani@gmail.com
mob.: 00964 - 07721145944

2017.7.22
7 / 1439

We were saddened to receive the news of the passing away of Al-Allamah Mufti Akhtar Riza Khan Al-Qadiri.
Our deep condolences to his family, students and his lovers everywhere.

May Allah ﷻ grant his soul the highest position in Jannah together with HIS beloved Prophets, Messengers and Awliaallah . Ameen

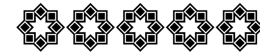
Al-Shaikh As-Sayyid Khalid Al-Jilani Al-Qadiri Al-Baghdadi
Darul Jailani International, SEYJDAA NASHEEN
Baghdad Sharif -Iraq .

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

بسمہٖ تعالیٰ

''رفتید و لے نہ از دل ما''

رضا ہی میں رضا ہے، رضا سے نسبت، اعتبار ہے، افتخار ہے۔ بات رضا کی ہے تو وہ بھی میرے پیارے نبی کریم کی نسبت سے ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے، رضا کی طلب کیوں نہ ہو، میرے رضا کے تو نام لیوا بھی کامیاب ہیں۔ ؎ آفتاب وماہ تاب دنیا دیکھ رہی تھی،، اب (تاج الشریعہ) ''اختر'' کی تب وتاب بھی دیکھ لی۔ بلاشبہ وہ ایک فرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت ،انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی، وہ اپنے خاندان ہی کی نہیں، مسلکِ حق کی بھی آبرو تھے۔ ہر چند کچھ مسائل میں بعض نے اختلاف کیا۔لیکن ان کی مرتبت پہ اعتراض کرنے کی کوئی جرأت نہ کرسکتا۔ علمی فقہی اور روحانی سطح پر سمتوں میں ان کی فضیلت ومرتبت مسلم رہی۔ ان کا ظاہر وباطن ایک تھا۔ ان سے محبت ورفاقت کی قریباً چار دہائیاں یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے، جانے کیوں اب سناٹا سا لگ رہا ہے، اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاج دارِ بریلی کے فیضان کی گونج بڑھتی رہے۔



حضرت مولانا سید مظفر شاہ قادری رضوی مدظلہ العالی

مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا!

حضور مفتی اعظم کا تقویٰ بھی مثال تھا، فتویٰ بھی بے مثال تھا، امام احمد رضا کے بعد شہر علم بریلی شریف کی شناخت تھے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ، سارے عالم میں ان کی عظمتوں اور شرعی فیصلوں کا طوطی بولتا تھا، آج بھی شرعی معاملات میں دنیا کی نگاہیں بریلی شریف کی طرف ہوتی ہیں، جہاں حضور مفتی اعظم کی نیابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ......انھیں کی شان علمی وتفقہ فی الدین اور عظمت پر ذیل کی تحریر شاہد ہے۔ یہ تاثرات حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری مدظلہ العالی کے ہیں جو آپ نے اپنے ایک خطاب میں ارشاد فرمائے۔ راقم محمد سعید رضا (نوری مشن مالیگاؤں) اسے تحریری شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''میں کیا کہوں؟ اور میرے جیسے بے کار آدمی کی کیا حیثیت ہے کہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہے، میرے شیخ (حضرت تاج الشریعہ) نے جن کا نظیر یقینا کوئی نہیں ملتا، انہوں نے یہ جملہ کہا ہے کہ

''مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا''

بلندی آپ دیکھئے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی۔ کہ آج حضور تاج الشریعہ کی سلاست، اور میں ایک بات یہاں پر عرض کردینا چاہتا ہوں کہ حضور زیبِ سجادہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ، فتاویٰ رضویہ شریف کی تعریف فرمارہے ہیں یعنی عربی میں کررہے ہیں، آپ کے ساتھ ایک مولانا ہوتے ہیں وہ اردو کے اندر پڑھتے ہیں۔ میں زمبابوے میں حضرت کے ساتھ رہا، ہرارے میں حضرت کے ساتھ رہا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ نے علم، اعلیٰ حضرت کے خاندان کو ایسا عطا فرمایا ہے

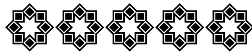
کہ حضور تاج الشریعہ اس وقت شوگر کا مرض بڑھنے کی وجہ سے بظاہر جو بصارت ہے وہ اتنی کمزور ہے کہ آپ کو کاغذ کے اوپر لکھی ہوئی عبارت نظر نہیں آتی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا پورا ایک پیراگراف اردو میں مولانا پڑھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی مفتی کو آپ بٹھائیں، اس کے سامنے اردو میں ایک دفعہ فتاویٰ رضویہ کا پیراگراف پڑھیں، اس کو کہیں کہ یہی اردو دوبارہ سنا دو، وہ نہیں سنا سکتا۔ کیوں کے تحریر اعلیٰ حضرت کی۔ تحریر اعلیٰ حضرت کی اردو میں ہی ہے۔ ایک پیراگراف۔ یعنی دو چار لائنیں۔ اگر کسی بہت بڑے عالم کے سامنے بھی پڑھ دی جائے فتاویٰ رضویہ کی؛ ایک مسئلے کے جواب میں اور پھر کتاب سامنے رکھیں کے آپ پڑھیے ذرا ہو بہو ویسی۔ تو میں کہتا ہوں کہ بہت ممکن ہو تو وہ ایک لائن پڑھیں گے دوسری میں ڈگمگا جائیں گے یا الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں گے۔ مفہوم ومضمون صحیح بیان کر جائیں گے لیکن لفظ ان کے آپس میں مل جائیں گے۔ لیکن حیرانگی ہوتی ہے اس خاندان پر۔ حضور تاج الشریعہ کے سامنے مولانا پورا ایک پیراگراف پڑھ کے چپ کرتے ہیں؛ آپ اس کی پوری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یعنی وہ اردو میں پیراگراف پورا کرتے ہیں اور آپ اپنی زبان میں اس کو عربی میں کر کے بیان کرتے ہیں۔ اور وہ جملہ ریکارڈ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا جوڈیپارٹ ہے وہ عربی سے اس کو تحریر کرتا ہے اور تحریر کرنے کے بعد وہ علما جو جامعہ اشرفیہ کے ادھر کے جو ادب میں عبور رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ الفاظ بھی ایسے نکلتے ہیں جو فصاحت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

اور الحمدللہ میرے شیخ نے اس وقت تین جلدیں فتاویٰ رضویہ کی مکمل عربی میں کر دی ہیں؛ اور عربی بھی وہ جس کو مصری بھی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے۔ عربی بھی وہ جس کو شامی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے۔ کیوں کہ عربی کرنا تو کوئی بھی رسالہ آپ لایے وہ تو کوئی بھی کر دیتا ہے، لیکن ان کے مزاج کے اعتبار سے، وہ جو تعبیرات وہ رکھتے ہیں اس تعبیرات کا لحاظ رکھنا، ان کی زبان کا لحاظ رکھنا، اُس کے تسلسل کا لحاظ رکھنا، تو میں کہتا ہوں یہ مَلَکہ تاج الشریعہ قبلہ دامت برکاتھم العالیہ کو علمی تبحّر کا یہاں پر آج ہے۔ میرا یہ معاملہ خود ہوا۔ میں نے کہا جناب ذہبی جو ہے حضور! وہ ابن تیمیہ کا شاگرد ہے آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ تو مفتی ہیں، فتویٰ بیان فرماتے ہیں۔ میں آپ سے آٹھ

سو سال پرانی بات بیان کر رہا ہوں اور چلتے چلتے میں نے حضور تاج الشریعہ سے کہا، میری بحث ہو رہی تھی۔ میں نے کہا حضرت اس نے لکھا ہے کہ ذہبی جو ہے وہ ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، میں جواب کیا لکھوں۔ میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی تھے۔ آپ نے فوراً اُنہیں کی کتاب ''سِیَر'' کا حوالہ دے کر اور ایک اور کتاب کا حوالہ دے کر فرمایا: اُدھر دیکھئے انہوں نے رد لکھا ہے۔ اور جو جملے آپ نے عربی کے پڑھے تھے خدا کی قسم وہی کتاب میں لکھے ہوئے تھے۔ اور یہ اہتمام کے ساتھ نہیں ہے؛ چلتے چلتے۔ تو اب آپ اندازہ لگایے کے اِس خاندان پر اللہ رب العالمین جلّ وعلیٰ نے کیسا فضل رکھا ہے؛ اور جس شخصیت کا آج کوئی نظیر نہیں، میں کہتا ہوں تاج الشریعہ کی نظیر نہیں۔ نہ تقوے میں کوئی نظیر ہے نہ علم میں کوئی نظیر ہے۔ جب اُن سے پوچھا گیا کہ حضور آپ جانشین ہیں مفتی اعظم ہند کے۔ آپ کو کرسی ملی ہے، آپ کو اُن کی جانب سے قضاء کی اجازت ملی ہے، آپ اُن کے نائب ہیں فتوے میں۔ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کو کیسا پایا؟ تو اِس وقت کا اتنا بڑا امام وہ یہ کہہ کر خاموش ہوتے ہیں کہ جناب!

مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا

تو میں کہتا ہوں کہ جناب اِس سے آپ اندازہ لگایے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کا علم کا جو آفتابِ نیم روز ہے وہ کتنی بلندی پر اپنی روشنی کو پھیلا رہا ہے۔''



مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

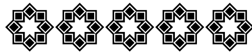
مدیر اعلیٰ پیغام رضا،ممبئی

حضور تاج الشریعہ خانوادۂ رضا کے چشم وچراغ تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد قادری برکاتی قدس سرہٗ کے علوم کے وارث، حضور حجۃ الاسلام کے پرتو، حضور مفتی اعظم ہند کے جانشین اور حضور مفسر اعظم ہند کے نور نظر لخت جگر تھے۔ آپ کی ذات میں بیک وقت کئی عالمی اور مرکزی شخصیات کے دینی، علمی اور فکری جلوے پورے آب وتاب کے ساتھ مسکرا رہے تھے۔ آپ کی ذات اہل ہند کے لئے خصوصاً اور عالم اسلام کے لئے عموماً گنج گرانمایہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ جامع علوم بھی تھے، مرجع علما بھی تھے اور عوام کے مرکز عقیدت بھی تھے، دنیا کے مختلف ممالک سے آپ کی بارگاہ میں مشکل ترین سوالات آتے تھے اور آپ ان سوالات کے اطمینان بخش جوابات فراہم کرتے تھے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی پاکیزہ تصویریں نگاہوں میں گھومنے لگتی تھیں۔ شرعی احکام ومسائل کے نفاذ میں آپ نے کبھی کسی کی رعایت نہیں کی۔ آپ کی زبان میں کن کی تاثیر تھی، جن لوگوں نے آپ کے شرعی فیصلوں کے سامنے گردن جھکانے سے انکار کیا اور آپ کی کردار کشی پہ آمادہ ہوئے وہ مذہبی معاشرے میں ہر طرح سے بے آبرو ہو گئے۔ آپ نے کبھی بھی کوئی شرعی فیصلہ ذاتی مفاد کے زیر اثر نہیں دیا اور آپ نے کبھی اپنے مخالف کے ساتھ انتقامی جذبے کا اظہار نہیں کیا۔ احقاق حق وابطال باطل میں بھی آپ کی ذات بے مثال وبے نظیر تھی۔ دنیا کی کوئی طاقت کبھی آپ کو خوف زدہ نہیں کر سکی۔ ان دنوں پورا برصغیر صلح کلیت کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ بڑے بڑے خاندان کے نامی گرامی افراد اس آگ کی زد میں آگئے اور اپنے خاندانی روایات کا چہرہ گرد آلود کر لیا۔ بلکہ اپنے خاندان کی مٹی پلید کر لی۔

حضور تاج الشریعہ نے نہ صرف اپنے خاندانی وقار کو اعتبار بخشا ہے بلکہ صلح کلیت کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اسلامی روایات کے خلاف کسی بھی فتنے کو سر اٹھا کر چلنے نہیں دیا۔ جو

لوگ تحقیق کے نام پر اسلاف بیزاری کی تحریک چلا رہے ہیں۔ آپ نے ان کا بھی شدت کے ساتھ محاسبہ کیا اور ان کی تحقیق کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔ دنیا دار اور مذہبی صداقت سے الجھنے والے یہ نعرہ لگا رہے تھے کہ تاج الشریعہ عوامی اعتماد کھو رہے ہیں لیکن ان کے جنازے میں خلق خدا کی ناقابل تسخیر بھیڑ نے ان کے نعرے کی ہوا نکال کر رکھ دی۔ آپ کی ذات آیات الٰہی بھی تھی اور معجزۂ رسالت پناہی بھی۔ بعض عاقبت نااندیش افراد یہ نعرہ بھی لگا رہے ہیں کہ وہ علوم اعلیٰ حضرت کی آخری یادگار تھے۔ اس نعرے میں کتنی صداقت ہے آنے والا وقت بتادے گا۔ برصغیر ہند وپاک میں فکر رضا ہی میں اسلام کا تحفظ ہے اور اللہ اپنے دین کو کبھی بے آبرو ہونے نہیں دے گا۔ انشاء اللہ۔ بہت جلد حضور تاج الشریعہ کا علمی وفکری جانشین جلوہ گر ہوگا اور ملت کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد سے ہمکنار کر دے گا۔

حضور تاج الشریعہ یقیناً، حتماً اہلسنّت وجماعت کے سپہ سالار تھے آپ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے سانحۂ عظیم ہے عوام اہلسنّت آپ کے وصال کے غم سے برسوں ملت اسلامیہ کے لئے سانحۂ عظیم ہے عوام اہلسنّت آپ کے وصال کے غم سے برسوں باہر نہیں ہو سکے گی۔ دعا ہے کہ رب کعبہ انہیں اپنی رحمت کا قرب، پسماندگانِ کو صبر جمیل اور اہلسنّت کو آپ کے روحانی فیضان سے مالا مال کرے۔ آمین۔



ڈاکٹر سید طلحہ رضوی برقؔ، پٹنہ

بریلی شریف ہندوستان میں شریعت وطریقت کا ایسا حسین سنگم ہے جو مرضی مولا سے ترویج واشاعت اسلامیہ وعقیدہ صحیحہ اور تردیدوانہدام عقائد باطلہ کا ابدی نشان بن گیا۔ امام اہل سنت، ماحی شرک وبدعت، ستون شریعت محمدی کے پاسبان اور بطون طریقت احمدی کے راز داں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا وجود مسعود رب تعالیٰ کا بڑا انعام ہوا، جس نے چار دانگ عالم میں ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کے نغمۂ سرمدی سے ہمیشہ کے لئے فضائے بسیط کو مترنم کردیا۔

خوشا مسجد و مدرسہ وخانقاہے   کہ دروے بود قیل وقال محمد

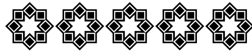
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے جانشین ان کے صاحبزادہ والا تبار حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے تاریخ میں وہ روشن باب قائم کردیا، جس کے فیضان نور سے دنیائے سنیت منور ہوگئی۔

حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی جگہ خالی نہیں چھوڑی اور نہ مسند اعلیٰ حضرت کبھی خالی رہے گی، فاضل علوم شرعیہ، درشہوار سلسلۂ نورانی، واقف رموز قرآنی، آشنائے حل مسائل انسانی تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری اسی مسند اعلیٰ حضرت کی زینت ووقار کو دوبالا کررہے تھے۔ آپ کی ذات گرامی بحر العلوم کی حیثیت رکھتی تھی، عربی، اردو اور انگریزی میں آپ کی تصنیف کردہ تقریباً ستاون کتابیں ان کے تبحر علمی ودانشوری کی گواہ ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ کی نورانی صورت دیکھ کر ہی خدا یاد آتا تھا، ان کے اخلاق اور اوصاف ظاہری وباطنی کی ایک دنیا مداح وقصیدہ خواں ہے، بفضلہٖ وبکرمہ تعالیٰ۔ مجھ فقیر حقیر کی یہ بساط کہاں کہ حضرت تاج الشریعہ کے فضل وکمال پر روشنی ڈالے

اور ان کی شان میں سوا اظہار عقیدت ومحبت کے اور کچھ کرسکے۔

ادب وشرم تورا خسرو مہرویاں کرد
آفریں برتو کہ شائستہ تحسینی

حضرت تاج الشریعہ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے ان کے وجود مسعود سے فتنوں کو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہورہی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے وہ نائب تھے اور اعلیٰ حضرت کے علوم وفنون کے وارث تھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید واثق ہے کہ جلد ہی حضرت تاج الشریعہ کا کوئی نائب منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوگا۔ دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے روحانی فیضان سے جماعت اہلسنت کو مالا مال فرمائے اور ہم میں جلد کوئی ان کا بدل بھیجدے۔ تاکہ وقت کے بھیڑیوں ملت کی حفاظت ہوتی رہے۔ آمین



شکستہ دلوں کی صدا

سید اولاد رسول قدسی مصباحی
نیویارک، امریکہ

(1)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ العزیز کا خانوادہ علم، عمل اور تقویٰ کے آسمان پر چمکتا تھا، چمک رہا ہے اور ان شاء اللہ چمکتا رہے گا۔ خانوادۂ رضا میں بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی شاہ حامد رضا خاں، مفتیٔ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ ابراہیم رضا خاں اور وارث علوم رضا حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری قدس اسرارہم۔ یہ وہ شخصیات ہیں جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں دنیائے دانش، فقہ و فتاویٰ، شعر و سخن، زبان و ادب اور زہد و تقویٰ کو وقار و اعتبار بخشا اور خلق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں۔ ان کی دینی، علمی، لسانی اور قلمی خدمات سے تاریخ کی پیشانی منور و مجلیٰ ہے۔ اس خانوادۂ عالی شان کے اجمالی تعارف کے لیے دفاتر درکار ہیں چہ جائیکہ تفصیل لکھی جائے۔

وارث علوم رضا حضرت شاہ اختر رضا قادری ازہری قدس سرہٗ خاندانی بزرگوں کا نقش ثانی اور اسلاف کرام کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ ان کی شخصیت اپنے علوم و فنون کا بحر بیکراں اور فقہ و فتاویٰ کا آمیزہ تھی۔ انھوں نے اپنی ذات سے پوری دنیا کو متاثر کیا۔ دنیا کی مشاہیر شخصیات میں انہیں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ اپنی خصوصیات و خدمات اور حقائق و دقائق اور ظاہر و باطن میں وہ اپنی مثال آپ تھے۔ ان کا نیاز مندوں، عقیدت کیشوں اور مستفیضوں میں جو مقام تھا وہ بڑی بڑی شخصیات کو حاصل نہیں تھا۔ خلق خدا میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بھی چلے جاتے عقیدت مندوں، حاجت مندوں اور مشتاقان دید کی بھیڑ لگ جاتی۔ بعد ہر ایک کی خورد و نوش کا خیال رکھتے اور انہیں اپنی دعاؤں سے نوازتے۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کمالات کی جامع تھی۔

قوت حافظہ اپنے خاندانی بزرگوں سے وراثت میں ملی تھی۔ انہیں مطالعہ کرتے ہوئے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کتب بینی کا وقت ہی نہیں تھا کہ ہر وقت ان کے پاس ہجوم سا لگا رہتا۔ ہر مسئلہ خدا داد حافظہ سے حل کرتے۔ مدلل اور مستند حل پیش کرتے۔ علمائے کرام و مفتیان عظام اگر کسی مشکل میں ہوتے تو ان سے رجوع کرتے۔ باوجود جب کبھی علمی گفتگو چھڑ جاتی تو اپنی بات کو باحوالہ اور مدلل بیان کرتے اور کتابوں کا اشارہ دیتے۔ اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ ہر فن، ہر موضوع اور مختلف زبانوں کی کتابیں ان کے سینے میں محفوظ ہیں۔ اور جب کتابیں کھول کر دیکھی جاتیں تو ذرہ برابر فرق نہ ہوتا۔ حضور تاج الشریعہ کی بے شمار خوبیاں اور ان کے کمالات

بندۂ ناچیز کے حافظے میں محفوظ ہیں۔ ابھی حال ہی میں آپ نے متعارف تاج الشریعہ کے لیے ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس کا عنوان ہے "حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم"۔ اس میں کچھ اہم سوالات زیر بحث آئے ہیں۔ آپ سے جو کوئی سوال ہوتا تو آپ کے دماغ کی زبان میں اس کا تشفی بخش جواب فراہم ہوتا۔ آپ سے گفتگو کرنے پر یہ اندازہ ہوتا کہ آپ وسعت علم میں بے مثال ہیں یقیناً آپ کی شخصیت با کمال ہے۔

اس وقت جماعت اہلسنت شدید بحران کا شکار ہے۔ ہر طرح کے فتنے اٹھ رہے ہیں۔ بے جا تحقیق کی صلیب پر حقائق کو لٹکایا جا رہا ہے۔ عوام کا بڑا طبقہ تذبذب کا شکار ہو گیا ہے۔ شریعت کے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز اٹھتی جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں آپ کا دنیا سے رخصت ہو جانا ملت کے لیے بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہے۔ جو آپ کے خوف سے بہت سارے فتنے دبے ہوئے تھے۔ اب ان فتنوں کو سر اٹھانے کا خطرہ بڑھ گیا۔ بہر حال! اس کو وقت ہی بتائے گا اور امید واثق ہے کہ جلد ہی ان کا صحیح بدل سامنے آئے گا اور ملت کی نا خدائی کا فریضہ انجام دے گا۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال کی خبر میں پوری دنیائے سنیت لرز اٹھی۔ جب ان کی یاد دیتی ہے تو عقیدت کی آنکھیں بھی برسنے لگتی ہیں۔ خانوادۂ حضور مفتی اعظم ہند سے راقم کا بڑا گہرا رشتہ تھا خود حضور والا جاہ آپ سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔ راقم الحروف اساتذہ کرام اور معیت کی گھڑیوں میں حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں قادری کے غم میں برابر کا شریک ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تبارک و تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور رحمت و قناعت کو حضور تاج الشریعہ کا حلقہ نعم البدل عطا فرمائے۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آمین

مولانا مفتی محمد راحت خاں قادری

دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ، بریلی شریف

غموں کی شام آئی

۶/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ کو حضرت علامہ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی ہمارے یہاں مہمان تھے، گزرے ہوئے کل (جمعرات کے دن) ظہر کے بعد سے لے کر ہم لوگ (حضرت علامہ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی، حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، جامعہ رضویہ پٹنہ اور راقم محمد راحت خاں قادری) رات کو ساڑھے گیارہ بجے تک رضا نگر سوداگران مرشد کی گلیوں میں ایک ساتھ رہے اس دن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی طبیعت میں افاقہ تھا اور عین مغرب کی اذان کے وقت حضرت اسپتال سے گھر تشریف لا چکے تھے۔ جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد عسجد رضا خان قادری دامت برکاتہم العالیہ سے ہم لوگوں کی تین ملاقاتیں مرکزی دارالافتا میں ہوئیں اور مختلف مسائل پر گفتگو بھی ہوئی تھی ہم لوگ وہاں سے کل کو دوبارہ حاضر ہونے کے قصد سے رخصت ہو گئے۔

سیدالایام جمعہ کا مبارک دن تھا جو معمول کے مطابق گزر چکا تھا، مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد فوراً دیار مرشد میں حاضر ہونے کا پہلے سے ہی قصد تھا بعد عصر تقریباً مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی صاحب نے حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی ایڈیٹر ماہ ''نامہ سنی دنیا'' بریلی شریف کو فون کر کے خیریت معلوم کی اور بعد مغرب اپنے حاضر ہونے کی خبر دی انھوں سب کی خیریت بتائی اور کہا تشریف لائیں ہم منتظر ہیں۔ لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ آج کی شام ہمارے لیے دوسری شاموں کی طرح نہیں ہے بلکہ آج کی شام تو رنج و غم کی شام تھی، جی ہاں کسی کو خبر نہیں تھی کہ آج کی شام عالم اسلام پر غموں کا ایسا سیلاب آ جائے گا۔

ہم لوگوں نے نماز مغرب باجماعت ادا کی جیسے ہی نماز پڑھ کر اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو

سب سے پہلا فون ''محترم محمد امین رضا خاں تحسینی'' کا آیا جو مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ: ''لوگ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کے متعلق جھوٹی خبریں بہت اڑا رہے ہیں جس سے مریدین و معتقدین ڈر جاتے ہیں حضور عسجد میاں صاحب سے عرض کر کے اس متعلق سوشل میڈیا پر اعلان جاری کروا دیجئے تا کہ لوگ افواہوں سے پریشان نہ ہوں''۔ میں نے کہا ہم لوگ تو دیار مرشد میں جا ہی رہے ہیں حضرت سے عرض کر دیں گے ابھی ان کا فون کٹ نہیں پایا تھا کہ فونوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا ابتداء میں تو دو چار لوگوں کو سختی سے منع کیا جب فون آنے کی کثرت ہوئی تو راقم (محمد راحت خاں قادری) مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی کے ساتھ فوراً حضرت کے دولت کدہ کا قصد کر کے نکلا اب دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے لیکن ان تمام باتوں کو جھوٹی افواہیں سمجھ کر نظر انداز کر رہا تھا کچھ آگے بڑھے تو روڈوں پر ٹوپی والے لوگوں کی کثرت نظر آنے لگی جس سے تشویش میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کے جب ہم بڑے بازار قطب خانہ روڈ پر پہنچے تو روڈ جام کی کیفیت اختیار کر چکا تھا حضرت کے گھر سے کافی دور بائک کھڑی کر کے حضرت کے دروازے پر پہنچے تو اب پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ہر ایک کے غم گین اور مرجھائے ہوئے چہرے کسی عظیم حادثہ کی خبر دے رہے تھے وہاں سے ایک دو افراد سے تصدیق کے بعد فوراً واپسی کا قصد کیا، اب تو روڈ سے پیدل چلنا بھی دشوار تھا بہر حال دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کے مریدین و معتدین، اعزا و اقربا اور خلفا و تلامذہ سے بریلی کی گلیاں اور سڑکیں بھر گئیں حضرت تو اس شعر کا مصداق بن کر ؎ ع

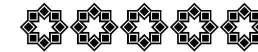
خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے   اختر قادری خلد میں چل دیا

اپنی خالق حقیقی سے جا ملے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ اور ہم غلاموں کو روتا بلکتا غمگین چھوڑ گیے۔

''مغرب سے قبل حضرت نے دلائل الخیرات شریف سنی اور پڑھی، چائے نوش فرمائی، حاجت سے فارغ ہوئے، خادمان کو وضو کروانے کا حکم دیا ان تمام چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر لیٹ گیے اپنے ہاتھ، پیروں کو سیدھا کیا مؤذن نے مغرب کی اذان پڑھنا شروع کی حضرت نے بھی اللہ اکبر اور اللہ، اللہ کی صدائیں بلند فرمائیں اور روح مبارک قفص عنصری سے پرواز کر گئی''۔

(بروایت شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی عسجد رضا خاں قادری، حضرت مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی)

جمعہ کے دن ۶ر ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰ر جولائی ۲۰۱۸ء تاریخ تھی حضرت کا انتقال چونکہ جمعہ کا دن گزار کر غروب آفتاب کے بعد ہوا ہے اور چاند کی تاریخ غروب آفتاب کے بعد بدل جاتی ہے اس لحاظ سے حضرت کے وصال پر ملال کی تاریخ ۷ر ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ تھی۔ اس حادثہ مریدین و معتقدین غم سے نڈھال رہے توشہزادۂ تاج الشریعہ دام ظلہ کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت جملہ پس ماندگان مریدین ومعتقدین ومحبین خلفا وتلامذہ، احبا واقربا کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے۔



Sayyed Shah Kumail Ashraf
Al Ashrafi Al Jilani

کلمات تعزیت

[illegible]

سید محمد کمیل اشرفی جیلانی



حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمن رضوی، مظفر پور

یہ تیری مرکزیت سلامت رہے

دنیا گزشتنی وگزاشتنی ہے یہاں اپنی مرضی سے نہ کوئی آیا ہے نہ اپنی مرضی سے جاتا ہے مگر جانا سب کو ہے البتہ جانے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا کام انہیں زندہ رکھتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت ست بر جریدۂ عالمِ دوام ما

ان ہی زندہ دل عشاق میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہ المعنوی ہیں، جو ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، ذہانت، فطانت، جودت طبع، قوت حافظہ، تو خاندانی وراثت میں ملی ہی تھی، شعر وسخن میں بھی آپ نے بزرگوں کا ترکہ پایا تھا۔ ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انہیں عربی زبان وادب سے ذاتی دلچسپی تھی یہی وجہ تھی جس نے عربی ادب کی مشہور یونیورسیٹی ''جامعہ ازہر، مصر'' جانے پر انہیں مجبور کردیا تھا۔ اس فن سے ایسا شغف تھا کہ عجم وعرب کے سارے طلبہ پر برتری حاصل کرلی اور خاندان کے ساتھ ساتھ جامعہ ازہر کا نام ومقام بھی اونچا کیا جس کے صلہ میں غیر عرب کو گونگا کہنے والے شیوخ جامعہ نے ''فخر ازہر'' کے ایوارڈ سے سرفراز فرمایا اور اپنی یونیورسٹی کے اس طالب علم پر ناز کیا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے حضرت العلام فضیلۃ الشیخ ابوبکر مدظلہ، بانی وسربراہ اعلیٰ ''مرکز الثقافۃ السنیہ کیرلا'' جن کی دوسری زبان ہی عربی ہے اور عرب کے بیشتر ممالک میں ان کے دورے ہوتے رہتے ہیں، وہاں کے اجلاس میں ان کے خطابات عربی ہی میں ہوتے ہیں اور عربی پر انہیں مہارت تامہ حاصل ہے، ان کی بریلی شریف پہلی بار آمد کے موقع پر حضرت کے عقبی مہمان خانہ میں ایک جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں جانشین حضور مفتی اعظم سے میں نے گزارش کہ تھی کہ آپ بھی عربی ہی میں خطاب فرمائیں گے تاکہ مرکز کی لاج رہے، اس پر مسکراتے ہوئے فرمایا ''اچھا'' چنانچہ اس وقت مولانا یٰس اختر مصباحی جو

عربی میں نظامت کے فرائض انجام دے رہے تھے یکے بعد دیگرے کئی حضرات کے خطابات عربی میں ہوئے۔ حضرت شیخ ابوبکر کا خطاب بھی فصیح عربی میں ہوا، بعدہ حضرت ممدوح نے اپنے مصری لب ولہجہ میں نہایت سنجیدگی ومتانت کے ساتھ حسب معمول مختصر مگر جامع خطاب عربی میں فرمایا پھر شیخ ابوبکر دوبارہ کھڑے ہوئے اور تائیدا الشیخ العلامۃ اختر رضا الازھری فرماتے ہوئے آپ کے بیان کی تائید فرمائی۔ میں نے حضرت شیخ ابوبکر سے ان کا تاثر معلوم کیا تو فرمایا کہ حضرت نہایت فصیح عربی بولتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ بعض لغات تو میں خود نہیں سمجھ پایا۔

میرا موضوع چونکہ حضرت کی عربی دانی ہے اور مختصر بات کہنی ہے اس تناظر میں حضرت کی قادر الکلامی اور عربی سے قلبی لگاؤ تھا اس لئے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بعض تصانیف کی تعریب اسی عربی دانی کا ثمرہ ہے جس سے عرب دنیا میں اعلیٰ حضرت ومسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی ہو رہی تھی مگر اس طرف توجہ تاخیر سے ہوئی کاش کہ کام بہت پہلے شروع ہوا ہوتا تو عرب دنیا میں اہلسنت وجماعت کی صحیح شناخت ہوچکی ہوتی۔ اس نقصان سے ہماری جماعت کے ذی استعداد بچے کھچے علماء کرام سبق لیں اور آپسی وذاتی اختلافات میں اپنی بچی عمر کو برباد نہ کریں نیز پیراں مریدی کے میدان میں سبقت حاصل کرنے کی سعی کی بجائے اپنی عمر عزیز کا قیمتی حصہ علوم نبویہ کی اشاعت کے لئے وقف فرمائیں کہ حضور اکرم ﷺ سے اسی خدمت کی نیابت ملی ہے۔ آپ دنیا میں بھی حضور کے جانشین ہیں اور آخرت میں بھی، فرق یہ ہے کہ یہاں صراط مستقیم پر چلانے کے لئے اور آخرت میں پل صراط سے پار لگانے کے لئے۔ چناچہ عابد سے صراط پر کہا جائیگا ''اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ وَتُنْعِم'' جنت میں جاؤ اور ناز ونعمت کے ساتھ رہو۔ مگر آپ سے کہا جائے گا کہ ٹھہرو! فاشفع لمن احببت فانك لا تشفع الا شفعت تم جس سے محبت کرتے ہو ان سب کی شفاعت کرو تمہاری شفاعت رد نہ ہوگی، اسی کی منظر کشی حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ اس طرح فرماتے ہیں۔

صاحب دلے بمدرسہ آمد زخانقاہ بشکستہ عہدِ صحبتِ اہلِ فریق را
گفتم میان عالم وعابد چہ فرق بود تاکردی اختیارازاں ایں فریق را
گفت او گلیمِ خویش بدر میبرد ز موج ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

علماء ربانیین کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے۔اسی پر اعلیٰ حضرت ودیگر اکابر ملت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کار بند رہے۔ان حضرات کے مریدوں میں سے شاید چند ایک رہ گئے ہوں مگر ان کا علمی کارنامہ مرور زمانہ کے باوجود فراموش نہ ہوسکا۔بلکہ یوماً فیوماً ان کے دینی وقلمی کارناموں کی افادیت ومقبولیت میں اضافہ ہی ہورہا ہے۔

ابھر رہا ہے وہ نقشِ دوام کی صورت　　تمہارے زیرِ کفِ پا جو مٹ گیا تھا کبھی

صاحبزادۂ بلند اقبال عزیز گرامی مرتبت مولانا عسجد رضا سلمہ المنان کے لئے یہ نصیحت ہے کہ فی الحال وہ مرکز کی باگ ڈور سنبھالتے ہوئے اس کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، وہ جس صدف کے درِّ نایاب ہیں ان کی عظمتوں کا لحاظ کریں۔سرِ دست ''جامعۃ الرضا'' میں خود کچھ ابتدائی کتابیں لیں، مخلص وباصلاحیت اساتذہ کی ٹیم جمع کریں، دارالافتاء میں محنتی، کہنہ مشق اور ذمہ دار مفتیان کرام کی خدمات حاصل کریں، انہیں عزت دیں اور مطلب پرست، خود غرض، شکم پرور، حاشیہ نشینوں کو سلامِ رخصت کہیں، غیر ضروری اسفار سے پرہیز کریں اور خواہش مند حضرات کو داخل سلسلہ ضرور کریں لیکن اسی کو اپنا سب کچھ نہ سمجھیں کیا انہیں خبر نہیں کہ حضرت کی حیات ظاہری میں حاسدین نے بریلی شریف پر کس طرح یلغار کردی اب ان کی رحلت کے بعد آپ کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں، وہ ایک صحت مند، باہوش اور ذہین ہونے کے ساتھ زبردست قوت حافظہ کے مالک ہیں بس ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے انشاء اللہ المولی القدیر دنیا عظمت رضا کی چوکھٹ پہ خم تھی خم ہے اور خم رہے گی، مولائے کریم حضرت جانشین حضور مفتی اعظم کو غریق رحمت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل اوراختر فضل وکمال کے چمکتے موتی کو مزید چمک دے اور عزم واستقلال اور ہمت کے ساتھ خانوادہ اعلیٰ حضرت کی چار سو سالہ خدمات کو صبح قیامت تک جاری وساری رکھنے کی توفیق دے۔

نہ ہو اقبال نا امید اپنی کشتِ ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت ذرخیز ہے ساقی

الجامعۃ الرضویہ، سرزمین عظیم آباد کا ایک متحرک اور فعال ادارہ ہے۔ مذہب ومسلک کے حوالے سے اس کی زریں خدمات ہیں۔ اسلاف دوستی بھی ادارے کی ترجیحات میں شامل ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے سانحہ ارتحال سے متاثر ہوکر انجمن پیغام رضا ٹرسٹ نے ماہنامہ پیغام رضا کے تاج الشریعہ نمبر نکالنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے یہ عمل قابل ستائش ہے۔ہم ادارے کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔



حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری، جمد اشاہی

بجھا چراغ وہی جس کی لو قیامت تھی

اس عالم رنگ و بو اور جلوہ گاہ ہست و نیست میں جس نے بھی قدم رکھا اسے ایک نہ ایک دن اپنا قدم پیچھے کرنا ہے اور معرکۂ موت وحیات میں بالآخر موت کے آہنی پنجوں میں گرفتار ہو کر اپنی متاع حیات کو اس کے قدموں میں ڈالنا ہی ہے۔

جو بھی یہاں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے، کوئی اس دار ابتلا وحزن میں نہ ہمیشہ رہا ہے نہ رہے گا۔ آمد و رفت اور بود و ہست کا یہ ہنگامہ کسی نہ کسی وقت ختم ہو جائے گا اور یہ بزم کائنات برخاست ہو جائے گی۔ یہ اسی ذات واجب الوجود کا اعلان ہے جس نے خود اس بزم کو سجایا اور سنوارا ہے ارشاد فرماتا ہے:

﴿ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ﴾ **ہر جان کو موت چکھنی ہے۔** (سورہ ال عمران/ ۱۸۵)

اور فرماتا ہے:

﴿ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ ﴾ (الرحمٰن: ۲۶۔ ۲۷)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

مگر یہ حقیقت بھی مسلم اور اٹل ہے کہ جانے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں کسی کے جانے پر آنسوؤں کا بہنا تو دور کی بات ہے آنکھیں نم بھی نہیں ہوتیں ہیں، صف ماتم، بچھنا تو خواب ہے کوئی ایک فرد بھی ماتم کرنے والا نہیں رہتا، فضاؤں کا سوگوار ہونا تو اک خیال ہے اس کا گرد و پیش بھی سوگوار نہیں ہوتا، زمین وآسمان کا رونا تو الگ رہا ایک آہ بھی نہیں سنائی دیتی گویا وہ ایک معمولی انسان تھا جو ختم ہو گیا، پانی کی ایک ہلکی لہر سی تھی جو ٹوٹ گئی۔

﴿ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝ ﴾

تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انھیں مہلت نہ دی گئی۔ (سورہ دخان/ ۲۹ پ ۲۵)

مگر کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کا جانا جانِ جہان کا نکل جانا ہوتا ہے، اس کے فراق کا غم صرف اس کے خاندان کا غم نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک عالم نہیں کئی عالم کا غم ہوتا ہے، وہ بظاہر تنہا جاتا ہے مگر انجمن کی انجمن سونی کر جاتا ہے، وہ اکیلا جاتا ہے مگر نہ معلوم کتنی بستیوں اور آبادیوں کو روتا بلکتا چھوڑ جاتا ہے، وہ تو مسکراتا چلا جاتا ہے مگر لوگ اس کی یاد میں خون کے آنسو! رو، رہے ہوتے ہیں، وہ تو نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے مگر اس کی یادوں کے انمٹ نقوش نظروں کا نور بنے رہتے ہیں، وہ تو اس محسوساتی دنیا سے روپوش ہو جاتا ہے مگر اپنے فضائل وکمالات کی بدولت لوگوں کے قلوب میں زندہ رہتا ہے اور اپنے کردار و گفتار کی خوشبو سے ماحول کو مشکبار بنائے رکھتا ہے۔

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، حضور تاج الشریعہ علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی قدس سرہ انہیں نفوس قدسیہ اور پاکیزہ شخصیات میں تھے جن کی رحلت سے پورا عالم اسلام دھل اٹھا، اہل طریقت چیخ پڑے، اہل حکمت رو پڑے، ارباب علم ودانش کی آنکھوں سے آنسو! اُبل پڑے، مسلمان تو مسلمان دوسری قومیں بھی بلک اٹھیں، در و دیوار پر اداسی چھا گئی، زمین وآسمان میں بھی آہ وفغاں کا شور برپا ہو گیا، ہر سو صف ماتم بچھ گئی اور چاروں طرف سے یہی صدا آنے لگی کہ ہائے افسوس!

بجھا چراغ وہی جس کی لو قیامت تھی

اب وہ اپنے رب غفور ورحیم کی بارگاہ میں حاضر ہیں، حبیب دو جہاں، شفیع عاصیاں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل وہ رب کریم کی ضیافت ونوازش سے شاد کام اور مسرور ہو رہے ہیں، جنت کے بالا خانے اور حوران بہشتی ان کے استقبال اور خیر مقدم میں ہوں گی اور ہر چہار جانب سے یہ نوید جانفزاں آ رہی ہوگی۔

﴿ يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ۝ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۝ ﴾

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

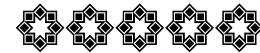
پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ (سورہ الفجر/ ۲۷ تا ۳۰ پ ۳۰)

رب کائنات اپنے خزانۂ عامرہ سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بے شمار کمالات اورخصوصیات سے نوازاتھا آپ کی شخصیت بڑی پہلو دار اوردلآویزومقناطیسی تھی،علم وفضل،زہدوتقویٰ،فقہ وفتاویٰ،تدبروتفکر،دانائی وبینائی،گہرائی وگیرائی،ذہانت وفطانت عزم وہمت ،جرأت وبے باکی،صبراستقلال،جودونوال،شعوروآگہی،دینی غیرت وحمیت،احقاق حق وابطال باطل اوررد بدمذہبیت ولادینیت کے اعتبار سے یگانۂ عصر اورفرید دھر تھے آپ کیا گئے کہ

جان گلستاں چلی گئی

اللہ رب العزت آپ کی تربت مبارک پر رحمت وغفران کی بھرن برسائے اورآپ کے فیضان سے عالم اسلام کو بہرہ ور کرے۔آمین

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سیٹی شمالی بہار کا ادارہ ہے۔رضا شناسی،مسلک نوازی اوراسلاف دوستی ادارہ کا شناختی نشان ہے۔اس بات میں ادارے کی خدمات روشن ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ادارے کی پالیسی انتہائی صاف وشفاف ہے۔بلکہ جب بھی کسی گوشے سے مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی آواز اٹھتی ہےتو ادارہ دفاعی سامان سے لیس ہوکرمیدان میں اتر آتا ہےاور جب تک مخالف آواز کی کمرنہیں ٹوٹ جاتی اس وقت تک ادارہ اپنی کوشش جاری رکھتا ہے۔اس خبر سے مجھے بے پناہ مسرت ہوئی ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے عرس وچہلم کے موقع پر ادارہ کی جانب سےایک دستاویزی کتاب ''معارف تاج الشریعہ'' منظر عام پر آرہی ہے میری دعا ہے کہ خدائے برتر وبالا ''معارف تاج الشریعہ'' کوشرف قبولیت سےنوازے اوررفقائے ادارہ کودارین کی سعادتوں سے بہرورفرمائے۔آمین



مولانا قمرغنی عثمانی قادری
تحریک فروغ اسلام، دہلی

رحلت حضورتاج الشریعہ اورہماری ذمہ داریاں

مرشد کریم وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم حضورتاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رضی اللہ عنہ کا وصال پوری دنیائے سنیت کے لئے ایسا خلا ہے جس کا پر ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن نظر آتا ہے،صرف مرید ہی نہیں بلکہ ہرحق پسند صدمے سے نڈھال ہے۔وصال ظاہری کے بعد سے کئی بار ارادہ کیا کہ حضرت کی بارگاہ میں کچھ تحریری خراج عقیدت پیش کروں۔مگر جب بھی کچھ شروع کرتا توطبیعت اچاٹ ہوجاتی،ذہنی یکسوئی نہ رہتی۔جب شہزادہ تاج الشریعہ کے چہرے پرنظر پڑتی توخوب رونے کو دل چاہتا۔مگرشہزادہ گرامی ہم جیسے کروڑوں غم زدوں کوسہارا دینے کے لئے اپنے آنسوؤں کے سیلاب کواپنی آنکھوں ہی میں روک رکھا ورنہ ان کی کیفیت کیا ہوگی یہ سوچ کر ہی دل روتا ہے۔آج ٹرین میں جموں کشمیر کے سفر پر ہوں، حضرت کی حیات وخدمات پرالحمدللہ اہل علم خوب لکھ رہے ہیں،یہ انہیں کا حصہ ہے مجھ جیسا کم علم اس لائق نہیں ہاں حضرت کی بارگاہ میں کافی وقت گذارنے کا موقع ملا،کئی سفر میں خدمت کا موقع میسر آیا اس لئے کچھ مشاہدات کوقلم بند کرنے کی کوشش ضرور کروں گا مگر ابھی جس موضوع پرلکھنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ہے''رحلت حضورتاج الشریعہ اورہماری ذمہ داریاں''۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے غم میں یقیناً ہم سب نڈھال ہیں۔الحمدللہ ہم میں کے اکثر مرید اس لئے نہیں پریشان ہیں کہ اب ہماری ذاتی ضرورتوں کے لئے دعا کون کرے گا بلکہ ہماری پریشانی اورفکر یہ ہے کہ اب اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کون کرے گا؟ غلاموں کو بدمذہبیت سے کون بچائے گا؟ حرام کاموں سے بچانے کے لئے اپنے عمل سے ہمیں ترغیب کون دے گا؟ یہ وہ فکر ہے جو ہمیں دوسرے مریدوں سے ممتاز کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے اس امتیاز کوسلامت رکھے۔اس وقت

ہمیں صبر وتحمل سے کام لینا ہوگا۔ حضرت کے مقصد حیات کو سمجھنا ہوگا۔ جن کاموں کو حضور نے پسند فرمایا، حکم دیا وہ کام کرنا ہوگا۔ جن کاموں سے منع فرمایا ان سے رکنا ہوگا۔ علالت کے سبب جو کام ادھورے چھوڑے ہیں انہیں پورا کرنے کے لئے ہمیں شہزادہ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری صاحب کا دست وبازو بننا ہوگا۔ مخالفین وحاسدین کو جواب دینے میں اپنی توانائی صرف کرنے کے بجائے ”ہر مخالفت کا جواب کام“ پر عمل کرکے ہمیں تعمیری کاموں سے انہیں جواب دینا ہوگا۔ جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت وحضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا نام لے کر ہمارا جذباتی استحصال ”Emotional Blackmail“ کرتے رہے ہیں انہیں پہچان کر ان سے بچنا ہوگا۔ اپنی توانائی کو صرف نعرے لگانے کے بجائے حضور تاج الشریعہ کے مشن کو فروغ دینے میں صرف کرنا ہوگا۔

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں — پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

ہاں ہاں یہی تھا حضرت تاج الشریعہ کا مقصد حیات......ہمیں پیغام اعلیٰ حضرت کو عام کرنا ہوگا۔

عام کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ پیشہ ور پیروں، شاعروں، اناؤنسروں ومقرروں کو بلا کر خوب جلسے کر لیے جائیں۔ نہیں نہیں حضور تاج الشریعہ نے کبھی یہ طریقہ پسند نہیں فرمایا۔ جو مقرر، شاعر، پیر یا ناظم خود کو عاشق تاج الشریعہ کہتا ہو اور ۱۰، ۲۰، ۳۰، ۴۰ ہزار طے کرکے آتا ہو سمجھ لینا کہ وہ عاشق تاج الشریعہ نہیں ہوسکتا خواہ اسٹیج پر وہ کتنے ہی نعرہ لگاتا ہو، آج ہمارے یہاں جس طرح اسٹیج پر پیر، مقرر، شاعر ناظم ایک دوسرے کی جھوٹی تعریف میں وقت لگا رہے ہیں یہ اسلامی مزاج نہیں، یہ حضور تاج الشریعہ کا پسندیدہ طریقہ نہیں۔

اب تک جو ہوا ہوگیا مگر اب ہمیں اپنا انداز بدلنا ہوگا۔ آج سے طے کرنا ہوگا کہ جلسہ ہو یا دوسرے اور پروگرام ہم صرف مخلصین کو بلائیں گے پیشہ وروں کا بائیکاٹ کریں گے۔ یہ باتیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اب وہ دور شروع ہو چکا ہے کہ غلامان تاج الشریعہ کو مزید Emotional Blackmail کرنے کے لئے وہ لوگ بھی تعزیتی جلسے کریں گے، خصوصی شمارے شائع کریں گے، منقبتیں لکھیں گے، نعرے لگائیں گے جو حضور تاج الشریعہ کے مشن کے در پردہ مخالف ہیں مگر ذاتی مفادات پیش نظر ہوگا۔ ہمیں نعروں میں الجھنا نہیں ہے۔ بلکہ سنجیدگی سے حضرت کے مشن کو عام کرنے کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔



عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی
دار العلوم مخدومیہ، ردولی شریف

بسمہ تعالیٰ وتقدس

تعزیت نامہ

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب وطاہر گیا
خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا — جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

کیف ومستی میں یہ مدہوش زمانے والے
خاک جانیں غم وآلام کا عالم کیا ہے

فراق کسی کا ہو شاق ہی ہوتا ہے، جدائی کسی کی ہو کرب آور ہی ہوتی ہے، مگر جس کا وجود سراپا رحمت وبرکت ہو، جو عالم اسلام کی ضرورت ہو، جو کروروں عاشقان مصطفی ﷺ کے دلوں کا قرار ہو، جو محفل انجم کا اختر بے نظیر ہو، جو علمی مجلسوں کا میر اور فقیہ بے بدیل ہو، جو استقامت علی الحق کا کوہ ہمالہ ہو، جو علوم اعلیٰ حضرت، زہد سرکار مفتی اعظم اور جمال حضور حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہم کا سچا وارث وامین ہو، جس کی طرف وقت کے اکابر مفتیان ذوی الاحترام اہم مسائل میں رجوع کرتے ہوں، جس نے قاضی القضاۃ کے منصب عظیم کو رونق بخشی ہو، جس کے قلم سیال سے ہزاروں تحقیقی فتاویٰ اور مختلف علوم وفنون پر مشتمل درجنوں کتابیں معرض وجود میں آئی ہوں، جس نے پوری دنیا میں مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح اور سچی ترجمانی کی ہو اس ذات ستودہ صفات کا ہماری ظاہری نگاہوں سے جدا ہونا کسی قیامت سے کم نہیں۔

حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ کے وصال پر ملال کی خبر نے پوری دنیائے سنیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے، ہر طرف رنج وغم کی لہر دوڑ گئی ہے، سارا عالم اسلام سوگوار ہے، کیوں کہ موجودہ دور قحط الرجال میں اس عبقری شخصیت کے اٹھ جانے سے ملت اسلامیہ میں ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا بظاہر مشکل نظر آ رہا ہے۔ ہر چہار جانب آپ کی عبقریت

کا غلغلہ تھا، ایک دھمک تھی، بدمذہب آپکے نام سے کانپتے تھے، طاغوتی طاقتیں خوف زدہ رہتی تھیں اب کون ہے جو اس خلا کو پر کرے گا؟

بلاشبہ سچ کہا گیا ہے۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے اٹھ مرے دھوم مچانے والے

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ میں اللہ جل مجدہ الکریم نے بے شمار فضائل و کمالات ودیعت فرمائے تھے، آپ جہاں سواد اعظم کے افکار و خیالات کے سچے امین تھے وہیں اسلاف کرام کے سچے جانشین تھے، ایمانی فراست، سیاسی بصیرت اور زبردست قومی، ملی اور علمی شعور ان کا طرہ امتیاز تھا، بیدار مغزی، اولوالعزمی، حق گوئی، بے باکی، ارادہ کی مضبوطی، حالات سے باخبری اور قوم ملت کی صحیح نباضی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، مروجہ علوم وفنون اور دنیا کی مشہور زبانیں آپ کے در دولت کی حاضر باش تھیں، علوم متداولہ کا زبردست استحضار پھر ان سے مضبوط ومسکت استدلال آپ کی علامت اور پہچان تھی یہی وجہ تھی جس علاقہ میں گئے سارا علاقہ آپ کا شیدائی ہو گیا، آپ ان کے ہو گئے وہ سب آپ کے ہو گئے بلکہ اس سلسلے میں سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم نے آپ کو ایسا مقبول فی الارض بنایا تھا جو اسلامی تاریخ میں نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔

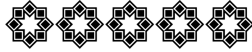
ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

فقیر کے ادارہ دارالعلوم مخدومیہ ردولی شریف میں جب یہ جانکاہ خبر پہونچی تو اساتذہ اور طلبہ میں کہرام سا مچ گیا، روتے بلکتے اپنے محسن کی آخری زیارت کے لئے شہر محبت بریلی شریف کے لئے نکل پڑے، فقیر پر حضور تاج الشریعہ خصوصی کرم فرماتے تھے، متعدد بار قدوم میمنت سے ادارہ کو شرف بخشا اور ضروری تنبیہات بھی فرمائی۔ جدید دارالعلوم مخدومیہ کا سنگ بنیاد رکھا اور جب ادارہ میں واقع حشمتی مسجد کا کام پائے تکمیل کو پہونچا تو اس میں نماز جمعہ کی امامت فرما کر باضابطہ نماز کا افتتاح فرمایا۔

فقیر راقم الحروف اور ادارہ کے جملہ افراد مخدوم گرامی حضور علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ دام ظلہ اور

تمام اہل خانہ کو تعزیت وتسلیت پیش کرتے ہیں اور اس بڑے رنج وغم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم حضور تاج الشریعہ کے فیوض وبرکات کو جوں کا توں ہم سب اہل سنن پر جاری رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔



WWW.MUFTIAKHTARRAZA.COM

مولانا محمد عالم رضا نوری مصباحی ازہری
مدرسہ اشرفیہ قادریہ معین العلوم،فخرپور ضلع بہرائچ

بسمہ تعالیٰ

تعزیت نامہ

بر وصال پر ملال پیر مرشد رحمہ اللہ

آہ صد آہ حیف صد حیف

اب

محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

قضاوقدر کے فیصلے بھی بڑے اٹل ہوتے ہیں، جب چاہا اور جس پر چاہا اپنا غیر متبدل حکم نافذ کردیا،غنی ہو یا فقیر، امیر ہو یا کبیر، حاکم ہو یا محکوم، بادشاہوں سے ہو یا رعایا سے سب اسکی نظر میں برابر ہیں، جسکی باری آگئی تو آگئی، اب دنیا لاکھ جتن کرلے، ہزار آہ وفغاں کرڈالے، اشکوں کا سمندر بہادے مگر کسی بھی چیز سے تلافی مافات ہونے والا نہیں، جو ہونا تھا وہ ہو چکا، اب وہی کرنا پڑے گا جسے دنیا ایک لمحہ کیلئے گوارہ نہیں کرتی، کوئی نہیں چاہتا کہ یہ نوبت آئے کہ اپنے کسی عزیز ومحب پر ایک مٹھی خاک ڈالیں مگر نا چاہ کر بھی سیکڑوں من خاک ڈال کر سپرد خاک کردیتے ہیں جبکہ کہنے والا کی زبان پر ہوتا ہے۔

گل چڑھائیں گے لحد پر جن سے یہ امید تھی   وہ بھی پتھر رکھ گئے سینے پہ دفنانے کے بعد

پھر اس خاک کی نجابت وشرافت اور سطوت وجبروت کا عالم نہ پوچھئے، یہ خاک بھی عجب شان والی ہے کہ بڑے بڑے آسمانوں کو ایسے نگل گئی کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں اور کسی کو اپنی آغوش میں لیا تو خود بھی مہکی اور سارے عالم کے مشام جاں کو اس طرح معطر کیا کہ رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا مگر اب تک کچھ لوگ اس خاک کو خاک نہ سمجھ سکے۔

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا   خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے   اس خاک میں مدفوں شہ بطحا ہے ہمارا

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا   جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

بروز جمعہ وقت مغرب اسی قضائی اور قدری فیصلے نے ہم سے ہمارے مربی ومحسن، قائد ورہنما، مرشد وپیشوا، فقیہ بے نظیر، محقق بے بدیل، ادیب شہیر، بزم افتاء کے میر، محفل انجم کے بدر کامل، دین متین کے سچے عامل، ماہر لسانیات، جامع فضائل وکمالات، حاوی شریعت وطریقت، تاج الشریعہ بدر الطریقہ، قاضی القضاۃ، حضور علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری رحمہ اللہ کو چھین لیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا   فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

ہم رو رہے ہیں، آہ وفغاں کر رہے ہیں، حضور والا کی نجابت وشرافت کی دہائیاں دے رہے ہیں، اسلام وسنیت کے واسطے کئے گئے جہد مسلسل کا واسطہ دے رہے ہیں، تقوی وطہارت اور بے مثال پرہیزگاریوں کی قسمیں کھا رہے ہیں مگر یہ سب بے سود ہے، تطویل لاطائل اور سعی لاحاصل ہے، کیا کوئی جانے کے بعد واپس آیا ہے کہ وہ آجائیں؟ اب وہ ہماری ظاہری دنیا میں ہرگز واپس آنے والے نہیں، ہم کل سے محفل انجم میں اپنے دل کی دھڑکن، بلکہ اہل سنن کے مضطرب دلوں کے سکون وقرار اختر ملت بیضاء کو تلاش کر رہے ہیں مگر چوبیس گھنٹے گزر گئے ہیں لاکھوں چہرے عالم تصور میں چھان ڈالے مگر وہ کیا ان کے پائے کا کوئی نہ ملا، وہ خوبصورت چہرا جس پر خوبصورتی ناز کرتی تھی اور علم وہنر کا وہ بحر بیکراں جس کی دید سے ایمان وعقیدے کو جلا ملتی تھی اس کا سچا پرتو بھی ہمیں تو اس دنیا میں کوئی نہیں دکھائی دے رہا ہے۔

سچ کہا تھا میرے پیرومرشد نے ؎

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا   محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اس دور قحط الرجال میں حضور تاج الشریعہ، بدر الطریقہ رحمہ اللہ کی رحلت سے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے، آنکھیں پرنم ہیں، قلوب مضطرب ہیں، اذہان وافکار کا جسم انسانی سے رشتہ منقطع ہے، لاکھ جتن کے ساتھ جب زبانیں قوت گویائی یکجا کرتی ہیں تو لب یوں وا ہوتے ہیں، اب مرکز

عقیدت کی کماحقہ حفاظت کون کریگا ؟ پوری دنیا کے سامنے بالعموم اور ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے بالخصوص علوم اعلی حضرت کی صحیح اور حقیقی ترجمانی عربی، انگریزی، فارسی اور اردو زبانوں میں کون کرے گا؟ اکابر فقہاء کی فقاہت کو مزید روشنی اور جلا کون بخشے گا؟ مفتیان ذوی الاحترام مشکل ترین مباحث میں کس طرف رجوع کریں گے؟ علوم اعلیٰ حضرت، زہد سرکار مفتی اعظم اور جمال حضور حجۃ الاسلام کا حسین پیکر اگر تلاش کیا جائے تو کہاں ملے گا ؟ عربی بولے تو اہل عرب رشک کریں۔ انگریزی بولے تو اہل یورپ ناز کریں، فارسی بولے تو فارس والے فخر کریں اور جب اردو وھندی میں گویا ہو تو اہل عجم صد آفریں کہیں، جو حق گوئی، بیبا کی، اولعزمی اور مضبوط قوت ارادی کا مالک ہو، جو بیک وقت عظیم محدث، مفسر، منطقی، فلسفی، نحوی صرفی، بلاغی، اصولی، فقیہ اور نہ جانے کیا کیا ہو اگر اسے تلاش کرنا ہو تو کس دنیا میں تلاش کیا جائے؟ جو مسند درس وتدریس، تصنیف وتالیف اور کرسی خطابت پر رونق افروز ہو تو اپنی قوت استدلال سے مدمقابل چاروخانے چت کردے۔ مختلف زبانوں میں جس کی شاعری کی دھوم مچی ہو، جس کا قول قول فیصل کا درجہ رکھتا ہو، اپنوں اور بے گانوں میں جس کی عبقریت کی دھمک طویل عرصہ سے محسوس کی جارہی ہو، جو صحرا میں قدم رکھے تو اسے گلزار بنادے، جس کے نورانی چہرے میں ایسی مقناطیسی صلاحیت ہو کی ایک دید پانے والا اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کے ہاتھ پر فروخت کردے، سارا کا سارا علاقہ، پورا کا پورا خطہ جسکا شیدائی بن جائے، سب اس کے ہوجائیں وہ سب کا ہوجائے، آخر ایسی ہمہ جہت اور عبقری شخصیت کس خانقاہ اور کس دارالعلوم بلکہ کس جامعہ میں ملے گی؟ کہاں ڈھونڈوں کس شہر یا ملک میں تلاش کروں کس سے پوچھوں ہر طرف تو سناٹا ہے، سارا ماحول سونا سونا لگ رہا ہے، سب کی آنکھیں پرنم ہیں کیا اسی موقع کیلئے کہا گیا ہے؟

آنکھیں روروکے سجانے والے ۔۔۔ جانے والے نہیں آنے والے
کیوں رضا آج گلی سونی ہے ۔۔۔ اٹھ مرے دھوم مچانے والے

مخدوم گرامی حضور علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ!

اللہ جل مجدہ الکریم آپ کا سایہ عاطفت ہم اہل سنن پر دراز سے دراز تر فرمائے آپکو حضور تاج الشریعہ

رحمہ اللہ کا نعم البدل اور حقیقی جانشین بنائے۔ بلاشبہ آپ پر تو اس وقت دوہری مصیبت ٹوٹی ہے، ایک طرف والد بزرگوار کے بچھڑنے کا غم ہے تو وہیں دوسری طرف عالم اسلام کے عظیم مقتدی اور پیشوا کے کھونے کا رنج والم ہے مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ صبر کرنے والوں کے لئے عظیم بشارتیں بھی وارد ہیں۔

مخدوم گرامی!

آپ کے والد محترم ان آیات بینات کے سچے مصداق ہیں۔

یاایتها النفس المطمئنة ارجعی الیٰ ربك راضية مرضية فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۔ ان المتقین فی جنات ونهر ،فی مقعد صدق عند مليك مقتدر۔

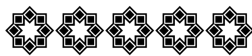
مخدوم گرامی!

اگر شریعت اسلامیہ اجازت دیتی تو ہم خون جگر سے تعزیت وتسلیت کا ایک طویل خط لکھ کر آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے اور جس دردو کرب سے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے سچے اور مخلص غلام ومحبین گذر رہے ہیں اس کی ایک جھلک آپ تک ضرور پہونچاتے مگر یہاں تو عالم یہ ہے کہ ع

کس سے اس درد مصیبت کا بیاں ہوتا ہے ۔۔۔ آنکھیں روتی ہیں، قلم روتا ہے، دل روتا ہے

مخدوم گرامی عسجد بھیا!

آپ اس رنج والم میں ہرگز اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کریں، آپ کے ہر چھوٹے بڑے رنج والم میں جملہ محبان تاج الشریعہ برابر شریک ہیں، آپ ہم سب کے لئے دعا کریں کہ حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کی تعلیمات پر اللہ جل مجدہ الکریم اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل استقامت عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔



مولانا محمد فیاض علی قادری رضوی
خطیب وامام مسجد واحد نا گلشن بغداد، بنگلور

’’تاج الشریعہ نمبر‘‘ کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت

علامہ لیاقت ملت کو ہدیہ تبریک

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتیٔ اعظم، وراث علوم رضا، عارف باللہ، ولیٔ کامل، مرشد برحق حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ، حافظ وقاری مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن باکمال ہستیوں میں ایک تھے جن کے دم قدم سے چمن اسلام میں ہمیشہ بہار رہتی ہے، آپ آسمان ولایت کے وہ درخشندہ ستارے تھے جو ہر دم چمکتا رہے گا۔ آپ کی ذات بابرکات، منبع کمالات وحسنات تھی، آپ فکر رضا کی منہ بولتی تصویر تھے، حضور مفتیٔ اعظم (علیہ الرحمۃ) کے جانشین تھے۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت کی سچی امانت کا نام تاج الشریعہ ہے، پاسبان مسلک رضا وحافظ مذہب اہلسنت اور ناموس رسالت کے سچے نگہبان کا نام تاج الشریعہ ہے، وہ تاج الشریعہ جنہوں نے زندگی بھر عظمت رسالت وناموس رسالت کی مسلک امام احمد رضا کی سچی ترجمانی فرماتے رہے، ہمیشہ باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق کا پیغام سناتے رہے، باد سموم کے تیز جھونکوں سے بھی چمنستان رضا کا یہ پھول مُرجھا نہ سکا، باطل افکار ونظریات کے حامل افراد خود اپنی موت آپ مر گئے مگر اُس رضا کے شیر کی عظمت ورفعت، علو مرتبت میں کوئی فرق نہ آنا تھا نہ آیا، جب مذہب اسلام اور امام احمد رضا فاضل بریلوی (علیہ الرحمہ) کے سچے مسلک پر ہر چہار جانب سے حملے ہو رہے تھے تو باطل کی گھنگور گھٹاؤں میں تاج الشریعہ آفتاب رُشد وہدایت بن کر طلوع ہوئے اور خرمن کفر وبدعت پر صاعقہ بن کر چمکے اور اپنی ایمانی قوت سے اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ کتنے فتنے ایسے تھے کہ پہاڑ بن کر سامنے آئے لیکن نگاہ اختر کے جلال نے اُنہیں ریت کے ذرّوں میں بدل دیا، افکار رضا کے ترجمان کا نام ہے تاج الشریعہ، غوث اعظم کی عظیم امانت کا نام ہے تاج الشریعہ، غریب نواز کی سچی کرامت کا نام ہے تاج الشریعہ، مذہب اسلام کی شان اور آن بان کا نام ہے تاج الشریعہ، مصطفی

جان رحمت (ﷺ) کی محبتوں کے جام کے ساقی کا نام ہے تاج الشریعہ۔ خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے ان کے دامن ارادت میں پناہ لی، اور فلاح وبہبود کو پہونچ گئے وہ لوگ جنہوں نے ان کی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا، کامیاب اور بامُراد ہو گئے وہ افراد جنہوں نے خلوص کے ساتھ اُس مرد خدا کے جنازے میں شرکت کی اور تمغۂ عظمت ورفعت اور دونوں جہاں کی سعادت منتظر ہے اُن کی جو تاج الشریعہ کے مشن کو آگے لے کر چلیں گے۔ تاج الشریعہ، حضرت الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری، قادری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا وصال پُرملال اہلسنت وجماعت کے لئے ایک بہت بڑا اور ناقابل تلافی نقصان ہے، آپ کے وصال سے اہلسنت وجماعت ایک عظیم اور بے باک، قائد ورہنما سے محروم ہو گئے، آپ کے وصال مبارک کے ساتھ ہی اہلسنت کے ایک زریں عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ اللہ ربّ العزت حضور تاج الشریعہ کو غریق رحمت فرمائے اور اُن کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے، اور آپ کے پسماندگان، بالخصوص حضور عسجد میاں مدظلہ اور تمام مریدین ومتوسلین کو صبر جمیل واجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

میں دل کی عمیق گہرائیوں سے پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت، محافظ دین وسنیت، آفت جان وہابیت وصلح کلیت، فدائے تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا حافظ وقاری الشاہ محمد لیاقت رضا نوری، خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم عالم، بانی دار العلوم رضویہ غریب نواز و چیف ایڈیٹر’’ ماہنامہ پیغام رضا‘‘ اجین، ایم، پی۔ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو حضور تاج الشریعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے’’ عُرس چہلم شریف‘‘ کے موقع پر، اپنی ادارت میں’’ تاج الشریعہ نمبر‘‘ شائع فرما رہے ہیں۔ یہ وقت کی اہم ضرورت تھی جس کو آپ نے پورا کیا ہے۔ آپ نے الحمد للہ! ہر محاذ پر خلوص کے ساتھ’’ مسلک اعلیٰ حضرت‘‘ کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں، جب اور جہاں جیسی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے فی الفور اقدام کیا ہے، آپ کی سرپرستی میں بہت سارے ادارے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، انہیں خدمات کی ایک کڑی’’ تاج الشریعہ نمبر‘‘ کی اشاعت ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت لیاقت ملت کی اس سعیٔ جمیل کو قبول فرمائے اور اس کو ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے زادِ آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔



مولانا محمد مجیب اللہ رضوی عفی عنہ
پرنسپل مدرسہ غوثیہ رضویہ، ڈالٹن گنج

بسمہٖ تعالیٰ

آہ! ہمارے تاج الشریعت چلے گئے

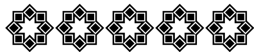
سوشیل میڈیا اور دوست واحباب کے فون کے ذریعے جب مجھے خبر ملی کہ ہمارے پیر ومرشد وارث علوم اعلیٰ حضرت شہزادۂ حضور مفسر اعظم ہند، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الھند ،سرکار حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کا انتقال پر ملال ہوگیا تو پہلے تو مجھے یقین واعتماد ہی نہیں ہورہا تھالیکن جب پورے وثوق وثبوت کے ساتھ یقین ہوگیا توکلمہ استرجع پڑھا اوراپنے گھر والوں کو باخبر کیا، پھر اپنے محب گرامی حضرت حافظ وقاری محمد عطاء الرحمن نوری اور حافظ وقاری محمد عرفان رضا ضیائی مہتمم مدرسہ قادری جمال رضا انصار نگر (کرکٹ) ضلع لاپتہار سے رابطہ کر کے حضور تاج الشریعہ کی آخری زیارت اور نمازِ جنازہ میں شرکت وشمولیت کے لئے بات چیت کی۔

الحمدللہ بہت ہی جلد سواری کا انتظام ہوگیا اور پورے قافلہ کے ساتھ اہلِ صبح شہر لاپتہار سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگیا، وہاں پہنچ کر اپنے پیر ومرشد کے جنازہ کی نماز ادا کی، ان کی نمازِ جناز میں سوشیل میڈیا کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ڈھائی سے تین کروڑ عشاق تاج الشریعہ موجود تھے،اور ہندوستان کے علاوہ لگ بھگ تر سٹھ ملکوں سے سادات کرام، مشائخ کرام، پیرانِ عظام، علمائے کرام ،صوفیائے کرام، مفتیانِ کرام، فقہائے کرام، ائمہ کرام اور دانشوار حضرات کی تشریف آواری ہوئی تھی۔

میرے قیاس کے مطابق ہمارے پلاسوں کمشنری ضلع ، پلاسوں، گڑھوا اور لاپتھار سے سینکڑوں گاڑیاں گئی تھیں اور ٹرین سے ہزاروں کی تعداد میں پہونچے تھے، ان کی نمازِ جنازہ میں کروڑوں انسانوں کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر اللہ تعالیٰ ورسول اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ان کی محبوبیت ومقبولیت کی روشن دلیل وثبوت ہے۔

اور بریلی شریف سے واپسی کے بعد مدرسہ غوثیہ رضویہ ڈالٹن گنج پلاموں کے طلبا اور اساتذہ کرام نے جمعرات تک روزانہ صبح وشام حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کی نیت سے مسلسل تلاوت قرآن پاک اور مختلف اوارد ووظائف کا ورد کرتے رہے اور جمعرات کو ایک شاندار تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا جسمیں شہر ڈالٹن گنج کے تمام علمائے کرام وشعراء عظام وائمہ مساجد اور مدارس اسلامیہ کے اساتذہ وطلبۂ کرام شریک ہوکر حضور تاج الشریعہ کی ذات وشخصیت اور ان کے فضل وکمال، کشف وکرامت، علم وفن، کردار وعمل اور تقویٰ وطہارت پر روشنی ڈال کر اور حمد ونعت، نظم ومنقبت پیش کر کے خراج عقیدت پیش کئے، بعدہ درود وسلام، فاتحہ خوانی وشجر خوانی اور لنگر خوانی کر کے مجلس کا اختتام ہوا۔

علمائے کرام کے اظہار خیال کا ماحصل یہ تھا کہ بیشک آپ نے دور کے بہت بڑے عالم وفاضل۔فقیہہ ومفتی، محدث ومفسر، مصنفت ومؤلف مترجم، حافظ وقاری مناظر ومتکلم، امام ومجتہد، ادیب وشاعر، رہبر ورھنما، پیر ومرشداور بقیۃ السلاف، حجۃ الخلف، صاحب زہد وتقویٰ، جامع شریعت وطریقت، صاحب کشف وکرامت، مخزن علم وحکمت، منبع رشد وہدایت، جانِ مرکز اہلِ سنت نازشِ اہلِ سنت، چشم وچراغِ خانوادہ رضویت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نائب رسول اعظم اور علمی وروحانی دنیا کے مفتی، مستند ومرجع علماء وفقہا اور مشائخ وصوفیاء وعوام الناس اور عالم ربانی، قطب الارشاد ولی کامل، متصلب فی الدین، قاضی القضاۃ فی الھند اور سچے جانشین حضور مفتی اعظم ہند تھے ،موجودہ دور میں ان کا نعم البدل ملنا ناممکن ہے۔اللہ تعالیٰ شہزادہ وجانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عسجد رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کو ان کے قائم مقام کا درجہ عطا فرما کر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلکِ اعلیٰ حضرت کی خوب ترویج واشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اور ہم علمائے اہلِ سنت وعوام اہلِ سنت کو ان کا نعم البدل، عطا فرمائے اور پوری زندگی ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے ارشادات وفرمودات پر عمل کرنے اور ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔



(حافظ) غلام جیلانی قادری
خطیب وامام سنی غریب نواز مسجد بھساول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آہ افسوس صد افسوس؛ ہم غربائے اہلسنت کا پیشوا اور رہنما الشیخ نبیرہ حضور حجۃ الاسلام وجانشین حضور مفتی اعظم ہند وشہزادہ حضور مفسر اعظم ہند رضوان اللہ علیہم اجمعین عارف باللہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مولانا حافظ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان بالمعروف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کے تعلق سے ۲۰ جولائی بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۲۰۱۸ معتبر ذرائع سے خبر موصول ہوئی کہ حضور پیرومرشد اس دار فانی سے دار بقاء کی طرف رخصت ہوئے؛

یہ خبر سنتے ہی آنکھیں اشکبار ہوئیں، شہر بھساول میں سنی مساجد و مدارس میں اعلان ہوتے ہی تمام عاشقان اعلیٰ حضرت و عاشقان حضور تاج الشریعہ میں کہرام مچ گیا؛ بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں تمام معتقدین ومریدین نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ الحمد اللہ؛

حضور پیرومرشد علیہ الرحمہ کے مبارک اور منور چہرے کی زیارت مجھے کئی مرتبہ میسر ہوئی، دست بوسی اور قدم بوسی کا موقع بھی ملا؛

اللہ رب العزت کے فضل وکرم وآقائے کریم ﷺ کی عطا واولیائے کرام کی نظر وعنایت و حضور پیرومرشد کے روحانی فیضان کی بدولت فقیر کو ہر موڑ پر کامیابی ملتی گئی اور مل رہی ہے، الحمد اللہ؛

حضور پیرومرشد کی چہرۂ انور کی زیارے کی برکت؛

۲۰۱۶ء میں گیارھویں شریف کے بعد امامت کی جگہ چھوٹ گئی، فقیر قادری کافی دن تک پریشان رہا ہمارے رفیق محترم حضرت حافظ رضوان صاحب سلمہ کا فون آیا کہ آپ ممبئی آجاؤ جگہ مل جائیگی؛ ناچیز وہاں گیا لیکن کم وبیش ایک ہفتہ تک جگہ نہ مل پائی کیونکہ ممبئی ہمارے لیے نیا شہر تھا حافظ

رضوان سلمہ ومولانا رجب علی صاحب کے علاوہ کسی سے رابطہ نہیں تھا؛ اس لیے ایک ہفتہ بعد میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ اب تدریس وامامت کی بجائے کسی کاروبار میں قسمت آزمائی کی جائے؛ اسی شب تقدیر کا ستارہ چمک اٹھا بذریعہ فون حضرت مولانا رجب علی صاحب قبلہ خطیب وامام مدینہ مسجد کیلا بکھار ممبئی سے خبر موصول ہوئی کہ حضور پیرومرشد صاحب قبلہ شیخ ابراہیم بھائی جان صاحب (جماعت رضائے مصطفیٰ) کے یہاں تشریف فرما ہیں۔ فقیر قادری زیارت کیلئے تڑپا، حضور پیرومرشد نے نظر شفقت فرماتے ہوئے مخصوص دعاؤں سے نوازا، دعا مقبول ہوئی، اسی دن کرلا ممبئی دارالعلوم میں صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمت دین کا موقع مل گیا۔

فی الحال جلگاؤں ضلع کے شہر بھساول کی سنی غریب نواز مسجد میں امامت کا فریضہ انجام دے رہا ہوں؛ جہاں حضور پیرومرشد علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سے ہر ہفتہ بروز جمعہ بعد نماز عشاء شجرہ خوانی پابندی سے جاری ہے اور جب تک یہ زندگی سلامت ہے انشاء اللہ فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا یہ سلسلہ جاری رہے گا؛ تمام ہی عاشقان حضور تاج الشریعہ بھی اس طرح خراج عقیدت کو اپنا معمول بنائیں اور حضور تاج الشریعہ کے روحانی فیضان سے مالا مال ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم ﷺ کے صدقے وطفیل حضور پیرومرشد کی قبر پر رحمت وانوار کی بارش فرماتا رہے اور آپ کے درجات کو بلند تر فرماتا رہے؛

مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے صدقے ہم عاشقان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائے۔۔۔۔ آمین

یاخدا تاج الشریعہ کی عطا جاری رہے
راہ حق پر ہم چلیں ؛ اس رہنما کے واسطے
اے خدا اختر رضا کی قبر پر رحمت رہے
میرے آقا حضرت غوث الوریٰ کے واسطے

آمین یارب العالمین۔



مولانا مفتی رفیق احمد قادری نعیمی
جامعہ نعیمیہ، مرادآباد

تاثرات قلبیہ

گرامی وقار حضرت علامہ حافظ وقاری محمد لیاقت رضا صاحب نوری مدظلہ العالی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے اطلاع ملی کہ نذرانۂ عقیدت کے طور پر اپنے مخدوم و مرشد برحق کے جانشین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم شریف میں ایک نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر بڑی مسرت وشادمانی ہوئی۔ اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے موصوف کے لیے دعائیں نکلیں۔ صوفی باصفا حضرت علامہ محمد لیاقت رضا صاحب نوری دام ظلہ النورانی کی ذات بابرکات تو متحرک وافعال ہے۔ دین اشاعت وترویج موصوف کا محبوب مشغلہ ہے۔ بالخصوص باب رضویات پر کام کرنا اور کرانا ان کے روح کی غذا ہے۔ اور یہ سب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی صحبتوں کا نتیجہ اور روحانی فیوض وبرکات کا ثمرہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ سے متعلق نمبر نکالنا بھی رضویت سے کامل محبت کا ایک حصہ ہے۔ اور اس عبقری شخصیت کی خدمات دینیہ کا اعتراف بھی ہے۔ اور کیوں نہ ہو ارشاد ربانی ہے:

﴿ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ ﴾ (المجادلہ:۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا ہے درجے بلند فرمائے گا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے درجات کی بلندی کا مشاہدہ کریں۔ آپ کی بارگاہ میں بڑے بڑے مفتیان کرام ومفسران عظام اور اولوا المرتبت محدث لاینحل کے حل کے لیے رجوع لاتے۔ اور آپ اس کی گتھیاں سلجھاتے۔ اہل علم کے مابین آپ کی حیثیت قول فیصل کی تھی۔ ایک زمانے تک شرعی بورڈ مبارک پور کے مسند صدارت پر فائز رہے۔ جدید مسائل کے حل کے لیے علماء و فقہاء کا جہاں اجتماع ہوتا وہاں اس کی حلت وحرمت پر اپنی تحقیق دلائل وبراہین کی روشنی میں پیش

فرماتے۔ اس جگہ کا صدر منتخب کیا جانا یقیناً آپ کی عظمت ورفعت کی بلندی پر دال ہے۔ پوری زندگی شرعی کونسل بریلی شریف کے منصب صدارت پر فائز رہے۔ اور امت مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل کی حلت وحرمت کا حل فرما کر دینی رہنمائی فرماتے رہے۔ دارالافتاء میں بیٹھ کر پوری دنیا سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات رقم فرماتے رہے۔ قاضی القضاۃ کی کرسئ اعلیٰ پر فروکش ہو کر قوت حافظہ کے ذریعے اسلامی قانون کا اجرا فرماتے رہے۔ وعظ ونصیحت اور بیعت وارادت کے ذریعے کروڑوں مسلمانوں کے عقائد ایمان کو تحفظ بخشا، رشد وہدایت اور دعوت وتبلیغ کے لیے پوری دنیا کا سفر کیا۔ جدھر جاتے ادھر ہی نمود سحر کا باعث بن جاتے۔ پروانے چہار جانب سے اس شمع محبوبی پر قربان ہونے کے لیے منڈلانے لگتے۔ زندگی کے ایام اسی طرح کٹتے رہے۔ آخری لمحات بھی قابل دید رہے ہیں۔ جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو دنیا نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ جنازہ میں شرکت کے لیے ایک جہان بریلی شریف کی زمین پر سمٹ آیا۔ میڈیا کے مختلف بیان کے مطابق شرکائے جنازہ کی تعداد تین کروڑ دو کروڑ اور ایک بیان کے مطابق ایک کروڑ 25 لاکھ ہے۔ ایک کروڑ بھی مان لیں تو کوئی کم تعداد نہیں ہے آج تک آسمان وزمین نے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی اتنی بڑی تعداد کا دلکش نظارہ نہیں کیا ہوگا۔ اور آگے خدا جانے۔ یہ سب علوم وفنون شریعہ کا ہی تو کمال ہے۔ کہ آپ کی ذات رفعت وعروج کے ثریا پر نظر آتی ہے۔ اور یہ عروج وارتقاء رب کی عطائے خاص ہے۔

بڑے بڑے پڑھیں خطبہ مرے تاج الشریعہ کا
بڑا بلند ہے رتبہ مرے تاج الشریعہ کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: أقرب الناس من درجة النبوة أهل العلم والجهاد أما أهل العلم فدلوا الناس على ما جاء ت به الرسل ، وأما أهل الجهاد فجاهدوا بأسيافهم على ما جاءت به الرسل۔

یعنی علما ومجاھدین کے درجات نبوت کے قریب درجات ہوتے ہیں۔ کیوں کہ علمائے کرام فرامین رسالت کی تبلیغ واشاعت وعظ ونصیحت اور تصنیف وتحریر کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور مجاہدین

قانون اسلامیہ کی تبلیغ وتحفظ کے لیے تلواروں سے جہاد کرتے ہیں۔ حدیث مذکور سے جہاں علماء کی فضیلت وبرتری کا اثبات ہوتا ہے وہاں سے ان کی ذمہ داری وفرض منصبی کا بھی ادراک ہوجاتا ہے۔

علمائے کرام کو یہ فضیلت اور نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل ہوتی ہے تو کیوں؟

فدلو الناس علی علی ما جاءت بہ الرسل، اس کی وضاحت وصراحت اور بیان پر دال ہے۔ یعنی اس پر جو درجات عطا کئے جاتے ہیں وہ اس لیے ہیں کہ انہوں نے انبیاء کے لائے ہوئے پیغامات کو لوگوں تک پہنچایا۔ اس سے روشن ہے کہ علمائے کرام کا اہم فرض کتاب وسنت کا تعلم وتعلیم پیغامات واحکام الٰہی کی اشاعت اور مخلوق خدا کی اصلاح وتربیت ہے۔

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ﴾ (القرآن)

اے مومنو! تم بہترین امت ہو دنیا میں اس لئے مبعوث کئے گئے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی دعوت دو برائی سے روکو۔

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے امت مسلمہ کا وجود ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ہوا ہے۔

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ پر گہری نظر ڈالیں گے تو اس بات کا انکشاف ہوجائے گا کہ اہل ایمان کی تخلیق کا مقصد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہوگا۔

روکنے اور حکم دینے میں ادنیٰ واعلیٰ سب شامل ہوں گے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (القرآن)

اہل ایمان میں ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو اپنے قول وعمل سے کتاب وسنت کی دعوت دے اور لوگوں کو برائیوں سے روکے۔

اس سلسلۂ دعوت کو جاری رکھے اور تعلیمات وارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تازگی پیدا

کرتی رہے۔

اس مخصوص جماعت کا مقصد ہی یہ ہو کہ جہاں کہیں عوام کی کجروی دیکھے فوراً اس کا تدارک کرے۔ جہاں کہیں کوئی برائی یا غلط کاری رواج پاتی نظر آئے فوراً اس کا انسداد کرے۔ اور یہ کام وہی جماعت کرسکتی ہے جو کتاب وسنت سے واقفیت کے ساتھ تفقہ فی الدین کی بھی حامل ہو۔

یہاں دیکھنا یہ ہے کہ مخصوص جماعت کون سی ہے وہ کون سا صاحب قسمت طبقہ ہے جس کے حصے میں انبیاء علیہم السلام کی وراثت ونیابت باسعادت آئی ہے۔

آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ میں تھوڑے سے تفکر وتدبر سے یہ بات آشکار ہوجاتی ہے وہ طبقہ مخصوصہ علمائے امت محمدی کا ہے۔

جیسا کہ حدیث نبوی شاہد ہے: ان العلما ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لا یورثو دینار ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔

علمائے کرام انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے مال دینار اور درہم ورثہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم ہے کیوں کہ علم وہ غیر معمولی نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت وعظمت حاصل ہوئی۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

ان الخاصۃ التی تمیز بھا الناس عن سائر البھائم ھو العلم

یعنی انسان کو دیگر تمام حیوانات سے ممتاز کرنے والی چیز علم ہے۔

واضح ہوگیا کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد یہی وہ علما ہیں جو مخلوق خدا کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دے کر راہ مستقیم پر گامزن فرمائیں گے۔

مخالفین کے مدمقابل امور دینیہ میں دلیل وحجت کے ساتھ اپنے موقف پر ستونوں کی طرح مستحکم رہیں گے۔ گم کردہ منزل کے لیے مشعلِ ہدایت بنتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم

ادنیٰ پر جو فضیلت مجھ کو حاصل ہے وہی فوقیت عابد پر عالم کو ہے۔

اس کے علاوہ بھی آیات واحادیث علمائے کرام کی عظمت وبرتری پر ناطق ہیں۔

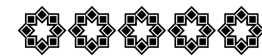
حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل آیات واحادیث کے مصداق تھے۔ تحریری طور پر اس قدر جہاد فرمایا کہ تقریبا 62 کتابیں نادر وانمول تصنیف ہمیں عطا فرمائیں۔ جامعۃ الرضا جیسا ادارہ علماء پیدا کرنے والی فیکٹری دی۔ سنی دنیا جیسا رسالہ دیا جماعت رضائے مصطفی جیسی تنظیم کو نئی زندگی دی۔ دارالافتاء، دارالقضاء شرعی کونسل دولت لازوال سے مالا مال کیا۔ پورے عالم اسلام میں جا کر رضویت کا ڈنکا بجایا۔ کروروں لوگوں کو قادریت کی زلف گرہ گیر کا اسیر بنادیا۔

آپ کی ذات لاجواب ہے۔ آپ کی بات لاجواب ہے۔ آپ کا علم لاجواب ہے۔ آپ کا فن لاجواب ہے۔ آپ کا تقویٰ لاجواب ہے۔ آپ کا فتوی لاجواب ہے۔ آپ کی عبادت و ریاضت لاجواب ہے۔ آپ کی رشد وہدایت لاجواب ہے۔

آپ کی تبلیغ واشاعت لاجواب ہے۔ آپ کا اخلاق لاجواب ہے۔ آپ کا کردار لاجواب ہے۔ آپ کا صبر وشکر لاجواب ہے۔ آپ کا وعظ وتقریر لاجواب ہے۔ آپ کی صورت لاجواب ہے۔ آپ کی سیرت لاجواب ہے۔

آپ کی استقامت لاجواب ہے۔ آپ کا عزم وحوصلہ لاجواب ہے۔ سر سے پا تک معاملات سے عبادت تک علوم وفنون سے تہذیب وتمدن تک شان وشوکت سے جاہ وحشمت تک حیات کا جملہ شعبہ لاجواب وبے مثال ہے۔

ہمارے درمیان سے ایسی شخصیت کا چلا جانا یقینا قیامت سے کم نہیں۔ ایسی قد آور شخصیت سے متعلق نمبر نکالنا بلاشک وشبہ ایک عمدہ اقدام ہے۔ تاکہ وہ نمبر آنے والی نسلوں کے لیے مینارہ ہدایت ثابت ہو۔ اللہ عزوجل موصوف کو رحمت کاملہ سے نہال فرمائے۔ آمین۔

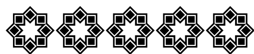


حافظ مولانا محمد اسلم رضوی پاکستان

دعوت وتبلیغ کے مختلف اسکول ہیں ان میں تالیف وتصنیف اور رسائل وجرائد کو شاہ کلید کی حیثیت حاصل ہے۔ آپ کی ذات لائق صد تکریم ہے کہ آپ ایک طویل عرصہ سے اس میدان میں آبلہ پائی کر رہے ہیں اور ''ماہنامہ پیغام رضا'' کے ذریعہ اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت اور جماعت اہلسنت کی دوسری بزرگ شخصیات کے افکار ونظریات کو بڑے پیمانے پر اجاگر کر رہے ہیں، مجھے امید واثق ہے کہ خدائے مصطفی جان رحمت ﷺ آپ کو اس عظیم خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ آپ کی ذات اور آپ کی خدمت دینی تاریخ کا حصہ بن چکی ہے، نسلیں آپ کو فراموش کرنا بھی چاہے تو فراموش نہ کر سکیں گی۔

حضور تاج الشریعہ عظیم شخصیت کے مالک تھے، ان کی ذات اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور حضور مفتئ اعظم ہند کا آئینہ تھی۔ آپ کی زندگی مسائل اور مشکلات سے بھری ہوئی تھی۔ فتنے ہزار تھے اور ان فتنوں کا آپ انتہائی عزم واستقلال کے ساتھ دفاع فرمارہے تھے۔ آپ کے عہد میں کئی فتنے نمودار ہوئے، چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا فتنہ، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدا کا فتنہ، جدید ذرائع ابلاغ رویت ہلال کے ثبوت کا فتنہ، عرفان مذہب ومسلک کا فتنہ اور صلح کلیت کا فتنہ، ان فتنوں میں آخر الذکر فتنہ مسلمانوں کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی ذات فتنوں کے آگے فولادی دیوار بنی رہی۔ آپ نے اصول شریعت کے چہرے پر کوئی داغ دھبہ دیکھنا قبول نہیں کیا۔ تن کے کالے، من کے کالے اور آنکھ کے اندھوں نے آپ کی کردار کشی کی بھی مہم چلائی۔ پھر بھی آپ نے انہیں پلٹ کر جواب نہیں دیا بلکہ آپ کی خاموشی کے سمندر میں سب کے سب ڈوب گئے۔ آج وہی لوگ آپ کے وصال پر سب سے زیادہ ماتم کر کے اپنے مجروح وقار کو بحال کرنے کی بیجا کوشش کر رہے ہیں، لیکن انہیں اسلامی معاشرے میں عزت ووقار حاصل نہیں ہوسکتی۔

حضور تاج الشریعہ کی عظیم بارگاہ میں خراج عقیدت کا آپ نے جو راستہ چنا ہے یہ راستہ ہر اعتبار سے قابل تکریم وقابل مبارکباد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے آپ کو بہرور فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔



مقالات

سید اولاد رسول قدسی، امریکہ

چرخ رضا کا اختر پرضیاء

کسی قدر سال تھا وہ مقدس
کریں ناز جتنا بھی کم ہے
وہ تیرہ سو ترسٹھ تھا ہجری کا سال حسیں
اور مہینہ تھا ذیقعدہ تاریخ پچیس تھی
اور مطابق
نومبر کی تیئیس تاریخ تھی
سن تھا انیس سو اور چالیس پر تین زائد
کھلا گلشن اعلیٰ حضرت میں اک پھول ایسا
ہوئی دیکھ کر اسکو ہر ایک کی آنکھ خیرہ
معطر ہوا گھر کا ہر گوشہ گوشہ
تھیں ہر سمت خوشیوں کی لہریں رواں
نور و نکہت کی ہوتی رہی موسلا دھار بارش
وہی پھول آہستہ آہستہ
پروان چڑھنے لگا
عمر اس کی ہوئی چار سالوں کی جب
والد ذی حشم نے

رکھی تسمیہ خوانی کی ایک نورانی تقریب گھر میں
عموماً
بلاتے ہیں لوگ ایسے موقع پہ اصحاب ثروت کو لیکن
یہ تقریب معمولی بچے کی تھی ہی نہیں
بلکہ منسوب تھی ایسے بچے سے یہ محفل ضوفشاں
یعنی کل جس کو ہونا تھا تاج الشریعہ
علوم و معارف کا نوری خزینہ
معاصر میں اپنے یگانہ
کرے رشک جس پر زمانہ
علوم رضا کا
اسے ایسا وارث تھا بننا
کہ سیراب ہو جس سے دنیا
بلائے گئے سرور دیں کے مہمان طالب دیں
وہ حسیں بچہ خوش بخت تھا اس قدر
مفتیٔ اعظم ہند نے
بسملہ خوانی اس کی کرائی
ہوا اس کا ایسا مرتب اثر
علم دیں کے وہ میدان کا شہسوار ایسا بنتا گیا
اہل دانش نے بے ساختہ یہ کہا
یہ مہارت کا ہے اک ہمالہ
کہ مشکل سے مشکل مسائل ہوئے اس سے حل
علم و حکمت رہے اس پہ نازاں

بھلا کیوں نہ ہو
مفتی اعظم ہند نے
صاف لفظوں میں فرمایا لوگو سنو
میرے اختر میاں سے
سدا استفادہ ہے کرنا
علاوہ ازیں
یہ بھی فرمایا اختر میاں ہیں میرے جانشیں
ان سے ہوتی رہیگی زمیں سنیت کی
بہار آفریں
مفتیٔ اعظم ہند کا یہ کہا
کیوں نہ ہوتا صداقت کا پیکر
ولی اور ابن ولی ذات اقدس تھی ان کی
یہ دنیا نے دیکھا
فقط نام کے وہ نہ اختر بنے
بلکہ وہ سنیت کے فلک پر
چمکتے رہے بن کو ضوبار اختر کچھ ایسے
کہ اپنے تو اپنے ہیں اغیار بھی یہ مانا
رضا کے چمن کا
یہ ایسا ہے بے مثل گل
جس کی خوشبو سے اک ہند ہی کیا
مہکتا ہے عالم
اسے دعویٰ خام تم مت سمجھنا

تصانیف ان کی ہیں روشن دلیلیں
اگر چشم بینا ہو تو ذیل میں
دیکھ لو ان کی علمی کتابوں کی فہرست اک مختصر
مرات النجدیہ، العطاء القدیر اور برکات امداد، شرح حدیث نیت حاشیہ در صحیح البخاری
نموذج، طلاق ثلاثہ کے احکام شرع میں
ہجرت مصطفی اور تیسیر ماعون، آثار قیامت
شمول اور حضرت ابو الانبیا کے تھے تارخ ہی والد
نہ کہ آزر بت تراش زمانہ
سفینۂ نجات اور بخشش کا مجموعہ نعتیہ فکر و شعر و سخن
المختصر
ان کی پچاس سے بھی ہے زائد
تصانیف کا باغ جلوہ فشاں
نعتیہ شاعری میں رہا ان کا اعلیٰ مقام اس طرح
سر بہ خم اہل فن و ادب ہو گئے
صرف اردو نہیں
بلکہ عربی میں اشعار ایسے کہے
پڑ گئے حیرتوں میں عرب
دل کی گہرائی سے معترف سے ہوئے
لا جواب ان کا عربی کا لہجہ ہے ایسا
کہ لگتا یہ کوئی ہندی نہیں
بلکہ خالص ہیں عربی عبور ان کو حاصل ہے عربی زباں پر
یہی وجہ ہے

فخر ازہر کا ایوارڈ ان کو ملا جامعہ سے
خدا نے انہیں ایسی مقبولیت کی عطا
جس جگہ وہ قدم رنجہ ہوتے
وہاں بھیڑ لگ جاتی مخلوق خالق کی ایسی
کہ پروانے جس طرح اطراف میں شمع کے
جمع ہوتے ہیں اور منڈلاتے ہیں بے لوث عشق و محبت میں بے خوف ہو کر
نہیں اس میں تخصیص میں ہند کی
بلکہ دنیا جس جا بھی جلوہ فگن ہوتے ہو
دیدنی ہوتا عشاق کا اجتماع عقیدت
بڑی عشق خیزی سے ہوتے تھے لوگ ان سے بیعت
مسلم حقیقت ہے یہ
ان کے جتنے مرید آج ہیں دنیا بھر میں
نہیں مل سکے گی مثال اس کی تم کو کہیں
یہ خصوصی کرم ان پہ تھا رب کونین کا
یہ عنایت تھی ان پر رسول دو عالم کی پیہم
ابھی ان کی رحلت ہوئی جب
جہاں بھر میں منظر تھا درد و الم کا
ہے عالم کی موت ایک عالم کی موت اس کو محسوس کرنے لگی
پوری دنیا
ملی یہ خبر معتبر
تھے کروڑوں کی تعداد میں لوگ حاضر جنازے میں ان کے
حضور خدا میں یہ کرتا ہے ''قدسی'' دعا

ان کی تربت پہ ہو موسلا دھار رحمت کی بارش

رہے سنیوں کے سروں پر

قیامت تک ''اختر'' کا فیضان جاری



ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، بمبئی

Ph:09869328511|09137535376

E-Mail:ghulamjabir@yahoo.com

تاج الشریعہ ماہ وسال کے آئینے میں

نوٹ: یہ تحریر ابھی خام و نا تمام ہے۔ اسے کسی ضخیم کتاب کا آغازِ باب یا دیباچہ سمجھنا چاہیے۔ لہٰذا اہل علم سے گذارش ہے کہ آپ حضرات کے پاس یا علم میں حضرت کی کوئی یادگار تحریر یا سفر وحضر کا کوئی اہم واقعہ ہو، تو بقید تاریخ و ماہ وسن لکھ کر ہمیں ضرور بھجیں۔ آپ کے ذکر وشکر کے ساتھ درج کیا جائے گا۔

☆.................۱۹۴۳ء:

☆......۲۳ر فروری، محلہ سوداگران بریلی شریف میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا شاہ ابراہیم رضا کے قافیہ پر نام 'اسماعیل رضا' تجویز ہوا۔ 'محمد' نام پر عقیقہ ہوا۔ عرف 'اختر رضا' قرار پایا۔ اسی عرفی نام سے وہ مشہور آفاق عالم ہوئے۔

☆.................۱۹۴۶ء:

☆......بزرگان دین اور اشرافیہ خاندان کی روش پر چار برس، چار مہینے، چار دن کی عمر میں والد ماجد نے رسم بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی۔ جس میں جامعہ منظر اسلام کے تمام طلبہ مدعو تھے اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا فرمائی۔ قرآن کریم والدہ ماجدہ نے پڑھایا۔ اردو وغیرہ والد کریم سے سیکھی۔

☆.................۱۹۵۶ء:

☆......منظر اسلام میں میزان، منشعب، نحو میر سے درس نظامیہ کی شروعات ہوئی۔ شیخ محمد عبدالتواب صاحب مصری، جو منظر اسلام میں استاذ تھے، سے عربی ادب سیکھا۔ ویسے گو ان کی گھریلو بولی اردو تھی، مگر گھر میں عربی بول چال اور عربی اخبارات کا بھی چلن تھا۔

☆..................۱۹۵۲ء:

☆......اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا اور مروجہ دنیاوی تعلیم حاصل کی۔

☆..................۱۹۶۰ء:

☆......شعر وشاعری کا آغاز کیا۔ بیش بہا نعتوں کے دو مجموعے بنام 'سفینۂ بخشش' اور 'نغماتِ اختر' ہندو پاک سے شائع ہو چکے ہیں اور نعت خواں حضرات بر سر محفل و اجلاس اور محراب و منبر پڑھ پڑھ کر سامعین کو مسرور و محظوظ کرتے ہیں۔

☆..................۱۹۶۲ء:

☆...... ۱۳/ ۱۴/ ۱۵/ جنوری ۱۹۶۲ء میں جامعہ منظر اسلام کا شاندار اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اقطار ہند سے آئے ہوئے خدا ترس علما و مشائخ کا جم غفیر تھا۔ ۱۵/ جنوری کی صبح تاجدار اہل سنت نے اپنے درِ دولت پہ میلاد پاک کی ایک بابرکت مجلس منعقد فرمائی۔ علما و مشائخ کی نورانی جماعت تو تھی ہی، منظر اسلام کے طلبہ و نو فارغ علما بھی موجود و مدعو تھے۔ تاجدار اہل سنت نے اپنے نواسے [تاج الشریعہ] کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دست کرم میں لے کر تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ حاضرین نے نذر اور مبارک باد پیش کی۔ واضح ہو کہ بیعت کی سعادت پہلے سے ہی حاصل تھی۔ اسی سن باسٹھ میں والد ماجد، جو علیل چل رہے تھے، نے عمامہ باندھ کر اور عبا پہنا کر آپ کو علوم اعلیٰ حضرت کا وارث و جانشین بنایا۔ تفصیل کے لیے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' شمارہ دسمبر دیکھیں۔

☆..................۱۹۶۳ء:

☆......اسلامی دنیا کی سب سے بڑی درسگاہ 'جامع ازہر' مصر کے 'کلیۃ اصول الدین' میں داخل ہوئے۔ افہام و تفہیم اور اظہار مافی الضمیر میں آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئی، بلکہ فصیح و بلیغ عربی اسلوب بیان میں گفتگو کر کے سب کو محو حیرت کر دیا۔ اساتذہ کا تاثر تھا کہ یہ تو ہندی عجمی لگتا ہی نہیں، جو باعثِ تعجب ہے۔ امام احمد رضا کے بارے میں عرب علما نے کہا تھا کہ 'یہ خلقتاً یعنی پیدائشی طور پر ہندی ہیں، مگر فطرتاً عربی ہیں'۔ تاج الشریعہ اسی ہندی خلقت اور عربی فطرت کے پرتو تھے۔ تاج الشریعہ کے دادا حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری قدس سرہ کی بھی عربی دانی میں کچھ

اپنے والد ماجد امام احمد رضا جیسی شان اور بانکپن تھا۔

☆..................۱۹۶۴ء:

☆...... پورے مصر میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر اس وقت کے نوجوان عالم مولانا اختر رضا کو صدر مملکت مصر جمال عبد الناصر کے ہاتھوں ایوارڈ ملا۔

☆..................۱۹۶۵ء:

☆......ساٹھ برس کی عمر میں ۱۲/ جون کو والد ماجد کا وصال ہوا۔ جب کہ آپ جامع ازہر میں زیر تعلیم تھے۔ شدت غم اور شدید ماحول میں آپ نے ایک تعزیتی نظم لکھ کر اپنے بڑے بھائی ریحانِ ملت کو روانہ کی، جو درد وغم کی منہ بولتی داستان تھی۔ اس کے باوجود ۱۹۶۵ء میں ہی جامع ازہر کے سالانہ امتحان میں اعلیٰ و امتیازی نمبرات حاصل کر کے پورے مصر میں اول نمبر آئے۔ ممتحن کے علم کلام پر سوال کرنے پر ایسی شرح و بسط سے جواب دیا کہ اساتذہ و ممتحن حضرات ششدر رہ گئے۔ اس حصول نعمت پر یہاں برادر اکبر ریحانِ ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ ستمبر کے شمارے میں شاندار رپورٹ لکھ کر خدا کا شکر اور دلی مسرت کا اظہار کیا۔

☆......امتیازی و اول نمبر آنے پر وطن مالوف بریلی میں خوشی کی لہر اور ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' بریلی کا ادارتی صفحہ مارے مسرت کے گونج اٹھا۔

☆..................۱۹۶۶ء:

☆...... تکمیل تعلیم کی۔ سارے امتحانات میں اول درجے سے کامیابی ملی اور جامعہ کے ارباب حل و عقد نے سند اور جامع ازہر ایوارڈ پیش کیا۔

☆...... بریلی شریف واپسی ہوئی، تو مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے نور افشاں و مسرت افزا جلو میں اہل خاندان، علمائے کرام، طلبائے منظر اسلام، احباب و متعلقین، معتقدین و مریدین نے بریلی اسٹیشن پر پر جوش استقبال کیا اور برادر اکبر ریحانِ ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ دسمبر کے شمارے میں خوب صورت کوائف نامہ لکھ کر شائع کیا۔

☆......اسی برس آپ نے پہلا فتویٰ لکھ کر مفتی سید افضل حسین مونگیری اور حضور مفتی اعظم ہند کو

دکھایا۔ دونوں بزرگوں نے تحسین وحوصلہ افزائی کے کلمات کہے۔ یہ سوال مدینۂ منورہ سے آیا تھا، جس میں نکاح، طلاق اور میراث سے متعلق سوالات تھے۔

☆............۱۹۶۷ء:

☆......جامعہ منظر اسلام میں استاذ مقرر ہوئے۔ یہ سلسلۂ فیض وبرکت کئی برس چلا۔ فتویٰ نویسی حضور مفتی اعظم ہند اور مفتی سید افضل حسین مونگیری کے زیر سایہ ہوتی رہی۔

☆............۱۹۶۸ء:

☆...... ۳رنومبر استاذ زمن حضرت حسن کی پوتی یعنی حکیم ملت حضرت مولانا شاہ حسنین رضا خان کی صاحبزادی سے شادی کی رسم ادا ہوئی۔ پہلے سے ہی یہ رشتہ والد ماجد کا طے کردہ تھا۔

☆......تاج الشریعہ نے رضا باغ، گنگٹی، ضلع سیتا مڑھی کا دورہ کیا۔ مشہور محقق وقلم کار ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ کے والد مرحوم گماشتہ محمد عبد الغفور حامدی کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ یہ گماشتہ محمد عبد الغفور مرحوم تاج الشریعہ کے جد امجد حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ یہ وہ خوش نصیب بستی ہے، جہاں حجۃ الاسلام اور تاج الشریعہ کے والد گرامی مفسر اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان قادری عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے بکثرت مریدین تھے اور اب تو تاج الشریعہ کے مریدین کی بھاری تعداد نے اس میں اور اضافہ کر دیا ہے۔

☆............۱۹۷۰ء:

☆......صاحب زادہ مولانا مفتی محمد عسجد رضا خان کی پیدائش محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ پیدائشی نام 'محمد منور رضا حامد' اور عرفیت 'عسجد رضا' ہے۔ اسی عرفی نام سے وہ متعارف ہیں۔ آپ وہ خوش نصیب ہیں کہ تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند نے آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر آپ کو داخل سلسلہ فرمایا۔

☆............۱۹۷۴ء:

☆......تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے وجود ناز کی برکتوں کی برکھا سے ہمارے سیمانچل کی سرزمین کے چپے چپے کو سیراب فرمایا۔ اس سفر موج ظفر میں اس وقت کے مفتی اختر رضا

ازہری میاں ہمراہ رکاب تھے۔ یہ ازہری میاں کا پہلا [بعد میں تو یہ علاقہ ان کی جاگیر قرار پایا] اور تاجدار اہل سنت کا دوسرا دورہ تھا۔ اسی دور مسعود میں تاجدار اہل سنت نے فرمایا تھا کہ: 'اب میں ضعیف ہو چکا ہوں۔ آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں'۔ اس بابرکت جملے کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ آج تقریباً آدھا سیمانچل حضرت تاج الشریعہ کے دامن سے وابستہ ہے۔

☆............۱۹۷۵ء:

☆......اندرا گاندھی کی کانگریس والی حکومت کے جبری فیصلے 'نسبندی' کے خلاف فتویٰ دیا۔ یہ ایک سخت کڑا وقت تھا۔ حکومت کی آنکھ سے آنکھ ملانا جگر گردے کا کام تھا۔ دار الافتا بریلی نے یہ کام کر دِکھایا۔ ساری عزتوں کا سرچشمہ اسلام ہے اور اسلام ہی کی چوکھٹ سے لپٹے رہنے دونوں جہان کی بھلائی ہے۔ حکومت واقتدار کی شان وشوکت اور قوت وطاقت آنی جانی ہے۔ جب کہ اسلام کی حکمت وشوکت قائمی ودائمی ہے۔ تاج الشریعہ ہمیشہ اسی روش پر عمل پیرا رہے۔

☆............۱۹۷۶ء:

☆......'دفاع کنز الایمان' نام کی مفسرانہ ومحققانہ کتاب لکھی۔ یہی اہم مقالہ ماہنامہ 'المیزان' بمبئی کے 'امام احمد رضا نمبر' میں شامل اشاعت ہوا۔ تفاسیر واحادیث اور محققین علمائے اہل سنت کی قریب ۲۸ر اور مخالفین اہل سنت کی ۱۲ر کتابوں کی صدہا دلیلوں سے یہ کتاب مملو ومبرہن ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب دیوبندی عالم امام علی قاسمی رائے پوری کے کتابچہ 'قرآن پر ظلم' کا جواب ہے۔

☆............۱۹۷۷ء:

☆......اس برس تاج الشریعہ نے کوونڈگڑھ، ضلع اجمیر شریف کا دورہ کیا۔

☆............۱۹۷۸ء:

☆......جامعہ منظر اسلام کے 'صدر المدرسین' کے منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ نیز دار الافتا بریلی کے نائب مفتی کی حیثیت سے کارِ افتا بھی سرانجام دیتے رہے۔

☆......مدرسہ کلیمیہ امینیہ راج محل، بہار کے صدر المدرسین حضرت مولانا عابد حسین صاحب کی دعوت پر پہلی بار راج محل، بہار تشریف لے گئے۔ عیدگاہ میدان پھلوبریا میں عظیم الشان اجلاس سے

خطاب کیا۔ بہت سے لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......شہر کوٹہ، راجستھان تشریف لے گئے۔ تقریر کی اور لوگوں کو داخل سلسلہ کیا۔

☆..................۱۹۷۹ء:

☆......حضرت تاج الشریعہ بنارس کے دورے پر تشریف لے گئے اور جامعہ حمیدیہ رضویہ کے منتہی طلبہ کا سالانہ امتحان لیا۔

☆..................۱۹۸۰ء:

☆......جنوری، آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما بمبئی کے زیر اہتمام تیلی محلہ میں ایک تاریخی عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقع سے مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں آپ صدر اعلیٰ نامزد ہوئے۔ اس منصب جلیل پر آپ تا حیات جلوہ بار رہے۔ ہر برس ماہ ربیع الثانی میں نکلنے والے 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وسرپرستی بھی فرمائی۔

☆..................۱۹۸۱ء:

☆......اس برس ان کے نانا جان اور سب سے بڑے مربی ومرشد گرامی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مصطفی رضا خان قادری قدس سرہ کا وصال ہوا۔

☆......خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مولانا شاہ محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری نے علوم ومعارف شریعت وطریقت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

☆..................۱۹۸۲ء:

☆......۲۹ رمئی کو دار العلوم نوری اندور کی دعوت پر مدھیہ پردیش روانہ ہوئے۔

☆......باضابطہ مرکزی دار الافتا کی بنیاد ڈالی اور کئی مفتیان کرام خصوصاً حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی کی بحالی عمل میں آئی۔ اس دار الافتا نے اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند کی دار الافتائی خدمات اور شان وشوکت کی یاد کر دی۔ ۱۹۸۳ء سے ۲۰۰۵ء تک نقل فتاوی کے رجسٹر کی تعداد ۸۰ ر بتائی گئی ہے۔ جس سے اس دار الافتا کی مرکزیت اور کارگردگی کی رفتار کا اندازہ ہوتا ہے۔

☆......پڑوسی شہر رام پور تشریف لے گئے۔ الجامعۃ الاسلامیہ کے جلسۂ سنگ بنیاد میں شرکت فرمائی۔

☆......'جامعہ نوریہ' پہلے پہل محلہ گھیر جعفر خان، بریلی میں قائم ہوا۔ جس کے قیام وبنا میں آپ نے مؤثر رول ادا کیا۔

☆......عراق میں بغداد، نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی۔

☆......شمال ہند علاقہ ترہت کے ضلع سیتا مڑھی کے مشہور مقام 'کنہواں بازار' میں منعقد تاریخی پروگرام 'تعمیر ملت کانفرنس' میں شرکت وخطابت فرمائی۔ اس خطے کا غالباً یہ پہلا سفر تھا۔

☆......راجستھان کے شہر کوٹہ تشریف لے گئے اور ایک تاریخی پروگرام بنام 'مفتی اعظم کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی۔ وعظ فرمایا اور سلسلے میں داخلے کے متمنی حضرات کو داخل سلسلہ فرمایا۔

☆...... پاکستان کا دوسرا سفر کیا اور پیر طاہر علاء الدین گیلانی علیہ الرحمہ کے در دولت پہ نیاز مندانہ حاضری دی۔ پیر موصوف، جو حضور غوث پاک کی اولاد پاک میں سے تھے، نے تاج الشریعہ سے بے حد تپاک اور گرم جوشی سے ملے اور روانگی کے وقت دروازے کے باہر تک تشریف لائے۔ دربانوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ پیر صاحب نے یہ اہتمام واحترام ذو الفقار علی بھٹو کے لیے بھی نہیں کیا تھا۔ واضح رہے کہ یہی پیر گیلانی علیہ الرحمہ نے ۱۹۵۶ء میں بریلی شریف تشریف لا کر اعلیٰ حضرت کے مزار مبارک پہ فاتحہ خوانی کی تھی۔ تاج الشریعہ، جو اس وقت نوعمر تھے، نے عرض کیا کہ 'حضرت ایک نظر ادھر بھی'، تو حضرت پیر گیلانی علیہ الرحمہ نے یہ تاریخی جملے فرمائے تھے کہ: 'اختر میاں میرے دادا حضور غوث اعظم نے تمہارے دادا اعلیٰ حضرت کو اتنا نوازا کہ پورا سیراب کر دیا اور حضور مفتی اعظم بھی مالا مال کر دیا۔ اس لیے بیٹے! تمہیں لینے کی نہیں، بلکہ بانٹنے کی ضرورت ہے'۔

☆......راجستھان کے معروف شہر 'اودے پور' تشریف لے گئے۔

☆..................۱۹۸۳ء:

☆......۱۷ر اکتوبر کو بکھری، باز پٹی، ضلع سیتا مڑھی تشریف لے گئے۔ وہاں کی 'نوری جامع مسجد' میں نماز عصر ومغرب کی امامت بھی فرمائی۔ مجلس کے ختم ہونے پر سیکڑوں افراد بیعت ہوئے۔ حتی کہ ایک بوڑھے سے دیوبندی جناب عبد الرحیم مرحوم مرول والے دیوبندیت سے توبہ کی اور مرید ہو کر بہت خوش تھے۔ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی مرحوم اس سفر میں بحیثیت خادم ساتھ تھے۔

☆...... ۱۸/اکتوبر کو حضرت مولانا محمد عین الحق نوری استاذ 'مدرسہ جیلانیہ' ملنگواں، نیپال کی دعوت پر وہاں تشریف فرما ہوئے۔ رات بڑا پروگرام ہوا۔ مسلمانوں نے حضرت کا دیدار کیا۔ تقریر سنی اور مرید ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی مرحوم اس سفر میں بحیثیت خادم ساتھ تھے۔

☆...... ماہ دسمبر میں آپ نے پہلا سفر حج وزیارت کیا۔

☆...... ماہنامہ 'سنی دنیا' بریلی کا اجرا فرمایا۔ جس کے 'باب الاستفتا' حضرت تاج الشریعہ کے فتاوے مستقلاً شائع ہوتے رہے۔ اس سے پہلے یہ سلسلہ ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' میں جاری تھا۔

☆...... رام پور کے تعلیمی ادارہ الجامعۃ الاسلامیہ کے جلسے میں شرکت فرمائی۔

☆...... مہاراشٹر کے اضلاع دھلیہ، جلگاؤں اور بھساول کے درمیان 'چوپڑا' اور شہر بلڈانہ کے شہریوں کو بھی حضرت نے اپنے چمکدار چہرۂ ولایت کی دید وزیارت کا موقع عنایت فرمایا۔

☆...... سیمانچل کے اضلاع کٹیہار، پورنیہ اور کشن گنج کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔

☆...... پاکستان کا تبلیغی ودعوتی دورہ فرمایا۔ کراچی میں ماہر رضویات پروفیسر محمد مسعود احمد کے دولت خانے پر بھی تشریف لے گئے۔ بقول پروفیسر موصوف: 'متقی اور عالم باعمل علامہ اختر رضا خان ازہری ۱۹۸۳ء میں پاکستان تشریف لائے۔ از راہ کرم غریب خانے پر بھی تشریف لائے۔ ایک عربی نعت کی فرمائش کی۔ قلم برداشتہ اسی وقت لکھ دی'۔

☆...... اس سال حضرت تاج الشریعہ نے بیکانیر، راجستھان کا دورہ کیا۔

☆............... ۱۹۸۴ء:

☆...... مستقل زمین فراہم ہونے پر 'جامعہ نوریہ' محلہ گھیر جعفر خان سے محلہ باقر گنج منتقل ہوگیا۔ جس میں تاج الشریعہ کا کلیدی کردار رہا۔

☆...... ماہ اگست، کاٹھیاوار، گجرات کا دورہ فرمایا۔ بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ بر سر منبر موجود علما ومشائخ نے معزز القابات 'خصوصاً' تاج الاسلام' اور 'فقیہ اسلام' سے یاد کیا۔

☆...... ۱۴/۱۵/نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی منایا گیا۔ ازہری میاں نے بھی شرکت کی۔ زیب سجادۂ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے پر جوش استقبال کیا۔ 'قائم مقام مفتی اعظم علامہ

ازہری زندہ باد' کا نعرہ بلند فرمایا اور 'خلافت واجازت کے تمغے سے سرفراز فرما کر دستار بندی کر کے نذر پیش کی۔

☆...... بہار کی راجدھانی پٹنہ تشریف آوری ہوئی۔ مغل پورہ پٹنہ سیٹی میں 'الجامعۃ الرضویہ' کی بنیاد رکھی۔ رات کے جلسۂ سنگ بنیاد میں بہار کے اطراف واکناف سے کھینچے ہوئے آئے لوگوں کو اپنی نصیحت آمیز باتوں سے مستفید کیا۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ بھی شریک جلسہ تھے۔ حضرت کے ایک جاں نثار مرید جناب محمد سرفراز رضوی کا بچہ ایسا بیمار تھا کہ والدین زندگی سے ناامید ہو رہے تھے۔ حضرت نے دعا ودم کیا۔ خدا نے شفا عطا فرمائی۔ کل کا وہ بچہ آج ہٹا کٹا جوان رعنا اور لکھ پڑھ کر خوش خرم باقاعدہ انجینئر ہے۔

☆...... دھان کھیتی، کلکتہ میں سنیوں اور دیوبندیوں میں مناظرہ طے ہو چکا تھا۔ محدث کبیر علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی مناظر تھے۔ تاج الشریعہ ان دنوں بھاگل پور کے دورے پر تھے۔ پھر کلکتے پہنچ گئے۔ آپ کے پہنچتے ہی دیوبندیوں کا دم گھٹنے لگا اور پولیس افسروں سے جوڑ توڑ کر کے مناظرہ کینسل کروادیا۔

☆...... جامعہ رضویہ کے بانی ومہتمم اور اپنے مرید خاص ہمدرد ملت سید ولی الدین رضوی کو اس بات پر تاکید وفہمائش فرمائی کہ ماہنامہ 'نور مصطفیٰ' پٹنہ میں کوئی غیر مصدقہ ومستند تحریر ومضمون نہ چھپ سکے۔

☆...... تین روزہ 'سنی کانفرنس' مکہ مسجد حیدرآباد دکن میں شرکت وتقریر فرمائی۔ حضرت تاج الشریعہ کا یہ غالباً پہلا دورۂ حیدرآباد تھا۔ اسی موقعے سے آپ نے شہباز دکن حضرت مولانا محمد مجیب علی رضوی صاحب، حضرت مولانا محمد عبدالقدیر رضوی وجے واڑہ اور حضرت مولانا محمد نسیم اشرفی صاحب کو آپ نے اپنی خلافت سے سعادت مند کیا۔ جب کہ کثیر بندگان خدا کو کلمات بیعت پڑھا کر مرید بھی کیا۔

☆...... باسنی، ضلع ناگور، راجستھان بڑا مشہور مقام ہے۔ تاج الشریعہ وہاں متعدد بار تشریف لے گئے ہیں۔ سب سے پہلا دورہ اسی ۱۹۸۴ء کا تھا۔

☆...... تاج الشریعہ میرتا سیٹی، راجستھان تشریف لے گئے۔ شاید یہ وہاں کا پہلا دورہ تھا۔

☆.................۱۹۸۵ء:

☆......اس برس تاج الشریعہ نے دوسرا حج ادا کیا۔

☆...... ماہ اپریل، ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام ’حجاز کانفرنس‘ منعقد ہوئی، جس میں عالمی مسائل پر غور وفکر اور نصب العین کے تعین کے لیے عالمی مقتدر شخصیات نے شرکت کی۔ ہندوستان سے حضرت تاج شریعت اور علامہ ارشد القادری ۲۱؍اپریل کو لندن تشریف لے گئے۔ ۵؍مئی کو کانفرنس ہوئی۔ اس عالمی حجاز کانفرنس کی صدارت آپ نے فرمائی اور خطاب نایاب بھی کیا۔ یہ خطاب بی بی سی لندن سے نشر بھی ہوا۔

☆......لندن سے حرمین شریف حاضر ہو کر عمرہ کے مناسک ادا کر کے ۱؍جون کو بریلی شریف مراجعت فرمائی۔

☆...... پاکستان کے شہر لاہور کا دورہ کیا۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ کے جوار میں قائم دار العلوم حزب الاحناف میں قیام تھا۔ علمائے لاہور آپ کے علم وفضل، عجز و خاکساری اور فروتنی انکساری سے بے حد متاثر تھے۔

☆...... ماہ جولائی، قائد اہل سنت لامہ ارشد القادری کی تحریک وتجویز پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں نو پید مسائل کے حل وتصفیے کے لیے ’شرعی بورڈ‘ جو بعد میں ’مجلس شرعی‘ کے نام سے معروف ہوئی، کے ’فیصل بورڈ‘ کا آپ کو صدر اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

☆...... ماہ جولائی، عرس امجدی گھوسی میں شرکت کی۔

☆...... بریلی شریف سے حضرت تاج الشریعہ آگرہ اسٹیشن پہنچے۔ سر شام دوسری ٹرین آنے میں تاخیر تھی۔ کچھ گھنٹہ بھر وقت تھا۔ اسٹیشن سے لگ کے قلعہ کے پاس جو شاہی جامع مسجد ہے وہاں کے خطیب وامام حضرت مفتی محمد قمر الزماں رضوی در بھنگوی کو پتا چلا، تو دوڑ کر حاضر ہوئے اور اپنی مسجد لے آئے۔ حضرت نے نماز مغرب پڑھائی۔ اتنے میں کافی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور حضرت کے دیدار سے مشرف ہو کر مرید بھی ہو گئے۔

☆......شہر ناگ پور، مہاراشٹر کا دورہ کیا۔ ناگ پور سے شہر آکولہ تشریف لے گئے۔ وہاں سے

بھساول تشریف لے آئے۔ بھساول میں ’مختار عالم کانفرنس‘ میں خطاب کیا۔ دو دن قیام رہا۔ اسی دوران قیام میں حضرت نے قدیم جامع مسجد جالمی محلہ کے ہر دل عزیز خطیب وامام حضرت مولانا حافظ محمد تجمل حسین رضوی اور حضرت مفتی محمد زبیر عالم صدیقی رضوی پورنوی کو اپنی اجازت وخلافت سے نوازا۔ یہاں سے املنیر جلوہ افروز ہوئے۔ مفتی محمد زبیر عالم صاحب اس سترہ روزہ سفر میں ساتھ رہے۔ اسی سفر میں جناب محمد اشرف رضوی سیٹھ کی دعوت پر شہر بلڈانہ کو بھی اپنے وجود ناز کی برکتوں سے سرفراز کیا۔

☆.................۱۹۸۶ء:

☆......اگست، ستمبر، یہ تیسرا حج تھا، جو مع اہل وعیال ادا کیا۔ اس برس وہاں ایک ناگہانی بات پیش آئی کہ آپ کو بلا وجہ شرعی و قانونی پس دیوار زنداں رکھا گیا اور پھر بغیر مدینہ پاک کی حاضری کے ہندوستان بھیج دیا گیا۔

☆......بمبئی واپسی پر محمد علی روڈ، مینارہ مسجد کے پاس شاندار استقبال اور احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ یہ احتجاجی سلسلہ ہند وپاک سے پھیل کر مغربی ممالک تک پہنچ گیا۔

☆......لندن میں ورلڈ اسلامک مشن کا وفد، جس میں جید ومقتدر علمائے اہل سنت شامل تھے، نے شاہ عبد اللہ وسعودی شہزادوں اور سعودی حکومت کے اہل کاروں سے مل کر اصولی و قانونی احتجاج درج کرایا اور گفتگو کی۔ نتیجے میں سعودی شہزادگان واہل کاران نے وفد کے مطالبات مان لیے۔ یہ وقوعہ ایک خاص پس منظر [نجدی شرارت] رکھتا ہے۔ لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ حکومت سعودیہ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور خصوصی ویزا دے کر دوبارہ بلانا پڑا۔ یہ تفصیلات آپ کی کتاب ’سعودی مظالم کی کہانی، اختر کی زبانی‘ میں موجود ومطبوع ہیں۔

☆...... ماہ دسمبر، رائے بریلی اتر پردیش میں ’مسلم پرسنل لا کونسل‘ کی تشکیل عمل میں آئی۔ علما ومفتیان کرام کی متفقہ رائے سے آپ ’صدر مفتی‘ منتخب ہوئے۔

☆......حضرت مفتی محمد قمر الزماں رضوی در بھنگوی خطیب و امام شاہی جامع مسجد آگرہ، ان کے احباب اور خوش عقیدہ مسلمانان آگرہ کی شدید خواہش اور دعوت پر حضرت تاج الشریعہ آگرہ تشریف

لائے ۔ بڑا پروگرام ہوا۔ بڑی تعداد میں مجمع اکٹھا ہوا۔ کثیر افراد حضرت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔قیام آگرہ کینٹ میں رہا۔دوسرے دن واپسی ہوئی۔

☆......بابری مسجد کے قضیے میں آپ نے فعال کردار ادا کیا۔علمائے رام پور،جس کے قائد علامہ سید شاہد علی رضوی تھے،اس سلسلے میں ’جیل بھرو تحریک‘ بماہ مارچ چھیڑی،تو تاج الشریعہ نے اس کی تائید کی اور بھرپور حمایت کا اعلان کیا۔

☆......بھوٹا تال،جبل پور ایم پی کے ایک غیر مسلم مع اہل وعیال نے بریلی شریف آکر اور آپ کا چہرۂ زیبا دیکھ کر آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور بیعت ہوا۔آپ نے ان کا نام ’محمد احسن رضوی‘ پسند فرمایا۔کچھ دنوں تک محمد احسن رضوی بریلی شریف رہ کر دینی تعلیم حاصل کی۔

☆..................۱۹۸۷ء:

☆......۱۷ر فروری کو آپ نے جھریا، دھنباد، بہار کا دورہ کیا۔سعودی ظلم وبربریت کی ٹیس اور دیار مدینہ منورہ حاضر نہ ہونے کی ہوک آپ کے دل بے تاب میں رہ رہ کر اٹھتی تھی،جھریا کے جلسے میں کسی نعت خواں نے جب جمال یار کا نغمہ چھیڑا،تو آپ آب دیدہ ہوگئے۔اسی منبر رسول پر آپ کی نوک زبان وقلم سے وہ مشہور دردبھری نعت وجود پذیر ہوئی،جس کا مطلع ومقطع یہ ہے:

داغِ فرقتِ طیبہ قلب مضمحل جاتا — کاش! گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
ان کے در پہ اختؔر کی حسرتیں ہوئیں پوری — سائلِ در اقدس کیسے منفعل جاتا

☆......اسی برس کے ماہ مئی میں، دنیا بھر کے متعدد ممالک میں ان سلسلے وار احتجاجوں اور مظاہروں کا اثر یہ سامنے آیا کہ سعودی سفیر برائے ہند دہلی فواد صادق مفتی نے معافی چاہی اور سعودی حکومت نے خاص ویزا دے کر آپ کو عمرہ ادا کرنے کی دعوت دی۔دہلی میں قائم سعودی سفارت خانہ اور وہاں جدہ ومدینہ منورہ میں حکومتی کارندوں نے خاص اہتمام اور خیر مقدم بھی کیا۔گیارہ روزہ اس سفر خاص میں عمرہ ادا کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔

☆...... پڑوسی ملک نیپال کا دورہ فرمایا۔’رسول اعظم کانفرنس‘ میں شرکت کی اور ایمان افروز وعظ فرمایا۔یہ کانفرنس ’مدرسہ مظہر العلوم‘ کٹیا،ضلع کے اہتمام تام میں منعقد ہوئی تھی۔اس سفر میں آپ

کے سگے بھائی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد قمر رضا خان بھی شریک سفر تھے۔نیپال کے بزرگ ومعتمد عالم دین،جن کی وہاں بے حد دینی خدمات ہیں،حضرت علامہ محمد حنیف قادری علیہ الرحمہ کو تاج الشریعہ نے اپنی اجازت وخلافت سے سرفراز کیا۔

☆..................۱۹۸۸ء:

☆......۱۷ر جنوری کو تاج الشریعہ کا سفر دکن کے شہر نظام آباد کا ہوا۔وہاں کے مسلمانان ونوجوانان اہل سنت،خصوصاً ’سنی مجلس عمل‘ کے بانی وسربراہ جناب محمد عبد الرؤف رضوی و دیگر اراکین نے ’عظمتِ مصطفیٰ کانفرنس‘ کا انعقاد کیا تھا۔تاج الشریعہ نے پروگرام کی سرپرستی فرمائی۔بزرگ عالم دین حضرت مفتی مجیب اشرف رضوی ناگ پوری اور شہباز دکن حضرت مولانا مجیب علی رضوی حیدر آبادی نے خطاب کیا۔اس دورے اور پروگرام کے اصل محرک مجاہد ومدبر عالم دین حضرت مولانا ابو الحسن علی رضوی پورنوی تھے،جو لنکھم پیٹھ،ضلع نظام آباد میں ’جامعہ غوثیہ رضویہ‘ کے بانی وسربراہ ہیں۔

☆......۱۸ ر جنوری کو ’جامعہ غوثیہ رضویہ‘ لنکھم پیٹھ کی جدید عالی شان عمارت کا افتتاح فرمایا اور پروگرام کی سرپرستی فرمائی۔مذکورہ جامعہ کے بانی وناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابوالحسن علی رضوی صاحب کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔۱۹ر جنوری کو وہاں سے روانگی ہوئی۔

☆......حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجدؔ صاحب کے بقول اس برس بھی رضا گنگٹی،ضلع سیتامڑھی میں تاج الشریعہ جلوہ افروز ہوئے اور انہی کے گھر قیام بھی رہا۔

☆......اودے پور،راجستھان تشریف فرمائے۔

☆......تاج الشریعہ نے گھڑسانہ،ضلع بیکانیر،راجستھان کا سفر کیا۔

☆..................۱۹۸۹ء:

☆......۱۹ر فروری کو تاج الشریعہ بائسی،پورنیہ تشریف لائے۔تعمیری کانفرنس کی سرپرستی فرمائی اور ’تنظیم المسلمین‘ بائسی کے کیمپس میں ’مسجد مصطفیٰ‘ کی بنیاد رکھی۔ظاہر ہے یہ ان کا اپنا حلقہ تھا۔گاؤں گاؤں کا دورہ کیا اور لوگ جوق در جوق داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......مشہور ملک گیر تنظیم ’جماعت رضائے مصطفیٰ‘ بریلی کی نشأۃ ثانیہ ہوئی،تو حضرت تاج الشریعہ

اس کے سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے۔

☆......ماہ جولائی میں فرید پور ضلع بریلی کا ایک سکھ از خود آیا۔ کلمۂ اسلام پڑھ کر مشرف باسلام ہو کر تاج الشریعہ کا مرید بھی بن گیا۔ حضرت بابرکت نے اس کا نام ’محمد مسلم رضوی‘ رکھا۔

☆......سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی اور ریاست اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نرائن دت تیواری کے سیاسی مشیر وصلاح کار ایل ایل بھوتیدار ۱۷ر نومبر کو بریلی پہنچے اور تاج الشریعہ سے بابری مسجد کے مسئلے پر مشورت و مفاہمت کی کوشش کی۔ مگر آپ نے ملنے سے انکار کر دیا اور اسے بری طرح ناکام و نامراد ہو کر بریلی سے واپس ہونا پڑا۔

☆......ریاست اتر پردیش کے سابق گورنر جناب عثمان عارف نقش بندی تاج الشریعہ کے دولت کدے پہ حاضر ہو کر ’ایم، ایل، سی‘ کے عہدے کی پیش کش کی، بلکہ اصرار بھی کیا۔ عارف صاحب کی ہزار منت سماجت کے بعد بھی آپ نے اسے قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ جو سیاسی دنیا کی چمک دمک سے دوری و بیزاری صاف نمایاں ہے۔

☆......رائے بریلی سے از خود آکر ایک جوان ہندو لڑکی آپ سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی۔ آپ نے اس کا نام ’کنیز فاطمہ‘ تجویز کیا۔

☆......اسی طرح ایک ہندو لڑکے نے خواب دیکھا کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر کسی بزرگ شخصیت سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ جب وہ بریلی شریف آکر تاج الشریعہ کو دیکھا، تو فوراً پہنچان گیا اور کلمہ پڑھ کر بیعت سے سرفراز ہو گیا۔ تاج الشریعہ نے اس کا نام ’عبداللہ‘ رکھا۔

☆......شہر رام پور اور اس کے مضافات میں ’عثمان نگر‘ اور ’نگلیا عاقل‘ کا دورہ فرمایا۔ دوران سفر ’نگلیا عاقل‘ ایک حادثہ پیش آیا۔ مگر ہوا کچھ نہیں۔ سب اپنی اپنی منزل بخیریت تمام پہنچ گئے۔

☆......۱۹۹۰ء:

☆......۲۱ر ۲۲ر جنوری، دکن کے مشہور شہر ’کریم نگر‘ میں ’کل ہند فیضانِ اولیا کانفرنس‘ منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے مین آرگنائزر و کنوینر فدائے ملت حنفیہ حضرت علامہ محمد ابوالحسن علی قادری رضوی بانی ’جامعہ غوثیہ رضویہ‘ لنگھم پیٹھ کے حسن انتظام اور مدبرانہ حکمت عملی نے قریب پورے دکن کے علما، ائمہ

اور خصوصاً خانقاہوں کے مشائخ عظام کو ایک پلیٹ فارم یعنی پروگرام سے جوڑ دیا تھا اور بر سر اجلاس جمع کر دیا تھا۔ تاج الشریعہ کی آمد اور شرکت نے اور چار چاند لگا دیا تھا۔ خطابت انہی حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب ناگ پوری کی تھی۔ مقامی علما و مشائخ کے جم گھٹ نے کانفرنس کو بے حد کامیاب بنا دیا تھا۔ ہزار ہا خوش عقیدہ مسلمان تاج الشریعہ کے دامن کرم گستر سے وابستہ ہوئے۔

☆......ریاست بہار کی راجدھانی پٹنہ تشریف فرما ہوئے۔ ’جمال مصطفی کانفرنس‘ زیر اہتمام ’الجامعۃ الرضویہ‘ مغل پور پٹنہ سیٹی کی سرپرستی فرمائی۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی۔ روحانیت کے پیاسوں کو شراب فیضان غوثیت مآب سے سیراب کیا۔ ملک کے مشہور نقیب علامہ احمد سیونی نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔ مشہور عالم خطیب حضرت علامہ محمد حسین ابوالحقانی صدیقی رضوی نے خطاب خاص کیا۔ جامعہ رضویہ کے بانی و مہتمم اور اپنے مرید خاص ہمدرد ملت سید ولی الدین رضوی کو اس بات پر تاکید و فہمائش فرمائی کہ ماہنامہ ’نور مصطفی‘ پٹنہ میں کوئی غیر مصدقہ و مستند تحریر و مضمون نہ چھپ سکے۔

☆......رضا باغ گنگٹی، ضلع سیتا مڑھی میں اس سال ’عرس جیلانی میاں‘ یعنی مفسر اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں قادری قدس سرہ کا پچیسواں عرس خوب دھوم دھام سے منایا گیا۔ جس میں حضرت تاج الشریعہ اپنے برادر اکبر ریحان ملت حضرت مولانا شاہ ریحان رضا خان قادری قدس سرہ کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔

☆......حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے خلیفۂ خاص تاجدار ناگور شریف صوفی حمید الدین علیہ الرحمہ کے جوار میں آباد قصبہ ’باسنی‘ تاج الشریعہ دوسری بار تشریف لے گئے۔

☆......تاج الشریعہ میرتا سیٹی، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆......شیرانی آباد تشریف لے گئے۔

☆......۱۹۹۱ء:

☆......اس برس کے ۱۷ر فروری کو اکلوتے صاحب زادہ مفتی محمد عسجد رضا صاحب کی شادی خانہ آبادی کی رسم ادا کرائی۔ یہ شادی امین شریعت حضرت شاہ محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کی صاحب زادی سے ہوئی۔

☆...... ۲؍مارچ کو رام پور تشریف لے گئے اور الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی۔

☆......اودے پور، راجستھان جلوہ فراز ہوئے۔

☆...... پٹنہ تشریف فرما ہوئے۔ جامعہ رضویہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی کے سالانہ جلسۂ دستار بندی بعنوان ’جمال مصطفی کانفرنس‘ کی سرپرست اور حفظ وقرأت کے فارغ بچوں کی دستار بندی کی۔ پھر بیعت ہونے والے عاشقوں کو عشق و معرفت کا جام پلایا۔ مولانا علی احمد سیوانی نے نظامت کی اور مقامی و بیرونی علما و خطبا نے تقریریں کیں۔

☆......اردو، فارسی، عربی کے علاوہ انگریزی زبان و ادب پر حضور تاج الشریعہ زبردست عبور و مہارت رکھتے ہیں۔ لیڈی اسمتھ، ساؤتھ افریقہ سے ایک سوال انگریزی میں آیا، مستفتی جناب ہارون تار رضوی تھے۔ سوال دارالاسلام، دارالحرب کے ضمن میں مسلم، ذمی، کافر کے متعلق سوالات تھے۔ جس کا جواب تاج الشریعہ نے انگریزی میں ۲۰؍جولائی کو لکھا۔ انگریزی میں حضرت کا یہ پہلا فتوی ہے۔ انگریزی فتاوی کے دو مجموعے ڈربن، ساؤتھ سے شائع بھی ہو چکے ہیں۔

☆......................۱۹۹۲ء:

☆......اپنے نانا، مرشد، مربی سرکار مفتی اعظم ہند کے ’جشن صد سالہ‘ منعقدہ وائی ایم سی گراؤنڈ، بمبئی میں شرکت کی اور صدارت فرمائی۔

☆...... ۸؍مئی کو اودے پور، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆......کلکتہ تشریف لے گئے۔ دو دن قیام رہا۔ کئی کئی پروگراموں میں شرکت فرمائی۔ ہزاروں افراد دامن سے وابستہ ہوئے۔ واپسی کے وقت دوران سفر خادم کے ٹکٹ کے بھول جانے پر کچھ تردد تو ہوا، مگر دم دم ائیرپورٹ پر معلوم ہوا کہ ہوائی پرواز دو گھنٹے لیٹ تھی۔

☆......صوبہ راجستھان کے شہر ’فتح پور‘ تشریف لے گئے اور ’دارالعلوم سلطان الہند‘ کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆...... بہار کے تاریخی و علمی شہر عظیم آباد پٹنہ تشریف فرما ہوئے۔ جامعہ رضویہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی کے سالانہ جلسۂ دستار بندی بعنوان ’جمال مصطفی کانفرنس‘ کی سرپرستی اور حفظ وقرأت کے فارغ بچوں کی

دستار بندی کی۔ حاضرین و سامعین کی کثیر تعداد نے دست گرفتہ ہوئے۔ مولانا علی احمد سیوانی نے نظامت کی اور مقامی و بیرونی مدعو علما و خطبا نے تقریریں کیں۔

☆......ضلع بوندی راجستھان تشریف لے گئے اور وہاں ایک دینی مسئلے کے حوالے سے جو تنازعہ چل رہا تھا، بحیثیت قاضی اس مسئلے کا تصفیہ فرمایا۔ جو سب کے لیے قابل قبول تھا۔

☆...... باسنی، ضلع ناگور، ریاست رجستھان تشریف لے گئے۔ تعمیری کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ عالی شان ’مکہ مسجد‘ کا افتتاح فرمایا اور وہیں ’صوفیہ ہاسپٹل‘ کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆......تاج الشریعہ اس سال بھی میرتا سیٹی، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......................۱۹۹۳ء:

☆...... ۷؍فروری کو الجامعۃ الاسلامیہ رام پور کے جشن دستار فضیلت میں شرکت کی اور سرپرستی فرمائی۔

☆......سیمانچل کا دورہ فرمایا۔ کہیں بذریعے بیل گاڑی اور کہیں بذریعے کشتی، گاؤں گاؤں، بستی بستی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فیض یاب کیا۔

☆......اپنے مرید خاص جناب سید محمد ولی الدین رضوی کی دعوت پر تاج الشریعہ مغل پورہ، پٹنہ سیٹی تشریف فرما ہوئے۔

☆......حضرت مولانا محمد یامین نعیمی کے بقول حضرت تاج الشریعہ نے ’کنز الایمان‘ کی تصحیح فرمائی۔ بریلی میں ’قرآن کمپنی‘ کا ادارہ قائم کیا گیا۔ مولانا نعیمی نے ’کنز الایمان‘ کی اشاعت کرائی۔ حضور تاج الشریعہ نے جیب خاص سے چالیس ہزار کا تعاون پیش کیا۔

☆...... جماعت اہل حدیث، سلفیوں اور غیر مقلدوں کی طرف سے تین طلاق کا مسئلہ اچھالا گیا۔ میڈیا کے کندھوں پر سوار ہو کر بڑی تیزی سے یہ مسئلہ سیاسی گلیاروں تک جا پہنچا۔ مرکزی دارالافتا کی جانب سے تاج الشریعہ نے فوراً مسئلے کی صحیح صورتِ حال واضح کی۔ سلفیوں اور سیاسی چال بازوں کی چال خاک میں ملا دی۔ اس تعلق سے آپ نے ایک مستقل کتاب ہی ’تین طلاقوں کا شرعی حکم‘ لکھ ڈالی۔

☆......................۱۹۹۴ء:

☆...... ۱۶؍اگست کو کوٹہ، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......۱۶؍اکتوبر کو اودے پور، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......رمضان مبارک کے مہینے میں عمرہ ادا کیا۔ ساتھ میں جناب عبدالغفار رضوی عرف ’بابو بھائی‘ اور جناب محمد سعید نوری صاحب بھی تھے۔ اسی موقع پر تاج الشریعہ نے سعید نوری صاحب کو خلافت عطا فرمائی۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ شاہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد فضل الرحمہ کے مکان میں برپا ’محفل میلاد پاک‘ میں شرکت کی، جہاں آپ کی ملاقات پاکستان سے آئے ماہر رضویات اور سعادت لوح وقلم پروفیسر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ سے ہوئی۔

☆......خانقاہ حبیبیہ، دھام نگر شریف، اڑیسہ کی زیارت کی۔ عرس مجاہد ملت میں شرکت فرمائی۔ عرس پاک سے ایک دن پہلی ہی آپ وہاں پہنچ چکے تھے۔

☆......مہاراشٹر کے شہر وضلع جلگاؤں تشریف فرما ہوئے۔ پھر وہاں سے اس کے مضافات میں قصبہ بیاول کا دورہ فرمایا۔

☆................۱۹۹۵ء:

☆......۳؍ ۴؍ ۵؍جنوری کو راج محل، بہار کا پروگرام طے تھا۔ یہ پروگرام اپنے طور پر ہو گیا لیکن تاج الشریعہ کی ناگزیر اسباب کی بنیاد پر شرکت نہ ہو سکی۔ یہ ۵؍کو کلیا چک، علی پور، مالدہ، مغربی بنگال پہنچے۔ راج محل والے اور کلیا چک والوں نے مل کر وہیں پروگرام مرتب کیا۔ تاج الشریعہ نے تقریر فرمائی اور لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......۶؍جنوری کو ’رضائے مصطفی کانفرنس‘ جس میں شریک نہ ہو سکے تھے، از سر نو ترتیب دیا گیا۔ خبر پھیلتے ہی بنا بنایا، سجا سجایا پنڈال نہ صرف پھر سے بھر گیا، اس سے کہیں زیادہ ہجوم اکٹھا ہو گیا۔ حضرت تاج الشریعہ کی آمد، شرکت، زیارت نے عوام وعلما کے دلوں کو خوشیوں اور مسرتوں سے بھر دیا۔ امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی کی صدارت، مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی زید مجدہ کی قیادت، بزرگ عالم دین حضرت علامہ احسان دانش صاحب قبلہ کی حمایت نے اس پروگرام کو ایک تاریخی حیثیت سے ہمکنار کر دیا۔ خصوصی خطبا ومقررین میں مجاہد

دوراں حضرت علامہ سید مظفر حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ، خطیب ہند حضرت علامہ صغیر احمد صاحب جوکھن پوری حضرت مفتی محمد نعیم الدین صاحب مرشد آبادی اور بنگلہ زبان کے بڑے نامور مصنف ومترجم حضرت مفتی غلام صمدانی صاحب مرشد آبادی اور دیگر مقامی وبیرونی علما تھے۔ نظامت مشہور شاعر اسلام جناب ظفر بنارسی نے کی تھی اور ملک گیر شہرت کے مالک جناب شاہد یوسفی پورنوی نے اپنی کوئل سی دلکش آواز سے مجمع لوٹ لیا تھا۔

اس پروگرام کی ایک خاص بات یہ رہی کہ حلقۂ دیوبند سے تعلق رکھنے والے ایک بڑے بوڑھے عالم حضرت مفتی محمد عبدالحکیم صاحب راج محلی نے تاج الشریعہ کو دیکھ اور سن کر از خود بدعقیدگی والی دیوبندیت سے تائب ہو کر سچے اہل سنت میں شامل اور حضرت کے مرید ہو گئے۔ اس عظیم الشان پروگرام کی یہ عظیم کامیابی وکامرانی کے پیچھے خاموش مزاج، سنجیدہ فکر اور علم وحکمت کے پیکر حضرت مفتی منظور احمد صاحب رضوی قبلہ کی مہینوں کی محنت وجانفشانی کی مرہون منت تھی۔

☆...... بماہ جنوری، سابق وزیر اعظم ہند پی وی نرسمہا راؤ کا خط لے کر اس کا خاص ایلچی اس امید سے پہنچا کہ تاج الشریعہ وقت عنایت فرمائیں، تو وزیر اعظم ہند بذات خود حاضر ہو کر دعائیں لے اور بابری مسجد کے تعلق سے تبادلہ خیال کرے، ایلچی خط پڑھ کر سنایا، تو تاج الشریعہ نے بڑی بے باکی اور وضاحت سے فرمایا: میں مذہبی آدمی ہوں۔ سیاسی نہیں۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ پر آنا چاہے، تو آئے اور حاضری دے کر چلا جائے‘۔ نرسمہا راؤ بریلی آیا اور سرکٹ ہاؤس میں سات تک انتظار کیا کہ باریابی کی اجازت ملے، لیکن تاج الشریعہ نے دوٹوک لفظوں میں ملنے سے انکار کر دیا۔

☆...... ۲۲؍جولائی، بموقع زریں عرس رضوی، آپ نے ایک اجلاس بلایا۔ جس میں علما ودانشوران نے شرکت کی۔ ملکی وبین الاقوامی مسائل ومعاملات پر تبادلۂ خیال کے بعد اعلامیہ جاری فرمایا۔

☆......۲۶؍جولائی کو آپ نے ایک تنبیہی تحریر کے ذریعے عورتوں کو مزار اعلیٰ حضرت پر آنے سے منع فرمایا اور شریعت کی پابندی اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔

☆...... ۲۰؍نومبر کو مراد آباد کورٹ میں کچھ حاسدین ومخالفین نے آپ پر جھوٹا مقدمہ دائر کیا۔

☆......اراکین ’انجمن اہل سنت‘ ڈانڈیلی، ضلع کاروار، کرناٹک کی دعوت پر پہلی بار حضرت تاج الشریعہ وہاں تشریف لے گئے۔حضرت مولانا خالد رضا صدیقی صدر مدرس دار العلوم قادریہ پرانی ڈانڈیلی کی حکمت بھری قیادت میں پروگرام ہوا۔ ہزاروں افراد سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔

☆......سانتا کروز، بمبئی میں مقیم ہمدرد قوم شیخ محمد ابراہیم، عرف ’بھائی جان‘ تاج الشریعہ کے جانثار مرید خاص ہیں۔ وہ رہنے والے موضع شرور، ضلع پونے کے ہیں۔ بھائی جان کی دعوت پر تاج الشریعہ ان کے آبائی گاؤں تشریف لے گئے۔’اعلیٰ حضرت کانفرنس‘ کی سرپرستی فرمائی اور بنام ’کنز الایمان‘ ایک مکتب کی بنیاد رکھی۔اطراف واکناف کے افراد سلسلے میں داخل بھی ہوئے۔

☆......نورکا رتج والے جناب محمد عبد السلام خان کی دعوت پر اتر پردیش کے صنعتی شہر ’بھدوہی‘ تشریف لے گئے۔قیام انہی کے گھر پہ تھا۔ساتھ میں خادم خاص حافظ جمیل اختر صاحب رضوی تھے۔ یہاں ایک خاص بات یہ سامنے آئی کہ دور حاضر کی سیاست سے حضرت تاج الشریعہ ہمیشہ دور ونفور رہے۔صبح کے وقت خان صاحب نے بغیر پوچھے کچھ سیاسی افراد، خاص کر ایم ایل اے کو ملاقات کے لیے بلالیا۔جب حضرت کو معلوم ہوا، تو حضرت نے اپنے خادم سے معلوم کیا کہ کیا انہوں نے آپ سے اجازت لی تھی، خادم نے کہا: ’نہیں‘۔اپنی اور خادم کے ’نا‘ کہنے پر حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: ’آپ نے ہم یا خادم سے پوچھا کیوں نہیں؟۔یہ من مانی کیا ہے۔کیا آپ نے ہمیں خرید لیا ہے؟‘۔میزبان خان صاحب موصوف شرم سار ہو کر معافی چاہنے لگے۔جلال ٹھنڈا ہونے پر فرمایا: ’آئندہ دھیان رکھنا۔ہمیں ایسی مشکل میں مت ڈالنا‘۔ یہاں سے اڑیسہ جانا تھا۔تاخیر کی وجہ سے فلائٹ چھوٹ گئی۔اڑیسہ میں علامہ ارشد القادری پل پل منتظر رہے۔

☆......ہائی کورٹ کے وکیل جناب سید محمد رفیق صاحب کی جانب سے بھونیشور، کٹک میں دعوت تھی۔ پروگرام کے آرگنائزر قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تھے۔بھدوہی میں تاخیر اور فلائٹ چھوٹ جانے سے ایک دن کا وقفہ ہو گیا۔دوسرے دن بھونیشور پہنچے۔کل کا پروگرام آج ہوا اور بے حد کامیاب ہوا۔علامہ رات ہی جمشید پور روانہ ہو گئے۔چوں کہ انہیں وہاں بھی انتظام کرنا تھا۔

☆......دوسرے دن حضرت تاج الشریعہ جمشید پور کے لیے رخصت ہوئے۔علامہ ارشد القادری یہاں سراپا انتظار بنے کھڑے تھے۔حضرت کی تشریف آوری ہوئی، تو جمشید پور کا افق نعروں کی آواز سے گونج اٹھا۔جس پروگرام میں علامہ ارشد القادری ہوں، اس کی کامیابی کی ضمانت جانیے۔یہاں تو علامہ خود منتظم و آرگنائزر تھے۔پھر یہاں کے پروگرام کی فتح و کامرانی کا جھنڈا جو لہرایا، جمشید پور والوں کو آج تک یاد ہے۔

☆..............۱۹۹۶ء:

☆......جنوری کا مہینہ تھا اور سردیوں کا سخت موسم، جناب محمد عین الحق رضوی کی دعوت پر حضور تاج الشریعہ پہلی بار لدھیانہ، پنجاب تشریف لے گئے۔’امام احمد رضا کانفرنس‘ غیاث پورہ میں شرکت کی۔ پروگرام کچھ ایسا تھا کہ لگتا تھا کہ پورا پنجاب پنڈال میں سمٹ آیا ہو۔۷۵/ہزار سے زائد لوگوں نے دامن خیر و برکت سے وابستگی حاصل کی۔قدرعنا اور چہرۂ زیبا دیکھ کر ہی پانچ دیوبندی لوگ بھی مسلک دیوبندیت سے توبہ ورجوع کر کے مرید و معتقد ہو گئے۔لدھیانے کے معروف ادارے ’جامعہ غوثیہ رضویہ‘ کی بنیاد اسی موقعے سے رکھی۔مخلص و متحرک اور کامیاب تاجر حافظ محمد شمس الحق رضوی صاحب مالک و پروڈکٹر ’رضا ہوزری‘ اور ان کے احباب نے بڑھ چڑھ کر اپنا فریضہ انجام دیا۔

☆...... ماہ جون کو اودے پور، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ماہ جون راجستھان کے شہر ’پالی‘ تشریف لے گئے۔شاید یہ تاج الشریعہ کا وہاں دوسرا دورہ تھا۔

☆......اس برس تاج الشریعہ راجستھان کے شہر ’چورو‘ بھی تشریف لے گئے۔

☆......دوسرے دن دیوبند، سہارن پور میں حکیم ملت جناب حکیم محمد احمد قادری سے ملاقات کی اور ان کا قائم کردہ ادارہ ’دار العلوم غوثیہ رضویہ برکاتِ صابر‘ کا معائنہ کیا اور ڈھارس بندھائی۔اور پھر بریلی کے سفر کی راہ لی۔

☆......حسب ذوق دیرینہ اس سال بھی تاج الشریعہ نے رمضان مبارک کے عمرے کی برکتیں حاصل کیں۔ہمراہ جناب محمد سعید نوری، سید مظہر باپو، مرید خاص محمد نعیم رضوی مرحوم اور حاجی توفیق احمد رضوی تھے۔عید بعد واپسی ہوئی۔

☆......حضور احسن العلما کے وصال کے بعد جاڑے کے موسم میں تاج الشریعہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے۔ احسن العلما کی اہلیہ محترمہ کے لیے شریفانہ خاندانی روایت کے مطابق بدست سید شاہ محمد اشرف زید مجدہ کچھ نذر پیش کی اور پھر چائے پیتے ہی بریلی پلٹ آئے۔

☆......جامعہ اسلامیہ روناہی، فیض آباد کے سالانہ اجلاس 'جشن دستار فضیلت' میں شرکت فرمائی۔ اساتذہ، علما، طلبہ اور عوام اہل سنت نے ٹوٹ ٹوٹ کر فیض اٹھایا۔

☆......جنوب ہند کی معروف درسگاہ 'مرکز الثقافۃ السنیہ' کانتھا پورم، کیرالا کے بانی وسربراہ شیخ ابوبکر صاحب مدظلہ کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ کالی کٹ ایئرپورٹ پر کئی گاڑیوں پر سوار افراد نے شایان شان استقبال کیا۔ سالانہ مرکز کانفرنس میں بزبان عربی خطاب فرمایا۔ اپنی عربی نعت پاک بھی ترنم میں سنائی۔ کیرالا والے تو کیرالا، عرب ممالک سے آئے ہوئے شیوخ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

☆......شہر ہاسن کرناٹک کی قسمت جاگ اٹھی۔ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت کی زیارت اور دیدار کے لیے انسانی سروں کا ایک عظیم سیلاب امنڈ آیا۔

☆......کلکتہ تشریف فرمائے اور مچھوا منڈی میں منعقد پروگرام کی سرپرستی فرمائی۔ مجاہد دوراں حضرت علامہ سید شاہ مظفر حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ اور مولانا عبید اللہ اعظمی نے اپنا اپنا جوہر خطابت دِکھایا تھا۔

☆...... باسنی، ضلع ناگور، صوبہ راجستھان جلوہ بار ہوئے۔ اس سفر میں وہاں دو دن قیام رہا۔

☆......اس برس بھی تاج الشریعہ میر تا سیٹی، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆..............۱۹۹۷ء:

☆...... ۵ رجون کو 'دارالعلوم نوری' اندور، مدھیہ پردیش کے تعمیری پروگرام کی سرپرستی فرمائی اور 'رضا منزل' کھجرانہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆......کرناٹک اور کیرالا کی سرحد پر واقع شہر 'اپلا' میں رونق افروز ہوئے۔ دن میں نماز جمعہ پڑھائی۔ رات پروگرام میں شرکت کی۔ دن سے رات تک خلق خدا کا ازدحام قابل دید تھا۔ اپلا سے منگلور تشریف لے گئے۔ جہاں عارضی قیام تھا۔

☆......حضرت مولانا خالد رضا صدیقی صاحب کی کوشش اور انہی کی قیادت ونظامت میں منعقدہ پروگرام میں حضور تاج الشریعہ دوسری دفعہ ڈانڈیلی، ضلع کاروار کرناٹک تشریف فرما ہوئے۔ اس مرتبہ اور کامیاب پروگرام ہوا۔

☆......تاج الشریعہ بائسی، پورنیہ تشریف لائے۔ عظیم الشان 'نعیمی کانفرنس' میں شرکت فرمائی۔ یہ تشریف آوری امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ رحمۃ الباری کے کہنے پر ہوئی تھی۔ لوٹیا باڑی، بائسی کے رہنے والے حضرت علامہ محمد ابوالحسن علی رضوی صاحب بانی ومہتمم 'جامعہ غوثیہ رضویہ' لنگھم پیٹھ، نظام آباد، آندھرا پردیش بریلی سے بائسی تک بحیثیت خادم ساتھ تھے۔ یہ 'نعیمی کانفرنس' بائسی کے پروان ندی و پل کے پچھمی میدان میں ہوئی تھی اور زبردست مجمع تھا۔ مرد وخواتین کی بڑی بھاری تعداد تاج الشریعہ کے دامن سے وابستہ ہوئی تھی۔ مقامی علما میں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے علاوہ حضرت مفتی
محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ اور عالم ربانی حضرت مفتی محمد ایوب مظہر رضوی علیہ الرحمہ بطور خاص پیش پیش تھے۔

☆......ہوڑہ، کلکتہ تشریف فرما ہوئے۔ مشہور تعلیمی ادارہ 'ضیاء الاسلام' کے فارغ التحصیل طلبہ کو 'ختم بخاری' کرایا اور اسی ادرے کے زیر اہتمام 'سرکار مدینہ کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی اور پھر ادارہ مذکورہ کی ایک نئی بڑی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس سفر میں حضرت مولانا شعیب رضا صاحب بھی ساتھ تھے۔

☆..............۱۹۹۸ء:

☆...... یادگار ادارہ 'مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا' کا منصوبہ تیار کیا۔

☆......راجستھان کے مشہور شہر کوٹہ تشریف لے گئے۔

☆..............۱۹۹۹ء:

☆......مقدمۂ مراد آباد، کورٹ کے جج کا فیصلہ جب ۲۲ر فروری کو سامنے آیا، تو آپ کے حق میں 'فتح مبین' کا مژدہ سناتا ہوا آیا اور حاسد وفاسد بوکھلا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

☆...... ماہ جولائی میں حضور تاج الشریعہ پہلی بار امریکہ تشریف لے گئے۔ دوروزہ 'عظمت مصطفی

کانفرنس‘ میں شرکت فرمائی۔ اس پروگرام میں امریکہ کے علاوہ یورپ اور ہندوستان کے علما بھی کثیر تعداد میں شریک تھے۔ تین ہفتہ طویل قیام رہا۔ یہ دورہ اور پروگرام ’مسجد النور سوسائٹی‘ کی طرف سے آرگنائز کیا گیا تھا۔ جب کہ مدبرانہ ومفکرانہ ذہن کے حامل باعمل وصلاحیت مند عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد قمر الحسن صاحب کی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں۔ قیام انہیں کے مکان میں رہا۔ تب پھر ہیوسٹن، ڈیلاس، شکاگو اور نیوجرسی کا سفر کرتے ہوئے ہندوستان واپسی ہوئی۔

☆......’امام احمد رضا ٹرسٹ‘ کے رجسٹریشن کے بعد ’مرکز الدراسات الاسلامیہ‘ کے لیے متھرا پور روڈ کے پورب جانب پہلے ۲۴ربیگھے زمین خریدی گئی۔

☆......سلطان الہند حضور غریب نواز قدس سرہ کے آستانۂ مبارکہ پہ حضرت تاج شریعت نے غلامانہ و فدویانہ حاضری دی۔ واپسی میں اجمیر شریف اسٹیشن پر ایک ہندو شخص حضرت تاج شریعت کا چہرۂ تاباں دیکھ دیکھ کر تاب نہ لا سکا اور بے تاب ہو کر باصرار مسلمان ہو گیا۔

☆......مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن کا قائم کردہ معروف ومشہور ادارہ ’جامعہ حبیبیہ‘ الہ آباد کے سالانہ جلسے میں ماہر لسانیات بزرگ عالم دین علامہ محمد عاشق الرحمٰن صاحب کی دعوت پر شرکت فرمائی۔

☆......۱۹رستمبر کو حیدر آباد دکن کا دورہ فرمایا۔ نایاب فنکشن ہال نذد چار مینار میں ہونے والے اجلاس سے خطاب کیا۔ دوسرے دن معین آباد میں دار العلوم فیض رضا کی جدید عمارت اور مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ دورہ کچھ ایسا تھا کہ گویا سارا ہی دکن دیدار تاج الشریعہ کے لیے کشاں کشاں سمٹ آیا تھا۔ غالباً یہ ان کا دس برسوں کے بعد دوسرا دورہ تھا۔

☆......’فیضان غوث و رضا کانفرنس‘ ڈانڈیلی ضلع کاروار، کرناٹک میں شرکت فرمائی۔ یہ سفر اور پروگرام ’نوجوانان اہل سنت‘ اور ’نور اسلام کمیٹی‘ ڈانڈیلی کی مشترکہ کاوشوں سے مرتب ہوا تھا۔ قیادت ونظامت انہی مولانا خالد رضا صدیقی صاحب کی تھی۔ میزبانی اور پروگراموں کو کامیاب کرانے میں جناب الحاج ایم اے خان رضوی کی انتھک محنت وقربانی ناقابل فراموش ہے۔

☆......................۲۰۰۰ء:

☆...... یادگار مرکزی تعلیمی ادارہ ’مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضا‘ کی تعمیر کا پروگرام اور

افتتاح فرمایا۔

☆...... برطانیہ کا دورہ کیا۔

☆......’مسجد النور سوسائٹی‘ امریکہ کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقدہ پروگرام ’ختم نبوت کانفرنس‘ میں شرکت وتقریر فرمائی۔ حضرت مولانا مفتی محمد قمر الحسن صاحب ہی داعی ومیزبان رہے۔ اس بار بھی ڈیلاس اور شکاگو کا دورہ کرتے ہوئے ہندوستان مراجعت ہوئی۔

☆......صوبہ بہار میں علاقہ ترہت اور سیمانچل خوش نصیب ہے کہ ان علاقوں میں تاج الشریعہ کا سب سے زیادہ دورہ ہوا ہے۔ ضلع سیتامڑھی کے موضع ’پرسا‘ میں جو تاریخ ساز پروگرام ہوا تھا، جس میں ادھر قریب آدھا شمالی بہار اور ادھر پورا ملک نیپال شرک تھا۔ تاج الشریعہ کو ایک جھلک دیکھنے کے لیے فدایان اسلام اور شیدایان اولیا اپنی اپنی جان تک کی بازی لگانے سے چوکتے نہیں تھے۔ ایسا مجمع، ایسی کامیابی اور دید وزیارت کی ایسی لذت ومسرت کہ سارا کا سارا خطہ آج تک سرشار ہے۔

☆...... ۵رجولائی کو میرتا سٹی راجستھان تشریف آوری ہوئی۔

☆......................۲۰۰۱ء:

☆......مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب رضوی نے اس برس منصوبہ بند دورہ حضور تاج الشریعہ کا کرایا تھا۔ تفصیلی معلومات تو آئندہ، ابھی ایک اجمال حاضر ہے: پٹنہ، مظفر پور، رانچی، بھاگل پور، راج محل، مالدہ، کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج کے مختلف علاقوں، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور بستی بستی تک لے گئے۔ لوگوں کو دیدار تاج الشریعہ کرا کر فیض پہنچایا اور مرید کرایا۔ اسی دورے میں حضرت تاج الشریعہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے گھر قیام پذیر ہو کر اسے زینت بھی بخشی۔ منورہ مدرسہ کا معائنہ کیا۔

☆...... ماہ جون میں امریکہ تشریف لے گئے۔ یہ ایک الگ نوعیت کا پروگرام تھا۔ اس مرتبہ داعی و میزبان دوسرے حضرات تھے۔ ایک ہفتہ قیام رہا۔ پھر واپسی ہوئی۔

☆...... ۱۲راکتوبر کو رضا نگر، رودولی شریف، بارہ بنکی کا سفر کیا۔ دار العلوم حشمت الرضا کا افتتاح فرمایا اور کانفرنس سے خطاب کیا۔ معروف عالم دین اور بانی دار العلوم حضرت علامہ عبد المصطفیٰ

صدیقی حشمتی صاحب کی دعوت اس سفر کا باعث تھی۔

☆......یکم نومبر کو رام پور تشریف لے گئے اور اس کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی۔

☆......رسول پور، ضلع جگت سنگھ، اڑیسہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن اڑیسوی کے نام پر قائم 'جامعۃ الحبیب' کے ناظم وروح رواں حضرت مولانا محمد ریاضت حسین صاحب رضوی ازہری کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور 'جلسۂ عید میلاد النبی و پیغام امن کانفرنس' میں شرکت فرمائی۔

☆......تاج الشریعہ کلکتہ تشریف لے گئے اور برجونالہ میں منعقد تاریخی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ اس پروگرام میں رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں قبلہ زیب سجادۂ عالیہ قادریہ مارہرہ مطہرہ کی بھی جلوہ گری تھی۔ جب کہ خصوصی خطیب مفکر اسلام حضرت مفتی محمد ایوب مظہر رضوی علیہ الرحمہ تھے۔

☆......میسور تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری صاحب جس مسجد میں امام تھے، اس میں نماز جمعہ کی امامت کی۔ رات کا پروگرام کیا اور اس میں ڈاکٹر نجم القادری کی کتاب 'علم، عمل، عشق' کا اجرا فرمایا۔

☆......۲۰۰۲ء:

☆......ماہ جون میں بمبئی تشریف لائے اور 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......ماہ جون میں تاج الشریعہ راجستھان کے شہر 'پالی' تشریف لے گئے۔

☆......تاج الشریعہ کے اکلوتے فرزند مولانا مفتی محمد عسجد رضا صاحب کی فراغت ہوئی۔

☆......ساتھ ہی تاج الشریعہ نے تمام سلاسل کی خلافت واجازت سے مجاز وماذون فرمایا۔

☆......'آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی' نے بریلی میں 'عظمت مصطفی کانفرنس' کا انعقاد کیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے اس میں ایمان افروز وعظ ونصیحت فرمائی۔

☆......۱۱؍اکتوبر کو فتح پور، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆...... ۱۲؍اکتوبر کو سنگ مرمر کا شہر 'مکرانہ' راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ۱۲؍اکتوبر کو شیرانی آباد بھی کا بھی دورہ کیا۔

☆...... ۱۳؍اکتوبر کو باسنی ضلع ناگور راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ۱۳؍اکتوبر کو میرتا سیٹی راجستھان بھی تشریف لے گئے۔

☆......مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ نے اس برس ایک منظم تفصیلی دورہ ترتیب دیا اور شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں لوگوں کو حضرت تاج الشریعہ کے دیدار کا زریں موقع فراہم کیا۔ جہاں پروگرام ہوتا، وہ ہوتا ہی، لیکن جہاں صرف اچانک خبر مل جاتی کہ حضرت کا گذر ادھر سے ہے، تو بازار اور چوک چوراہے خدا کے بندوں کی کثرت سے بھر جاتے اور ایک عظیم الشان پروگرام کا سا ماحول بن جاتا۔ اس سفر میں پٹنہ، بھاگل پور، سہسرام، شیر گھاٹی اور گیا وغیرہ کا دورہ ہوا۔

☆......عراق کا چار روزہ دورہ فرمایا۔ شیر خدا علی مرتضی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ ناز میں غلامانہ حاضری دی۔ وہاں آپ نے اپنی لکھی ہوئی عربی منقبت ترنم سے پڑھی۔ جس سے دوسرے، خصوصاً عرب حاضرین وزائرین حد درجہ محظوظ ومتاثر ہوئے۔ سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پہ حاضری دی۔ ایک دفعہ صحن آستانہ میں باجماعت نماز بھی ادا کی۔ بغداد معلیٰ کے علما وشیوخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جامعہ صدام کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجید السعید، شعبۂ عقیدہ کے صدر ورئیس ڈاکٹر بشار الفیفی، شعبۂ لغت وعلوم قرآن کے استاذ ڈاکٹر محمد احمد شخاوہ ودیگر اہل علم سے فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔ ان شیوخ واساتذہ کی فرمائش پر اپنی تحریر کردہ عربی نظم ونعت بھی پڑھی۔ سن کر علما وشیوخ کا تاثر تھا کہ 'یہ تو عرب شعرا سے بھی عمدہ کلام ہے'۔ موصل میں آباد 'زاویہ قادریہ' کے ولی عہد شیخ بشار محمد امین الفیفی صاحب نے موصل تشریف آوری کی دعوت بھی دی، مگر قلت وقت نے یہ موقع نہ دیا۔ یہاں ایک خاص بات قابل ذکر ہے کہ وہاں بھی تاج الشریعہ نے ٹائی استعمال کرنے والے کو مسئلہ بتایا اور کھل کر شرعی حکم کا اظہار کیا۔ تاج الشریعہ کا یہ دورہ چار دن کا تھا۔ چالیس افراد قافلے میں شریک تھے۔ الخالد ٹور بمبئی سے یہ سفر ہوا۔ تاج الشریعہ کی اہلیہ محترمہ اور صاحب زادہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب کے علاوہ ٹور کے پروپرائٹر جناب محمد یوسف صاحب، مرید خاص الحاج فاروق سوداگر درویش صاحب اور جدہ سعودی عرب، پاکستان اور افریقہ کے مریدین واحباب شریک سفر تھے۔

☆......مہاراشٹرا کا تعلیمی شہر 'پونے' کے نصیبے کی ارجمندی کہ اس برس حضرت تاج الشریعہ پہلی بار

یہاں جلوہ فگن ہوئے۔ انا صاحب نگر اسٹیڈیم نہرو نگر پمپڑی چینچور پونے میں تاحد نظر 'امام احمد رضا کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی۔ حضرت مولانا محمد عبدالمصطفیٰ رودولوی اور حضرت مولانا غلام محی الدین سبحانی صاحبان نے اپنے مواعظ حسنہ سے بندگان خدا کو محظوظ کیا۔ یہ اہم پروگرام ڈاکٹر سعید احسن صاحب اور احباب اہل سنت کی محنت وکوشش کا ثمرہ تھا۔

☆...... اسٹیل سٹی جمشید پور کا دورہ کیا۔ قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے عرس چہلم میں شرکت فرمائی۔ مکہ مسجد میں نماز مغرب پڑھائی۔ بعد نماز عشا آزاد نگر کے وسیع گاندھی میدان میں اجلاس عام سے خطاب فرمایا۔

☆...................... ۲۰۰۳ء:

☆...... ماہ فروری میں ٹاٹا نگر جمشید پور کا سفر اختیار کیا۔ باری نگر ٹیلکو میں 'مسجد رضا' کا سنگ بنیاد رکھا۔ تب پھر جلسۂ عام سے خطاب فرمایا۔ پھر ظاہر ہے کہ لوگ ٹوٹ کر داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... اعلیٰ حضرت کے مرشد اجازت سراج السالکین حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمہ کے 'جشن صد سالہ نوری' منعقدہ 'محفل ہال' مدن پورہ، بمبئی میں شرکت فرمائی۔

☆...... دھانو روڈ ضلع تھانے کا دورہ کیا۔ ایک سرائے کا افتتاح فرمایا اور بموقع عرس مفتی اعظم ہند، بنام 'مفتی اعظم ہند کانفرنس' سے خطاب نایاب کیا۔

☆...... پوربندر اور کاپور، کاٹھیاوار کا طویل دورہ کیا۔

☆...... تاج الشریعہ نے ۸؍اگست کو 'شرعی کونسل آف انڈیا' کی تاسیس فرمائی۔ جس میں اقطار ہند کے علما، فقہا، مفتیان کرام اور دانشوران ملت نے شرکت کی۔

☆...... ماہ اگست کو سری لنکا کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ساتھ میں مفتی عسجد رضا صاحب اور مفتی محمد شعیب رضا صاحب بھی تھے۔ اسی سفر و ظفر میں شاہ فضل رسول بدایونی کی مشہور کتاب 'المعتقد المنتقد' [فارسی] کا اردو ترجمہ کا آغاز سری لنکا میں ۲۳؍اگست کو ہوا۔ سفر و حضر کے کچھ چھ مہینوں میں یہ ترجمہ مکمل ہو کر شائع بھی ہوا۔ بمبئی اور بریلی میں یہ کام ہوتے ہوئے اس خاکسار راقم نے بھی دیکھا ہے۔ جس کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے، جو 'تجلیات تاج الشریعہ' طبع بمبئی ۲۰۰۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

☆...... ستمبر کے مہینے میں احسن العلما کی شان میں تاج الشریعہ نے ایک منقبت لکھی اور فون کر کے سید شاہ محمد اشرف دام ظلہ کو لکھوا کر سالنامہ 'اہل سنت' مارہرہ میں شائع کرانے کی گذارش بھی کی۔ پوری منقبت سالنامے ۲۰۰۳ء میں دیکھیں۔ یہاں اس مطلع ومقطع ملاحظہ کیجیے:

حق پسند و حق نوا و حق نما ملتا نہیں   مصطفی حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں
یاد رکھنا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن   پھر کہو گے اختؔر حیدر نما ملتا نہیں

☆...... جامعہ قادریہ، پونے، مہاراشٹر کا ایک نامی گرامی تعلیمی ادارہ ہے۔ بانی تو حضرت علامہ نوشاد عالم رضوی غازی پوری، مقیم افریقہ ہیں، مگر اسے پروان چڑھانے میں حضرت مفتی محمد ایاز صاحب مصباحی کلکتوی کا کلیدی کردار رہا ہے۔ مفتی موصوف اور ڈاکٹر سعید احسن قادری کی کاوش ومحنت سے حضرت تاج الشریعہ اس ادارے کے سالانہ پروگرام میں تشریف لے گئے۔ سرپرستی فرمائی اور شہر پونے کے علاوہ ان جوار ودیار کے انگنت افراد نے سلسلے میں داخل ہو کر اپنے دین وایمان مکمل حفاظت کر لی۔ پونے کا وانباڑی میدان، جہاں یہ پروگرام ہوا تھا، آج بھی گواہ ہے۔ پونے کا یہ دوسرا دورہ تھا۔

☆...... تاج الشریعہ کے فرزند فرید حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب نے پہلا فتوی لکھا۔

☆...................... ۲۰۰۴ء:

☆...... ۲؍۳؍ستمبر کو تاج الشریعہ کی سرپرستی میں 'شرعی کونسل' کا پہلا دو روزہ فقہی سیمینار رہا۔ جس میں جید وجلیل القدر فقہا ومفتیان کرام نے شرکت کی۔

☆...... اپنے قائم کردہ معروف ادارہ 'جامعۃ الرضا' متھرا پور کے منتہی طلبہ اور زیر تربیت افتا علما کو خصوصی درس دیا۔

☆...... تاج الشریعہ کے والد گرامی مفسر اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان قادری عرف 'جیلانی میاں' قدس سرہ کے حوالے سے بمبئی کی معروف تنظیم 'رضا اکیڈمی' نے 'جشن صد سالہ ولادت جیلانی میاں' منایا۔ جس میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی۔

☆...... اس برس بھی شہر پونے کا نصیب اوج وموج پر رہا۔ حضرت مفتی محمد شاکر عادل صاحب

کوشش وخواہش اوردعوت پر تاج الشریعہ نے پونے کا پوراخیال رکھا۔مشہور تعلیمی ادارہ 'اعظم کیمپس' میں پروگرام ہوااورتاریخ ساز پروگرام ہوا۔دین ودانش سے جڑے لاکھوں بندوں نے جی کھول کر دیدارتاج الشریعہ کیااورداخل سلسلہ ہوئے۔پونے کا یہ تیسرادورہ تھا۔

☆......تعلیم وتدریس کا جو بیج تاج الشریعہ نے ۱۹۹۵ء میں شرور کی سرزمین کے سپرد کیا تھا،اب وہ ایک گھنا درخت بن چکا تھا۔ ۲۰۰۳ء میں اس کے لیے ایک وسیع زمین فراہم کی گئی۔شاندار تعمیری کام ہوا۔اب ۲۰۰۴ء میں اس کا ازسرنو تعمیری وتعلیمی افتتاح ہوا۔اس اہم پروگرام میں بھی تاج الشریعہ نے کرم فرمایا اور منعقدہ پروگرام کی سرپرستی فرمائی اوراب اس مکتب کا نام تاج الشریعہ نے 'جامعہ کنزالایمان' رکھا۔اس سفر میں صاحب زادۂ گرامی حضرت مفتی محمد عسجد رضا صاحب شریک سفر تھے۔مدبر عالم دین حضرت مولانا سہیل احمد صاحب رضوی کی کارکردگی اس ادارے کی تعمیر و ترقی میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

☆..............۲۰۰۵ء:

☆......بمبئی کا سفر کیااور ۲۰ر مئی کو نکلنے والے 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......افریقہ کے کئی ممالک کے دورے کیے۔

☆......۵رجولائی کو باسنی،ناگور،راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆......۲۱/ ۲۲راگست کو شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف کے زیرانتظام دوسرا دوروزہ 'فقہی سمینار' ہوا۔

☆......بمبئی کا سفر کیااور ۲۰ر مئی کو نکلنے والے 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......افریقہ کے کئی ممالک کے دورے کیے۔

☆..............۲۰۰۶ء:

☆......۱۱راپریل،خاکسار کی ذاتی دعوت پر پہلی بار میرا روڈ،من مضافات بمبئی تشریف لائے۔ 'امام احمد رضا کانفرنس' کی سرپرستی کی۔وعظ کیا اور سلسلے کی اشاعت فرمائی۔

☆......۱۰ر مئی کو بمبئی تشریف فرما ہوئے اور 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......۸/۹رجولائی کو تیسرا 'فقہی سمینار' زیراہتمام 'شرعی کونسل' منعقد ہوا۔اس سمینار کی خاص بات یہ رہی کہ امین ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں صاحب قبلہ زیب سجادہ عالیہ مارہرہ مطہرہ،نائب سجادہ رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ مارہرہ مطہرہ،رئیس الاتقیا حضرت سید شاہ اویس مصطفی واسطی بلگرامی اور امین شریعت مدھیہ پردیش حضرت مولانا شاہ محمد سبطین میاں علیہ الرحمہ نے سرپرستی فرمائی۔دوسری خصوصیت یہ رہی کہ اس میں شریک اکناف ہندوستان کے علما،مفتیان کرام اور مشائخ عظام نے باتفاق رائے 'قاضی القضاۃ فی الہند' کا سہرا تاج الشریعہ کے زیب سر کیا۔

☆..............۲۰۰۷ء:

☆......بمبئی جلوہ بار ہوئے اور ۲۹راپریل کو نکلنے والے 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......بموقع عرس رضوی،علما ومشائخ کے ازدحام میں برسراجلاس عام تاج الشریعہ کو 'قاضی شرع' اور 'حاکم اسلام' کے خطاب سے یاد کیا گیا اور علما ومفتیان کرام نے اسے تسلیم وقبول کیا۔

☆......مارچ کے مہینے میں 'اجلاس آل انڈیا تبلیغ سیرت' بنارس میں شرکت فرمائی۔

☆......۲۸/۲۹رجولائی کو 'شرعی کونسل آف انڈیا' کا چوتھا دوروزہ 'فقہی سمینار' ہوا۔

☆......۱۳راگست،صدرالعلما حضرت مفتی شاہ محمد تحسین رضا خان علیہ الرحمہ کا وصال حادثاتی طور پر مہاراشٹر کے شہر ناگ پور کے تبلیغی دورے میں ہوا۔۱۵ر بریلی شریف نماز جنازہ ادا کی گئی۔جس کی امامت تاج الرشریعہ نے کی۔اس میں کوئی آٹھ لاکھ افراد کا مجمع تھا۔

☆......ماہ مارچ،ریاست کرناٹک کی راجدھانی بنگلور کا سفر کیا۔جامعہ حضرت بلال،ٹیانڑی کے بانی حاجی امیر جان صاحب،اراکین واساتذہ جامعہ اور احباب اہل سنت کے زیرانتظام 'تحفظ سنیت کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی۔مفتی محمد شعیب رضا صاحب ساتھ تھے۔اس سفر میں ایک کرامتی واقعہ بھی رونما ہوا۔وہ یہ کہ ایئرپورٹ سے قیام گاہ پر جاتے ہوئے 'فورویلر کے اوپر ایک خاص بیگ تھا،جس میں خاص کاغذات،پاسپورٹ اور کچھ روپے بھی تھے،تیز رفتاری میں کہیں گر گیا۔مفتی شعیب رضا نے جناب موسی رضوی سے گاڑی روکنے اور پیچھے مڑنے کو کہا،تو حضرت تاج الشریعہ نے سن کر فرمایا 'پیچھے نہیں،آگے ہی چلو،بیگ مل جائے گا'۔کچھ ہی دور اور دیر چلے تھے کہ 'ایک اجنبی شخص

سڑک کے کنارے بیگ لیے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ کا یہ بیگ پیچھے گر گیا تھا۔ لے لو۔

☆......دار العلوم شاہ جماعت، ہاسن، کرناٹک کے سربراہ حضرت مفتی محمد شریف الرحمٰن رضوی کی دعوت پر ہاسن گئے۔ جلسۂ دستار بندی کی سرپرستی اور فارغ ہونے طلبہ کی دستار بندی فرمائی۔ مفتی شعیب رضا صاحب، جو ہمراہ تھے، نے خطاب کیا۔

☆......پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی قائم کردہ 'سنی جمعیۃ العلما کمیٹی' شیموگہ کے اصرار پر وہاں تشریف فرما ہوئے۔ 'تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی اور مفتی شعیب رضا اور دیگر خطبا نے تقریریں کیں۔

☆..................۲۰۰۸ء:

☆......ماہ اپریل کو بمبئی تشریف لائے اور ۱۷/اپریل کو نکلنے والے 'جلوس غوثیہ' کی صدارت و قیادت فرمائی۔

☆......۱۴/جون کو شہر اودے پور، راجستھان کا سفر کیا۔ مجمع عام کو خطاب کیا۔ سلسلے کی اشاعت ہوئی۔

☆......۱۹/جون کو تاج الشریعہ مقام آدونی، ضلع کرنول، آندھرا پردیش میں تھے۔ حضرت صوفی قادر ولی صاحب رضوی کے اہتمام میں من انجمن محبان اولیا آدونی منعقدہ 'عظمت مصطفی کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی۔ یہ وہاں کا پہلا دورہ تھا۔ بڑی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......۲۵/ ۲۵/جولائی کو بریلی شریف میں پانچواں دوسرا 'فقہی سمینار' ہوا۔

☆......تاج الشریعہ نے مع اہل وعیال چوتھا حج کیا۔

☆......ہزاری باغ، جھارکھنڈ کا سفر کیا۔ مسجد کی بنیاد رکھی۔ رات کے پروگرام میں تقریر و نصیحت فرمائی۔

☆..................۲۰۰۹ء:

☆......۱۱/اپریل کو باسنی، ضلع ناگور، صوبہ راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......۱۱/اپریل کو میرتا سیٹی راجستھان میں جلوہ افروزی ہوئی۔

☆......۱۲/اپریل کو 'مکرانہ' راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......۱۲/اپریل کو شیرانی آباد بھی تشریف فرما ہوئے۔

☆......ماہ اپریل میں حرمین شریفین حاضر ہوئے اور عمرہ ادا کیا۔

☆......۲۹/اپریل تا ۴/مئی کو دمشق و شام کا دورہ کیا۔ اس چار روزہ دورے میں وہاں کی اہم دینی و علمی شخصیتوں سے ملاقاتیں، ضیافتیں اور علمی و روحانی باتیں و بحثیں ہوئیں۔ جامعات و کلیات کے شیوخ و اساتذہ کی طرف سے بھی دعوتیں ہوئیں۔ جن میں شرکت فرمائی اور علمی و اعتقادی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ ایک خاص بات یہ ہوئی کہ وہاں کئی برسوں سے گرمیوں کے موسم میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ علما و خواص کی استدعا پر تاج الشریعہ نے دعا کی، تو بارش برسنا شروع ہوئی۔ یہ دیکھ کر وہاں کے باشندے بے حد متاثر تھے۔

☆......۳/مئی کو مصر العربیہ روانہ ہوئے۔ ۴/مئی کو تاج الشریعہ کی ملاقات امام اکبر شیخ ازہر سید محمد طنطاوی سے ہوئی۔ اسی دن شام کو حضور تاج الشریعہ کے اعجاز و استقبال میں ایک تاریخی پروگرام 'مرکز عبد اللہ کامل ہال' میں منعقد کیا گیا۔ جس میں نائب رئیس جامع ازہر شیخ طٰہٰ ابو کریشہ، شیخ طٰہٰ حبیشی الدسوقی، دکتور فجی حجازی، دکتور احمد ربیع احمد یوسف، دکتور حازم احمد محفوظ، شیخ جمال فاروق الدقاق، شیخ محمد حبیب وغیرہ کے علاوہ جامع ازہر، جامعہ عین الشمس، جامعہ قاہرہ اور جامعہ دول العربیہ کے کثیر اساتذہ اور دنیا بھر کے زیر تعلیم طلبہ نے شرکت کی۔ ۵/مئی کو شیخ الازہر و دیگر شیوخ و اساتذہ کی طرف سے ایک شاندار تقریب منعقد کر کے 'فخر ازہر' کا تمغہ تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چار روز وہاں رہ کر ۶/مئی کو روانہ ہو کر بریلی شریف پہنچے۔

☆......یہ نومبر کا مہینہ تھا۔ حضرت تاج الشریعہ نے کرناٹک والوں کو خصوصی وقت عنایت فرمایا۔ پہلے ہبلی والوں کو نوازا۔ پھر ہاویری والے فیض یاب ہوئے۔ تب پھر کرناٹک کی منی راجدھانی شہر بلگام تشریف لائے۔ آل کرناٹک 'پیغام رضا کانفرنس' جو بوڈا آفس گراؤنڈ میں منعقد ہوا تھا، کی سرپرستی فرمائی۔ یہ ایک تاریخی اہمیت والا پروگرام تھا۔ مفتی محمد شعیب رضا صاحب، صاحب زادہ بدر ملت حضرت علامہ محمد جمال الدین صدیقی اور اسم بامسمیٰ حضرت مفتی محمد مجاہد الاسلام صاحب رضوی اپنے اپنے خطابات کے گوہر لٹائے۔ رضوی دولہا جب شہ نشین ہوا، تو دیکھتے ہی لوگوں کو اپنا دل قابو

میں رکھنا مشکل ہوگیا۔ بیسوں ہزار لوگوں نے اپنا دل سینے سے نکال کر تاج الشریعہ کے دامن میں ڈال دیا۔ یہ پروگرام ’جماعت رضائے مصطفیٰ‘ شاخ بلگام کے زیر اہتمام، دار العلوم غریب نواز، دار العلوم رضائے مصطفیٰ اور کئی سنی اداروں اور تنظیموں کی حمایت سے منعقد ہوا تھا۔ فاتح بلگام حضرت مفتی منظور احمد رضوی صاحب زید مجدہ اور شہر بلگام کے موجودہ ایم ایل اے عالی جناب فیروز احمد رضوی کے شیر جیسے جگر و گردے کا یہ نتیجہ تھا۔

☆.................۲۰۱۰ء:

☆...... پانچواں حج ادا کیا۔

☆.................۲۰۱۱ء:

☆...... ۲۳؍ مارچ، ۱۷؍ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ کو جدہ، سعودی عرب سے ہندوستان کے گلابی شہر جے پور ایئر پورٹ پہ اترے۔ وہاں سے بائی کار شہر ناگور شریف محلہ جاجولائی میں قائم معروف تعلیمی ادارہ ’جامعہ فیضان اشفاق‘ کے سالانہ بعنوان ’غوث الوری کانفرنس‘ کی سرپرستی کی۔ فارغ التحصیل علما و طلبہ کی دستار بندی کی۔ ہزاروں ہزار افراد و اشخاص دامن کرم سے وابستگی حاصل کی۔ مشہور عالم خطیب و مفکر علامہ محمد قمر الزماں اعظمی سیکریٹری ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ کا مفکرانہ و داعیانہ خطاب ہوا۔ جامعہ فیضان اشفاق کے بانی و سربراہ مشہور صوفی و حکیم حضرت قاری محمد عبد الوحید صاحب رضوی دام مجدہ کو اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔ دوسرے دن جودھ پور ایئر پورٹ سے دہلی کے لیے روانہ ہوگئے۔

☆...... ۲۳؍ نومبر کو شہر فرخندہ باد حیدر آباد دکن تشریف فرما ہوئے۔ دو دن قیام فرمایا۔ قلب ہشر مغل پورہ گراؤنڈ میں منعقدہ تاریخی پروگرام ’تحفظ اہل سنت و فضائل اہل بیت کانفرنس‘ کی سرپرست فرمائی۔ شاہین نگر روڈ میں ’مرکز اہل سنت وادیٔ رضا‘ کی بنیاد کا پتھر زیر زمیں سپرد کیا۔ دکن کے چپے چپے سے انسانی مخلوق کا ایک بڑا سیلاب دیدار تاج الشریعہ کے لیے امنڈ آیا تھا۔ کثیر در کثیر مسلمانان اہل سنت دامن تاج الشریعہ ہاتھوں میں لے کر تجدید کلمۂ طیب کرا اور توبہ کر کے داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے۔

☆...... ۷؍ دسمبر کو شہر رام پور کے معروف ادارے الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کی

سرپرستی فرمائی۔

☆...... رسول پور، ضلع جگت سنگھ، اڑیسہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن اڑیسوی کے نام پر قائم ’جامعۃ الحبیب‘ کے ناظم و روح رواں حضرت مولانا محمد ریاضت حسین صاحب رضوی ازہری کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور ’جلسۂ عید میلاد النبی و پیغام امن کانفرنس‘ میں شرکت فرمائی۔

☆.................۲۰۱۲ء:

☆...... ۲۲؍ فروری کو ریاست مدھیہ پردیش کے مشہور شہر اندور کی قسمت کا ستارہ بلندی پر تھا۔ تاج الشریعہ جلوہ بار ہوئے۔ پروگرام میں شرکت و سرپرستی فرمائی۔ لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... بمبئی جلوہ فگن ہوئے اور ۵؍ مارچ کو ’جلوس غوثیہ‘ کی صدارت و قیادت فرمائی۔

☆...... خاکسار کی ذاتی دعوت پر دوسری بار میرا روڈ، من مضافات بمبئی تشریف لائے۔ امام احمد رضا کانفرنس میں شرکت کی۔ وعظ کیا اور سلسلے کی اشاعت فرمائی۔ اس بار ازدحام قابل دید تھا۔ کثرت تعداد دیکھ کر پولیس انتظامیہ بھی پریشان تھی۔ تمام روڈ، چوک چوراہے، دکان و مکان، اس کے بالا خانوں اور چھتوں تک لوگ ہی لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ ہزاروں ہزار اشخاص دامن خیر و برکت سے وابستہ ہوئے۔

☆...... ۱۷؍ جون کو الجامعۃ الاسلامیہ رام پور کے جشن دستار فضیلت کی سرپرتی فرمائی اور ختم بخاری بھی کرایا۔

☆.................۲۰۱۳ء:

☆...... اس سال کو حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا ’گولڈن ایئر‘ قرار دیا جانا چاہیے۔ اس برس بھی تاج الشریعہ نے عمرے کی سعادت حاصل کی۔ لیکن اس کی اخص الخصائص یہ کہ ’غسل کعبہ‘ میں شرکت اور ’اندرون کعبہ‘ داخل ہو کر زیارت، نماز کی ادائے گی اور دعا مانگنے کی سعادتیں میسر آئیں۔ اس کی دعوت کلید بردار کعبہ معظّمہ کی طرف سے تاج الشریعہ کو پہلے ہی سے مل چکی تھی۔ ۱۰؍ جون کو تاج الشریعہ اپنے صاحب زادے حضرت علامہ محمد عسجد رضا صاحب اور دیگر حضرات کے ساتھ غسل کعبہ میں شریک رہے تب اندرون کعبہ معظّمہ داخل ہو کر نمازیں اور دعائیں مانگی۔ ۲۸؍ منٹ کے طویل

وقفے کے بعد جب تاج الشریعہ باہر نکلے، تو معتمرین وزائرین کی آنکھیں تاج الشریعہ کے انتہائی نورانیت سے منور مکھڑے پر مرتکز ہو کر رہ گئیں۔ مسرت انگیز حیرت واستعجاب سے دیکھنے والوں میں ہندوستانی وپاکستانی تو تھے ہی، سعودی، عربی، یمنی، شامی، مصری، جزائری، غرض تمام ہی عالم اسلام کے علما وخواص تھے۔ اس عظیم حصول سعادت پر جمیع اہل سنت کی باچھیں کھل اٹھی تھیں۔

☆......اس برس تاج الشریعہ ساؤتھ افریقہ تشریف لے گئے۔ دار السلام، تنزانیہ، ہرارے، زمبابوے اور ملاوی کا دورہ کیا۔ ملاوی میں تاج الشریعہ نے ایک مسجد میں نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔ جناب اسلم مرزا بہت ہی حیران تھے کہ حضرت تاج الشریعہ ایک دوسری مسجد میں بھی موجود تھے۔ اس سفر صاحب زادہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب ساتھ تھے۔

☆......'کاسودہ' اور 'پال جل' ضلع جلگاؤں کا سفر کیا۔

☆......علاقہ برار کا خاص آکولہ بھی تشریف لے گئے۔

☆...............۲۰۱۴ء:

☆......اس مرتبہ 'شرعی کونسل' بریلی شریف کا تین روزہ 'فقہی سمینار' ۳؍ مارچ سے شہر اندور، مدھیہ پردیش میں قائم معروف تعلیمی ادارہ 'دار العلوم نوری' کھجرانہ کے زیر اہتمام ہوا تھا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری بنفس نفیس ہوئی۔ چار دن قیام رہا۔ اس میں خاکسار راقم آثم غلام جابر شمس کی بھی حاضری ہوئی تھی۔

☆......۱۹؍ اپریل کو 'مکرانہ' راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ عمرہ کی ادائیگی کی۔ مدینہ منورہ کی زیارت کی۔

☆......۳؍ جون کو رام پور تشریف لے گئے۔ الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی۔ اسی بابرکت موقعے سے قاضی شہر رام پور حضرت مفتی سید شاہ شاہد علی حسنی رضوی زید مجدہ کے صاحب زادے فاضل نوجوان حضرت مولانا سید واجد علی حسنی عرف فیضان رضا صاحب کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

☆......۲۸؍ اگست کو جرمنی تشریف فرما ہوئے۔ اپنے مرید خاص جناب محمد نواز صاحب رضوی

[جھارکھنڈ والے] کے گھر قیام فرمایا۔ ساتھ میں صاحب زادہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب، حضرت مولانا عاشق حسین صاحب، حضرت قاری دلشاد احمد صاحب، حافظ محمد سیف الملک صاحب اور جناب محمد یونس رضوی صاحب تھے۔ لوگ زیارت کر کے دم بخود تھے اور داخل سلسلہ ہو رہے تھے۔

☆......۲۹؍ اگست کو ہالینڈ تشریف لے گئے اور حاجی محمد نسیم صاحب کے مکان میں قیام رہا۔ محلہ القمر میں قائم 'نوری جامع مسجد' میں حضرت نے نماز مغرب پڑھائی۔ پھر مقامی علما وعوام کو نصیحت فرمائی کہ وہ اتحاد واتفاق سے رہیں۔ مذہب حق اہل سنت، مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند رہیں اور اسلام و قرآن اور شریعت وسنت کی ترویج واشاعت کریں۔ یہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......۳۰؍ اگست کو بروز سنیچر بعد نماز عشا اسی 'نوری جامع مسجد' میں بڑے پیمانے پر ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔ تمام ہالینڈ کے علما وعوام کا جم غفیر موجود تھا۔ یوکے سے بھی علما وخواص کا ایک وفد حاضر اجلاس ہوا۔ جس میں بطور خاص بزرگ عالم دین حضرت علامہ محمد اقبال صاحب رضوی کے دونوں صاحب زادے حضرت مولانا محمد کلیم صاحب رضوی اور حضرت مولانا محمد حسین قادری صاحب قابل ذکر ہیں۔ اس عظیم اجلاس کو حضرت علامہ محمد عسجد رضا صاحب قبلہ نے خطاب فرمایا اور دین متین اور شرع مبین پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی۔ حضور تاج الشریعہ کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا اور پھر لوگ بے تاب ہو ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔ حاجی محمد نسیم صاحب کے مکان پر حضور والا نے حضرت مولانا محمد کلیم قادری کو علم حدیث اور اوراد ووظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

☆......۳۱؍ اگست کو ہالینڈ کے دوسرے شہر ایمزرڈن تشریف لے گئے اور جناب الحاج محمد لیاقت صاحب کے دولت کدے پر قیام کیا۔ یہاں بھی 'نوری مسجد' میں بعد نماز ظہر ایک خوب صورت محفل آراستہ ہوئی اور خوش عقیدہ مسلمان خوش ہو ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......اسی ۳۱؍ اگست کی شام حضور تاج الشریعہ لزبان تشریف لے گئے۔ جناب الحاج محمد عمر صاحب کو میز بانی وتواضع کا موقع ملا۔ یہاں آپ کا قیام تین دن رہا۔ قرب وجوار اور دور دراز سے لوگ انفرادی واجتماعی طور پر آتے، فیوض وبرکات حاصل کرتے اور داخل سلسلہ ہوتے رہے۔

☆......اسی دوران ۲؍ ستمبر بدھ کو ایک مختصر وقفے کے لیے حضور والا زیورک لینڈ بھی تشریف لے گئے۔

☆...... ۴؍ستمبر کو حضور تاج الشریعہ پیرس تشریف لے گئے۔ مقامی مسجد میں علامہ محمد عسجد رضا صاحب کا بیان ہوا اور حضور والا نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔ ☆...... ۵؍ستمبر اہل پیسیو نے ایک شاندار پروگرام کا اہتمام کیا۔ دیار غیر میں بھی عشاق کی کمی نہ تھی۔ مجمع کثیر ہوا اور لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... ۶؍ستمبر کو حضور والا فرنک فرٹ، جرمنی تشریف لے گئے اور یہاں ایک شاندار پروگرام بھی ہوا۔ قیام حاجی محمد طارق صاحب اور جناب محمد نواز صاحب کے گھر رہا۔ یہاں ایک کشف کا واقعہ بھی پیش آیا۔ وہ یہ کہ جناب محمد نواز صاحب اپنے ایک ملنے والے کے یہاں تشریف لے جانے کے لیے عرض کی اور وہیل چیئر پیش کی، حضور والا نے کسی قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس 'ملنے والے' کے گھر کوئی تصویر آویزاں تھی۔ خبر ملتے ہی اس 'ملنے والے' نے وہ تصویر ہٹا دی۔ تب حضور والا کا جلال دور ہوا۔

☆...... ۷؍ستمبر کو ترکی اور پرتگال جیسے ممالک کے دورے کے روانہ ہوئے۔ ترکی ایئرپورٹ پر مسلم تو مسلم، غیر مسلم بھی حضور تاج الشریعہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے اور پوچھ رہے تھے کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

☆...... بمبئی تشریف ما ہوئے۔ ایک دن دودھ بازار میں منعقدہ ایک پروگرام میں 'مرکز الدراسات ضامعۃ الرضا' بریلی شریف کے رحاب میں بنے والی عالی شان و تاریخی 'مسجد حامدی' کے تعمیری تعاون کے لیے مطبوعہ 'ہزار کا کوپن' تقسیم کیا۔ لوگوں نے لوٹ لوٹ کر اور ٹوٹ ٹوٹ کر یہ کوپن حاصل کیا اور اب تک تبرکاً رکھے ہوئے ہیں۔

☆...... قصبہ ساؤدہ، ضلع جلگاؤں کا دورہ فرمایا۔

☆...... ۲۰۰۱۵ء:

☆...... ۱۱؍مارچ کو مشہور صنعتی شہر بنارس تشریف لے گئے۔ لکھنو اسٹیشن پر طہارت وادائے نماز اور ٹرین کے کھل جانے اور پھر رک جانے پر ایک کرامت آثار واقعہ پیش آیا۔

☆...... ۱۴؍مارچ کو تاج الشریعہ ساؤتھ افریقہ کے دورے پر روانہ ہوئے۔ کئی افریقی ممالک، ماریشش، ہرارے، زمبابوے اور تنزانیہ کا سفر کیا۔ ساتھ میں صاحب زادہ حضرت مولانا محمد عسجد

رضا صاحب بھی تھے۔ دوران سفر ہی آنکھوں میں شدید تکلیف ہونے لگی۔ ۲۲؍اپریل کو ڈاکٹر سے رابطہ کیا گیا۔ ۱۴؍اپریل کو بے حسی و بے ہوشی کی دوا اور انجکشن دیئے بغیر آپریشن ہوا۔ اس درمیان تاج الشریعہ کی زبان مبارک پر درود پاک اور قصیدہ بردہ شریف کے اشعار جاری رہے۔ ڈاکٹر اور ہاسپٹل کا سارا عملہ حیران تھا کہ 'یہ کون سی اللہ والی شخصیت ہے'۔ اواخر اپریل میں افریقہ سے بریلی واپسی ہوئی۔

☆...... ۲۶؍اپریل کو باسنی، ضلع ناگور شریف، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ماہ اپریل کو میرتا سیٹی راجستھان بھی تشریف لے گئے۔

☆...... مجاہد سنیت حاجی امیر جان صاحب بانی جامعہ حضرت بلال، ٹیانری روڈ، بنگلور کی اصرار آمیز دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ ایک وسیع وعریض گراؤنڈ میں منعقدہ پروگرام 'مسلک اعلیٰ کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی۔ محدث کبیر حضرت علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری گھوسی اور قاضی شہر رام پور علامہ سید شاہد علی رضوی خطاب عام ہوا۔ مذہب حق اہل سنت کی پیاسی و متلاشی قوم وملت کے ایک ہجوم بے تاب نے حضرت تاج الشریعہ کے دامن شرف وسعادت سے اپنا دینی وروحانی رشتہ جوڑا۔

☆...... بمبئی تشریف فرمائے اور ۱؍فروری کو 'جلوس غوثیہ' کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆...... بزرگ عالم دین حضرت مولانا احمد مشہود رضا ۱۹؍ستمبر کو انتقال ہوا۔ حضور تاج الشریعہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ کسی کی گذارش پر بارش برسنے کی دعا بھی فرمائی، تو بارش ہونے لگی۔

☆...... ۲۰۱۶ء:

☆...... ۱۰؍اپریل کو شہر اودے پور، راجستھان تشرئف لے گئے۔

☆...... اس برس بھی تاج الشریعہ نے حرمین شریفین کا سفر کیا اور حسب معمول عمرہ کیا۔

☆...... یہ مارچ کا مہینہ تھا۔ ملک کی نمائندہ تنظیم 'جماعت رضائے مصطفیٰ' شاخ پونے کے اراکین و ممبران نے اس پروگرام کو آرگنائز کیا تھا۔ شہر پونے کے معروف علاقے کونڈوا کے وسیع میدان میں یہ پروگرام اپنے رنگ وروپ اور نظم ونسق کے اعتبار سے ایک امتیازی شان کا منہ بولتا ثبوت تھا، جس

میں تاج الشریعہ کو ایک جھلک دیکھنے کے لیے مہاراشٹر کے کونے کونے سے فرزندان اسلام اور فدایان مذہب حق اہل سنت معروف بہ 'مسلک اعلیٰ حضرت' ٹوٹ ٹوٹ کر آئے اور جھوم جھوم کر واپس پلٹے تھے۔ رضوی دولہا ہی کچھ ایسا سنہرا و سہانا تھا کہ براتیوں کا جوش وجنون اور شوق وذوق دیدنی تھا۔

☆......شہر آکولہ، مہاراشٹر کا سفر کیا۔

☆......رسول پور، ضلع جگت سنگھ، اڑیسہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن اڑیسوی کے نام پر قائم 'جامعۃ الحبیب' کے ناظم و روح رواں حضرت مولانا محمد ریاضت حسین صاحب رضوی ازہری کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور 'جلسۂ عید میلاد النبی و پیغام امن کانفرنس' میں شرکت فرمائی۔

☆..............۲۰۱۷، ۲۰۱۸ء: یہ ایک ڈیڑھ سال حضرت تاج الشریعہ کا سفر اسفار تقریباً موقوف رہے اور یہ وقت علالت وعلاج میں گذرا اور پھر ۱۹؍جولائی کی شام وہ گھڑی آ ہی گئی، جس سے ہر ذی روح کو گذرنا ہے۔



نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ ومہتمم مرکز اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف

خانوادۂ امام احمد رضا

نحمدہٗ ونصلی علی حبیبہ الکریم

امام احمد رضا اور ان کا خاندان علم وفضل عشق ومحبت، استقامت علی الدین اور تبلیغ دین نیز رد اعدائے دین میں ایسا شہرۂ آفاق ہے جس کے اظہار کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آج عرب وعجم میں امام احمد رضا اور ان کی بدولت اُن کا خاندان آفتاب وماہتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ آپ کے فرزندان ارجمند اور نبیرگان دلبند میں جس کسی کی زندگی پر نظر کیجئے۔ اس کی زندگی ہمہ وقت اشاعت دین میں مصروف اور خدمت اسلام کے لئے وقف نظر آتی ہے جس کے وجود کو دیکھئے حامئ سنت وقاطع کفر و بدعت کا آئینہ دار نظر آتا ہے۔

حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا قدس سرہٗ:

امام احمد رضا کے بعد ان کے فرزند اکبر حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے جو خدمت دین اور تردید اعدائے دین فرمائی وہ دُنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کا علم وفضل حسن سیرت جمال صورت شہرۂ آفاق ہے۔ آپ صرف اُسی وجہ سے لائق تعظیم وشہرت یافتہ نہیں ہیں کہ آپ ایک مجدد دین وملت وامام برحق کے نور نظر ہیں۔ آپ کا یہ شرف بے شک اپنی جگہ اہم شرف ہے لیکن آپ اپنی خداداد علمی صلاحیتوں، علمی قابلیتوں کی بدولت (حجۃ الاسلام) کے لقب سے ملقب اور منصب عظیم پر فائز تھے۔

امام احمد رضا سیدنا اعلیٰ حضرت نے از خود آپ کی تربیت فرمائی۔ اور جملہ علوم وفنون سے فیضیاب فرمایا۔ علم ادب میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ وقت کے عظیم ترین علماء نے آپ کی علمی استعداد اور عملی قابلیت کا لوہا مانا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم نے آپ کی طرح عربی داں نہیں دیکھا۔ آپ

بہت ہی فصیح وبلیغ عربی اشعار ومضامین تحریر فرماتے تھے۔ کتاب ''الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ'' کا بہترین ترجمہ آپ ہی نے فرمایا۔ عربی زبان پر آپ کو زبردست دسترس حاصل تھی۔ عربی ادب کے علاوہ، دیگر علوم وفنون تفسیر وحدیث، فقہ واصول فقہ، علم کلام وعلم منطق، فلسفہ وریاضی، معانی وعروض میں بھی آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ آپ کا درس بیضاوی، شرح عقائد اور شرح چغمینی بہت مشہور ہے۔ فتویٰ لکھنے میں بھی آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔ آپ نے مرکز اہل سنت منظر اسلام میں برس ہا برس درس دیا اور ہر علم وفن کی کتاب کو پڑھایا۔ آپ کی تقریر بھی نہایت دل پذیر اور عشق ومحبت سے لبریز ہوتی تھی۔ اہل عقیدت ومحبت کی دعوت پر جب سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت قدس سرہٗ جبلپور تشریف لے گئے تو حضرت حجۃ الاسلام بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اہل جبلپور نے اس موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس جلسہ میں پہلی اور نہایت مدلل تقریر حضرت حجۃ الاسلام کی ہوئی۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ تقریر کے دوران سیدنا اعلیٰ حضرت بھی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور آپ کی تقریر سن کر بہت مسرور ہوئے اور داد تحسین سے نوازا۔ آپ نے فرقہائے باطلہ سے مناظرے بھی فرمائے اور بفضلہٖ تعالیٰ ہر باطل فرقے پر ہمیشہ فتح پائی۔ مولوی اشرف علی تھانوی کو تازیست آپ کے سامنے آنے کی ہمت نہ ہو سکی۔ حزب الاحناف (لاہور) کی جانب سے دعوت پر آپ کا (لاہور) تشریف لے جانا اور اشرف علی کا دعوت دینے کے باوجود وہاں نہ پہنچنا اُس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اشرف علی اور ان کے حاشیہ نشین علماء سوء کو حجۃ الاسلام کے سامنے آنے کی ہمت نہیں تھی۔ آپ حسن صورت کے اعتبار سے بھی نہایت حسین تھے۔ ہزاروں کے مجمع میں الگ چمکتے تھے۔ غیر مسلم آپ کو حیرت سے تکتے تھے۔ بہت سے غیر مسلموں کا آپ کی حسین شکل دیکھ کر۔ ایمان لانا مشہور ہے، آپ کا فیض عام۔ عام سے عام تر تھا۔ آپ کی بارگاہ میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مرادیں لے کر حاضر ہوتے اور خدا کے فضل وکرم سے اُن کی مرادیں پوری ہوتیں۔ آپ کے تعویذات ونقوش نہایت کامیاب وزوداثر ہوتے۔ آپ طلب کرنے پر ہر جائز وحلال کام کے لیے نقش عطا فرماتے اور جس کو نقش عطا فرماتے، بفضلہٖ تعالیٰ اس کا کام ہو ہی جاتا تھا۔ بہت سے گھر آپ کے صدقے سے آباد ہو گئے اور بہت سوں نے آپ کے نقوش وتعویذات کی بدولت اور اُن کی برکت سے

بکرمہٖ تعالیٰ اولاد نرینہ پائی۔

حضور حجۃ الاسلام نہایت متواضع، منکسر المزاج اور وسیع اخلاق کے مالک تھے۔ سب کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتے۔ دینی طالب علموں، فقیروں اور حاجت مندوں پر بہت شفقت فرماتے۔ علمائے اہل سنت کا بہت احترام فرماتے تھے۔ دین کی خدمت کا کوئی کام دیکھ کر اور اہل سنت کی کوئی انجمن دیکھ کر یا اس کے قیام کی خبر سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ شب برأت آتی تو ظہر سے لے کر شام تک سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ چھوٹوں سے بھی فرماتے کہ اگر میری طرف سے کوئی بات ہو گئی ہو، تو مجھے معاف کردو۔ آپ کے اخلاق سے بڑے بڑے علماء بھی متاثر ہوتے تھے اور آپ سے بڑی محبت فرماتے۔ حضرت حجۃ الاسلام بڑے صابر اور مستقیم المزاج تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی قدم ایسا نہیں اُٹھایا جو سنت کے خلاف ہو۔ علالت کے زمانے کے دو واقعات بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے ہاتھ میں کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا زخم خطرناک ہو گیا، ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن بے ہوش کرنے کے بعد کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی ایسی چیز نہیں سونگھوں گا کہ جس سے بیہوشی طاری ہو۔ اسی طرح آپریشن کرنا ہو تو کرو۔ ڈاکٹروں نے بغیر بے ہوش کئے آپریشن کرنے کو منع کردیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کرنا ہو تو کرو اور نہ کرنا ہو تو نہ کرو۔ مگر میں بیہوشی کی کوئی چیز نہیں سونگھونگا۔ بہرحال آپریشن ہوا۔ ہڈی کاٹی گئی اور آپ بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ ڈاکٹر بھی آپ کا معتقد ہو گیا اور کہنے لگا کہ کتنا باہمت شیخ ہے۔ صحت یابی کے بعد۔ جب حضرت صدر الشریعہ ملاقات کے لیے تشریف لائے، تو قاری محبوب رضا خاں بھی ہمراہ تھے۔ سلام ومصافحہ ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے تمام حال سنایا اور فرمایا کہ میں نے سوچا کہ کچھ بھی ہو جائے سیدنا اعلیٰ حضرت کے نام کو بٹہ نہیں لگنے دونگا۔ میں نے ہمت کی اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی۔ آپ کا دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ کو شوگر کی بیماری کے باعث پُشت میں سرطان ہو گیا اور تقریباً ۸۔۹، انچ لمبا زخم ہو گیا۔ آپریشن کی بات آئی تو ڈاکٹر نے بے ہوش کرنے کے لیے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بے ہوش نہ کیا جائے کیونکہ یہ بات تو شراب میں ہوتی ہے یا اور کسی نشیلی چیز میں ہوتی ہے۔ آخر کار ڈاکٹر مان گیا اور بغیر بے ہوش کئے گھنٹوں آپریشن کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام، وقفہ

وقفہ سے اللہ اللہ کہتے رہے علاوہ اس کے ایک حرف بھی زبان پر نہ آیا۔ہسپتال میں داخل ہونے سے قبل شرائط رکھیں کہ میرے کمرے میں کوئی نرس نہیں آئے گی اور دوا مجھے دی جائے پہلے میرا ڈاکٹر اُسے چیک کرے گا کہ اس میں شراب تو نہیں ہے۔آپ کے لیے ڈاکٹر ایسی دوائیں تلاش کرتے تھے کہ جن میں شراب نہ ہو۔حضرت حجۃ الاسلام کا یہی وہ تقویٰ وصبر وتحمل تھا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ ۱۳۶۲ھ میں بعمر ستر برس بتاریخ ۱۷؍ جمادی الاولیٰ آپ کا وصال شریف ہوا اور اس انداز سے کہ۔

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر، بند آنکھیں، لب پر مرے درود وسلام ہوگا

ایک بہت بڑے میدان میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔نماز حضرت مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث پاکستان نے پڑھائی۔اور سیدنا امام احمد رضا یعنی اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کے قریب ہی آپ کو دفن کیا گیا۔بعد وصال بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔اور ہسپتال کی ایک نرس اسی وقت آپ کا جنازہ دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئی۔اور کئی مذبذب قسم کے لوگوں نے وہ نورانی سما اور آپ کی مقبولیت دیکھ کر توبہ کر لی اور صحیح العقیدہ سنی بن گئے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ:

حضور حجۃ الاسلام کے بعد سیدنا امام احمد رضا کے دوسرے نامور فرزند دلبند، سرکار مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خاں قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات بھی محتاج تعارف نہیں آپ ایک طرف آفتاب شریعت تھے تو دوسری طرف ماہتاب طریقت تھے۔اس آفتاب شریعت وماہتاب طریقت کی ضیاباریاں صرف بریلی تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام آپ کے علم شریعت اور فیضان طریقت کے نور سے مستفیض ہوئی۔آفتاب نبوت ورسالت سیدنا محمد عربی ﷺ کے نور سے بھیک مانگنے والے سیدی امام احمد رضا کو اُس سخی داتا کے فیض بار دربار سے ایسی نور کی خیرات ملی کہ وہ خود بھی چمکے اور اُن کی اولاد بھی چمکی۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے   میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ماہ مدینہ سے چمک دمک کی بھیک مانگنے والے اپنے آپ چمک کر دوسروں کو چمکانے لگے اور ایسا چمکایا کہ جوان کی چمک دمک میں گم ہوگیا۔وہ بھی چمک کر آفتاب شریعت وماہتاب طریقت بن گیا مہر مارہرہ کی نظر مہر۔سیدی مفتی اعظم کے والد بزرگوار سیدنا امام احمد رضا ہمیشہ کی طرح جب ایک بار اپنے آقا شیخ کامل سیدنا شاہ آل رسول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے۔ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد مسجد شریف کے زینے سے اُترتے ہوئے صاحب سجادہ حضرت ابوالحسین احمد نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے فرمایا مولانا صاحب آپ اپنے گھر بریلی تشریف لے جائیے آپ کے دولت کدہ میں ایک فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت ہوئی ہے۔یہ فرزند اپنے دور کا ولی کامل اور عالم باعمل ہوگا اور اپنے معاصرین میں ممتاز حیثیت کا مالک ہوگا۔اس کے فیضان علم وفضل سے دنیا سیراب ہوگی۔

جب میں بریلی آؤں گا تو اُس بچہ کو ضرور دیکھونگا سیدی صاحب سجادہ مارہرہ مطہرہ نے اُسی وقت حضرت مفتی اعظم کا اسم شریف (آل رحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی) تجویز فرمایا۔اور چھ مہینے کے بعد آپ جب بریلی تشریف لائے تو حضور مفتی اعظم کو اپنی آغوش نوری میں لے کر۔نوری دعاؤں سے نوازا۔اور چھ ماہ کی عمر میں اپنا مرید فرما کر اپنی خلافت نوری سے فیضیاب فرمایا۔یہ اسی نوری درگاہ کا نوری فیض تھا اور رکھتے ہوئے نوری نام پاک کی برکت اور سیدی امام احمد رضا کی تربیت کا فیضان تھا کہ مفتی اعظم دنیا بھر میں چمکے اور تازیست دُنیائے سنیت کو چمکاتے رہے آپ پر آپ کے رب کریم کا خاص فضل اور حضور رؤف رحیم کا خاص احسان اور سرکار غوث الوریٰ نیز امام احمد رضا کی خاص عنایتیں تھیں کہ آپ سے تازیست کوئی خلاف شرع فعل صادر نہ ہوا۔آپ عشق ومحبت رسول میں ایسے سرشار رہتے کہ اپنے آقا کی سیرت کے خلاف ایک بات بھی دیکھنا گوارہ نہ فرماتے تھے۔

سلسلۂ تعلیم حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ جب شعور وآگہی کی حدود میں داخل ہوئے تو سنت اسلاف کرام کے تحت آپ کو مرکز اہل سنت منظر اسلام میں داخل کر دیا گیا۔آپ نے اپنے مشفق بھائی سیدی حجۃ الاسلام اور حضرت مولانا رحم الٰہی وغیرہم سے علوم وفنون کی تکمیل فرمائی۔علوم دینیہ کی

تکمیل وفراغت کے بعد آپ دارُالعلوم منظرِ اسلام ہی میں مسندِ تدریس پر فائز ہوئے۔ آپ کے قابل ترین تلامذہ کی خاصی تعداد ہے، جو دُنیا بھر میں خدماتِ دین میں مصروف ومنہمک ہے۔

دورِ طالب علمی سے ہی آپ کو فقہ سے طبعی دلچسپی تھی۔ آپ اپنے مطالعہ اور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کی بافیض محفل میں حاضر ہو کر اوائل عمر ہی میں فقہ پر کافی عبور حاصل کر چکے تھے۔

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین۔ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دارُالعلوم منظرِ اسلام کے دارُالافتاء میں حضور مفتی اعظم تشریف لے گئے۔ دارُالافتاء میں حضرت ملک العلماء مولانا شاہ ظفر الدین صاحب فاضل بہار علیہ الرحمہ فتویٰ لکھ رہے تھے۔ حضرت ملک العلماء نے فتویٰ لکھتے لکھتے اچانک الماری سے فتاویٰ رضویہ نکالا اور اس میں کچھ تلاش فرمانے لگے۔ حضرت مفتی اعظم نے فرمایا کہ کیا آپ فتاویٰ رضویہ دیکھ کر فتویٰ لکھتے ہیں۔ حضرت ملک العلماء نے فرمایا کہ آپ بغیر دیکھے لکھ دیجئے۔ حضرت مفتی اعظم نے اسی وقت قلم برداشتہ سوال کا جواب لکھ دیا۔ آپ کا جواب برائے اصلاح امام احمد رضا قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچا۔ جواب حرف بہ حرف صحیح تھا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے صح الجواب بعون الملک الوہاب لکھ کر تصدیق فرمائی اور حضور مفتی اعظم کو۔ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن۔ عرف مصطفیٰ رضا خان کی مہر بنوا کر عطا فرمائی۔ آپ کی فتویٰ نویسی کی ابتدا اسی وقت سے ہوگئی اور آخر عمر شریف تک آپ فتویٰ نویسی واصلاح فتاویٰ میں مصروف رہے۔ آپ کی فقاہت بے مثال تھی۔ آپ کے معاصرین علماء عظام فقہ میں آپ ہی کی جانب رجوع فرماتے تھے کسی مسئلے کے اندر اختلاف کی صورت میں آپ کا حکم۔ حکم آخر کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے ایک فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے۔ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے یہ جملہ تحریر فرمایا:

ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع یہ حکم ایک ایسے عالم کا ہے کہ جس کی اطاعت کی جائے۔ اور ہم پر بجز اتباع کے دوسری کوئی گنجائش نہیں۔

آپ کی فقہی بصیرت کو دیکھتے ہوئے دنیائے اسلام نے اور دنیائے اسلام کے عظیم وجید علماء نے مفتی اعظم کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے یہ وہ شہزادے ہیں کہ جنھوں نے

دارُالعلوم منظرِ اسلام میں دورانِ تعلیم ہی پہلا فتویٰ تحریر فرمایا اور امام احمد رضا کی حیاتِ ظاہری ہی میں منصبِ افتاء پر فائز ہوئے اور اپنے والد بزرگوار مجددِ وقت امام احمد رضا سے دادِ تحسین لی۔ اس کے بعد آپ کی فقہی بصیرت ومہارت اُجاگر ہوتی چلی گئی اور آپ نے ایسے ایسے سوالات کے جوابات عنایت فرمائے کہ جن سوالوں سے علمائے اسلام دریائے فکر وتردد میں مستغرق تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست   تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مزاجِ مبارک:

حضور مفتی اعظم، سادگی کی کتاب تھے۔ آپ کا لباس، آپ کا کھانا پینا، آپ کی نشست وبرخاست، اندازِ تکلم، مہمان نوازی، محافلِ دینی میں شرکت، غرض کہ آپ کا ہر عمل۔ سادگی کے ساتھ سنتِ نبوی کا آئینہ دار تھا۔ آپ کے در دولت پر اہلِ حاجات کی ہر وقت بھیڑ ماررہتی۔ اور آپ ہر حاجت مند کی حاجت رفع فرما کر اس کو مسرور فرماتے۔ آپ کے تعویذات اس درجہ موثر ہوتے کہ آپ نے جس کسی کو جس جائز کام کے لیے نقشِ عنایت فرمادیا اس کو اُس کام کے لیے دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ضرورت نہ رہی۔ حضور مفتی اعظم اس گھر میں داخل نہ ہوتے تھے جس میں تصویر آویزاں ہوتی تھی، ہر مسلمان کو شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تاکید فرماتے، کسی کو بے عمل دیکھتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور آپ اس کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش فرماتے۔ اُسی وقت توبہ کراتے اور آئندہ اسلام وسنت پر کاربند رہنے کا عہد لیتے۔ آپ نے ہزارہا بندگانِ خدا کی تاریک زندگی کو نوری زندگی بنادیا۔ آپ کو کسی مسلمان کا کوئی عمل یا کسی مسلمان کی کوئی بات شریعتِ مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف معلوم ہوتی تو فوراً بے جھجک ٹوک دیتے اور قانونِ شریعت بتا کر اس پر عمل پیرا ہونے کا حتمی وعدہ لیتے۔ حکم شریعت بتانے میں شخصیت آڑے نہ آتی اور آپ اپنے رسول ﷺ کا قانون بتانے میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔ البتہ جو ہستیاں نسبتاً لائقِ تعظیم ہوتیں اُن کی حیثیت کا لحاظ فرماتے ہوئے مسئلہ بیان فرماتے۔ قوانینِ شریعت کے نفاذ میں کبھی کسی ظالم وجابر کے جبر وظلم کی پرواہ نہیں کی۔ وجہ یہ تھی کہ آپ پر آپ کے رب کریم کا فضل خاص تھا۔ آپ پر اللہ رب العزت کی مخصوص نوازشات کا یہ عالم تھا کہ آپ کے والد بزرگوار سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، آپ کے شیخ المشائخ از

سرتاپا نوری، آپ کے برادر لائق وفائق حضرت حجۃ الاسلام، سبحان اللہ آپ کے پیر نوری۔ جنہوں نے اپنی نوری نوازشات سے آپ کو بھی نوری بنادیا۔ بہرحال ہمارے مفتی اعظم اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کا شاندار نمونہ اور حضور سید المرسلین ﷺ کے بے شمار معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ اور سرکار غوث الوریٰ امام التقیٰ والنقیٰ وحضور امام احمد رضا کی عظیم کرامتوں میں سے ایک عظیم کرامت تھے۔

وصال پر ملال ۱۴؍محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کا وہ دن دنیائے اسلام کے لیے ہمیشہ بطور یادگار قائم رہے گا کہ جس کی شب میں اُس شیخ المشائخ نور الانوار (نوری) کے نوری نے اور امام احمد رضا کے نور نظر فرزند ارجمند نے وصال حق فرمایا۔ قبل وصال آپ کے خاندانی افراد مثلاً اس فقیر قادری کے والد محترم حضرت مفکر اعظم ریحان ملت قدس سرہٗ و دیگر حضرات حاضر بارگاہ تھے۔ لب ہائے مبارک کو برابر جنبش تھی۔ کان لگا کر سُنا گیا تو الحمد للہ اور کلمۂ طیبہ کا ورد جاری تھا دیکھتے ہی دیکھتے اُس پیکر نوری نے اپنی جان عزیز اپنے خالق حقیقی کے سپُرد کردی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مولا تعالیٰ سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال فرماتا رہے۔

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ:

امام احمد رضا ہی کے گلستاں کا ایک پھول اور آپ ہی کے خانوادے کے ایک فرد کامل حضور مفسر اعظم حضرت علامہ شاہ الحاج محمد ابراہیم رضا خاں ہیں۔ حضور مفسر اعظم کی یہ فضیلت کیا کم ہے کہ آپ امام احمد رضا کے دولت کدہ میں آپ کے نبیرہ کی پہلی ولادت باسعادت تھی۔ بایں وجہ خانوادے کے ہر فرد کو بے انتہا مسرت تھی۔ آپ کی ولادت کے بعد سنت نبیٔ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مطابق داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی گئی سیدنا احمد رضا قدس سرہٗ نے تھوڑا سا چھوہارا چبا کر دولت خانے میں بھیجا جو آپ کے منہ میں رکھ دیا گیا۔ آپ کی ولادت کی خبر سن کر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے چھوٹے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ شاہ الحاج حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے فی البدیہہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔

علم و عمر اقبال و طالع دے خدا

۱۴۰ x۳۱۶۔ ۱۳۴۔ ۱۱۶۔ ۶۱۹۔ سنہ ۱۳۲۵ھ

خدا کی شان کہ یہی مصرعہ تاریخ ولادت ہوگیا۔ سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا نے خود آپ کے عقیقہ کا انتظام فرمایا۔ جس میں جملہ عزیز و اقارب اور منظر اسلام کے تمام اساتذہ اور طلباء کی پُر وقار دعوت فرمائی۔

حضور مفسر اعظم قدس سرہٗ کا نام (محمد) رکھا گیا۔ مشہور ہے کہ یہ مبارک نام خود سیدنا امام احمد رضا ہی نے رکھا تھا۔ پھر آپ کے والد محترم سیدنا حجۃ الاسلام نے دین حنیف کی طرف نسبت کرتے ہوئے اُس نام کے آگے ابراہیم رضا تجویز فرمایا اور آپ کے جد محترم نے پکارنے کا نام جیلانی میاں رکھا۔

حضور مفسر اعظم علیہ الرحمہ کی شیر خوارگی کا زمانہ تھا اور آپ ایک دن سیدنا امام احمد رضا کی مبارک گود میں تھے۔ جد محترم بھی اپنے مبارک نبیرہ سے بے حد محبت و شفقت فرما رہے تھے۔ مجدد وقت قطب زماں امام احمد رضا کی زبان ولایت نے انگڑائی لی اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا:

حامد منی انا من حامد
حمد سے حمد کماتے یہ ہیں

کون جانتا تھا کہ امام احمد رضا کے دو عظیم المرتبت صاحبزادوں میں سے صرف بڑے صاحبزادے ہی سے اولاد ذکور حیات رہے گی اور اسی اولاد ذکور سے یہ گلستان رضا سرسبز و شاداب رہے گا۔ امام احمد رضا کا فرمایا ہوا آج حرف بحرف صادق آرہا ہے اور دُنیا دیکھ رہی ہے کہ ''انا من حامد'' کی سچی تفسیر حضور مفسر اعظم سیدی جد الکریم محمد ابراہیم رضا خاں قدس سرہٗ کی ذات گرامی ثابت ہوئی جن کے نامور صاحبزادوں سے خاندان امام احمد رضا پُر بہار ہے۔

بزرگان سلف کے دستور اور خاندانی اصول کے مطابق جب حضور مفسر اعظم کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو امام احمد رضا نے خاندان اور شہر کے اہل علم معززین کی موجودگی میں آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی اور حاضرین کو مٹھائی سے نوازا۔ آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدنا امام احمد رضا نے آپ کو اسی وقت یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ پوتا میری زبان ہوگا۔ بسم اللہ خوانی کے بعد باقاعدہ گھر ہی میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوگیا اور آپ نے اپنی والدہ محترمہ نیز جدۂ معظم سے گھر ہی میں قرآن عظیم اور چند اردو کی کتابیں پڑھ لیں۔

تقریباً ۶۔۷ سال کی عمر میں آپ کو دارُ العلوم منظر اسلام کے لائق و فائق اساتذہ منظر اسلام

کے علاوہ آپ کے والد محترم حضور حجۃ الاسلام نے بھی آپ کو حدیث وفقہ کی کتب پڑھائیں۔ آپ تحصیل علوم فرما ہی رہے تھے کہ آپ کے جد کریم مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قدس سرہٗ کا سایۂ رحمت سر سے اُٹھ گیا۔ دارُ العلوم منظر اسلام کی جملہ ذمہ داریوں کے ساتھ اب خانقاہ رضویہ کی بھی عظیم ذمہ داری آپ کے والد محترم حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ پر آ گئی، جب حضور مفسر اعظم ہند انیس سال کے ہوئے تو آپ کے والد محترم حجۃ الاسلام نے آپ کی دستار فضیلت کی جس میں عظیم المرتبت علمائے کرام ومشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ اور حضور حجۃ الاسلام نے اپنی نیابت وخلافت سے بھی نوازا۔ آپ کو اپنے گاؤں کی زمین کی کاشت سے از حد دلچسپی تھی، باغوں کی دیکھ ریکھ سے بے حد لگاؤ تھا۔ نیز سیر وتفریح سے بھی ایک گونا کیف حاصل کرتے تھے۔ سیدنا حجۃ الاسلام کے وصال کے بعد اچانک آپ کے دل کی کیفیت بدلی اور اپنے مدرسہ منظر اسلام کا اہتمام وخانقاہ عالیہ رضویہ نیز تدریسی کام سے قدرتی لگاؤ پیدا ہو گیا۔ آپ نے دارُ العلوم کو بام عروج پر پہنچانے میں سر دھڑ کی بازی لگا دی اور اس انہماک سے اس کے ترقیاتی کاموں میں لگ گئے کہ ملک وبیرون ملک کے لمبے لمبے اسفار فرمائے اور اساتذہ دارُ العلوم نیز طلبا کے قلوب میں اپنی محبت کا سکہ بٹھا دیا۔ دارُ العلوم کی ترقی میں ہر قسم کی تکلیف برداشت فرمائی۔ اپنی صحت کو خیر باد کہا اپنے اسا سے کو قربان کیا۔ یونہی خانقاہ عالیہ رضویہ کی ظاہری تحسین کاری میں جان ودل سے مصروف ہوئے۔ آپ کے اہتمام وسجادگی میں دارُ العلوم وخانقاہ نے محیر العقول ترقی کی۔ آپ تازیست دارُ العلوم کے مہتمم اور خانقاہ شریف کے سجادہ رہے اور دونوں ترقیاتی کاموں کو بحسن وخوبی انجام دیا۔ آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ بعد نماز فجر اوراد ووظائف میں مشغول ہو جاتے۔ اس کے بعد ناشتہ فرماتے۔ ناشتہ کے بعد دارُ العلوم منظر اسلام میں تشریف لاتے۔ دارُ العلوم کے دفتر کا جائزہ لیتے اور اپنی درسگاہ میں تشریف فرما ہو جاتے۔ درس شروع ہوتا آپ کو حدیث وتفسیر وفقہ کی کتابیں پڑھانے سے بہت دلچسپی تھی اور سیرت کی بعض کتابیں بہت ذوق وشوق سے پڑھاتے۔ شفا شریف اور مواہب لدنیہ نیز مدارج النبوۃ، اشعۃ اللمعات، نہایت عالم مستی میں پڑھاتے۔ وقتاً فوقتاً آپ کو دیگر علوم وفنون کی کتابیں پڑھانی پڑتیں تو کبھی دل برداشتہ نہیں ہوتے اور بڑی خوش

اسلوبی کے ساتھ اُن علوم وفنون کی کتابوں کو پڑھا دیتے۔ کسی علم وفن کی کتاب پڑھانے میں کبھی آپ نے تکان محسوس نہیں کی۔ طلبا کے اسباقی اعتراضات پر مسرور ہوتے اور نہایت ٹھوس اور مدلل جواب عنایت فرماتے کہ طلبا بڑی آسانی سے سمجھ کر مطمئن ہو جاتے۔ آپ نے اپنے اساتذہ کی موجودگی میں کئی سال تک مختلف علوم وفنون کی کتابوں کو پڑھایا۔ اور اپنے اساتذہ سے داد تحسین لی۔ آپ کے درس میں کیف ومستی کا سما بندھا رہتا اور انوار وتجلیات کی بارش ہوتی۔ علمی نکات سے بھرپور ماحول میں ایمانی وایقانی شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کے رموز سمجھائے جاتے اور آپ کی درسگاہ ظاہری وباطنی علوم کی جلوہ گاہ بن جاتی۔ آپ نہایت شاندار نکات سے لبریز، عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی تقریر فرماتے آپ کی خطابت کا آج تک ہر جانب شہرہ ہے۔ آپ تقریر میں قرآن کریم کی آیات کی ایسی تفسیر فرماتے کہ علما وعوام جھوم جاتے۔ اختیارات نبوت، علوم غیبیہ، اقتدار اولیاء اللہ پر نہایت جامع تقاریر فرماتے اور اہل سنت کی حقانیت پر ایسے دلائل قائم فرماتے کہ مجمع ایمان ویقین کے اجالے میں آ جاتا۔ اور مسلک اہل سنت کی حقانیت آفتاب نیم روز سے زیادہ ظاہر ہو جاتی۔ آپ نے دین حنیف کی تقریر وتحریر کے ذریعے جو خدمت فرمائی وہ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے متعلق بہت مشہور ہے کہ حضور محدث اعظم حضرت مفسر اعظم کی تقریر کو بڑی محبت اور غور وخوض سے سماعت فرماتے۔ حضور محدث اعظم نے بنگال وبہار نیز یوپی کے بہت سے بڑے بڑے دینی جلسوں نیز اسلامی کانفرنسوں میں حضور مفسر اعظم حضرت علامہ شاہ الحاج محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کو جہاں دیگر منفرد خطابات سے نوازا۔ آپ کو لاکھوں کے مجمع میں اور سیکڑوں جید علماء کی موجودگی میں پورے وثوق کے ساتھ ''مفسر اعظم'' فرمایا۔ آپ کا یہ لقب ملک وبیرون ملک میں ایسا مشہور ہوا کہ مسلمان ہر خطہ ہر پوسٹر نیز علمائے کرام آپ کا تعارف کراتے ہوئے ''مفسر اعظم'' کے لقب سے یاد کرتے۔

حسن وجمال:

آپ نہایت حسین وجمیل تھے۔ رنگ نہایت صاف سرخی لیے ہوئے، قد مبارک میانہ آپ کی رفتار وگفتار، نشست وبرخاست بڑی جاذب نظر تھی۔ کسی بھی مجمع میں آپ کا وجود حاضرین کا مرکز نظر

بن جاتا۔ آپ نہایت ذہین و مدبر تھے۔ ہر کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے آپ کے زیر اہتمام منظر اسلام و نیز زیر سجادگی خانقاہ شریف نے بہت ترقی کی آپ کا حلقہ ادارت کافی وسیع ہے۔ ملک و بیرون ملک آپ کے مریدین کی تعداد کثیر تر ہے۔

جد الکریم حضور مفسر اعظم قدس سرہٗ کو عوام و علمائے کرام نے بہت عزت دی۔ یہاں تک کہ جب آپ حج بیت اللہ کے لیے عرب شریف پہنچے تو سیدنا اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی علمی قابلیت کو دیکھ کر نیز اپنا مخدوم زادہ ہونے کے لحاظ سے بہت قدر و منزلت فرمائی، یہاں تک کہ جب حضور مفسر اعظم قدس سرہٗ نے اُن سے دعائے فیض کی درخواست کی تو حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے نہایت مودبانہ انداز میں فرمایا کہ ''حضور میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب آپ کے جد کریم میرے آقا مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطیہ ہے۔ وہ سب آپ ہی کا ہے اور میں وہ سب کچھ آپ کے حوالے کرتا ہوں'' جد الکریم (مفسر اعظم) کا یہ لقب (مفسر اعظم) مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں بھی مشہور ہوا۔ ہندوستان کے علمائے کرام جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کے تذکرے پر آپ کو مفسر اعظم کہتے اور اپنی تحریروں میں مفسر اعظم لکھتے۔

(استقامت کانپور کے ''مفتی اعظم نمبر'' کے لیے مضمون دیتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضور مفتی اعظم کی ذات گرامی ہے کہ جس کا باپ امام احمد رضا ہو۔ وہ امام احمد رضا جسے عارفین غوث اعظم کی روشن کرامت، رسول اعظم کا عظیم معجزہ اور قادر مطلق کی قدرت کی بہترین نشانی قرار دیتے ہوں۔ جس کا بھائی حسن صورت و جمال سیرت اور کمال علم و فضل کا پیکر نور ہو کہ (دنیا اُسے حجۃ الاسلام کہہ کر بھی شرمندہ رہی کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ اور جس کا بھتیجہ آج بھی (مفسر اعظم ہند) کے نام سے جانا جاتا ہے''

اسی طرح نیر اعظم اشرفیت، حضرت علامہ شاہ سید محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ مفتی اعظم نمبر کو اپنا مضمون دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے بڑے بھائی حضرت حجۃ الاسلام اپنے کمال سیرت اور جمال صورت دونوں لحاظ سے امین نکہت و نور تھے''۔ چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ'' حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے وہ صاحب زادۂ والا شان جن کو دُنیا (مفسر اعظم) کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضرت مفسر اعظم کے ساتھ ایک مرتبہ بنگال کے علاقہ میں ایک ہفتہ رہنے اور انہیں قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ باوجود کمال علم و فضل کے، نسبت رسالت کے احترام کے جو نمونے انہوں نے پیش فرمائے اُس سے بخوبی اندازہ لگ گیا کہ آپ عشق و محبت رسالت میں بڑے ہی اونچے مقام کے مالک تھے''۔

یہ تو اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے کہ اولاد رسول مقبول ﷺ کے ساتھ جو ادب و احترام پیش کرتا ہے اُس ادب و احترام کو یہ خانوادہ اپنی سعادت و فیروز بختی سمجھتا ہے۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسی کی تعلیم بھی فرمائی۔ اور خود بھی سادات کرام کا حد درجہ ادب ملحوظ رکھا۔

آج بھی یہ خانوادہ اور اس خانوادے کا ہر ارادت مند سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا فرمودہ شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ کا یہ شعر پڑھنے کو دارین کی سعادت مندی یقین کرتا ہے۔

حب اہل بیت دے آل محمد کے لیے   کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ اس فقیر قادری کے جد الکریم (حضور مفسر اعظم ہند) علیہ الرحمہ مقبول خواص و عوام تھے اور آپ کی محبوبیت عالم آشکار ہے۔ آپ کے خلفا و تلامذہ کی تعداد ملک و بیرون ملک کثیر تعداد میں ہے جو علوم دینیہ کی خدمت اور مسلک اہل سنت کی اشاعت میں بطیب خاطر مصروف ہے۔ (حضور مفسر اعظم) کی تصانیف بھی بہت مفید اور سب عشق رسالت و محبت اولیاء سے لبریز ہیں۔ خانوادہ رضویہ کا یہ فرد کامل اور مسلم الثبوت ولی۔ اپنے دور کا علامہ و مفسر اعظم، تا زیست علم و فضل کی بارشیں کرتا رہا اور اشاعت دین و سنت میں منہمک رہا۔ اس فقیر قادری کے یہ جد محترم اپنے دور کے شریعت و طریقت کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ آپ کو شوگر کا مرض تھا اور بلڈ پریشر کی بھی شکایت تھی۔ کافی علاج و معالجہ کے باوجود کبھی افاقہ اور کبھی مرض میں زیادتی ہوتی رہی۔ یوں تو ہر وقت درود اسم اعظم کا ورد جاری رکھتے۔ مگر ایام مرض میں اس کے ورد میں

مزید زیادتی ہوگئی۔

وصال پر ملال:

گیارہ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۱ رمئی ۱۹۶۵ء روز شنبہ کو درود اسم اعظم اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آپ نے اپنی جان عزیز اپنے خالق حقیقی کے سپرد کر دی (اناللہ وانا الیہ راجعون) سنت کے مطابق تجہیز وتکفین عمل میں آئی کثیر تعداد میں مسلمانان اہل سنت نے نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کو آپ کے جد کریم سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے قریب خانقاہ عالیہ رضویہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ مولیٰ تعالیٰ حضور مفسر اعظم کے فیضان کو جملہ اہل سنت پر ابدالآباد تک جاری رکھے آمین۔

والد گرامی حضور مفکر اعظم ریحان ملت:

اس فقیر قادری کے جد الکریم حضور مفسر اعظم قدس سرہٗ کے بعد حضور والد محترم سیدی مفکر اعظم ریحان ملت علیہ الرحمہ نے دارُ العلوم منظر اسلام وخانقاہ عالیہ رضویہ کا اہتمام سنبھالا۔ اور اس کو بام عروج تک پہنچانے کی انتھک کوشش وسعی فرمائی۔ حضرت والد ماجد سیدی ریحان ملت کی ولادت باسعادت ۱۸رذی الحجہ ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء کو مرکز عقیدت بریلی شریف محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ خاندان کے ہر فرد کا چہرہ یاسمین ونسرین کی طرح کھل گیا۔ ہر طرف سے مبارکبادیوں کی سوغاتیں آئیں اور دُعائے ترقی علم وعمر کے نغمے ہر طرف گونجنے لگے۔

آپ کے جد امجد سیدی حجۃ الاسلام نیز نانا محترم حضور مفتی اعظم کو اس نومولود سے بے حد مسرت ہوئی۔ قانون شریعت کے مطابق آپ کے کانوں میں اذان وتکبیر پڑھی گئی۔ حضور حجۃ الاسلام نے اپنا دہنی تبرک عطا فرمایا جو آپ کے منہ میں رکھ دیا گیا اور حضور حجۃ الاسلام آپ کے دادا محترم نے خاندانی، ایمانی روایات کے مطابق آپ کا اسم شریف (محمد) رکھا۔ بعدہٗ پکارنے کا نام ریحان رضا تجویز فرمایا۔ آپ بچپن ہی سے اپنے جد کریم کے بہت چہیتے اور اپنی ننہال میں بھی ہر دل عزیز تھے۔

اسی واقعہ کی طرف نشان دہی کراتے ہوئے آپ اپنے نعتیہ کلام میں تحریر فرمائے ہیں۔

نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید — ان کا ریحان کبھی دنیا میں چمکتا ہوگا

سراپا چہرہ:

رنگ گندمی، پیشانی کشادہ، چہرہ نورانی، قد لمبا، آنکھیں سرگیں آپ کے چہرے کو دیکھ کر لوگ متاثر ہوجاتے تھے۔ آپ کے چہرے سے جلال دینی عیاں تھا۔ کافر ومرتد ومشرک وغیرہم بدمذہب وبددین آپ کا پُرجلال بارعب چہرہ دیکھ کر خوف زدہ ہوجاتے تھے۔ آپ اپنوں میں ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔

حصول تعلیم:

پیدائش کے بعد آپ نے طفولیت کے ایام علم وحکمت، معرفت وطریقت کے خوشگوار ماحول میں گذارے۔ بچپن ہی سے آپ علم وادب کے دلدادہ تھے۔ اعلیٰ ذہانت وفطانت رکھتے تھے۔ آپ کی ذہانت وفطانت، فراست ودانائی کو دیکھ کر آپ کے جد امجد حضور حجۃ الاسلام نے صرف تین سال کی عمر میں آپ کو وصیت نامہ میں ولی عہد سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ کا متولی نیز مدرسہ منظر اسلام کا مہتمم نامزد فرمایا تھا۔ اسی سے آپ کی بلند اقبالی اور خداداد صلاحیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وصیت کرنے والا ایک خدا رسیدہ بزرگ تھا، جس کی بزرگی کی دنیا معترف ہے۔ ان کی نگاہ بصیرت دور تک دیکھ رہی تھی کہ یہ بچہ کل ملک وملت کا راز دار، شریعت وطریقت کا علم بردار ہوگا۔ نیز اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا سچا جانشین ہوگا۔ آپ کی ذات

بالائے سرش زہوش مندی — می تافت ستارۂ بلندی

کے مصداق تھی۔ غالباً اسی کی منظر کشی کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے۔

رضا و حامد و نوری کا گلشن ہے بہاروں پر — شگفتہ اس چمن میں خیر سے ریحاں رضا تم ہو

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی پھر والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند کے حکم کے مطابق آپ لائیل پور پاکستان تشریف لے گئے۔ وہاں پر جامعہ رضویہ منظر اسلام کے سابق شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں تین سال رہے۔ اور معیاری کتابوں کا درس حاصل کیا۔ پھر وہاں سے واپسی کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام سے آپ کی باقاعدہ

دستار بندی ہوئی اور آپ نے سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ:

آپ کے اساتذۂ کرام میں ان حضرات کا نام خصوصیت کے ساتھ درج ہے کہ جنہوں نے آپ کو شب وروز شفقت ومحبت کے ساتھ علم دین پڑھایا اور معرفت وحکمت کی تشنگی دور فرما کر مستند عالم دین بنایا۔حضور حجۃ الاسلام حضور مفسر اعظم ہند،حضور مفتی اعظم ہند،محدث اعظم پاکستان،حضرت علامہ سردار احمد صاحب حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی صاحب،حضرت مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری،حضرت مولانا مفتی جہانگیر احمد صاحب،حضرت مولانا سید افضل حسین صاحب مونگیری۔

تدریسی صلاحیت:

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بحیثیت مدرس بارہ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔اور زبان فیض ترجمان سے گوہر فشانی کرتے رہے۔اس دوران آپ نے درس نظامی کی مختلف کتابیں پڑھائیں۔تفسیر،اصول تفسیر،حدیث،اصول حدیث،فقہ،اصول فقہ وادب سے آپ کو زیادہ دلچسپی تھی۔یہ بات بھی واضح رہے کہ جامعہ کی نظامت کا بار جب آپ کے باہمت کاندھے پر آیا تو آپ اس کے فرائض کی انجام دہی اور سماجی وسیاسی امور میں منہمک ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ تک درس وتدریس سے علیحدہ رہے۔ایک طویل مدت کے بعد مدرسین کی کمی کی وجہ سے آپ نے دوبارہ ۱۹۸۲ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک جامعہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر بخاری شریف ومسلم شریف اور دیگر کتابوں کا درس دیا۔جامعہ کے طلبہ آپ کی قابلیت کے معترف تھے۔حالانکہ سلسلہ درس وتدریس کافی دنوں تک موقوف تھا۔بخاری شریف کے اسباق جب آپ پڑھاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو علم حدیث پر مکمل عبور ہے۔آج کل اساتذہ بخاری شریف کا ترجمہ اردو زبان میں کرتے ہوئے دُشواری محسوس کرتے ہیں لیکن آپ نے اکثر عربی زبان میں بخاری ومسلم کا درس دیا ہے کچھ طلبہ ایسے تھے جو عربی زبان جانتے تھے انہیں اردو بالکل نہیں آتی تھی،آپ نے ان کو عربی زبان میں بخاری شریف کئی ماہ تک پڑھائی۔ان لوگوں نے بھی آپ کی بہت زیادہ تعریف کی۔

فقہی صلاحیت:

آپ کی فقہی صلاحیت دیکھ کر علماء کرام ومفتیان عظام حیرت کرتے تھے۔آپ نے مختلف فتاوے لکھے ہیں۔حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد آپ فتاویٰ نویسی کے کام میں زیادہ مشغول ہو گئے تھے۔منظر اسلام کا دارالافتاء آپ ہی کی زیر نگرانی تھا۔آپ کا فتویٰ نہایت ہی مفصل ومدلل ہوتا تھا۔وصال سے کچھ ایام پہلے آپ نے جو فتویٰ تحریر کیا تھا وہ کتابی شکل میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے جو ویڈیو کیسٹ اور ٹیلی ویژن کا شرعی حکم کے نام سے موسوم ہے۔

تلامذہ:

بارہ سالہ دور تدریس میں آپ نے سیکڑوں نامور ذہین طلبہ پیدا کئے جنہوں نے ملک وبیرون ملک اپنی کارکردگی اور شہرت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔آپ کے پروردہ نامور ومشہور تلامذہ جن کا نام درج ذیل ہے۔حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی (تاج الشریعہ) حضرت علامہ مولانا سید عارف صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام،حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب،حضرت مولانا راشد القادری صاحب،حضرت مولانا برکت اللہ صاحب،حضرت مولانا راحت علی صاحب حضرت مولانا نور الدین صاحب،حضرت مولانا داؤد صاحب،حضرت مولانا عبد الصمد صاحب،حضرت مولانا بدر الدین صاحب،حضرت مولانا نعمت مخدوم صاحب۔

تقریر:

آپ بہترین مقرر تھے،آپ نے کبھی بھی تقریر کرنے سے قبل ذہن میں مضامین کی ترتیب نہیں دی اور نہ ہی کبھی تقریر کو لکھ کر یاد کیا۔بلکہ جس وقت آپ اسٹیج پر جاتے اسی وقت آپ سے کہہ دیا جاتا کہ فلاں مضمون پر آپ کو بولنا ہے۔پھر جس وقت آپ تقریر فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ علم کا دریا موجزن ہے۔آپ مدلل تقریر فرماتے تھے آپ کی تقریر میں شراب معرفت کا اثر تھا سامعین سنتے ہی متاثر ہو جایا کرتے تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔یہ بات بھی قابل ذکر اور لائق صد ستائش ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند جیسا تقویٰ شعار زہد وورع کا پیکر معرفت وحکمت کی ناپید کنار ہستی نے

خاندان میں سب سے پہلے کسی کو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کیا تو وہ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔حضور مفتی اعظم ہند کا حضرت والد محترم کو اپنا خلیفہ بنانا اور بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرمانا یہی ان کی معرفت وحکمت رفعت وعظمت تقویٰ وطہارت کا بین ثبوت ہے، جس پر مزید خامہ فرسائی کرنے کی حاجت نہیں۔

خلفاء:

آپ کے خلفا کثیر تعداد میں ہیں۔آپ کے خلفا ومریدین کا حلقہ ملک وبیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے۔لیکن صد حیف کہ اس کا کوئی ریکارڈ دستیاب نہ ہوسکا، جس وجہ سے ہر ایک کا نام شمار کرنا میرے احاطۂ علم سے باہر ہے۔البتہ جن خلفا کا نام مجھے معلوم ہے وہ میں سپرد قلم کررہا ہوں۔حضرت مولانا کلیم ہزاروی صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمٰن ریحانی گلشن آبادی، حضرت مولانا سید ضیاء الحسن جیلانی صاحب پاکستانی، حضرت مولانا اسد علی صاحب پاکستانی، حضرت مولانا اسد علی صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا مختار احمد بہیڑوی۔

کرامت:

وصال سے چند یوم قبل مزار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور حضور حجۃ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کے درمیان جو جگہ خالی تھی آپ نے اسی جگہ بیٹھ کر قرآن شریف کے اکیس پارے تلاوت کئے جس جگہ ابھی آپ مدفون ہیں صوفی حاجی اقبال احمد صاحب کو بلا کر آپ نے حکم فرمایا کہ قبر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے درمیان جو جگہ خالی ہے اسی جگہ میری قبر تیار کرانا اور قبر اتنی کشادہ رہے کہ میں کھڑا ہوسکوں۔حاجی اقبال صاحب سُن کر غمزدہ ہوئے اور چلے گئے تین یوم بعد حاجی صاحب کو پھر بلوایا اور آپ نے دریافت کیا کہ میری قبر کا کیا ہوا؟ اسی وقت آپ نے انہیں سولہ سو روپے نقد دیئے اور حکم فرمایا کہ میری قبر بہت جلد تیار کرادو۔ایسا حکم تو وہی دے سکتا ہے جسے اپنی موت کا پتہ ہو کہ میں فلاں دن وصال حقیقی کی لذتوں سے آشنا ہورہا ہوں۔جس دن آپ نے حکم دیا اس کے دوسرے دن آپ کا وصال ہوگیا۔یہ آپ کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔

حالات زندگی کے اہم گوشے:

والد گرامی حضور مفسر اعظم ہند کے وصال کے بعد آپ جامعہ کے مہتمم وناظم اعلیٰ بنے۔مہتمم ہونے کے بعد آپ نے جامعہ منظر اسلام کی طرف اپنی تمام تر توجہ مبذول کردی۔جامعہ کی تمام کمیوں کو دور فرمایا اور اپنی صلاحیت وطاقت سے چند سال کے عرصے میں کچھ سے کچھ کردیا۔جامعہ کی بوسیدہ عمارت کو منہدم کر کے سہ منزلہ عمارت کی بنیاد ڈالی اس کی تعمیر مکمل ہوجانے کے بعد رضوی افریقی ہاسٹل طلبہ کے قیام کے لیے تیار کرایا۔رضا مسجد کی تعمیر جدید کرائی۔مدرسین وملازمین میں اضافہ کیا۔نشر و اشاعت کے لئے آپ نے رضا برقی پریس لگوایا۔اس طرح کی غیر معمولی ترقیاں دن بہ دن ہوتی رہیں۔دیکھتے ہی دیکھتے پورا نقشہ بدل گیا۔آپ کے حسن نظامت اور قابل قدر تدبیروں سے لوگ حیرت زدہ رہ گئے اور عش عش کرنے لگے۔یہ سچ ہے کہ شیر کے بچے کو فن شکاری سکھایا نہیں جاتا۔

سیاسی سرگرمیاں: ۱۹۶۸ء میں عوام وخواص بالخصوص علماء کرام کے ایک انبوہ کثیر نے آپ کی ذہانت وفطانت عقلمندی ودانش مندی بالغ نظری ودوراندیشی دیکھ کر یہ کوشش آپ کو میدان سیاست میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا کیا۔بقول سید قمر علی بریلوی، کیونکہ اس وقت ہندوستان ایک بحرانی دور سے گذر رہا تھا، پارلیمنٹ اور اسمبلی میں کوئی حق بات کہنے والا نہیں تھا۔کوئی نمائندہ ایسا نہیں تھا جو مسلمانوں کی صحیح قیادت کرسکے۔اس وقت مسلمانوں کو خاص کر سنی عوام کو بہت سارے دینی وملی معاملات ومشکلات سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔انہیں حالات کے پیش نظر مقتدر علماء کرام جیسے حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی میرٹھی صاحب، حضرت مولانا مفتی جہانگیر احمد صاحب، حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب، حضرت مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب وغیرہم اور ان کے علاوہ دیگر معزز ہستیوں نے نہایت ہی اصرار کے ساتھ آپ کو راضی کر کے سیاسی میدان میں اتارا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی کامیابی حاصل ہوئی کہ دوسرے حضرات دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔

میدان سیاست میں رہ کر آپ نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں۔آپ کی کارکردگی اور جوہر سیاست دیکھ کر حکومت کے کارندے جناب اکبر علی خاں گورنر اترپردیش نے جنوری ۱۹۷۵ء کو یوپی قانون ساز کونسل کا ممبر نامزد کیا۔اسی کا نام ہے کامیابی۔کہیں تو لوگ حکومت کی نظر میں محبوب ہونے کے لیے طرح طرح کی مکاری وعیاری کرتے ہیں اور کرسی کی خاطر

آیت الکرسی کا سودا کر لیتے ہیں مگر آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ ہر وقت و ہر لمحہ حق گوئی سے کام لیتے رہے۔ آپ کی نمایاں خوبی اور کامیابی دیکھ کر دوبارہ ۸۱ء میں آپ کو ایم، ایل، سی نیز (یوپی) کانگریس آئی کا نائب صدر منتخب کیا۔ مشاہدات و تجربات سے اس بات کا اندازہ ہوگا کہ جو بھی شخص میدان سیاست میں قدم رکھتا ہے، تو اس کا قدم ڈگمگا جاتا ہے اور دامن داغ دار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہم آج کل دیکھتے ہیں کہ بہت سارے علما اس دلدل میں پھنسے ہیں جنہیں گلو خلاصی کی راہ نہیں ملتی۔ مگر حضرت ریحان ملت کی زندگی اس کے برعکس ہے۔ کبھی بھی آپ نے بد دین، بد مذہب کی تعظیم نہیں کی۔ اس سلسلے میں آپ حلیہ و مصلحت کے بھی قائل نہ تھے، آپ نے کبھی بھی کسی فاسق و فاجر کی تعظیم و توقیر نہیں کی۔ جبکہ اس میدان میں بڑے بڑوں کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ آپ نے اٹھارہ سالہ طویل عرصہ میدان سیاست میں گذارا۔ کہیں پر بھی کسی قسم کا لوچ یا دامن میں بدنمائی کا داغ لگنے نہیں دیا۔ بلکہ کونسل اور اسمبلی میں ایسی بے باکی اور دلیری سے تقریر کی ہے کہ خود کانگریس آئی کے ممبروں کے دانت کھٹے ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ کسی کو لب کشائی تک کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی — اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ یوپی کونسل میں برسر عام یہ اشعار پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ راوی کا بیان ہے۔

نظر یہ لگ گئ کس کی جلی فصل بہار اپنی
گلستاں کا یہ عالم دیکھ کر حالت ہے زارا اپنی
ہمیں یہ سنگ دل کیوں چین سے جینے نہیں دیتے
بھلا کس جرم میں خواری ہوئی پروردگار اپنی
نہ مسلو ظالموں کلیاں، چمن کے پھول مت توڑو
یہ اپنا ہی گلستاں ہے یہ ہے فصل بہار اپنی
ستم یہ ہے کہ سب کچھ جان کر انجان بنتے ہیں
وہ جن کے غم میں آنکھیں نم ہوئی ہیں بار بار اپنی

ستمگر بے وفا وسنگ دل میں نے تجھے چاہا
خطا اپنی سہی لیکن ادائیں کرشمار اپنی
مناسب ہے یہی ریحانؔ عنادل فیصلہ کرلیں
کہ اب ہم خود ہی دیکھیں گے چمن اپنا بہار اپنی

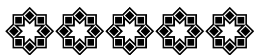
اس طرح کے اشعار حکومت کے نرغے میں پڑھنا کوئی آسان کام نہیں ہے یہ کسی مرد مومن اور دل گُردے والے ہی کا کام ہے، جسے زندگی کے ہر موڑ پر تائید ربانی حاصل ہو۔

جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنا:

ہندوستان کی آزادی سے پہلے جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بریلی شریف میں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ نکالا جاتا تھا اور لوگ شان وشوکت کے ساتھ جلوس میں شریک ہوتے تھے، لیکن ۱۹۴۷ء سے جلوس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس نکلنا بند ہو گیا تھا، لوگ سعی پیہم کرنے کے بعد بھی ناکام رہے۔ تھک ہار کر بیٹھ گئے کچھ لوگوں نے آپ کو اس بات کی ترغیب دلائی۔ آپ نے بغیر سوچے سمجھے آناً فاناً ۱۹۸۰ء میں ۱۲/ربیع الاول کو جلوس نکالنے کا اعلان کر دیا۔ پولیس والوں نے انتھک کوشش کی کہ جلوس نہ نکالا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جلوس ضرور نکلے گا۔ آج ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم ولادت ہے، ہم اسی خوشی میں جلوس نکالتے ہیں اور نکالتے رہیں گے، چاہے ہمیں اس کے لیے جیل بھی جانا پڑے۔ آخر کار پولیس کے حکام کو اجازت دینی پڑی آپ نے بنفس نفیس جلوس میں شرکت کی اور پیدل چل کر جلوس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آج بھی آپ کی وجہ سے سال بہ سال جلوس نہایت ہی شاندار طریقے سے نکلتا رہتا ہے۔ بریلی کی عوام آپ کے اس عظیم کارنامے کو ہرگز نہیں فراموش کر سکتے۔

وفات حسرت آیات:

ان تمام کوششوں اور کامیابی کے بعد اپنی تمام تر خوبیوں اور رعنائیوں کو لے کر رمضان المبارک کی ۱۸/تاریخ ۱۴۰۵ھ مطابق ۸۵ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر کے ہمیں داغ مفارقت دے کر ہمیشگی کی نیند سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔



مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء، کاشی پور اتراکھنڈ

تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث

دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنے تعارف میں کسی کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ خود ان کی ذات ان کا نام ان کا لقب ان کا خطاب ہی ان کی پہچان اور ان کا مکمل تعارف ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی نادر الوجود اشخاص میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم قاضی القضاۃ فی الہند مقدام العلماء والفقہاء حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری دام ظلہ العالی علینا کی ذات بابرکات ہے۔

حضرت کی ذات والا درجات کو جس زاویہ سے دیکھا جائے یکتائے روزگار نظر آتی ہے۔

آپ گونا گوں اوصاف حمیدہ خصائل جلیلہ سے متصف حسن اخلاق، حسن عمل، حسن کردار کے حامل، تقوی وطہارت، زہد وورع علم اور عمل ہر خوبی کے جامع ہیں۔ آپ کی ذات کثیر الجہات ہے۔

میدان علم ہی کو لیں تو یقینا دفتر کا دفتر کم ہے حضرت کے علمی کارناموں کا احاطہ مشکل ہی نہیں ناممکن سا محسوس ہوتا ہے۔ جس موضوع پر قلم اٹھایا سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ کی تحریر میں جہاں آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت کے قلم کی جولانی اور روانی نظر آتی ہے وہیں جد کریم حضور مفتی اعظم ہند کی قلمی پختگی کا رنگ بھی صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

عقائد ہوں یا معمولات، تفسیر ہو یا حدیث منطق موشگافیاں ہوں یا فلسفہ کے ادق مباحث، فقہ و افتاء کی باریکیاں ہوں یا مسائل قدیمہ اور جدیدہ کی پیچیدگیاں۔ جس طرف بھی آپ نے رخ کیا حق ادا کر دیا۔ آپ کے علمی وزن کو ناپنے کے لئے کوئی میزان نہیں آپ کے علمی قد کو ناپنے کے لئے پیمانہ نہیں اور علمی کاوشوں کو گننے کے لئے کوئی عدد نہیں آپ نے جب سے شعور کی منزل پائی تب سے اب تک اپنے قلم سے جو جواہر پارے عطا کئے ہیں اگر ان کو یکجا کیا جائے تو یقینا ایک مکمل دفتر بن جائے۔

آپ کی علمی حیثیت کا بالاستیعاب احاطہ تو ایک مشکل امر ہے اس تعلق سے کسی طرح کی خامہ

فرسائی کی ہم جرأت نہیں کر سکتے البتہ آپ کے بحر علم سے چند قطرہ پیاس بجھانے کی غرض سے لینا سوء ادب میں شامل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم حضرت کی علمی کاوشوں میں سے تحقیقات جدیدہ کے اصولی مباحث کو اپنی تحریر کا موضوع بنا کر حضرت کی تحریرات سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے جدید تحقیقات کے ضمن میں اب تک بہت کچھ ذخیرہ قوم کو عطا فرمایا ہے، ہم آپ کی ان تحقیقات نافعہ انیقہ میں سے چند کو سپرد قرطاس کر رہے ہیں۔

ٹی وی اور ویڈیو

سائنسی ایجادات میں ٹی وی اور ویڈیو کو کافی اہمیت حاصل ہے، اسلامی نقطۂ نظر سے اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو اس کا استعمال ناجائز وحرام قرار پاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس سائنسی آلہ کا جب شرعی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیا تو اس کا مکمل تانہ بانہ کھول کے رکھ دیا۔

ٹی وی اور ویڈیو کا ہر زاویہ سے جائزہ لینے کے بعد اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں حرمت کی ضرب کاری فرماتے ہوئے، تحقیق کے جو قطب مینار آپ نے کھڑے کئے، ان کی بلندی کو دیکھنے کے لئے اچھے اچھوں کی ٹوپیاں سروں سے کھسک گئیں۔

آپ نے اس تحقیق جدید میں جو علمی توانائیاں صرف فرمائیں وہ یقینا آپ ہی کا حصہ ہے۔

آپ کی اس جدید تحقیق کے مبحث اصلی یعنی بنیادی بحث پر ہمیں کلام کرنا ہے۔

ٹی وی اور ویڈیو دراصل ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ تصویروں کی نمائش ہوتی ہے۔

ٹی وی اور ویڈیو کے پردہ پر دیکھی جانے والی صورتیں تصویر کے حکم میں ہیں اور تصویر کا دیکھنا دکھانا ازروئے شرع حرام ہے۔ البتہ چند حضرات نے ٹی وی کے پردہ پرا بھرنے والی صورتوں کو تصویر نہ مان کر عکس مانا ہے اور عکس کے جواز کے سبب ٹی وی اور ویڈیو پرا بھرنے والی تصویروں یا عکوس کو دیکھنے کی ازروئے شرع اجازت بھی دی ہے۔

تاج الشریعہ کے موقف کے مطابق ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت کی بنیادی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر چلنے والی تصاویر ہیں نا کہ عکوس۔ آپ نے ان سائنسی آلات کے پردہ پرا بھرنے والی صورتوں کو تصویر ثابت کر کے تصویر کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے۔ اور ان صورتوں کے عکوس نہ ہونے

پر زبردست دلائل کا انبار لگایا ہے۔

نیز ان دونوں آلات کو لہو ولعب کے زمرے میں رکھتے ہوئے بہت سے دلائل سے اس کے استعمال کو ناجائز ثابت فرما کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

ہم یہاں آپ کی مکمل بحث سے چار اہم بنیادی بحثیں ذکر کریں گے

(۱) پہلی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی جاندار صورتیں تصویر کے حکم میں داخل ہیں

(۲) ان صورتوں کو عکس نہیں کہا جا سکتا

(۳) تصویر کی حرمت شرعی کا بیان

(۴) ٹی اور ویڈیو آلات لہو ولعب اور ان کے استعمال کا حکم

اب بالترتیب چاروں بحثوں سے متعلق آپ کے قلم سے معرض وجود میں آئی اس تفصیلی اور خالص علمی بحث سے چند اقتباسات قلمبند کئے جاتے ہیں۔

آپ تصویر کا صحیح مفہوم بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں

’’کسی شکل پر تصویر ذی روح کا اطلاق صحیح ہونے کے لئے بس اتنی سی بات کافی ہے کہ شکل ذوالصورت میں حیات کی حکایت کرے اور دیکھنے والا سمجھے کہ وہ کسی جاندار کی تصویر دیکھ رہا ہے۔‘‘[ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وشرعی حکم، ص۹۶]

آگے فرماتے ہیں:

’’تصویر کا یہ معنی بدرجہ اتم ویڈیو اور ٹی وی کے اشکال پر صادق ہے کہ ان اشکال میں ذوالصورۃ کی حیات کی حکایت ہر تصویر سے زیادہ ہے کہ چلتی پھرتی نظر آتی ہیں اور انہیں عکوس کہہ کر حرمت تصاویر کے عموم سے نکالنا درست نہیں کہ یہ تصاویر بداہۃً مصنوعۂ انسان ہیں اور حرمت ان سے ضرور متعلق ہوگی خواہ انہیں کوئی عکس کہے یا تصویر بتائے۔‘‘[مرجع سابق ص،۹۹]

ان صورتوں کو آئینہ کے عکوس پر قیاس کرتے ہوئے عکس کہنے اور انہیں تصویر نہ ماننے پر زبردست ایرادات قائم کرتے ہوئے نیز اپنے مدعا پر دلائل سے بھرپور محققانہ بحث فرماتے

ہوئے آپ نے جو تفصیل رقم فرمائی ہے اس کا قدرے حصہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

’’آئینوں کے عکوس میں فعل انسانی کا دخل نہیں بلکہ اس میں شعاعیں خود مصور ہو جاتی ہیں لہٰذا سرکار ابد قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے بلانکیر آئینہ سازی اور آئینہ دیکھنا آج تک معمول اور رائج ہے اور کوئی نہیں سمجھتا کہ آئینہ کے سامنے کھڑا ہونے والا اپنی تصویر بنا رہا ہے مگر اس پر ٹی وی کو قیاس کرنا۔۔۔۔درست نہیں کہ ٹی وی کے عکوس آئینہ کے عکوس کی طرح نہیں نہ خود ٹی وی آئینہ ہے‘‘[مرجع سابق ص ۵۲]

آگے فرماتے ہیں:

’’ویڈیو میں عکس کی اصل محفوظ کر لی جاتی ہے اور جب چاہو دیکھی جا سکتی ہے اور ٹی وی سے بھی کیمرے کے ذریعہ عکس کو کھینچ کر اسے مختلف اطوار میں منتقل کر کے عکس دکھایا جا سکتا ہے اور جب یہ چیز مشاہدے میں آ چکی تو اس سے انکار بھی ممکن نہیں کہ اس میں جعل انسانی دخیل ہے بخلاف عکوس آئینہ کہ ان میں جعل انسانی کو دخیل نہیں بعینہ عکس کہنا بھی مشکل اور آئینہ پر قیاس بھی باطل۔۔۔۔اب ایک ہی سبیل ہے کہ ان عکوس کو آئینہ کے عکوس سے جدا جانیں۔‘‘[مرجع سابق ص،۵۷]

ٹی وی کے عکس کو آئینہ کے عکس پر قیاس کے باطل ہونے پر آپ نے جو قلم آرائی فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

’’**اولاً** آئینہ میں ریز بے صنع انسان پڑتی ہیں اور کیمرے میں بے صنع انسان نہیں پڑتی

ثانیاً آئینہ میں جو ریز پڑتی ہیں وہ ذی صورت کے تابع ہوتی ہیں اور کیمرہ جو محفوظ کرتا ہے بھیجتا ہے وہ ذی صورت کے تابع نہیں ہوتا۔ ٹی وی کے کیمرے میں بہت زیادہ روشنی درکار ہوتی ہے تو جب اس میں روشنی کی تاثیر بھی شامل ہوگئی تو اب ذی صورت کی شعاع نہ رہی بلکہ اس سے جداگانہ شے بن گئی جن کے بننے میں صنع انسانی کا دخل ہے

تو اسے آئینہ وٹی وی کے عکوس کی اصل قریب بتانا غلط ہے۔

ثالثاً ٹی وی کے وہ ریز خود عکس نہیں بنتے بلکہ ٹی وی کے آلات انہیں عکس میں بدلتے ہیں اگر وہ آلات نہ ہوں تو ٹی وی کے شیشہ پر کچھ نظر نہ آئے اور آئینہ میں ذی صورت کی شعاعیں کسی آلہ کی محتاج نہیں ہوتیں جو انہیں عکس میں بدلے۔

رابعاً آئینہ میں جو عکس چمکتا ہے اس کا رنگ وہی ہوتا ہے جو ذی صورت کا ہوتا ہے اور عام ٹی وی میں نیلا اور رنگین میں رنگ برنگا نظر آتا ہے۔

خامساً آئینہ میں ساکن کا عکس ساکن ہی نظر آتا ہے اور ٹی وی میں لرزہ براندام۔

سادساً آئینہ میں آپ خود کو دیکھتے ہیں اور ٹی وی کے شیشہ پر آپ خود کو نہیں دیکھ سکتے۔'' [مرجع سابق ص،۵۹،۶۰]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل سے آپ نے ٹی وی کے عکوس کا آئینہ کے عکوس پر قیاس کو غلط و باطل قرار دیا ہے۔

مشتے نمونہ از خروارے ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

بالجملہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ٹی وی اور ویڈیو میں نظر آنے والی صورتیں تصویر ہی ہیں تو پھر ان پر شرعی احکام کیا جاری ہوں گے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے ہیں:

''جاندار کی تصویر کے متعلق چند کلمات یہاں تحریر ہوتے ہیں جن سے بعونہ تعالیٰ جاندار کی تصویر کا حکم شرعی معلوم ہوگا اور ان شاء اللہ الکریم یہ بھی روشن ہوگا کہ ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر جاندار دائرہ حرمت میں داخل ہیں اور یہ کہ انہیں عکوس آئینہ پر قیاس کرنا باطل ہے بلکہ انہیں عکس کہنا ہی صحیح نہیں۔'' [مرجع سابق ص،۹۵]

مزید آپ تصویر کی حرمت پر ردالمحتار اور طحطاوی علی الدر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وھٰذا لفظ ردالمحتار مافعل التصویر فھو غیر جائز مطلقا لانہ مضاھاۃ لخلق اللہ کمامر اھ

اسی میں ہے ''ظاھر کلام النووی الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان وقال سواء صنعہ لما یمتھن اولغیرہ فصنعہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ وسواء کان فی ثواب اوبساط اودرھم اواناء اوحائط وغیرھا۔اھ

یعنی جاندار کی تصویر بنانا مطلقا حرام ہے اس لئے کہ وہ خلق الٰہی کی مشابہت ہے جیسا کہ گزرا اور امام نووی کے کلام سے ظاہر مفاد یہ ہے کہ ہر جاندار کی تصویر سازی کی حرمت پر اجماع ہے انہوں نے فرمایا کہ ذی روح کی تصویر مطلقا حرام ہے خواہ اسے اہانت کے لئے بنائے یا کسی اور مقصد کے لئے بنائے لہٰذا جاندار کی تصویر بنانا بہر حال حرام ہے اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعل خلق کی مشابہت ہے۔اور تصویر کپڑے میں ہو یا بساط میں درہم میں یا برتن یا دیوار وغیرہ میں ہو اسے بنانے کی حرمت کا حکم سب میں یکساں ہے۔[مرجع سابق ص،۹۵،۹۶]

آخر میں آپ ٹی وی میں جاندار کی تصویر نہ ہونے کی صورت میں استعمال کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے۔فرماتے ہیں:

''لہٰذا قطع نظر اس کے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں یہی ایک وجہ کہ ٹی وی کا استعمال لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے اس کے ناجائز ہونے کے لئے وجہ کافی ہے۔اور علماء کرام کا یہ داب مستمر ہے کہ غلبہ فساد ولہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں۔[مرجع سابق ص،۱۲۲]

بعد ازاں اپنے موقف پر آپ نے درمختار، ردالمحتار، حاشیہ طحطاوی علی الدر۔فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ حنفی کی کتب معتبرہ کے جزئیات سے استدلال کیا۔اور درج ذیل نتیجہ نکالتے ہوئے فرمایا:

''یہ چند عبارات پیش ہیں جن میں غلبۂ فساد ولہو ولعب کی وجہ سے حکم حرمت دیا اور مطلقاً ممانعت فرمائی۔۔۔۔۔پھر جزئیہ اخیرہ کا مصداق ٹی وی بدرجہ اتم ہے۔اس کا آلہ لہو ولعب ہونا ایسا نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو بلاشبہ وہ لہو ولعب کے لئے اکثر و بیشتر مستعمل ہوتا ہے۔لہٰذا قطع نظر اس سے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی ایجاد کسی مقصد معقول کے لئے ہوئی یا نہیں جب اس کا استعمال لہو ولعب کے لئے غالب

بلکہ اغلب ہے تواس کے استعمال سے شرعاً ضرور ممانعت ہوگی اوراس کا استعمال دینی امور مثلاً تلاوت ووعظ نعت ومنقبت وغیرہ کے حیلہ سے بھی جائز نہ ہوگا کہ دین امور کو تماشہ بنانا جائز نہیں۔[مرجع سابق ص، ۱۲۳، ۱۲۴]

مشابہ بالدف پڑھی جانے والی نعتوں کا حکم

ماضی قریب میں نعت خواں حضرات نے نعت خوانی کا ایک نیا انداز ایجاد کیا جس میں دف وغیرہ مزامیر کا استعمال تونہیں ہوتا البتہ اس کے سننے والا اس پر یقین بھی نہیں کر پاتا کہ یہ نعتیں دف وغیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی گئی ہیں۔ایسا کیسے ہوتا ہے خود تاج الشریعہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔فرماتے ہیں:

''آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہورہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے صاف سنی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ مائک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان یا بالکل قریب کرکے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی بلکہ بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکار ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ادا نہیں ہوتا اس پر یہ مستزاد ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ بتکلف ایسی آوازیں جو مشابہ ساز ومماثل دف ہونکالتے ہیں''[فتاوی نورانی ص ۱۲]

تاج الشریعہ نے اس مسئلہ کا باریکی سے جائزہ لیتے ہوئے اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں جو حکم شرعی منطبق فرمایا ہے وہ ہم آخر بحث میں بیان کریں گے البتہ پہلے ہم یہاں اس جدید تحقیق کی بنیادی بحث پر گفتگو کریں گے۔

مذکورہ بالا مخصوص ذکر دف وغیرہ مزامیر سے خالی ہے مگر دف وغیرہ سے مشابہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب یہ مروجہ طریقہ بھی دف وغیرہ مزامیر کے حکم میں آجاتا ہے۔ اور اس پر وہی حکم منطبق ہوتا ہے جو دف اور مزامیر کا ہے۔

بالجملہ اس مسئلہ کی بنیادی بحث ذکر کا مشابہ بالدف ہونا ہے۔

اب دف اور مشابہ بالدف میں کیا فرق ہے اوران دونوں کا حکم یکساں ہے یا کوئی فرق ہے اس کے ممنوع وناجائز ہونے کی کیا صورت ہے۔اس کی تفصیلی بحث تاج الشریعہ کے قلم سے منصۂ شہود پر آئی تو یقینا ساری صورتیں بے غبار ہوگئیں اور مسئلہ بالکل صاف وشفاف ہوگیا۔فرماتے ہیں۔

''دف آلات لہوولعب میں سے ہے جس کا استعمال اغلب احوال میں لہوولعب کے لئے ہوتا ہے لہٰذا دف کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں۔دف بغیر جلاجل کی اباحت بعض احادیث سے مثلاً ''اعلنوا ھذا النکاح واضربوا علیہ بالدفوف'' وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے لیکن اصول فقہ کا قاعدہ کہ اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام بنابریں ترجیح جانب حرمت کو ہے جس کی موید سرکار ابد قرار ﷺ کی احادیث شریفہ مثلاً ''امرت بمحق المعارف بعثنی ربی عزوجل بمحق المعارف'' وغیرھما ہیں قطع نظر اس کے حدیث مذکور اعلنوا ھذا النکاح میں اجازت استعمال دف کی بغرض اعلان مفہوم ہوتی ہے یہی لیا جائے کہ بعض احوال میں ملاہی کی اجازت ہے مگر اس زمانے میں جبکہ لوگ تصحیح نیت سے قاصر اور احکام شرع سے غافل لہوولعب میں منہمک ہیں سبیل اطلاق منع ہیں۔

کما افادہ الامام ذی الھمام الشیخ احمد رضا قدس سرہ فی رسالۃ المبارکۃ ھادی الناس فی رسوم الاعراس قال فی الدر المختار بعد حکایۃ عن امامنا ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دلت المسئلۃ علی ان الملاھی کلھا حرام۔

یہ تو دف وغیرہ آلات لہو کے بارے میں تھا جو آواز ان آلات لہو کے مشابہ کسی طرح پیدا کی جائے ان کا بھی وہی حکم ہے جو ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازوں کا ہے۔

اس کی نظیر گراموفون وغیرہ آلات سے نکلنے والی ان آوازوں کا حکم ہے جو قطعاً ان آلات لہو سے نکلنے والی آواز تو نہیں لیکن بلاشبہہ یہ آوازیں ان آلات لہو کے آوازوں کی کا

پیاں ہیں۔لہٰذا گراموفون وغیرہ میں ان ملاہی کی آوازیں بھرنا اور انہیں سننا اسی طرح حرام ہے جس طرح ان ملاہی کا استعمال سننے سنانے کے لئے حرام ہے۔''

[مرجع سابق ص۲۲، ۲۳]

مزید فرماتے ہیں:

''سیٹی ایک مخصوص آواز نکالنے کا آلہ ہے اس جیسی آواز اگر منہ سے نکالی جائے تو یہ بالعموم طریقہ فساق ہے، اور ناجائز ہے۔'' [مرجع سابق ص، ۲۳]

الحاصل مذکورہ بالا بحث سے یہ صاف ہو گیا کہ ذکر مشابہ بالدف ذکر مع الدف کے حکم میں ہے۔تو اس پر وہی حکم منطبق ہوگا جو دف وغیرہ کا ہے۔لھذا اس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''لہٰذا ان مندرجہ بالا امور سے روشن ہے کہ دف جیسی آواز نکالنا اگرچہ بغیر استعمال دف ہونا جائز ہے اور اگر یہ قصداً ہے تو یہ تلہی ہے جو مطلقاً حرام ہے۔اور اگر ایسی آواز منہ سے بلاقصد نکلتی ہے تو وہ صورۃ لہو کے مشابہ ہے لہٰذا اس سے بھی گریز چاہئے خصوصاً ذکر و نعت میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ قصد لہو اور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیا جائے۔دف کے استعمال کی رخصت نظر بہ بعض احادیث سے اگر ثابت بھی ہے تو ان اشعار میں جن کا تعلق ذکر و نعت سے نہیں اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت ہے حضور کی خدمت میں جب ایک گانے والی نے دف بجایا اور منجملہ اشعار کے یہ مصرعہ پڑھا ؎

وفینا نبی یعلم ما فی غد

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دعی ھذہ وقولی بالذی ما کنت تقولین'' یہ رہنے دو اور جو پڑھ رہی تھی وہی پڑھتی رہو کہ صورت لہو پر نعت شریف شایان شان نہ تھا اب حکم مسئلہ صاف ہو گیا اور وہ یہ کہ ایسی آواز جو دف وغیرہ کے مشابہ ہو منہ سے نکالنا جائز نہیں کہ طریقۂ فساق ہے اور ذکر وغیرہ میں اشد ناجائز ہے۔'' [مرجع سابق ص، ۲۳، ۲۴]

چلتی ٹرین میں نماز

آپ کی جدید تحقیقات میں سے چلتی ٹرین میں نمازوں کی ادائیگی ایک معرکۃ الآرا تحقیق ہے۔اس تحقیق کی بنیادی واصولی بحث یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز کی ادائیگی منع من جہۃ العباد کے سبب درست نہیں اور اسے عذر سماوی پر محمول کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں تحقیقات کے جو جوہر دکھائے ہیں یقیناً وہ آپ کے فقید المثال فقیہ اور بے مثال محقق ہونے پر دال ہیں۔آپ کی اس تحقیق میں جہاں عقلی دلائل کی بہتات ہے وہیں دلائل شرعیہ کی فراوانی بھی ہے۔مسئلہ کے ہر پہلو پر گفتگو، عبارات اکابر سے تحقیق کی تزئین مفہوم مخالف کے دلائل کی مہذب اور معقول تردید اور دلائل وشواہد سے اپنے موقف کی تائید یہی خوبیاں آپ کی تحقیق کو چار چاند لگاتی ہیں اور فریق مخالف کو خاموش کر دیا کرتی ہیں۔آپ کی اس تحقیق کا محور خاص کر مفہوم مخالف کا تجزیہ وتنقیح کر کے اپنے موقف کو ثابت کرنا ہے۔مفہوم مخالف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز عذر سماوی کے سبب درست ہے اور آپ کا موقف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز منع من جہۃ العباد کے سبب صحیح نہیں اور اس میں عذر سماوی کو دخل نہیں۔ہم یہاں اس بحث کے چند اہم اور بنیادی اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔تفصیل کے لئے مستقل تصنیف ملاحظہ کی جائے۔

آپ اپنے موقف کی تائید اور مفہوم مخالف کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئے ٹرین نہیں روکتے تھے۔۔۔۔یہی صورت آج بھی موجود ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے قانون اسی اختیار سے بنے ہیں نماز کے لئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شریر چوپایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے منع من جہۃ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا؟

کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہۃ العباد ہو عذر مکتسب نہ

ٹھہرے گا بلکہ عذر سماوی ہو جائے گا۔''

[چلتی ٹرین پر فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم، ص ۲۰]

آگے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لئے روکی جاتی ہے اور نماز کے لئے نہیں تو منع من جہۃ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔'' [مرجع سابق، ص ۲۱]

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کو فریق مخالف نے مفہوم مخالف کا مستدل ٹھہرا کر اپنے موقف کو ثابت کرنے کی جو سعی کی ہے تاج الشریعہ نے اس کا تفصیلی تجزیہ اور زبردست تعاقب فرمایا نیز اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا عبارت کے ایک جز ''نماز کے لئے نہیں روکی جاتی'' پر مفہوم مخالف کی اساس کو کمزور قرار دیتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

''اب منع عام ہو یا خاص قضیہ مطلقہ نماز کے لئے نہیں روکی جاتی صادق ہے یا نہیں اگر صادق ہے اور ضرور صادق ہے تو یہ ضرور منع من جہۃ العباد ہے اور ضرور اسی سے ناشی ہے اور جب اسی عبارت کا یہ مفہوم بہر حال صادق ہے اور یہی اس کا مفہوم موافق ہے تو اگر خیالی مفہوم مخالف مان بھی لیا جائے تو خیالی مفہوم مخالف سے اس پر کیا اثر؟ اور موافق کے ہوتے مخالف کے پیچھے دوڑ ناکس نے ٹھہرایا اور یہ کہاں سے نکلا کہ منع من جہۃ العباد اسی وقت ہوگا جب کہ منع خاص چند افراد کے حق میں ہو اور اگر قانون عام ممانعت کرے تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا بلکہ منع سماوی ہو جائے گا کیا بندوں کا قانون قانون الٰہی ہو جائے گا؟'' [مرجع سابق، ص ۲۳]

مفہوم مخالف کو فتاوی رضویہ سے مستنبط کہے جانے پر درج ذیل تعاقب بھی خاصی اہمیت کا حامل ہے۔

''فتاوی رضویہ کی صریح عبارت جو مطلقاً یہ بتا رہی ہے کہ چلتی ٹرین پر فرض وواجب ادا نہیں ہو سکتے اس کے برخلاف یہ ہیڈنگ لگانا کہ ''چلتی ٹرین پر فرض وواجب

نمازیں جائز وصحیح ہیں، یہ خود فتاوی رضویہ سے ثابت ہے'' فتاوی رضویہ کی طرف کیا ایسی بات کی نسبت کرنا نہیں جو اس میں موجود نہیں، پھر اس سے بڑھ کر یہ دعوی کہ ''یہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصریحات بالا سے واضح ہے'' کیا اس غلط نسبت پر اصرار مکرر نہیں؟ کیا یہ صریح فتاوی رضویہ سے انحراف نہیں؟ پھر کیسے کہتے ہیں کہ یہ حکم نہ کسی طرح فتاوی رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے انحراف ہے نہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متصور، کیسے مانا جائے کہ یہاں خرق اجماع مسلمین نہیں حالاں کہ منع من جہۃ العبد کے ہوتے اتحاد واستقرار مکان کی اجماعی شرطیں یکسر اٹھا دیں۔ مفہوم مخالف کا سہارا لے کر منع من جہۃ العبد کے وہ خیالی معنی گڑھے اور اس طرح اس معنی کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کر دی۔ پھر وہی سوال ہے کہ کیا اس معنی پر آپ کا کوئی سلف ہے؟ ہے تو بتائیے نہیں تو کیا بچند وجوہ یہ خرق اجماع مسلمین نہیں، پھر اسے کیوں فتاوی رضویہ سے ثابت بتایا جاتا ہے۔'' [مرجع سابق، ص ۲۴، ۲۵]

مفہوم مخالف کی تائید میں یہ کہے جانے پر کہ

''کتب فقہ میں یہ صراحت ہے کہ جن اعذار کی وجہ سے تیمم جائز ہے ان کی وجہ سے چلتی سواری پر نماز بھی جائز ہے تو اتر کر نماز پڑھنے میں اگر مال جانے یا ٹرین چلی جانے کا اندیشہ ہو تو بھی چلتی ٹرین پر نماز جائز ہے اور اعادہ نہیں قافلہ چھوٹ جانے یا نگاہ سے غائب ہو جانے کے باعث نمازی کو جو پریشانی ہوتی وہ مال جانے اور ٹرین چھوٹنے میں بھی ہے اس لئے یہاں بھی جواز بلا اعادہ کا حکم ہے یہ خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصریحات بالا سے واضح ہے'' [مرجع سابق، ص ۲۶]

زبردست ریمارکس کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''چلتی ریل گاڑی جو مسلسل کئی گھنٹے چلتی ہے اس میں ریل سے اترنے کی نوبت کب آئے گی؟ اور جب یہ نوبت نہ آئے گی تو مال گنوانے یا جان جانے کا خوف کیوں کر متحقق ہوگا؟ پھر جب بشری ضروریات اب ریل میں مہیا ہیں تو پانی وغیرہ کے لئے اترنے کی

ضرورت ہی کب ہوگی اور جب ریل میں وہ صورت درپیش نہیں جو صورت قافلہ میں ہوتی تھی تو ریل قطعاً قافلے سے جدا ہے قافلے سے اس کا الحاق کیا معنی؟ یہ الحاق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت وغیرہ اکابر اہل سنت کو نظر نہ آیا۔۔۔ بہر حال یہ قیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر یہ رخصت بشرط استمرار خوف خاص تیمم کے لئے ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر خوف از اول تا آخر مستمر ہو تو نمازی کو رخصت ہے کہ تیمم کرکے کھڑی ہوئی سواری پر نماز پڑھ لے نماز صحیح ہوجائے گی۔ جب کہ سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو، دابہ پر یوں ہی اس گاڑی پر جس کا اگلا حصہ دابہ پر رکھا ہو نماز نہ ہوگی جب کہ اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہو یعنی اس سے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو دابہ اگر چل رہا ہے تو اس پر نماز فرض بے تحقق عذر صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر اس کو ٹھہرانا ممکن ہو اور زمین پر نماز پڑھنا متیسر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اسے ٹھہرا کر نماز پڑھے۔ یہ حکم اس نمازی کے حق میں کیوں کر منسحب ہوگا جس کی سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو اور اس سواری کو روکنا ممکن ہو بایں طور کہ اسے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو، ریل کا روکنا بندوں کے اختیار میں ہے تو رکی ہوئی ریل پر نماز پڑھنا اس اعتبار سے ممکن ہے اس سے مانع وہ خوف نہیں جو بندے کے دل میں اللہ نے براہ راست ڈالا بلکہ وہ خوف ہے جو اس کے دل میں بندے کی وعید سے پیدا ہوا، دونوں خوفوں میں فرق ہے ایک عذر سماوی ہے مانع من جانب اللہ ہے دوسرا عذر مکتسب ہے بالفاظ دیگر مانع من جہۃ العبد ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں پھر مختلف کو مختلف پر قیاس کرنا کیا معنی؟ [مرجع سابق، ص ۲۷]

اعلیٰ حضرت کی طرف سے نماز کی ادائیگی میں سبب منع من جہۃ العبد کی قید کو آزادی ہند سے قبل خودمختار کمپنیوں سے مقید کردینے پر تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''بھارتیہ قانون ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خودمختار ہے جس طرح یہ کمپنیاں ریلوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خودمختار ہوتی تھیں اور جس طرح ان کمپنیوں نے انگریزوں کے دور میں ان کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکنے کی رعایت

رکھی تھی اور مسلمانوں کی نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی تھی اسی طرح بھارتیہ قانون نے کچھ مقامات (اسٹیشنوں) کا لحاظ کیا کہ وہاں ٹرین روکی جاتی ہے اور مسلمانوں کو نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی اس لئے نمازی اس پر مجبور ہیں کہ یا تو ٹرین رکنے پر فرض وواجب ادا کریں یا چلتی ٹرین پر پڑھیں چلتی ٹرین پر استقرار کی شرط مفقود ہوتی ہے اور اس سے مانع یہ بھارتیہ قانون ہے جس نے اپنے نظام میں مسلمانوں کی رعایت نہ رکھی اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے منع من جہۃ العباد قرار دے کر حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ کا حکم دیا۔ کیا یہاں یہ بات متحقق نہیں کہ یہ لوگ ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خودمختار ہیں جس طرح یہ کمپنیاں خودمختار ہوتی تھیں خودمختار ہیں اور ضرور ہیں۔ تو کیا مدار کار خودمختار ہونے پر نہیں کیا کمپنیاں خودمختار ہوں (اگرچہ یہ صورت خلاف واقع ہے وہ ضرور انگریزی قانون کے تابع تھیں) تو منع من جہۃ العبد ہوگا اور حکومت نظام اپنے ہاتھ میں لے لے تو منع سماوی ہوجائے گا۔ جب مدار کار خودمختار ہونے پر ہے ۔۔۔ تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہے کہ ''یہ صورت حال زمانۂ اعلیٰ حضرت کے حال سے مختلف ہے اس لئے آج حکم بھی مختلف ہوگا'' کیوں مختلف ہوگا؟ حالاں کہ مدار ایک ہے اور علت متحد ہے وہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہوا اور یہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہے تو خاص وعام تفرقہ چہ معنی دارد؟ [مرجع سابق، ص ۲۹، ۳۰]

آخر میں تحقیق کا لب لباب اور چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''فرض اور واجب حقیقی یا حکمی کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے زمین یا تابع زمین پر استقرار اور اتحاد مکان (تمام ارکان کی ایک جگہ ادائیگی) شرط ہے مگر جب کوئی مانع درپیش ہو تو حکم بدل جاتا ہے۔ اگر یہ مانع عذر سماوی ہے تو دونوں شرطوں کے فقدان کے باوجود فرض وواجب کی ادائیگی صحیح ہوگی اور بعد میں اس نماز کا اعادہ بھی نہیں۔ لیکن مانع اگر ایسا ہے جو کسی بندے کی جانب سے ہے اور وہ براہ راست یا بطور سبب قریب صحیح

طریقے پرادائے نماز سے روک رہا ہے توحکم یہ ہے کہ بحالت مانع جیسے ممکن ہونماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے چلتی ٹرین میں استقرار علی الارض کی شرط مفقود ہے ہاں اگر ٹرین رکی ہوئی ہو تو وہ تخت کی طرح زمین پر مستقر ہے اس پر نماز صحیح ہے۔''

[مرجع سابق،ص۳۹،۴۰]

ٹائی کا تحقیقی بیان

دور حاضر میں ٹائی پہننا عام طور پر رائج ہوتا جارہا ہے کمپنی ہو یا اسکول ملازمین سے لے کر اسکول میں پڑھنے والے بچوں تک سبھی پر اس کی پابندی لازم قرار دی جارہی ہے۔اغیار کا ٹائی استعمال کرنا نہ کرنا ہماری بحث میں شامل نہیں البتہ ٹائی کی حقیقت جانے بغیر اہل اسلام کا کثرت سے ٹائی استعمال کرنا محل فکر اور باعث تشویش ضرور ہے۔تاج الشریعہ سے جب اس کی حقیقت اور اس کے حکم شرعی کی بابت استفتاء کیا گیا تو آپ نے ٹائی کی حقیقت و ماہیت پر ایسی زبردست تحقیق فرمائی کہ پھر کسی کو مجال دم زدن نہ رہا اور پھر دلائل شرعیہ عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں اس پر حرمت شرعی کا جو حکم شرعی منطبق فرمایا اس سے مسئلہ کی توضیح بھی ہوگئی اور ٹائی پہننے والوں کے لئے تنبیہ بھی۔

آپ کی اس مکمل اور مفصل تحقیق انیق کا بنیادی اور اصولی زاویہ بحث ٹائی کا مذہب عیسائیت کا مذہبی شعار ہونا اور شریعت مصطفی کے مطابق اہل اسلام کے لئے دوسرے کسی بھی مذہب کے شعار کا لائق استعمال نہ ہونا ہے۔

آئیں اس بحث کے اسی بنیادی نکتہ پر تاج الشریعہ کی تحقیق کے جلوے ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:

''عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکایا لہٰذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس کہتے ہیں اور گلے میں ٹائی باندھتے ہیں۔حضرت اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا کا مشاہدہ تھا کہ کسی کو ٹائی پہنے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی اتروادیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے۔'' [ٹائی کا مسئلہ،ص۱۰]

اور پھر آگے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ٹائی کو عیسائیوں کے شعار کہے جانے پر تائیدی گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''ہم بعونہ تعالیٰ اس فتوی مبارکہ کی تائید میں بنائے کار اس امر پر رکھیں جو سب کے نزدیک مسلم ہے،اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم وغیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں۔اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی،بھی کراس کا مصداق ہے۔''[مرجع سابق ص۱۱]

اور اس بات کی تائید میں آپ نے انگریزی کی متداول لغت practical advanced twentieth century dictonary سے cross کے معانی اور اس کی ساخت وغیرہ بیان فرمائی نیز عیسائیوں کے نزدیک اس کا محافظ بلا یا اور باعث برکت ہونا ثابت کیا۔اور فرمایا:

''مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں مروجہ ٹائی کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ یہ پھانسی کے تختہ کے مشابہ ہے خصوصا سیدھی چوڑی پٹی والی ٹائی تو اس تختہ دار سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کے نزدیک یقیناوہ بھی مقدس ومحترم ہے نہ یہ کہ صرف وہ پورے کراس کا نشان ہی مقدس ٹھہرے۔

اور مذکورہ بالا دلائل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ صلیب کا نشان بنانا اگرچہ ہاتھوں کے اشارہ سے ہوا ہی میں سہی باعث برکت وحفاظت جانتے ہیں تو صلیب یا جزء صلیب کی نشانی کو اپنے گلے میں ڈالنا کیوں نہ باعث برکت جانیں گے۔ضرور وہ اس عقیدہ کے مطابق برکت کا باعث ہے اور یہ ٹائی ہے جسے عیسائی گلے میں باندھتے ہیں۔''[مرجع سابق ص۱۱،۱۲]

اور پھر تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

''بالجملہ ٹائی کامکمل کراس مع شے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بوٹائی (bowti) کو قیاس کر لیجئے اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے(یہاں اس کی ساخت کا نقشہ دیا گیا)اور کراس اور شبیہ کراس

عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو کراس مانو یا شبیہ کراس مانو بہرصورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روا نہ ہوگی۔ اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہوجائے۔'' [مرجع سابق ص ۱۲]

مزید فرماتے ہیں:

''اہل بصیرت کو تو خود ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا مگر اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار و نار ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں مل سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں'' [مرجع سابق ص ۱۲، ۱۳]

ٹائی کے عیسائی مذہب کا شعار ہونے پر مزید کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ٹائی شعار نصاری ہونے پر بذات خود شاہد عدل ہے تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ و نادر کا انکار اصلا مضر نہیں تاہم اس پر مومن و کافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرانیت کا شعار ہے۔

ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ ڈربن (افریقہ) میں ایک نومسلم (سابق عیسائی) نے بتایا کہ ٹائی کو چرچ کی عزت کا لباس تصور کیا جاتا ہے جس سے اس کی مذہبی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز ایک پاکستانی عالم سے ایک پادری نے کہا کہ ''ٹائی باندھنے سے ان کے بطور ثواب بڑھ جاتا ہے۔'' [مرجع سابق ص ۱۳، ۱۴]

مزید براں ٹائی سے متعلق حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کے فتاوی سے قرآنی آیات احادیث منیرہ اور فقہی جزئیات سے مزین بہت سے اہم شواہد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

''اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شعار کفر معاذ اللہ کتنا ہی عام ہوجائے وہ شعار ہی رہے گا اور اس کا حکم کبھی نہ بدلے گا۔ [مرجع سابق ص ۲۰]

اور پھر ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

''بعض اذہان میں یہ خلجان ہے کہ شعار کفر اگر عام ہو جائے تو وہ شعار نہ رہے گا، جیسے شعار قومی مسلمانوں میں عام ہونے کی صورت میں کسی مخصوص قوم کا شعار نہیں رہے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا فرمان واجب الاذعان بدیہی ہے اور چنداں استدلال کا محتاج نہیں اور اس کے مقابل بعض اذہان کا خلجان بین البطلان ہے۔ ظاہر ہے کہ کفار کا شعار مذہبی وہ علامت خاصہ مشتہرہ ہے جس کو ہر خاص و عام ان کے مذہب کا خاص نشان سمجھتا ہے جس کو اپنانا خواہی نخواہی اس بات پر دلیل ہوتا ہے کہ اپنانے والے نے کفار کا مذہب اختیار کر لیا اسی لحاظ سے اس کے مرتکب پر حکم کفر لگتا ہے اگرچہ اس کے علاوہ کوئی بات منافی اسلام اس سے سرزد نہ ہو لامحالہ کفار کا شعار مذہبی کفر ہے اور کفر بہرحال کفر ہی رہے گا۔ خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی حال میں کہیں بھی پایا جائے وہ اصلاً قابل تغیر نہیں ہے۔ [مرجع سابق ص ۲۰]

آپ اس پر مزید گفتگو فرمانے کے بعد شبہ مخالف کی دلیل کی تضعیف و تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ''کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ الا بیعۃ فیہا تماثیل یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما'' گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس گرجا میں نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمے ہوتے، اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار و رغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا۔

عینی میں اس حدیث کے تحت ہے:

''وزاد فیہ فان کان فیہا تماثیل خرج فصلی فی المطر انتہی ملتقطا۔''

یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔اسی لئے حضرت امام عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فعل ابن عباس وقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں رفع معارضہ کے لئے فرمایا:

”وتقریر الجواب ان ما کان فی ذالك الباب بغیر الاختیار ومافی هذا لباب كقول عمر رضی الله تعالىٰ عنه انالاندخل كنائسكم يعنى بالاختيار والاستحسان دون ضرورة تدعوالى ذالك. یعنی جواب تقریر یہ ہے کہ جو اس باب میں ہے وہ بغیر اختیار ہے اور جو اس باب میں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے یعنی بالاختیار اچھا جانتے ہوئے مگر یہ کہ جب ضرورت اس کی طرف داعی ہو۔“ اور بحالت اضطرار ناپسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برضا ورغبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت باجماع مسلمین کفر ہے۔“[مرجع سابق ص ۲۱،۲۲]

الحاصل: بہت سے دلائل وشواہد سے اپنی تحقیق کو مزین فرمانے کے بعد بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ٹائی کی حیثیت ضرور مذہبی ہے جسے ہر خاص وعام جانتا ہے اور ہم نے اس پر اپنے فتوی میں شواہد جمع کئے ۔۔۔لہٰذا ٹائی باندھنا ضرور فعل کفر ہے مگر عوام اسے ایک وضع جانتے ہیں لہٰذا عوام کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں جب کہ ثابت ہو کہ دانستہ موافقت اور استحسان کے طور پر ٹائی باندھنے کا ارتکاب کیا اور یہ معاملہ قلب سے تعلق رکھتا ہے جس پر حکم لگانا روا نہیں البتہ اس کے حرام ہونے میں کسی عاقل منصف کو شبہ نہیں ہوسکتا۔۔۔بہر حال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے اور باندھنے والے پر عند الفقہا حکم کفر ہے اگرچہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی بفرض غلط ٹائی کو شعار نہ مانیں تو بھی حکم حرمت قائم ہے کہ شرعاً امتیاز مسلمین مطلوب ہے۔“ [مرجع سابق،ص ۲۴،۲۷]

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت

سائنسی نت نئی ایجادات نے جہاں ہمیں آسانیاں فراہم کی ہیں وہیں بہت سے پیچیدہ مسائل بھی پیدا کئے ہیں۔سائنسی ایجادات میں خاص کر موبائل نیٹ فیکس وغیرہ نے عوام الناس کو سہولتیں دیں تو اہل علم حضرات کو بہت سی دشواریوں میں ڈالا۔موبائل وغیرہ جدید ذرائع ابلاغ سے وابستہ یوں تو بہت سے مسائل ہیں مگر ان مسائل میں ایک سلگتا ہوا مسئلہ ان سے رویت ہلال کے ثبوت کا ہے۔بعض اہل علم حضرات کے نزدیک موبائل نیٹ فیکس وغیرہ کی خبر ”خبر مستفیض“ کے حکم میں ہے اور ایسی صورت میں اس سے چاند کی شہادت درست وصحیح ہے۔لیکن اکابر علماء کی اکثریت خاص کر حضور تاج الشریعہ ان آلات جدیدہ کی خبر کو ”خبر مستفیض“ ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ان آلات سے رویت ہلال کے ثبوت کو غیر معتبر اور ناکافی تسلیم کرتے ہیں۔گویا اس مسئلہ کی بنیادی اور اصولی بحث ان جدید آلات کی خبر کا ”خبر مستفیض“ ہونا نہ ہونا اور موبائل وغیرہ کی خبر کا رویت ہلال کے معاملہ میں معتبر ہونا ہے۔اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کا موقف ہم اوپر بیان کر ہی چکے ہیں اب ہم اسی بنیادی بحث کو مدنظر رکھتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی اس مسئلہ میں کی گئی تحقیق انیق کے چند اہم اور مفید مضامین کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

آپ موبائل وغیرہ کی خبر کو خبر مستفیض ماننے والوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے خبر کی صحت سے متعلق رقمطراز ہیں:

”صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔اتصال بے ملاقات متصور نہیں اسی لئے تو امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انہوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہوگی اور جہاں راوی اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل

نہیں ٹھہر سکتی۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفی رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف بایں الفاظ کی:

”معنی الاستفاضۃ ان تاتی من تلك البلدۃ جماعات متعددون کل منھم یخبر عن اھل تلك البلدۃ انھم صاموا عن رویۃ“

تحقق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نامتصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضرور۔“

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۳۰]

اور پھر آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے استفادہ فرماتے ہوئے خبر مستفیض کی مکمل وضاحت فرمائی۔ بعدہٗ خبر مستفیض اور خبر متواتر کے مترادف ہونے پر تحقیقی کلام کرتے ہوئے لب لباب یہ پیش فرمایا کہ

”خبر مستفیض خبر متواتر کا مترادف ہے اور متواتر اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے جس میں راوی کا مرتبہ تحمل اور مرتبہ ادائے خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین کا اتفاق چلا آرہا ہے اور اس صورت میں خبر مستفیض از قبیل روایت ہے نری خبر نہیں“

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۳۴]

بالجملہ آپ نے اپنے موقف کو قرآن وحدیث متون وشروح فتاوی واصول اور بہت سی نصوص فقہیہ اور تصریحات ائمہ سے اپنے موقف پر استدلال فرمایا اور لب لباب یہ بیان فرمایا

”یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقے اور اس کے علاوہ دوسرے طریقے جن میں مدار ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس پر ہے وہ خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں اور ان کی تصدیق ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس سے نہیں ہوسکتی کہ اندیشے سے خالی نہیں اور مشتبہ مشتبہ کا مصدق نہیں ہوسکتا اور فیکس ای میل اگرچہ دس گیارہ ہوجائیں یوں ہی فون اگرچہ متعدد ہوں بمنزلۂ استفاضہ نہیں ہوسکتے ۔۔۔۔۔اور جب ان ذرائع میں یہ کچھ اندیشے ہیں اور یہ بذات خود کافی نہیں اور ان کے ذریعہ تصدیق بھی مشتبہ

تو ان جدید ذرائع سے موصول ہونے والی خبروں میں شبہ کیوں نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً عید کے سلسلے میں بصورت استفاضہ بھی اندیشہ مانا تو ان اخبار پس پردہ کا بمنزلۂ استفاضہ ہونا یوں بھی ممنوع اور ان میں اشتباہ واندیشہ خود کو مسلم تو سبیل اطلاق منع اور اندیشوں اور مفسدوں کا دروازہ بالکل بند کرنا ہے ۔۔۔۔۔تو ٹیلیفون فیکس وغیرہ مشتبہ ذرائع سے موصول ہونے والی خبریں معتبر نہیں ہوسکتیں اگرچہ خبر دینے والے سنی ہوں۔ ہاں ٹیلیفون وغیرہ پر کسی طرح اعتبار کا انجام تصریحات ائمہ مذہب کو بالائے طاق رکھنا اور قیود مذہب سے آزادی میں دوسروں کے ساتھ مشارکت اور عوام کو آزاد کرنا ضرور ہوگا۔“

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۴۲ تا ۴۴]

الغرض مشتے نمونہ از خروارے حضور تاج الشریعہ کی تحقیقات انیقہ نافعہ منیفہ کی یہ چند جھلکیاں تھیں۔ جس سے حضرت کی علمی وسعت، محققانہ بصیرت اور مفکرانہ صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت کو عمر خضر عطا فرمائے اور حضرت کے خوان علم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ خوشہ چینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

✲ ✲ ✲ ✲ ✲

مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری

خانقاہ رضویہ بریلی شریف اپنی مذہبی روایات وعلمی خدمات کی بنیاد پر عالم اسلام میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔یوں تو عموماً خانقاہوں میں پدرم سلطان بود کی نہر موروثی سے سیرابی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔علم عمل،تقوی،طہارت،تفقہ،تصلب،تدبر،تفکر،کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔بس نسبت پدری وجدی کے سہارے کاروبار ارادت کو فروغ دینے اور اس سے دولت کمانے ،کو ہی ضرورت تصور کیا جاتا ہے۔لیکن خانقاہ رضویہ اس معاملہ میں بالکل الگ اور انفرادیت کی حامل ہے۔وہاں صرف پدرم سلطان بود پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم وعمل تقوی وطہارت کا سہارا لے کر تبلیغ اسلام کی کوششیں کی جاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہندو پاک کی کوئی ایک خانقاہ ایسی نہیں ہے جہاں خانقاہ رضویہ سے زیادہ علمی کام ہوا ہو۔یہ الگ بات کہ ہندو پاک کی بے شمار خانقاہوں میں علمی ومذہبی خدمات خوب خوب انجام دی گئیں اور دی جارہی ہیں۔مگر علمی حیثیت سے خانقاہ رضویہ کو ایک منفرد وممتاز مقام حاصل ہے۔اس مقدس خانقاہ میں ایک سے ایک فرد جلیل عالم عدیل پیدا ہوئے۔انہیں میں ایک مبارک نام تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری نوری بریلوی قدس سرہ کا ہے۔جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کے پرپوتے اور پرنواسے ہونے کے ساتھ آپ کی علمی وراثتوں کے امین وپاسدار اور سچے وارث تھے۔آپ ایک بے باک عالم،بے لوث عامل،فقیہ بے ریا،مخلص مفتی،دولت وشہرت سے بے نیاز وبے پروا پیرومرشد،عارف باللہ،غواص بحر طریقت،علم بردار شریعت کے علاوہ بہت سے اوصاف وکمالات کے مالک تھے۔

آپ کی مذہبی ومسلکی شرعی وعلمی خدمات سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔یہاں ان خدمات کی

تفصیل مقصود نہیں اس کے لیے تو مستقل ایک دفتر درکار ہے۔ہم یہاں بس اپنے عنوان ''حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری'' سے متعلق قدرے تفصیل قلم بند کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے عربی اردو دونوں زبانوں میں پچاس سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑیں۔آپ کی کتابیں تصنیف،تالیف،ترجمہ تعریب حاشیہ وتعلیق پر مشتمل ہیں۔کئی کتابوں پر آپ نے حاشیہ آرائی وتعلیق نگاری فرمائی ہے۔حاشیہ وتعلیق دراصل متن کتاب کے نوک پلک سنوارنے کا نام ہے۔متن کے دقیق ومبہم مفہوم کو سمجھنے میں حاشیہ بہت مفید ومعاون ہوتا ہے۔بہت سی کتابیں بغیر حاشیہ کے پڑھنا ذہنی خلجان کا باعث بن جاتی ہیں۔اور ان سے بہت سی غلط فہمیاں ذہن ودماغ میں جگہ بنالیتی ہیں۔درمختار ہی کو لیں فقہ حنفی کی کتنی مشہور ومعتبر کتاب ہے۔البتہ فقہا نے اسے بغیر حاشیہ دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

الغرض کتاب پر حاشیہ وتعلیق سے متن کی اہمیت دوبالا ہوجاتی ہے۔تاج الشریعہ نے اردو عربی کئی کتابوں پر حاشیہ وتعلیق نگاری فرمائی ہے۔ہم یہاں ان کی حاشیہ نگاری کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

المعتقد المنتقد ومعتمد المستند پر حاشیہ:

المعتقد المنتقد علم عقائد میں علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی بہت ہی معتبر ومستند کتاب ہے۔اس کتاب پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بہت ہی معرکۃ الآرا حاشیہ بنام''**المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد**''ہے۔جس سے **المعتقد** کی اہمیت وحیثیت میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔متن وحاشیہ دونوں عربی زبان میں تحریر کئے گئے تھے۔ہندو پاک کی عمومی زبان اردو ہونے کے سبب بہت سے افراد اس کتاب سے مستفیض ہونے سے محروم تھے۔حضور تاج الشریعہ نے معتقد ومعتمد دونوں کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا۔نیز مختلف مقامات پر حاشیہ نگاری بھی فرمائی۔ہم حضرت کی حاشیہ نگاری سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

معتزلہ اس بات کے منکر ہیں کہ باری تعالیٰ کی صفات ماورائے ذات معانی ہوں۔معتقد کی اس عبارت پر امام اہل سنت نے ایک خاصہ علمی طویل حاشیہ تحریر فرمایا۔حاشیہ چوں کہ مفصل ہونے کے ساتھ دقیق بھی تھا اس لیے تاج الشریعہ نے امام اہل سنت کے طویل حاشیہ کا خلاصہ بشکل حاشیہ

مختصر انداز میں بیان فرمایا، ملاحظہ ہو:

’’اس حاشیہ کثیر الفوائد جامع الفرائد کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) صوفیاء کرام صفات باری کو عین ذات مانتے ہیں۔

(۲) اس کے باوجود کہ وہ عینیت کے قائل ہیں اس طائفہ صوفیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ صفات باری ذات پر معانی زائدہ ہیں۔

(۳) مطلب یہ کہ صفات باری باعتبار مصداق وتحقق فی الخارج عین ذات ہیں۔ذات کے علاوہ خارج میں ان کا کوئی مصداق نہیں۔اسی معنی کو متکلمین یہ کہتے ہیں کہ صفات باری غیر ذات باری نہیں۔اور از آنجا کہ ان صفات کے جداگانہ معانی ذات پر زائد مفہوم ہوتے ہیں۔یہاں سے متکلمین یہ فرماتے ہیں کہ صفات باری عین ذات نہیں۔

(۴) صفات باری لوازم ذات باری ہیں، جن کا اقتضاء خود ذات خداوندی ہے۔اور یہ اپنے تحقق میں ذات کی محتاج ہیں اور یہ سب صفات کمالات ذات ہیں۔جو ذات کو بنفس ذات حاصل ہیں۔تو اس ذات کا کمال ذاتی ہے جس میں استکمال بالغیر کا کوئی دخل نہیں۔

(۵) اس سے بڑھ کر یہ صوفیاے کرام وجود حقیقی کے لحاظ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے وحدت وجود ثابت کرتے ہیں۔حقیقۃً اسی کو موجود مانتے ہیں۔اس کے ماسوا کا وجود اسی کے وجود کا ظل اور مظہر ہے۔اس اعتبار سے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے وجود مطلق اور مرتبۂ جمع ثابت کرتے ہیں اور اسی معنی کر مرتبۂ وجود واحد میں عالم کی عینیت کے قائل ہیں۔یعنی عالم اسی موجود واحد کی تجلی ہے۔

(۶) اسی معنی کر وحدت وجود مذہب حق ہے۔اس کی تفصیل نہ صرف موجب تطویل بلکہ عوام کے لیے سخت اوہام میں مبتلا ہونے کا باعث ہے۔اسی لیے صوفیاے کرام ان لوگوں کو جو ان کے مصطلحات سے بے خبر ہیں اپنی کتابوں کے خصوصا محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کے مطالعہ سے منع فرماتے ہیں۔یہ ممانعت صرف عوام کے حق میں نہیں بہت سارے اہل ظاہر علما کے حق میں بھی ہے۔پھر عوام کی گیا گنتی خود شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اپنی کتابوں میں

غیر اہل کے لیے حرمت نظر کی تصریح کی ہے۔دیکھو فتاوی حدیثیہ وغیرہا۔

(۷) اولیاے کرام وصوفیاے عظام کے کلام میں بھی متشابہ واقع ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ وہ محکم اور عقیدہ اجماعیہ کی طرف پھیرا جائے گا۔‘‘ وہ اجماع محکم اس متشابہ سے کیسے رد ہوگا جس کا ذکر شیخ اکبر ترجمان طریقت کر رہے ہیں۔جو ایسے طور کے بارے میں کلام کر رہے ہیں جو طور عقول سے بالاتر ہے۔

(۸) مثال۔خدائے یکتا و بے ہمتا کے وحدت وجود کو سمجھنے کے لیے نور کی مثال ہے جس کی حقیقت ایک ہے، اس کے تعینات وتجلیات اور رنگ کثیر ہیں۔نور کے بارے میں علما فرماتے ہیں:

ھو الظاھر بنفسہ والمظھر لغیرہ، چاند، سورج، ستارے، زمین وآسمان کی روشنیاں سب اسی ایک حقیقت نور کے مظہر ہیں سب کی اصل وہی نور ہے۔اور اس کا مصداق حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو نور انوار ہے۔

اور مرتبۂ وجود مطلق میں واحد ہے۔فرماتا ہے:

﴿اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط﴾ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے، کہ اس تیل سے بھڑک اٹھے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔(کنز الایمان)

اسی طور پر وجود باری کو سمجھئے جو خود ایک ہے اور تمام موجودات کی حقیقت ہے۔اور مرتبۂ فرق میں تمام موجودات اسی وجود واحد کے تعینات اور اسی کی تجلیات ہیں۔‘‘

[المعتقد والمعتمد مترجم، ص۸۲، ۸۳]

ناظرین ملاحظہ کریں کس طرح تاج الشریعہ نے ایک دشوار ترین بحث کو آسان الفاظ اور مختصر انداز میں بغیر کسی پیچیدگی کے بیان کر دیا ہے۔مزید تفصیل کے لیے کتاب سے رجوع کریں۔

انوارالمنان فی توحید القرآن:

کلام لفظی وکلام نفسی کے حوالے سے علم کلام کی ایک اہم ترین بحث پر مشتمل یہ ایک عربی رسالہ ہے جسے امام اہل سنت نے تصنیف فرمایا۔ تاج الشریعہ نے اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ کیا نیز متعدد مقامات پر حاشیہ آرائی بھی فرمائی۔ دو چند نمونے ملاحظہ کریں:

امام بخاری کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے کہا میر الفظ بالقرآن مخلوق ہے۔ اس پر نیشاپور اور علاقہ کے علمانے آپ کی مخالفت کی۔ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت نے امام بخاری کے حوالے سے امام محمد ذہلی کا یہ قول نقل کیا جو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ ''ان سے علم کلام کا کوئی مسئلہ نہ پوچھنا اس لیے کہ اگر انہوں نے ہماری رائے کے برخلاف جواب دیا تو ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہوجائے گا۔ اور خراسان میں رہنے والا ہر رافضی، ناصبی، جہمی اور خارجی ہم پر ہنسے گا۔''

امام ذہبی کے قول میں رافضی، ناصبی، جہمی اور خارجی کا ذکر بس ضمناً آیا ہے۔ تاج الشریعہ نے اس پر ایک طویل حاشیہ تحریر فرمایا جس میں انہوں نے ان چاروں گروہوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ جو بہت ہی مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ ملاحظہ ہو:

''رافضی وناصبی دونوں فرقے مخالف اہل سنت وجماعت ہیں، المعتقد شریف (اردو ترجمہ) میں علامہ سیف اللہ المسلول فضل رسول بدایونی نے بحث امامت میں فرمایا کہ گروہ اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ کو ان کے لیے عدالت ثابت مان کر ستھرا جاننا ہے۔ الخ۔

(باب چہارم بیان امامت، ص ۲۸۶)

اس باب میں رافضی وناصبی مخالف ہیں۔

روافض کے تین فرقے ہیں۔

(۱) تفضیلی (۲) تبرائی (۳) تفضیل وتبری میں غلو کرنے والے۔

نواصب کے دو فرقے ہیں۔

(۱) نواصب عراق جو حضرت عثمان غنی وحضرت علی سے بغض رکھتے ہیں۔

(۲) نواصب شام جو حضرت عثمان غنی سے بغض نہیں رکھتے۔ اور خلافت راشدہ کی انتہا حضرت عثمان غنی پر ہی مانتے ہیں اور حضرت علی کے زمانے کو فتنے کا زمانہ، ان کی حکومت کو کاٹ کھانے والی حکومت اور امت مسلمہ کی ہلاکت کا وقت شر کا زمانہ کہتے ہیں۔ الخ۔

(باب چہارم بیان امامت، ص ۲۸۶ معتقد اردو)

یہاں سے رافضی اور ناصبی کے درمیان قدر مشترک معلوم ہوئی۔ رافضیوں کے بعض عقائد کی تفصیل المعتمد شریف میں بیان ہوئی۔ فلیراجع ثمہ۔

کرامیہ: ابوعبداللہ محمد بن کرام کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔ کتاب ملل ونحل میں انہیں گروہ صفاتیہ سے شمار کیا۔ اس لیے کہ ابوعبداللہ محمد بن کرام نے اللہ کے لیے صفات مانی۔ مگر بالآخر اس کے قول کے مآل تشبیہ وتجسیم کی طرف پہنچتا ہے لہٰذا یہ گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

جہمیہ: جہم بن صفوان کے متبعین کو کہتے ہیں۔ اور یہ خالص فرقۂ جبریہ کا ایک گروہ ہے، جو معتزلہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ازلی کی نفی کرتا ہے۔ اور ان سے بڑھ کر اور چند باتوں کا اعتقاد کرتا ہے۔ ازاں جملہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ایسی صفت ماننا جائز نہیں جو صفت مخلوق کے لیے ثابت ہو۔ اس لیے یہ بات ان کے طور پر مقتضیٔ تشبیہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے صفت حی وعالم کی نفی کرتے ہیں۔ اور اللہ کے لیے صفت قادر وفاعل مانتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے طور پر کسی مخلوق کے لیے کسی طرح کی قدرت ثابت نہیں۔ (ھٰذا ملخص من ملل ونحل)

اور تعریفات سید میں ان کی تعریف یوں ہے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کے اصحاب ہیں۔ کہتے ہیں کہ بندے کو اصلاً کسی طرح کی قدرت نہیں، بلکہ وہ بمنزلۂ جماد ہے۔ اور جنت ودوزخ میں جب ان کے اہل داخل ہوجائیں گے تو یہ دونوں فنا ہوجائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہ رہے گا۔ (التعریفات ص ۷۱)

المرجئہ: یہ وہ گروہ ہے جو اس بات کا قول کرتا ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کچھ نقصان نہ دے گی۔ جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (ازہری)۔'' [انوارالمنان، مترجم، ص ۴۶۱]

اسی سے ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔اسم کے عین مسمیٰ ہونے پر امام اہل سنت نے کلام کرتے ہوئے حضرت جبریل کے دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ان میں سے حضرت انس سے مروی طبرانی کی درج ذیل حدیث مرفوع بھی ہے۔

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان جبریل یاتینی علی صورۃ دحیۃ الکلبی"

اس حدیث کا ترجمہ تاج الشریعہ نے یہ کیا ہے۔

"نبی ﷺ نے فرمایا جبرئیل میری خدمت میں دحیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے ہیں۔

اور پھر خود اپنے ترجمہ پر حاشیہ نگاری فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"میں نے یہ ترجمہ اس طور پر کیا حالانکہ یہ بظاہر کان یاتینی، جو ماضی کا صیغہ ہے کے خلاف ہے۔اس لیے کہ ماضی انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔لیکن بسا اوقات کان دوام واستمرار کے لیے بھی آتا ہے۔جیسے ﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (النساء:۱۱۳) اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔(کنز الایمان)

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾ (النساء:۱۱۱) اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔(کنز الایمان)

والیٰ غیر ذلک من الشواھد۔ازہری" [انوار المنان، مترجم، ص ۱۷]

نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری:

قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری کا مرتبہ ہے۔عالم اسلام میں صحیح بخاری کو، اصح الکتب بعد کتاب اللہ، مانا جاتا ہے۔بہت سے علما نے اس کی شرح اور اس پر حاشیہ آرائی فرمائی ہے۔تاج الشریعہ نے بھی اس پر عربی میں حاشیہ نگاری فرمائی ہے۔جو کتابی شکل میں "نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری" کے نام سے المجمع الرضوی بریلی شریف، سے شائع ہو چکی ہے۔ہم یہاں فقط حاشیہ کا عربی اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ملاحظہ ہو:

"قال الازہری غفر لہ القوی ولابویہ ،اذقد سمعت ماسمعت من ہٰذہ الاحادیث فلاتغتر بماورد فی الحاشیۃ ہنامن قولہ وکذالایضرہ الجلوس ونحوہ من علوالبناء والوثبۃ علیہ فانہ معارض لصریح ماتلوناعلیک

ولواریدانہ لایواخذبذنب غیرہ فلایضرہ عمل غیرہ من ہٰذہ الجہۃ فصحیح اماانہ لایتاذی فکلا کیف وقدسمعت انہ یوذیہ فی قبرہ مایوذیہ فی بیتہ وہٰذایفیدک علمابان المیت یونسہ وینفعہ فی قبرہ مایونسہ وینفعہ فی بیتہ من عمل غیرہ فلاالتفات الی ماقال ان وضع الجریدعلی القبرلاینفع المیت الخ۔فانہ یعارض صریح الحدیث الذی وردفی ہٰذاویعارض قولہ علیہ السلام لعلہ یخفف عنہمامالم ییبسا۔"

[نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری، ص ۱۱]

اہلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین:

یہ رسالہ امام اہل سنت کا ہے ۔موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔اردو زبان میں رسالہ لکھا گیا تھا تاج الشریعہ نے اس کی تعریب فرمائی۔اور چند مقامات پر حاشیہ بھی لگایا۔ہم ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔

امام اہل سنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام وشہداے عظام کے مزارات کے منہدم کرنے سے متعلق علامہ احمد بن علی بصری کے حوالے سے وہابیہ کی ناپاک جسارتوں کا ذکر کیا تو اس مقام پر تاج الشریعہ نے درج ذیل حاشیہ رقم فرمایا:

"مرفی قول العلامۃ احمدبن علی البصری انہ لماہدم قبورالشہداء والصحابۃ الکرام علیہم الرحمۃ والرضوان بدت اکفانہم وابدانہم ومن ہٰذایظہرانہاکانت سالمۃ وقدمرعلی دفن الصحابۃ نحوالف ومائتی عام۔فتف الف مرۃ لملااسماعیل ومقلدیہ من الوہابیۃ المسودۃ الوجوہ حیث یعتقدون فی ذاتہ المقدس ﷺ مثل ہٰذہ العقیدۃ النجسۃ التی لاتلیق بمسلم۔اعاذاللہ سبحانہ وتعالیٰ اہل السنۃ والجماعۃ من وخامۃ صحبتہم۔(الازہری) [اہلاک الوہابین فی توحید قبور المسلمین، معرب، ص ۲۹]

تاج الشریعہ کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

یعنی علامہ احمد بن علی بصری کے قول میں گزرا کہ جب شہدا اور صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے مزارات مندم کئے گئے تو ان کے کفن اور بدن ظاہر ہوئے۔جس سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کے کفن اور جسم محفوظ تھے حالانکہ ان کی تدفین کو بارہ سوسال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ہزار بار تف ملا اسماعیل اوراس کے وہابی کالے چہرے والے پیروکاروں پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے اسی طرح کا ناپاک عقیدہ رکھتے ہیں جو مسلمان کے لائق نہیں ۔اللہ پاک اہل سنت وجماعت کو ان کی ناپاک صحبت سے محفوظ فرمائے۔

اس عبارت سے تاج الشریعہ نے اسماعیل دہلوی کی تفویۃ الایمان میں مسطور عقیدہ، معاذ اللہ، نبی مر کر مٹی میں مل گئے، کی طرف اشارہ کیا ہے۔اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جب صحابہ کرام اور شہدائے عظام کے بارہ سوسال کے بعد بھی جسم اور کفن سلامت ہیں تو نبی کریم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ کہ مر کر مٹی میں مل گئے یقینا ناپاک عقیدہ ہے اور یہ کسی مسلمان کے لائق نہیں۔اللہ پاک ان ناپاک عقیدے والوں سے حفاظت فرمائے۔آمین۔

تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری کے حوالے سے یہ دو چند مثالیں پیش کی گئی ہیں جس سے اہل علم اور ارباب ذوق تاج الشریعہ کے علمی معیار اوران کے تحقیقی مقام کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یہ اوراق تفصیل کے متحمل نہیں ہیں۔ورنہ مزید تفصیل پیش کی جاتی۔

دعا ہے اللہ پاک اس مختصر تحریر کو شرف قبول عطا فرمائے اور تاج الشریعہ کے مزار پر انوار پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے۔اوران کے صدقے میں ہم کو خصوصی رحمتوں سے نوازے۔آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔



مولانا طارق انور مصباحی (کیرلا)
مدیر ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

حضور تاج الشریعہ اور شرح قصیدہ بردہ

تاج الشریعہ، بدرالطریقہ، تاج الفقہاء والمحدثین، رئیس العلماء و المحققین، تاجدار اہل سنن، ماہر علم وفن، مفتی قوم وملت، جانشین حضور مفتی اعظم، آفتاب رشد وہدایت، نیر برج سعادت، عاشق مصطفی، صاحب زہد واتقا، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قدس سرہ العزیز اپنی زندگی بھر اسلام واہل اسلام کی نوع بہ نوع خدمات انجام دیتے رہے۔اللہ تعالیٰ نے عوام وخواص میں ایسی قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ جہاں قدم رکھ دیتے،عشاق وزائرین کا اتنا بڑا مجمع اکٹھا ہوجاتا کہ اس کا حساب وشمار نہیں رہتا۔ممدوح گرامی کی نماز جنازہ میں اتنا عظیم ازدہام ہوا کہ ماہرین آج تک اس کا صحیح اندازہ بھی پیش نہ کرسکے۔بس اتنا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کسی نماز جنازہ میں آج تک اتنا بڑا مجمع دیکھنے کو نہیں ملا، بلکہ تاریخ عالم میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔یہ آپ کی قبولیت کی انتہائی روشن دلیل ہے۔

مفتی اعظم ہند کی خلافت وجانشینی:

حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں نوری (۱۳۱۰ھ - ۱۴۰۲ھ- ۱۸۹۲ء-۱۹۸۱ء) نے حضور تاج الشریعہ سے بہت سی امیدیں وابستہ کی تھیں۔آپ فرمایا کرتے:’’اس لڑکے (تاج الشریعہ علامہ ازہری) سے بہت امید ہے‘‘۔

دارالافتاء کی ذمہ داری حضرت علامہ ازہری کو سپرد کرتے وقت حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا:

’’اختر میاں!اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے،کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں‘‘۔

حاضرین وسائلین سے مخاطب ہوکر فرمایا:

"آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں۔ انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں"۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضور تاج الشریعہ کو تحریری طور پر اپنا جانشین بنا دیا تھا۔ اس تحریر کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔ بعض الفاظ صاف پڑھنے میں نہیں آتے۔ وہ خط کشیدہ ہیں۔

۷۸۶

۹۲

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء و جمیع الانبیاء و المرسلین و علیٰ آلہ الطیبین و صحبہ الطاھرین اجمعین و بارك وسلم آمین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

میں اختر میاں سلمہ کو قائم مقام کرتا ہوں۔ مولیٰ اس میں برکت دے اور بہت اچھا علم عطا فرمائے۔

آمین برحمتك یا ارحم الراحمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

۲۶ رشوال ۱۳۹۶ھ

حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بختیار کاکی رہے تو قطب الاقطاب بن گئے۔ بختیار کاکی کے دربار میں فرید الدین گنج شکر رہے تو مرجع الاولیا بن گئے، یعنی بڑوں کی صحبت میں رہنے والا بھی بڑا عظیم ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مولانا مصطفیٰ رضا رہے تو مفتی اعظم بن گئے۔ مفتی اعظم کی خدمت میں مولانا اختر رضا رہے تو تاج الشریعہ بن گئے۔

حیات مستعار کا اجمالی خاکہ

آپ بروز منگل ۱۴/ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳/ نومبر ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۷ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو واصل الی اللہ ہوئے۔

جب آپ کی عمر چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (م ۱۹۶۵ء) نے بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی۔ جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔ رسم بسم اللہ خوانی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں انجام پائی۔ حضور تاج الشریعہ نے ناظرہ قرآن مجید اپنی والدہ ماجدہ سے گھر پر ہی مکمل فرمایا۔ اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ درس نظامی کی تکمیل جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کی ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر (مصر) میں داخل ہوئے۔ وہاں "کلیۃ اصول الدین" میں تین سال تک تعلیم حاصل فرمائی۔ ۱۹۶۶ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جامع ازہر میں اپنے کلاس میں اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے آپ کو "جامع ازہر ایوارڈ" سے سرفراز کیا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کیا۔ ۱۹۷۸ء میں آپ جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس اور رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی مقرر کیے گئے۔ کثرت مشاغل کے سبب ۱۹۸۰ء میں جامعہ منظر اسلام سے مستعفی ہو گئے۔

آپ طویل مدت تک "رضا جامع مسجد" بریلی شریف میں امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ تبلیغی سفر کی کثرت کے سبب یہ خدمت موقوف ہوگئی۔ بعد میں جب کبھی جمعہ میں آپ حاضر ہوتے تو جمعہ کا خطاب فرماتے اور نماز جمعہ آپ پڑھاتے۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری قدس سرہ العزیز طویل مدت تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔ ۱۹۶۶ میں ازہر (مصر) سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء سے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے وصال سال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۱ء تک اسی دارالافتا سے منسلک رہے۔ اس طرح آپ قریباً سولہ سال تک حضور مفتی اعظم ہند کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال کے کچھ دنوں بعد اپنے کاشانہ مبارکہ پر

ہی ''مرکزی دارالافتا'' قائم فرمایا اور فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ یہ سلسلہ آپ کے وصال تک جاری رہا۔ آپ اردو عربی اور انگریزی میں فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔ آپ ہندوستان کے تنہا مفتی تھے، جن کے فتاویٰ تین زبانوں میں ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرما دیا تھا، پھر ۱۹ سال کی عمر میں ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء کو تمام سلاسل طریقت کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ کو برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی، احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی مارہروی، والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری علیہم الرحمۃ الرضوان سے بھی سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۳ نومبر ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ کو بروز اتوار محلہ کانکرٹولہ، شہر کہنہ بریلی شریف میں عقد نکاح ہوا۔ آپ کے ایک فرزند صاحب سجادہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری ناظم جامعۃ دراسات الرضا (بریلی شریف) ہیں اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔ شہزادہ گرامی ''آل انڈیا تحریک رضائے مصطفیٰ'' کے صدر بھی ہیں، اور اب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کے جانشیں بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین وسنیت کو استحکام عطا فرمائے: آمین

مختلف زبانوں میں تحریر وتقریر:

آپ متعدد زبانوں میں تحریر وتقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ استاذ رفیع الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (گھوسی) دام ظلہ القوی تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور نعت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔

عربی کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت وشاعری اور

اردو ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محفوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کرڈالی۔

میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے''۔

(تجلیات تاج الشریعہ: ص ۷۴۔ رضا اکیڈمی ممبئی)

آپ نے عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں اپنی تصانیف، فتاویٰ اور نظم ونثر قوم کو عطا فرمایا۔ عربی زبان میں آپ ے بہت سی کتابیں تحریر فرمائیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی بہت سی کتب ورسائل کا بھی عربی میں ترجمہ فرمایا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی بعض عربی کتب ورسائل کا اردو میں ترجمہ بھی آپ نے کیا۔ انگریزی میں بھی متعدد تصانیف آپ کی ہیں اور اردو کتب و رسائل کی تعداد دو درجن سے زیادہ ہے۔ آپ کی تصانیف کی نا تمام فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

عربی تصانیف:

(۱) الحق المبین (۲) الصحابہ نجوم الاہتداء (۳) شرح حدیث الاخلاص (۴) نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا (۵) سد المشارع (۶) الفردۃ شرح القصیدۃ البردہ (۷) تعلیقات الازہری علیٰ صحیح البخاری (۸) تحقیق ان ابا سیدنا ابراہیم علیہ السلام تارخ، لا آزر (۹) مرأۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (۱۰) روح الفواد بزکریٰ خیر العباد (ﷺ) (۱۱) نغمات اختر (نعتیہ دیوان) (۱۲) نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنین (۱۳) حاشیہ عصیدۃ الشہدۃ شرح القصیدۃ البردہ۔

اردو کتابوں کا عربی ترجمہ:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل اردو

کتب ورسائل کا عربی ترجمہ کیا۔

(۱) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (۲) دامان باغ سبحان السبوح (۳) القمع المبین لآمال المکذبین (۴) برکات الامداد لاہل الاستمداد (۵) تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (۶) قوارع الوہار فی الرد علی المجسمۃ الفجار (۷) النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۸) حاجز البحرین الواقع من جمع الصلاتین (۹) صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۰) فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (۱۱) اہلاک الوہابین علیٰ توہین قبور المسلمین (صیانۃ القبور) (۱۲) شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۱۳) الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۴) الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلا۔

انگریزی تصانیف:

(1) Asar E Qiyamat (2) Fatwa on Wearing of The Tie (3) Azharul Fatawa (4) A Just Answer to The Based Author (5) The Companions are the Starw of Guidance (6)= The Pinnacle of Beauty (7) Of Pure Origin (On the Identity of Prophet Ibrahim's Father)

عربی کتابوں کا اردو ترجمہ:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل عربی کتب ورسائل کا اردو ترجمہ کیا:

(۱) انوار لمنان فی توحید القرآن (۲) المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (۳) الزلال الانقی من بحر سبقته الاتقی (۴) قصیدتان رائعتان (۵) عطایا القدیر فی حکم التصویر

اردو زبان میں تصانیف:

(۱) ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئلہ (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد: تارخ یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت

(۷) سنو، چپ رہو (۸) دفاع کنز الایمان (۹) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۰) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی ہے؟ (۱۱) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۲) سفینہ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۳) فضیلت نسب (۱۴) تصویر کا مسئلہ (۱۵) اسمائے سورہ فاتحہ (۱۶) القول الفائق بحکم الاقتداء بالفاسق (۱۷) افضلیت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۸) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) فتاویٰ تاج الشریعہ (المواہب الرضویۃ فی الفتاوی الازہریہ) (۲۰) چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (۲۱) مقدمہ: تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم (۲۲) منتحہ الباری فی حل صحیح البخاری (۲۳) کفر، ایمان، تکفیر۔

الفردۃ فی شرح قصیدہ البردۃ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی یہ بے مثال تصنیف ہے۔ امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ: محمد بن سعید بن حماد بن عبد اللہ صنہاجی مصری، شرف الدین، عبد اللہ (۶۰۸ھ-۶۹۶ھ ۱۲۱۲ء ۱۲۹۶ء) کا ''قصیدہ بردہ'' سارے جہاں میں مشہور ومعروف ہے۔ اس کے فوائد و برکات اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس قصیدہ کی قبولیت سے سارا عالم اسلام واقف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں تحریر کی گئیں۔ عربی زبان میں بھی متعدد شرحیں موجود ہیں۔ مشہور مقولہ ہے:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ممدوح گرامی کی شرح علمی دنیا میں خوب پسند کی گئی۔ علمائے عرب نے بھی اس کی تحسین فرمائی۔ صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا قادری دام ظلہ الاقدس نے اپنے خاص صرفے سے اسے شائع کیا۔ کتاب 321: صفحات کی ہے۔ یہ کتاب بہت سے مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب بھی ہے۔ یہ کتاب کی قبولیت وافادیت پر واضح دلیل ہے۔

اس کا اردو ترجمہ وشرح شہزادہ امین شریعت حضرت علامہ ارسلان رضا قادری نے ''الوردۃ شرح البردہ'' کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ یہ ترجمہ مکتبہ رحمانیہ رضویہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔

وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:

"فقد اقترح منی بعض خلص الاحباب ان اشرح لهم قصیده البردة النی انشدها الشیخ الامام شرف الدین ابوصیری قدس اللہ سرہ جا تجاحًا لطبتهم عزمت علیٰ ان اشرحها اسعادًا لهم وتیمنًا بهذه القصیدة المیمونة المبارکة متکلًا علی اللہ و مستعینًا به وهو حسبی و نعم الو کیل"۔

(الفرددۃ شرح البردۃ ص ۱۷۔جامعۃ دراسات الرضا بریلی شریف)

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض مخلص احباب نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے لیے قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھوں، جسے شیخ امام شرف الدین بوصیری قدس سرہ العزیز نے نظم کیا تو ان احباب کی طلب کی تکمیل کے لئے میں اس کی شرح کا قصد کیا، انہیں با سعادت بنانے کے لیے اس بابرکت قصیدہ مبارکہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اور اسی سے مدد طلب کرتے ہوئے، اور وہ مجھے کافی ہے اور بہترین نگہبان ہے۔

الفردہ کے خصائص وممیّزات:

قصیدہ بردہ شریف کی دیگر تمام شروحات میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ضرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شارحین کی خدمتوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین) میں یہاں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی شرح قصیدہ بردہ شریف کی خوبیاں سپرد قرطاس کررہے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے شرح قصیدہ بردہ شریف میں فصیح عربی زبان کا استعمال فرمایا اور ایسے الفاظ وکلمات کو لائے جو دلوں میں نقش ہوجائیں اور پڑھنے والے کے قلب وذہن پر اثر انداز ہو سکیں۔ اسلوب بیان بھی دلنشین اور وجد آفریں ہے۔آپ نے آسان تراکیب کا استعمال کرنے کا قصد فرمایا۔آپ نے اس اصول کو پیش نظر رکھا کہ قلیل الفاظ کے ضمن میں کثیر معانی بتائے جاسکیں اور اس کوشش میں آپ بہت کامیاب بھی ہوئے۔شرح قصیدہ کے الفاظ وعبارات حسن وجمال کے آئینہ دار ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ الرضوان کے مراد ومفاہیم کی وضاحت کے ساتھ آپ نے اشعار طیبہ کی اصناف ترکیب، حسن بیان، ان کلمات میں پوشیدہ علمی وادبی حقائق کی جانب بھی اشارہ فرمایا۔معانی مقصود کو دلائل قویہ سے مدلل ومبرہن فرمایا اور امثال انظائر کے ذریعہ اصل مقصود کی توضیح وتشریح بھی فرمائی۔

آپ نے اس بے نظیر و بے مثال شرح کو محض لفظی تنقیح تک محدود نہ رکھا، بلکہ الفاظ وعبارت کی لغوی، نحوی، صرفی کی وضاحت اور بیان فصاحت و بلاغت کے ساتھ معنوی تشریح کا بھی مکمل لحاظ فرمایا۔عقائد اہل سنت کا اثبات بھی فرمایا اور اہل بدعات کا ردو ابطال بھی۔اشعار کے فوائد بھی بیان فرمائے اور موقع بموقع قرآن واحادیث، اقوال صحابہ کرام وفقہائے اسلام سے استدلال بھی فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کی شرح قصیدہ بردہ شریف کی چند اہم خصوصیات تحریر کی جاتی ہیں۔ ہر خصوصیت کی تفہیم کیلئے شرح قصیدہ بردہ شریف کی بعض عبارات اور متعلقہ شعر نقل کردیا گیا ہے۔اختصار کی غرض سے ہم ایک دو مثالوں پر ہی اکتفا کریں گے۔ہم نے ہر خصوصیت کے ضمن میں متعدد خصائص کو منضم کردیا ہے، جو بجائے خود ایک مستقل خصوصیت ہے، لیکن قلت وقت کے سبب ہم تفصیل سے قاصر ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان حقائق کو بالتفصیل سپرد قرطاس کیا جاسکتا ہے۔: وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوۃ ولسلام علیٰ حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

پہلی خصوصیت:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ قصیدہ بردہ شریف کے مفرد الفاظ کے لغوی معانی اور معنی مستعمل فیہ کو بیان فرمایا۔ بہت سے مقامات پر لغوی واصلاحی معانی کے مابین ربط وتعلق کو ظاہر کیا۔کثرت وضاحت کے لیے عربی اشعار اور اہل عرب کے اقوال سے استدلال کیا، تاکہ امام بوصیری کے معنی مراد کی وضاحت ہوسکے۔

أمن تذ کرہ جیران بذی سلم مزجت دمعا جری من مقلة بدم

ترجمہ: کیا تمہارا رونا ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے ہے، جس کی وجہ سے تم نے گوشہ چشم سے بہنے والے آنسوؤں کو خون سے ملا دیا۔

وقوله:مزجت من المزج هو الخلط ولکن بینهما فرقا ابداه اهل المعر فة باللغة فا لمزج خلط الشیئین بحیث یتکون منهما حقیقة واحدة کما انك تمزج الماء با للبن والا قط با لسمن او با لعسل ویتکون بهذا کله حقیقة واحدة والخلط اعم من هذا،تقول خلطت الدراهم با لد نانیر فالدر اهم والد نا نیر مخلوطةولکن

بخلطهما لا تتاتئی حقیقة واحدة فالدراهم بحالها والدنانیر بحالها والامر فی الاول علی العکس -اذا مزجت هذا بهذا اضمحل مامزجته وصار شیئا واحداو هذاهوالفرق۔ (الردۃ شرح القصیدہ البردۃ:ص،)

ترجمہ:(مزجت) المزج مصدر سے ہے اور (المزج) کا معنی خلط کرنا ہے،لیکن مزج اور خلط کے درمیان فرق ہے۔فن لغت کے ماہرین نے اسے بیان کیا، پس (المزج) دو چیزوں کو اس طرح ملا دینا ہے کہ ان دو چیزوں کو ملانے سے کوئی ایک نئی حقیقت کا وجود ہوجائے، جیسے اگر تم پانی کو دودھ سے ملاؤ اور پنیر کو گھی یا شہد سے ملاؤ تو ان تمام چیزوں سے حیقیت واحدہ پیدا ہو جائے گی،اور (الخلط) اس سے عام ہے۔کہا جاتا ہے: میں نے درہموں کو دینار سے ملا دیا تو دراہم اور دنانیر مخلوط ہوجاتے ہیں،لیکن باوجود اس کے ان دونوں کے ملا دینے سے حقیقت واحدہ نہیں بنتی ہے۔درہم اپنی حالت پر رہتا ہے اور دینار اپنی حالت پر رہتا ہے۔لیکن پہلی والی صورت میں معاملہ اس کے برعکس ہے،اس لیے کہ جب تم کسی چیز سے مزج کروگے تو جو چیز ملائی جائے گی، وہ معدوم ہوجائیگی، اور وہ ایک دوسری شئی بن جائے گی، اور ان دونوں (مزج وخلط) میں یہی فرق ہے۔

دوسری خصوصیت:

حسب ضرورت نحوی وصرفی قوانین کو بیان فرمایا۔نحوی ترکیب اور نحو وصرف کی اصطلاحات کو رقم فرمایا۔اشعار کے کلمات کے اعراب کو بھی بیان فرمایا، تاکہ اعراب اور لغت میں کوئی ابہام وخفا باقی نہ رہ جائے۔

أمن تذکر جیران بذی سلم — مزجت دمعا جری من مقلة بدم

ترجمہ: کیا تمہارا رونا ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے ہے، جس کی وجہ سے تم نے گوشہ چشم سے بہنے والے آنسوؤں کو خون سے ملا دیا۔

الهمزة للاستفهام ولها الصفارة ومن متعلق بمزجت قدمت افادة للحصر ای من اجل تذکرك مزجت الدمع بالدم ،لا لشئ غیر هذا، وقدمت افادة للحصر ورعایة للنظم وافادة للتعلیل یعنی ان سبب ککائك تذکرك للجیر ان الکائنین

بذی سلم موضع بالمدینة۔(الفردۃ شرح القصیدۃ البردۃ:ص،)

ترجمہ: ہمزہ استفہام کے لیے ہے، اور ہو شروع کلام کو چاہتا ہے۔ (من) حرف جار فعل (مزجت) سے متعلق ہے، اور اس کو حصر بتانے کے لیے مقدم کیا گیا ہے، یعنی تمہاری یاد کرنے ہی کی وجہ سے تم آنسوؤں کو خون سے ملا دیا، کسی اور وجہ سے نہیں، اور اسے حصر بتانے، نظم کی رعایت اور تعلیل کو بیانے کے لیے مقدم کیا گیا ہے، یعنی تیرے رونے کا سبب تیران پڑوسیوں کو یاد کرنا ہے جو ذی سلم کے رہنے والے ہیں جو مدینہ شریف میں ایک جگہ کا نام ہے۔

یالائمی فی الهوی العذری معذرة — منی الیك ولو انصفت لم تلم

ترجمہ: اے بنی عذرہ کی طرح عشق میں مجھے ملامت کرنے والے امیری معذرت کو قبول کر، اگر تو انصاف کرتا ہو ہرگز ملامت نہ کرتا۔

یا حرف نداء للبعتد والقریب ولائمی ای یاعاذلی معذرة مفعول به مفعول لفعل مقدر بقدیره اقبل او خذومنی جار مجرور متعلق بقوله معذرة والیك فی محل الحال من الضمیر المجرور قبله۔(الفردۃ شرح القصیدۃ البردۃ:ص ۲۳)

ترجمہ: (یا) حرف قریب وبعید دونوں کے لیے۔اور (لائمی) یعنی اے مجھے ملامت کرنے والے (معذرة) فعل مقدر کا مفعول بہ ہے۔اس کی تقدیر یہ ہے (اقبل وخذمعذرة) (الیك) ماقبل ضمیر مجرور سے محل حال میں ہے۔

تیسری خصوصیت:

قصیدہ کے اشعار میں موجود فصاحت وبلاغت کو ظاہر فرمایا اور ارباب بلاغت کی اصطلاحات کی وضاحت تحریر فرمائی، مثلاً تشبیہ، ارکان تشبیہ، اغراض تشبیہ، حقیقت، مجاز، استعارہ، مجاز مرسل، محسنات لفظیہ ومعنویہ وغیرہ مصطلحات اہل بلاغت کی توضیح وتشریح مثالوں کے ذریعہ فرمائی۔

ام هبت الریحنب تلقاء کاظمة — واو مضالبرق فی الظلماء من اضمس

ترجمہ: یا کاظمہ کی جانب سے بادصبا چلی ہے یا جبل اضم سے تاریک رات میں بجلی چمکی؟

ویحمل ان یراد بالریح ریح صبا وههنا یمکن القول بالاستعارة کان الناظم

الفاهم ادعى ان سيرة سيدنا محمد رسول الله ﷺ وشمائله ومكارم اخلاقه من حنيين ريح صبا ،ثم شبه تلك الشمائل والسيرة الطيبة بريح صبا فكنى المشبهة وصرح بالمشبهة به وهذا استعارة مصرحة- والهبوب ايضًا فيه مجاز و فيه استعارة فالهبوب فيه ترشيح لاستعارة التصريحية يعني هل وصلت اليك شمائله وسيرته الطيبة وتذكرت مكارم اخلاقه التي تشبه ريح صبا والتي انتشرت في الافاقق وعمت البلاد فهتج ذلك منك البكاء۔(الفردة شرح القصيدة البردة:ص۹)

ترجمہ: ریح سے بادصبا بھی مراد ہوسکتی ہے اور یہاں استعارہ ممکن ہے۔گویا ہوشمند نظم نگار امام بوصیری نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ میرے آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت طیبہ اور شمائل وخصائل اور اعلیٰ اخلاق بادصبا کی مسرت آمیز صدا ہے، پھر انہوں نے ان شمائل اور سیرت طیبہ کو باد صبا کے مشابہ قرار دیا، پھر مشابہ کی طرف محض اشارہ کیا، اور مشابہ بہ کی تصریح فرمائی۔یہی استعارہ تصریحیہ ہے، اور ہبوب بھی یہاں مجازی معنی میں مستعمل ہے اور ہبوب میں استعارہ تصریحیہ کے لیے ترشیح ہے۔مفہوم یہ ہے کہ کیا تم تک حضور اقدس ﷺ کے شمائل وخصائل اور آپ کی سیرت طیبہ پہنچ گئی ہے؟ جس کی وجہ سے تم نے حضور اقدس ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کو یاد کیا جو بادصبا کے مانند ہیں اور جو آفاق میں پھیلے ہوئے اور مشرق ومغرب میں چھائے ہوئے ہیں تو اس کی وجہ سے تم کو رونا آ گیا؟

چوتھی خصوصیت:

قصیدہ بردہ شریف کے ماقبل کے شارحین کے تسامحات پر قوی اور واضح دلائل کے ساتھ کلام فرمایا اور ان کے کلام میں پائے جانے والے تناقص اور تضاد کو دور فرمایا اور اس امر میں آداب کا کامل لحاظ فرمایا:

اوڈان اعيد ما قاله الخربوتي في التفرقة بين نعم و بلى تذكرة و زيادة للبيان و ايضاحًا للمرام و ازالة للابهام و ها انا ذا اعيدماقاله العلامة الخربوتي قال مانصه : الفرق بينا و بين بلى ان نعم حرف تصديق لكن يقع تصديقا للايجاب والنفي في الخبر والاستفهام جميعا و بلى يختص با لنفي ولا تقع تصديقا و لهذالو

قال القال: بلى كان مومنًا في جواب: الست بربكم۔ لانه في قوة "بلى انت ربنا" و لو قال القائل : نعم فيه لكان كافرا لانه في قوة "نعم لست بر بنا" واقد نظمه بعضهم:

بعد نفي قل نعم لا بعد ايجاب كذا　　　بعد ايجاب نعم لا بعد ايجاب بلى

واانتا خبير بعدنى التأمل انفى عبارة ارخر بوتي شيئًا من الا بهام وما اورده من البيت لا يخلو ان مزيد من الا بهام و فيه منا قضة ظاهرة حيث قال في الشطر الاول: بعد نفي قل نعم، لابعد ايجاب كذا۔ و في الشطر الثاني قال: بعد ايجاب نعم، لا بعد ايجاب بلى۔

وملاحظة الشطرين يضهر لك التنا قض حيث منع ان يجأ بنعم بعد ايجاب في الشطر الاول و في الوقت نفسه اجازان يجاء بنعم بعد ايجاب في الشطر الثاني ولعل في البيت تصحيفا وقع على ايدى بعد النساق اورث خبطافي المعنى۔

(الفردة شرح قصيدة البردة: ص۲۱)

ترجمہ: مقصد کی وضاحت اور ابہام کو دور کرنے کے لیے میں (نعم) اور (بلی) کے درمیان علامہ خرپوتی کے بیان کردہ فرق کا اعادہ کرادینا چاہتا ہوں۔

علامہ خرپوتی نے اس کے متعلق یہ تصریح فرمائی کہ (نعم) اور (بلی) کے درمیان فرق یہ ہے کہ نعم حرف تصدیق ہے لیکن وہ ایجاب ونفی کی تصدیق واقع ہوتا ہے، خبر واستفہام دونوں میں لیکن (بلی) صرف نفی کے ساتھ خاص ہے۔ایجاب کی تصدیق، واقع نہیں ہوتا اسلئے اگر کوئی (الست بربنا) کی قوت بھی ہے۔کسی نے اس کو یوں نظم کیا۔

ادنیٰ تامل سے آپ پر واضح ہوجائے کہ علامہ خربوتی کی مذکورہ بالا عبارت میں کچھ ابہام ہے اور جو شعر انہوں نے نقل کیا، اس میں تو اور زیادہ ابہام ہے۔اس شعر میں واضح تناقض موجود ہے اس اعتبار سے کہ انہوں نے پہلا مصرعہ یوں بیان کیا: بعد نفی قل نعم لا بعد ایجاب کذا۔اور دوسرا مصرعہ کہا: بعد ایجاب نعم لابعد ایجاب بلی

دونوں مصرعوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد آپ پر صریح تعارض واضح ہو گیا ہوگا کہ انہوں نے مصرعہ اولیٰ میں ایجاب کے بعد (نعم) لانے سے منع کیا ہے اور پھر اسی وقت میں دوسرے مصرعہ میں ایجاب کے بعد (نعم) کی اجازت بھی دے دی۔ ہوسکتا ہے کہ کاتب کے ہاتھ سے کوئی تحریف واقع ہوئی ہو، جس سے معنی میں خبط پیدا ہو گیا ہو۔

پانچویں خصوصیت:

ہر شعر کی ایسی تشریح فرمائی کہ مفاہیم و معانی آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گئے، شکوک و شبہات دور ہو گئے اور اعتراضات و سوالات ختم ہو گئے۔

واثبت الوجد خطی عبرة رضنی　　　مثل البهار علی خدیك والنعم

ترجمہ: غم عشق اور حزن قلبی نے تیرے دونوں رخساروں پر گریہ وزاری اور لاغری کے دونشان مثل گل بہار اور شاخ عنم کے ثابت کر دیئے ہیں۔

ای و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرة وضنی: مثل البهار علی خدیك والنعم وبهذا التقدیر یتبین لك ان قوله (واثبت الوجد) جملة معطوفة علی قوله شهدت المقتحم علیها بعد ما و كذلك بقدرهنا ما مصدریة التی دخل علیها بعد ای و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرة رضنی ای فكیف تنكر حبا بعد ما شهدت مه علیك الدول من الدمع والسقم و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرة اضنی۔

(الفردة شرح قصیدة البردة: ص۱۷)

ترجمہ: یعنی غم وحزن کا تیرے رخساروں پر گریہ وزاری اور لاغری کے سونشان نقش کر دینے کے بعد (جب تیرا عشق ثابت ہو گیا، تب پھر تم کیسے عشق کا انکار کر سکتے ہو) اس تقدیر سے خوب ظاہر ہو گیا کہ (اثبت الوجد) جملہ معطوفہ (شهدت) پر اور اسی طریقے سے یہاں اس شعر کے شروع میں (ما) مصدریہ ہے جس پر (بعد) داخل ہے، یعنی (بعدما) بھی مقدر ہے۔ گویا عبارت یوں ہے بعد ما شهدت به علیك العدول من الدمع والسقم و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرة وضنی

چھٹی خصوصیت:

شرح میں قصیدہ بردہ شریف کے اشعار کے ذریعہ اہل سنت و جماعت کے عقائد ثابت کئے گئے ہیں۔ عقائد کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی آیات مقدسہ، احادیث طیبہ، ارشادات صحابہ کرام واقوال فقہائے عظام سے استدلال کیا گیا ہے۔ ۱۳۸/فردہ ۸۵

وقد استلزم كونه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم داعیًا كونه شاهدًا واستصحب العموم كما اقتضاه الداعی واقتضی الامر بتعزیره و توقیره ولذالك قال الله سبحانه و تعالیٰ: ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ﴾ الی قوله ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾

وقد عثرنا علیٰ تفصیل جمیل فی كلام الامام العالمة اسماعیل الحقی مشتمل علیٰ فوائد مهمة۔ فاحببنا ان تذكره بالمناسبة للمقام:

قال رضی الله تعالیٰ عنه جی روح البیان تفسیر القوله تعالیٰ ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ﴾ الأیة، معنی تعظیم رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و توقیره حقیقة اتباع سنته فی الظاهر و الباطن والعلم بأنه زبدة الموجودات و خلاصتها و هو المحبوب الازلی وما سواه تبع له و لذا ارسله تعالیٰ شاهدًا فانه لما كان اول مخلوق خلقه الله كان شاهدًا بو حدینیة الحق و ربو بیته و شاهدًا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والا جرام والاركان الاجسام والاجساد والمعادن والبنات والحیوان والملك والجن والشیطان والانسان وغیر ذلك لئلا یشذ عنه ما یمكن للمخلوق دركه من اسرار افعاله و عجائب صنعه و غرائب قدرته بحیث الابشاركه فیه غیره و لهذا قال علیه الصلاة والسلام: علمت ما كان وماسیكون، لانه شاهد الكل وما غاب، لحظة۔ (الفردةشرح قصیدة البردة: ص ۸۵)

ترجمہ: آپ ﷺ کا داعی ہونا آپ کے بالعموم شاہد (حاضر وناظر) ہونے کو مستلزم ہے، اس لئے کہ داعی کا معنی اس کے عموم کو چاہتا ہے، نیز یہ امر آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا بھی مقتضی

ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ ﴾ (سورہ فتح: آیت ۸)

علامہ اسماعیل حقی کے کلام میں عمدہ تفصیل پر فوائد پر مجھے آگاہی ہوئی، جو اہم فوائد پر مشتمل ہے۔ مقام کی مناسبت سے میں یہاں نقل کردینا چاہتا ہوں۔

علامہ حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "روح البیان" میں فرمان باری تعالیٰ ﴿ وَتُعَزِّرُوْهُ ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا معنی ظاہر وباطن میں حقیقی طور پر حضور ﷺ کی سنت کا اتباع کرنا ہے، اور اس بات کا اعتقاد رکھنا ہے کہ آپ ﷺ ہی تمام موجودات کے خلاصہ اور لب لباب ہیں اور آپ ﷺ ہی حبیب ازلی ہیں اور سبھی کو آپ ﷺ کے علاوہ سب آپ ﷺ کے تابع ہیں، اسی وجہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا، کیوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہیں تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کو شاہد ہیں اور تمام موجودات کو پردۂ عدم سے وجود بخشے جانے کے شاہد ہیں یعنی ارواح ونفوس، ارکان واجسام، واجساد، معدنیات، نباتات، حیوانات، فرشتے، جن، شیطان وانسان وغیرہ سبھی کو عدم سے وجود میں نکالے جانے کا مشاہد کرنے والے ہیں (اور آپ ﷺ ان تمام موجودات کے اس لیے شاہد ہیں)، تا کہ رب تعالیٰ کے اسرار اور اس کی قدرت وصنعت کے عجائب وغرائب کا وہ علم جس کا ادراک مخلوق کے لیے ممکن ہے، اس کا علم آپ سے چھوٹ نہ جائے، اور اس میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں، اسی لیے آپ ﷺ کے ارشاد فرمایا: میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ تمام اشیا کے شاہد ہیں اور کوئی چیز آپ ﷺ سے پوشیدہ نہیں۔

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے حضور اقدس سرور دوجہاں ﷺ کے حاضر وناظر ہونے کا بیان دلائل کے ساتھ فرمایا۔ مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی (م ۱۱۳۷ھ) کی تفسیر روح البیان کی عبارت کو بطور حوالہ پیش کیا۔

ساتویں خصوصیت:

دلائل وبراہین کی روشنی میں جا بجا باطل فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔ ان کی پیش کردہ دلیلوں کی

خامیاں رقم کی گئیں اور ان کے افکار باطلہ ونظریات فاسدہ کی تغلیط کی گئی ہے۔

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر   وانہ خیر خلق اللہ کلھم

ترجمہ: حضور ﷺ کے بارے میں ہمارا مبلغ یہ ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں اور یہ کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔

قال فی الذخرو العدۃ: فی البیت ایماء الی تساوی الناس فی البشریۃ والتمایز بالمعارف والخصائص الجمیلۃ فالمصنف أومأ الی الاول بانہ بشر یشارک ابناء ھذا النوع فی البشریۃ والی الثانی اجمالاً بانہ خیر خلق اللہ ولایدرون غایۃ قربہ من حضرۃ الالٰہ وال یلاحظون انفرادہ فی مقام جفعہ ورؤیتہ بحکم الحدیث بعین اللہ وسماعہ بسماعہ۔ (الفردۃ شرح قصیدۃ البردۃ: ص ۱۱۷، ۱۱۸)

ترجمہ: "الذخرۃ والعدۃ" میں مذکور ہے کہ شعر میں اس جانب اشارہ ہے کہ تمام لوگ بشریت میں مشترک ومساوی ہیں، لیکن معارف وخصائص جمیلہ میں حضور اقدس ﷺ سب سے ممتاز ومنفرد ہیں، پس امام بوصیری قدس سرہ العزیز نے پہلے مصرع میں ان شارہ کیا کہ حضور اقدس ﷺ بشر ہیں اور نوع بشر جے تمام افراد بشریت میں مشترک ہیں، لیکن انہوں نے دوسرے مصرع میں اجمالاً بیان کیا کہ حضور اقدس ﷺ تمام مخواق میں سب سے افضل ہیں۔

ان خوابیدہ لوگوں کا ارتقا اور (ان لوگوں کا) حضور اقدس ﷺ کی معرفت کے مدارج کی انتہا یہ کہ آپ ﷺ افضل البشر اور مخلوق الٰہی میں سب سے بہتر ہیں، اور تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ کے قرب کی انتہا کو نہیں جانتی اور مقام جمع میں آپ ﷺ کی انفرادیت سے آشنا نہیں، اور بحکم حدیث آپ ﷺ کا دیکھنا نظر الٰہی سے ہے اور آپ ﷺ کا سننا سماعت الٰہی سے ہے۔

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے حضور اقدس ﷺ کی بشریت کی حقیقت بیان فرمائی، اور ان لوگوں کا رد بلیغ فرمایا جو آپ ﷺ کو اپنی طرح بشر کہتے ہیں، حالانکہ یہ ممکن نہیں، آپ ﷺ محض جنس بشر میں ہونے کے سبب بشریت میں دیگر بنی آدم کے مساوی ہیں، لیکن فضائل ومناقب، محامد ومحاسن، فضائل وکمالات، اوصاف محمودہ وخصائل حمیدہ

میں کوئی بشر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مساوی نہیں۔

آٹھویں خصوصیت:

قصیدہ شریف کے اشعار کے خواص اور فوائد کو بیان فرمایا۔

فمالعینیك ان قلت اکففا همتا ومالقلبك ان قلت استفق یهم

وبقی ان اذکر خاصیات الابیات الثلاثة-یحکی الشیخ الخربوتی شارح قصیدة البردة عن اسیاذه انه قال:خا صیةهذه الا بیات الثلاثة انه اذا کانت عندك بهیمة لا تتعلم فا کتب هذه الا بیات الثلاثة فی زجاجوامحها بماء المطر واسقها للبهیمة فانها تتعلم وتذل لك۔ تقول الخر بو تی :قال الا ستاذطول الله بقائه جرّبته فوجد ته صحیحًا

وخاصیة اخریٰ هی انك اذا کتبت هذه الابیات الثلاثة فی رق غزال وعلقت علی عضد رجل بلسابه رکاکة فانه یتعلم بسر عة وتزول رکاکته ویکون فصیحا۔

(الفردةشرح القصیدةالبردة:ص۱۱)

ترجمہ: ان تین اشعار کی خاصیت کا ذکر کرنا ابھی باقی رہ گیا۔قصیدہ بردہ کے شارح شیخ خرپوتی اپنے استاذ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ان تینوں اشعار کی خاصیت یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس بغیر سدھایا ہوا کوئی جانور رہے تو تم ان تینوں اشعار کو ایک شیشے کے برتن میں لکھ دو، اور اس برتن میں بارش کا پانی مالدو اور پھر پانی اس جانور کو پلا دو تو ضرور وہ جانور سدھ جائے گا اور تمہارا فرماں بردار ہوجائے گا۔امام خرپوتی بیان فرماتے ہیں کہ استاذ گرامی نے فرمایا کہ میں نے اس کا تجربہ کر کے دیکھا تو میں اس بات کو سچ پایا۔

ان اشعار کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ اگر تن ان اشعار کو کسی ہرن کی گرسن پر لکھ دو اور اس شخص کے بازو پر باندھے، جس کی زبان میں لکنت ہے تو ضرور ان شاء اللہ اس کی زبان کی لکنت جاتی رہے گی، اور وہ ان شاء اللہ فصیح اللسان ہوجائے گا۔



مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی
صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم، بدایوں

’’حضور تاج الشریعۃ‘‘ اور ان کی شان فقاہت

’’حضور تاج الشریعہ‘‘ آج ہمارے درمیاں نہیں ہیں......آپ جنت نشیں ہو چکے ہیں......اس جہاں کو چھوڑ کر اس سے بہتر جہاں میں سکونت پذیر ہیں......دل روتا ہے آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں......کسی کروٹ سکوں محسوس نہیں ہوتا......ایک ایسا محسن......ایک ایسا مشفق اور ایسا مہرباں ہمارے درمیاں سے چلا گیا کہ جس کی یادیں ہمارے اور تمام اہل سنت و جماعت کے دلوں میں تازہ رہیں گی......ان کے چلے جانے سے ان کے چاہنے والوں کی نگاہوں کے سامنے ایک اندھیرا سا چھا گیا ہے کیونکہ جب کوئی اچھا اور پھر اچھوں کا کوئی اچھا چلا جاتا ہے تو ظلمت و تاریکی چھا ہی جاتی ہے اور صبح کے اجالے بھی شام کی تاریکیوں میں ڈوب جایا کرتے ہیں......رونے والے روتے رہے اور بلکنے والے بلکتے رہے مگر انہیں جانا تھا چلے گئے......اور ساتھ میں یہ پیغام بھی دیتے ہوئے گئے کہ

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے
کچھ بگڑتا تو نہیں موت سے اپنی یارو ہم صفیرانِ گلستاں نہ رہے ہم کیا ہے

بالکل صحیح اور سچی بات ہے کہ موت سے اچھے لوگوں کا کچھ بگڑتا نہیں ہے بلکہ موت ان کے لئے مسیحا بن کر آتی ہے اور ایک دم طور جہاں کو بدل دیتی ہے......اس لئے کہ حیرت انگیز شخصیتوں کے لئے موت ایک پُلھوا کرتی ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتی ہے......جیسا کہ کہا گیا ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب ’’حضور تاج الشریعہ‘‘ کی نماز جنازہ میں سروں کا سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا......ایک سیل رواں تھا جو تا حد نظر بہہ رہا تھا......فکر و دانش کی آنکھیں حیرت زدہ تھیں کہ یہ اژدحام کثیر کہاں کہاں سے آیا ہے اور کن کن علاقوں سے آکر بریلی کے ’’اسلامیہ انٹر کالج‘‘ میں سمٹ گیا ہے......کوئی کیا بتائے کہ کتنے سر تھے اور کتنے چاہنے والے تھے؟ اس

بھیڑ کو دیکھ کر سب کی عقلیں حیران تھیں اور شمار کرنے کی قوتیں سلب ہو چکی تھیں......جس نے جو گنتی بتائی مان لی گئی......کسی نے تین کروڑ کہا......کسی نے تعداد بتاتے ہوئے کروڑوں سے تعبیر کیا اور انتظامیہ کی جانب سے سوا کروڑ بتایا گیا......صحیح گنتی کیا ہو سکتی ہے؟ یہ وہی جانتا ہے جس سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے...... اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ''بریلی شریف'' میں اس قدر کثیر تعداد میں چاہنے والے جمع ہوئے کہ ہوش وخرد نے کام کرنا بند کر دیا......اور کہیں تو اتنا بھی نہیں ہوتا ہے کہ اسے لاکھوں سے تعبیر کیا جا سکے......کہاں ایک چھوٹی سی جوئے بلاخیز اور کہاں ایک ناپیدا کنار پُرجوش سمندر؟...... چہ نسبت خاک را با عالم پاک......انہیں کس نے بلایا تھا؟ اور یہ لوگ کس رشتہ سے آئے تھے؟ یہ دونوں سوال نہایت ہی اہم ہیں......ان کے جوابات کی تلاش میں صحرا بصحرا......دشت بدشت خاک چھاننی پڑے گی تب کہیں جا کر کچھ ہاتھ آئے گا......اور جو کچھ بھی ہاتھ آئے کسی کو پسند آئے یا پسند نہ آئے بلا سے......ہمیں کیا غم ہو سکتا ہے؟ کہ ؎

جب یہی طَور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

☆......یہ لوگ یوں ہی نہیں آئے تھے بلکہ انہیں کسی بلانے والے نے بلایا تھا......وہ بلانے والا کون ہو سکتا ہے؟ ہاں ہاں وہی ہو سکتا ہے؟ جس نے بریلی کے ایک گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر جہاں بانی کی ہے......شان وشوکت......قوت وسطوت اور رعب ودبدبہ سے بڑے بڑوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے......اور فکر ودانش کے بادشاہوں کو اپنی چوکھٹ پر سرنگوں کر رکھا ہے......وہ جو اوج ثریا کو اپنی جاگیر تصور کرتا تھا آج خاک پر پڑا ہوا ہے......سکہ کہیں بنے اور کہیں ڈھلے مگر کھرا اسی وقت ہوتا ہے جب اس کوچہ جاناں سے گزر جاتا ہے جہاں سے عشق ومحبت......فکر ودانش......شعور ادراک اور علم ودانش کے چشمے ابلتے ہیں......خواہ وہ چشمے کسی بھی صورت میں ابلے......اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے......کبھی وہ چشمہ ''حجۃ الاسلام'' کی شکل میں نمود پایا......اور کبھی سرکار مفتی اعظم ہند کی صورت میں......دنیا نے دیکھا اور بہت بار دیکھا کہ ''مفسر اعظم ہند'' کی شکل میں بھی ایک چشمہ ابلا تھا اور دور حاضر میں ''تاج الشریعۃ'' بھی ایک چشمہ تھے جنہوں نے بریلی اور سوداگران سے نمود پائی تھی......اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے برصغیر میں پھیل جاتے ہیں......بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں

کہ برصغیر ہی نہیں......یورپ وامریکہ میں بھی اسی چشمہ کی دھوم مچی ہوئی ہیں......سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اسی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے ایک آواز دی تھی اور بریلی میں بیٹھ کر پکارا تھا کہ

کیوں رضا آج گلی سونی ہے اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

''اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی'' کے اس شعر میں کیسی معنویت ہے؟ کہ کل بھی اس میں تابانی پائی جاتی تھی اور آج بھی اس کی درخشانی برقرار ہے......اسی طرح آنے والے کل میں بھی اس میں ضوفشانی یوں ہی سلامت رہے گی......اور رضا کی گلی کبھی سونی نہ رہے گی......اس کی وجہ یہ ہے''کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی'' جس اپنائیت اور محبت بھرے آواز میں اپنے دھوم مچانے والوں کو بلایا ہے......اس اپنائیت کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے......سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اسی محبت بھری آواز پر لوگ لبیک کہتے ہوئے آتے رہیں گے اور کسی نہ کسی بہانے سے رضا کی گلی میں دھوم مچاتے رہیں گے......''حضور تاج الشریعۃ'' کی نماز جنازہ میں شرکت کے بہانے لوگ آئے اور پوری بریلی میں دھوم مچا گئے......اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ سارے لوگ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بلاوے پر آئے تھے اور انشاء اللہ آئندہ بھی آتے رہیں گے......

☆......میں نے ''حضور تاج الشریعۃ'' کی ذات وشخصیت کو اگرچہ ایک چشمہ سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ تعبیر سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علمی فنی فکری اور فکری بحر ذخار کی بہ نسبت ہے کہ کوئی کتنا بھی بڑا ہو مگر وہ اپنے بڑوں کے سامنے چھوٹا ہی ہوا کرتا ہے......ہاں اگر اس نسبت سے ماورا ہو کر محض ''حضور تاج الشریعۃ'' کی ذات وشخصیت کے اعتبار سے اور دور حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے......تو میرے ''تاج الشریعۃ'' کی ذات وشخصیت بہت زیادہ بلند دکھائی پڑتی ہے......کوئی کتنا ہی بڑا اونچا کیوں نہ ہو......میرے ''تاج الشریعۃ'' کے سامنے بونے ہی دکھائی دیتے ہیں......بذات خود ''حضور تاج الشریعۃ'' کا علم وادراک......فقہی بصیرت......فکری،شعوری لیاقت......مذہبی مسلکی اور ادبی فقہی روایات کسی دوڑ میں شامل نہیں کہ دوڑ میں وہی شامل ہوا کرتا ہے جو بلند چوٹی سے بہت نیچے ہوا کرتا ہے اور جو فلاح وبہبودی کی ''غایت قصوی'' تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو پھر اسے کسی دوڑ میں شامل

ہونے کی حاجت نہیں ہوتی ہے اور نہ اسے اس کی ضرورت پڑا کرتی ہے......میں کیا بلکہ کوئی بھی ان کی ذات کو ''نہر'' سے تعبیر نہیں کرسکتا ہے اور نہ ہی اسے دریا کا نام دیا جاسکتا ہے......کہ ان دونوں کے دامن تنگ ہوا کرتے ہیں اور ان میں گہرائی بھی برائے نام ہوا کرتی ہے......ہاں ''تاج الشریعہ'' کی شخصیت کو سمندر کہا جاسکتا ہے کہ اس کی پہنائیاں بھی وسیع ہوا کرتی ہیں اور اس کی گہرائی بھی بے انتہا ہوا کرتی ہے......لیکن اس بات کا خیال رہے کہ یہ سمندر عام قسم کے سمندروں سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے کہ ان کی پہنائیاں ناپی جاسکتی ہیں اور ان کی گہرائیوں کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے......علم و ادراک......فکر و شعور اور فقہ و تدبر کا سمندر وہ انوکھا سمندر ہوا کرتا ہے جہاں ناپ تول کی گنجائش نہیں ہوتی ہے......اور نہ اس میں موجیں اُٹھتی ہیں اور نہ ہی لہریں نمودار ہوا کرتی ہیں......بلکہ اس کی اوپری سطح پر خاموشی سی چھائی رہتی ہے......متانت و سنجیدگی وقار اور اس جیسے بہت سے اوصاف چھائے رہتے ہیں......ہاں، ہاں یہ بات خدا لگتی معلوم ہوتی ہے کہ اس قسم کے سمندر میں بہت زیادہ گہرائی میں نادر و نایاب جیسی ''رَو'' ضرور چلتی ہے جو اپنے خرامانہ انداز میں رواں ہوتی ہے......یہی وہ رَو ہوا کرتی ہے جو اندرون شخصیت سے اُٹھتی ہے اور ماننے......چاہنے والوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے......اس رَو کا سلسلہ لامتناہی ہوا کرتا ہے جو کسی کے ذہن و فکر کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے......''حضور تاج الشریعہ'' کی نماز جنازہ میں جس قدر افراد شامل تھے یا شامل ہونے کا ارادہ اپنے دلوں میں رکھتے تھے......سب کے سب اسی ''رَو'' کے کرشموں سے متاثر تھے......اور اسی رَو نے ان سب کو کھینچ کر بریلی میں اکٹھا کردیا تھا......اسی ''رَو'' کی تعبیر میں یہ نعرہ گونجا اور یہ صدائے دلنواز بلند ہوئی کہ......بستی بستی قریہ قریہ......تاج الشریعہ تاج الشریعہ......حضور تاج الشریعہ کی عالی مرتبت شخصیت کی اندرونی تہوں سے اُٹھنے والی رَو کس قدر مبارک اور خوشگوار تھی کہ اس نے ایک دل کو دوسرے دل سے......دوسرے دل کو تیسرے دل سے اور تیسرے کو چوتھے دل سے جوڑتی چلی گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دلوں کی ایک زنجیر سی بنتی ہوئی کہاں سے کہاں تک پہونچ گئی؟ یہ بتانا نہایت ہی مشکل ہے......بات صرف دلوں تک محدود نہ رہی بلکہ اس زنجیر کا لمبا ہاتھ ایک بستی کو دوسری بستی سے......ایک قریہ کو دوسرے قریہ سے......ایک ضلع کو دوسرے ضلع سے......ایک صوبہ کو دوسرے صوبہ سے اور ایک ملک کو دوسرے ملک

سے جوڑ دیا......خدا سلامت رکھے اس رَو کو اور اس سے بننے والی زنجیر کو......جس نے ان گنت افراد کو ''حضور تاج الشریعہ'' سے جوڑ دیا اور جس کا خوبصورت نظارہ بریلی میں دیکھنے کو ملا......ایسا نظارہ آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور شاید کبھی نہ دیکھے......بریلی کے رضا کی کچھ شان ہی ایسی ہے کہ ان کے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک فرد عظیم پیاجاتا ہے۔

تمہید کے طور پر میں نے یہ چند باتیں پیش کردیں......ان کا مطالعہ کریں اور پھر آگے بڑھیں میرے مقالہ کا عنوان ہے......''حضور تاج الشریعہ' اور ان کی شان فقاہت ......اس پورے عنوان پر تین ذیلی عناوین کے تحت بحث کی جائے گی اور پھر ان تمام عناوین کا ماحصل پیش کیا جائے گا، میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ اس تفصیلی مباحث کا خلاصہ آپ کے ذہن و فکر میں اتاردوں۔

''حضور تاج الشریعہ'' کا تعارف:

اس بات میں کوئی شک اور کوئی تردد نہیں کہ میرے اور آپ کے ''تاج الشریعہ'' کسی تعارف کے محتاج نہیں......کہ آپ ''مہر نیمروز'' کی مانند روشن و تابناک تھے اور ''ماہ شب چہاردہم' کی مثل درخشاں تھے......ایک ایسی ''شمع فروزاں' تھے کہ آپ جہاں جاتے آپ کے اردگرد پروانوں کی بھیڑ سی لگ جاتی......آپ کی ذات و شخصیت سے نہ جانے وہ کون سی ایسی خوشبو پھوٹتی کہ بھٹکنے والوں کو اس سے ہدایت مل جاتی یا پھر ان کی اس خوشبو کے سہارے لوگ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جایا کرتے تھے......ایسی ذات سے کون متعارف نہ ہوگا؟ باوجود اس کے ''عنوان پر بحث کرنے یا کچھ تحریر پیش کرنے کے آداب اور تقاضے ہوا کرتے ہیں جن کی رعایت بہر حال ضروری ہوا کرتی ہے اسی کی رعایت اور نیز ذیلی عناوین میں منطقی ترتیب کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے میں نے اس عنوان پر کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے......شاید آپ کو پسند آجائے

''حضور تاج الشریعہ'' ایک فرد عظیم تھے اور اپنے خاندانی علمی، فکری، فقہی اور کل جہتی صلاحیتوں و وراثتوں کے امین تھے......انہوں نے اپنی پوری زندگی میں وہی کیا اور وہی کہا اور اسی بات کی تلقین فرمائی جو اس خاندان کے بزرگوں نے کیا تھا......کہا تھا اور قوم و ملت کے لئے تلقین فرمائی تھی......کسی عربی شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے...... ؎

اذا سید منا خلا قام سید قؤول لما قال الکرام فعول

یعنی جب ہمارے خاندان کا کوئی سردار گزر جاتا ہے تو فوری طور پر اس کی جگہ ایک دوسرا سردار آجاتا ہے اور یہ نیا سردار وہی کہتا اور کرتا ہے جو اس خاندان کے بزرگ سردار کر چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں

اس بات کو سب جانتے اور مانتے ہیں اور دور حاضر کے لوگ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں کہ ''حضور تاج الشریعہ'' اسی موقف اور نظریہ پر قائم تھے جو ان کے خاندان کے بزرگوں کا مؤقف ونظریہ تھا......سیدی اعلی حضرت فاضل بریلوی......حضور حجۃ الاسلام......حضور مفتی اعظم ہند اور سرکا رمفسر اعظم کا تھ موقف ونظریہ تھاا...... یہ وہ عظیم اور بابرکت شخصیتیں تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو نہ اپنے لئے وقف کیا تھا اور نہ ہی اپنوں کے لئے وقف کیا تھا بلکہ انہوں اپنے آپ کو قوم وملت اور اہل سنت وجماعت کے افراد ذی وقار کے لئے وقف کر دیا تھا......نہ ان کی زندگی خود ان کی اپنی تھی اور نہ ان کی شخصیت خود ان کی اپنی......اور حد تو یہ ہے کہ ان کا جو بھی سرمایہ تھا......وہ بھی ان کا اپنا نہ تھا...... یہ وہ مقدس افراد تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ قوم کے حوالے کر دیا تھا......وہ بولتے تھے تو قوم کے لئے اور لکھتے تھے تو قوم کے لئے...... ان کی کتابیں ان کے قائم کردہ مدارس بھی قوم کے حوالے تھے ......''حضور تاج الشریعہ'' نے انہیں بزرگوں کے نقوش قدم کو اپنایا اور پوری حیات اسی کی اتباع کرتے رہے......حالانکہ جدیدیت کی تیز آندھیوں میں بہت سے لوگ اِدھر سے اُدھر ہو گئے اور کچھ غلط قسم کی تاویلیں کر کے غیروں کی پناہ میں چلے گئے......مگر میرے ''تاج الشریعہ'' جبل راسخ کی مانند اپنے موقف ونظریہ پر ڈٹے رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے......یہی وہ معنویت ہے جس نے آپ کو دائمی حیات کا مژدۂ جانفزا سنا دیا......اس جہاں سے چل کر جو دنیا آپ نے بسائی ہے......وہ نہایت ہی آرام دہ ہے......وہاں نہ کوئی جگانے والا اور نہ کوئی جھنجھوڑنے والا ہے......وہاں تو صرف ''عروس نو'' کی مانند سونا ہے......کسی کی یاد میں مست رہنا ہیاور کسی خوبصورت نشہ میں مدہوش رہنا ہی اس زندگی کی خصوصیت رہی ہے......خود ''حضور تاج الشریعہ'' اس جہاں کے بارے میں فرماتے ہیں:

جو پئے سوال آئے مجھے دیکھ کر یہ بولے اسے چین سے سلاؤ کہ یہ بندۂ نبی ہے
میں مروں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہدیں کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگی ہے

ترا دل شکستہ اختر اسی انتظار میں ہے کہ ابھی نویدِ وصلت ترے در سے آرہی ہے

خدائے برتر وبالا نے جہاں ''حضور تاج الشریعہ'' کو باطنی حسن وجمال سے نوازا تھا......وہیں ظاہری حسن بھی دیا تھا......یہی وجہ ہے کہ ہزاروں افراد آپ کے چہرۂ مبارک کے دیدار سے مشرف ہوا کرتے تھے اور لذت دید سے آشنا...... جمال ایسا جو مضطرب دلوں کو سکوں اور پریشاں نظروں کو چین عطا کر دے......کوئی ان لوگوں سے پوچھے جو گھنٹوں انتظار کے بعد زیارت کے شربت ارغوانی سے شادکام ہوا کرتے تھے......کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ ان کے رخِ زیبا کے خطوط اس طرح چمکتے دمکتے تھے جیسے بادلوں کے بیچ کوئی بجلی چمکتی ہو بہت ہی خوبصورت بات کہی ہے کسی عربی شاعر نے

و اذا نظرت الی اسرۃ وجھه برقت کبرق العارض المتھلل

یعنی جب تم اس کے چہرہ کی طرف دیکھو تو پیشانی کے خطوط ایسے چمکتے ہونگے جیسے ابر میں بجلی چمکتی ہے

اسی حسن دوبالا نے نہ جانے کتنے دلوں کو اپنا اسیر بنایا؟ اسیر ہونے والوں کی تعداد انگنت ہے...... بے شمار ہے......اور ہر طرف پھیلی ہوئی ہے یہاں سے وہاں تک اور وہاں سے کہیں اور تک ......جس کا مشاہدہ ارباب دانش وبینش اور حکومت وانتظام میں دخیل رکھنے والوں نے کیا......میڈیا اور شوشل میڈیا چلانے والوں نے کیا...... یہ بھی اللہ تعالی کا فضل عظیم ہے......کہ اس نے اپنے اس محبوب بندہ کو نوازا تو اس قدر نوازا کہ دیکھنے والی آنکھیں ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہیں......اور اس کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر رہیں۔

☆......''حضور تاج الشریعہ'' کی ذات وشخصیت اور ان کے کمال علم وادراک میں ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ جو ان کے روبرو ہوتا وہ اپنے آپ میں حیران وششدر رہ جاتا...... چاہے اس کی وجہ ان کا ظاہری حسن ہو یا باطنی کمال......علم وادب کا رعب ہو یا پھر زبان وبیان کی چاشنی...... یا کوئی اور وصف خاص ہو بہر حال اس بات سے انکار نہیں کہ ان کی شخصیت باعث حیرت واستعجاب تھی ......ایسی مبارک ذات کے بارے میں کوئی کیا کہے؟ کہے گا تو جب! جب حیرت واستعجاب کا طلسم ہوش ربا ٹوٹے گا اور یہ ابھی ٹوٹتا ہوا محسوس نہیں ہوتا......بس میں صرف اور صرف اس بات کو کہہ کر

اس ذیلی عنوان کو پورا کر دیتا ہوں......جیسے کہ مرزا رفیع محمد سودآ نے بڑی پیاری بات کہی ہے

وے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں   اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

شانِ فقاہت تشریح وتوضیح:

''شأن'' عربی زبان کا لفظ ہے جو مہموز العین ہے اور فتح یفتح کے باب سے آتا ہے......عظمت ،انفرادیت،فوقیت، کمال اور خوبی کے معنی میں آتا ہے......عربی زبان وادب کے ساتھ ساتھ فارسی زبان میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے اور اردو ادب میں تو عام طور سے اسے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور آج بھی کیا جارہا ہے مگر معنی وہی ہے جو ابھی ہم بیان کر آئے ہیں یعنی بڑائی اور فوقیت......فرہنگ آصفیہ میں ہے

شأن (عربی) اسم مؤنث:

(۱) **شوکت،عظمت،مرتبہ،دبدبہ،جلال** ؎

کیا کہوں کیا دہر میں تیرے گدا کی شان ہے   شک نہیں ہے صدقے اس پر بادشاہ کی شان ہے

(۲) **حق،نسبت** جیسے یہ آیت ان کی شان میں ہے

(۳) **موقع ،حال محل** جیسے آیت کی شان نزول

(۴) **عزت،فخر،حرمت،شرف،توقیر،منزلت رفعت وغیرہ**

(فرہنگ آصفیہ جلد دوم ص ۱۲۵۰)

لغت میں لفظ''شان'' کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں موقع ومحل سے جو مناسب معنی ہو وہی مراد لیا جائے ......چونکہ'' شان فقاہت'' میں''شان'' کو''مضاف'' قرار دیا گیا ہے اور ''فقاہت'' کو'' مضاف الیہ'' ......تو یہاں''شان'' سے کمال،عظمت اور فوقیت کا معنی مراد لیا جائے اور اس کا ترجمہ یوں کیا جائے،،فقاہت میں کمال...... یا فقاہت میں منفرد مقام یا اسی کی مانند جو معنی آپ مناسب سمجھیں مراد لے سکتے ہیں......اس کی وجہ یہ ہے کہ''حضور تاج الشریعہ'' کے اوپر اللہ تبارک وتعالیٰ کا کچھ ایسا خاص کرم تھا اور ان کی ذات وشخصیت میں کچھ اس قسم کی منفرد اور ممتاز خوبیاں پائی جاتی تھیں کہ لفظ''شان'' ان کی شخصیت پر ہر زاویہ سے صادق آتا ہے......اور ہر جہت

سے ان پر منطبق ہوتا تھا......اب تک جس دانشور اور جس مفکر نے ان کے لئے جو کچھ بھی استعمال کیا ہے......نثری زبان میں استعمال کیا ہے یا شعری زبان میں استعمال کیا ہے...... وہ استعمال ''حقیقی استعمال'' ہی قرار پاتا ہے اور اس کا انطباق اس خوبصورت انداز میں ہوگیا ہے......اب تک کسی کو اس میں تاویل کی گنجائش باقی نہ رہی ہے اور نہ رہے گی بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ان کی شان میں جو کچھ بھی کہا جائے گا میرے ممدوح گرامی کی شخصیت اس انطباق سے کہیں ماورا ہے......ایسی شخصیت بار بار نمود نہیں پاتی ہے بلکہ جب خدا کا فضل ہوتا ہے تو عالم ظہور میں نمایاں ہوجاتی ہے اور اپنے خوبصورت جلوؤں سے کائنات کو روشن وتابناک کر جاتی ہے......اسی لئے کسی شاعر نے بہت ہی خوب کہا ہے......

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ   مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

فقاہت کیا ہے؟

لفظ فقاہت ......فقہ سے مشتق ہے......لغت میں اس کا معنی علم ،ادراک اور فہم'' بیان کیا گیا ہے......اسی طرح ذہانت ،سرعت فہم اور بات کو آن واحد میں سمجھ لینے کو''فقاہت'' کہا جاتا ہے ......عربی زبان وادب میں بہت سے ایسے محاورات اور کلام پائے جاتے ہیں جن میں فقاہت کو''فہم وادراک'' کے معنی میں لیا گیا ہے......ذیل میں کچھ عبارتیں پیش کی جارہی ہیں

الف......الفقه : العلم بالشيء والفهم له (یعنی کسی چیز کے جاننے اور اس کو سمجھنے کو فقہ کہا جاتا ہے)

ب ......الفقه في الاصل الفهم يقال اوتي فلان فقهًا في الدين اي فهمًا في الدين

(فقہ اصل میں فہم کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے اوتی فلان فقهًا في الدين مگر مراد لیا جاتا ہے فهمًا في الدين

ج......قال الازهري قال لي رجل من كلاب وهو يصف لي شيئًا فلما فرغ من كلامه قال افقهت يريد افهمت (ازہری نے کہا: قبیلہ کلاب کے ایک شخص نے مجھ سے کہا جب وہ مجھ سے کچھ بیان کررہا تھا (افقهت) اور انہوں نے اس سے (افهمت) کا ارادہ کیا

س......في حديث سلمان : انه نزل على نبطية بالعراق فقال لها هل هنا مكان

نظیف اصلی فیه ؟فقالت طهر قلبك وصل حیث شئیت فقال سلمان فقهت ای فهمت وفطنت (سلمان کی حدیث میں ہے: جب عراق میں کسی نبطیہ عورت کا وہ مہمان ہوا۔سلمان نے اس عورت سے کہا: یہاں کوئی ایسی پاک جگہ ہے جہاں میں نماز ادا کرسکوں؟ تو اس عورت نے اس سلمان سے کہا: اپنے دل کو صاف ستھرا کرلو پھر جہاں چاہو نماز ادا کرلو، تو سلمان نے اس عورت کے لئے ''فقهت'' کا استعمال کیا اور اس سے مراد ''فهمت وفطنت'' لیا (ماخوذ از لسان العرب ص ۳۴۵۰)

''لسان العرب'' کے علاوہ جب میں نے دوسری عربی فارسی اور اردو لغات کی جانب رجوع کیا تو ان میں بھی فقہ کو ''فہم وادراک'' کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے......ملول خاطر کے اندیشہ کے سبب میں مزید شواہد پیش کرنے سے اعراض کرتے ہوئے صرف انہیں شواہد پر اکتفا کررہا ہوں جنہیں ''لسان العرب'' کے حوالے سے پیش کرچکا ہوں......

اب تک جو شواہد آپ کی نظروں کے سامنے ہیں ان میں ''فقہ اور فقاہت'' کے لغوی معانی بیان کئے گئے ہیں، اس بات کا دھیان رہے کہ ''فقہ یا فقاہت'' کا استعمال صرف لغوی معانی میں ہی نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس سے سوا کچھ اور معنی بھی مراد لیا جاتا ہے جسے اصطلاحی اور شرعی معنی کہا جاتا ہے۔

فقہ کا اصطلاحی معنی:

''لسان العرب'' کے مصنف فرماتے ہیں:

الفقه: العلم بالشیء والفهم له وغلب علی علم الدین لسیادته وشرفه وفضله علی سائر انواع العلم کما غلب النجم علی الثریا والعود علی الصندل۔ (لسان العرب ص ۳۴۵۰)

ترجمہ......فقہ کسی شئی کے جاننے اور اس کے سمجھنے کا نام ہے......مگر بطور غلبہ اس سے مراد ''علم دین'' لیا جاتا ہے جس طرح ہر ستارہ کو ''نجم'' کہا جاتا ہے مگر غلبہ کے طور پر ''نجم'' سے مراد ''ثریا'' لیا جاتا ہے اسی طرح ہر لکڑی کو عود کہا جاتا ہے مگر غلبۂ استعمال کے سبب ''عود'' سے صرف ''صندل'' مراد لیا جاتا ہے

''المعجم الوسیط'' میں ہے:

الفقه : الفهم والفطنة والعلم وغلب فی علم الشریعة وفی علم اصول الدین ۔ (المعجم الوسیط ص ۶۹۸)

ترجمہ......فقہ فہم وفراست اور علم کا نام ہے لیکن زیادہ تر اس کا استعمال ''علم شریعت اور علم اصول دین'' میں ہوا کرتا ہے

کشاف اصطلاحات الفنون ولعلوم میں ہے:

الفقه ...هو اسم علم من العلوم المدونه وهو العلم بالاحکام الشرعیة العملیه من ادلتها التفصیلیة والفقیه من اتصف بهذا لعلم وهو المجتهد قال المحقق التفتازنی فی حاشیه العضدی ظاهر کلام القوم انه لا یتصور فقیه غیر مجتهد ولا مجتهد غیر فقیه علی الاطلاق نعم لو اشترط فی الفقه التهیو لجمیع الاحکام وجوز فی مسئله دون مسئله تحقق مجتهد لیس فقیه وقد شاع اطلاق الفقیه علی من یعلم الفن وان لم یکن مجتهدًا انتهی وقد یطلق الفقه علی علم النفس مالها وما علیها فیشمل جمیع العلوم الدینیة ولذا سمی ابو حنیفة رحمه الله الکلام بالفقه الکبر

(کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم ص ۱۲۸۲)

ترجمہ......فقہ: علوم مدونہ میں سے ایک علم کا نام ہے اور وہ جاننا ہے احکام شرعیہ عملیہ کا ان کے تفصیلی دلائل سے......اور فقیہ وہ ہے جو اس علم سے متصف ہو اور فقیہ مجتہد ہوا کرتا ہے......محقق تفتازانی نے حاشیہ عضدی میں فرمایا: کلام قوم سے یہی ظاہر ہے کہ غیر مجتہد کو فقیہ نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی مجتہد غیر فقیہ ہوا کرتا ہے یہ تصور علی الاطلاق ہے......ہاں اگر علم فقہ میں تمام احکام کے لئے کامل دستگاہ کی شرط لگادی جائے اور کسی ایک مسئلہ میں مجتہد ہونے کو ممکن قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں ایسا بھی مجتہد متحقق ہوجائے گا جو فقیہ نہیں ہے......اور فقیہ اس پر بولا جانا شائع ہے جو علم فقہ کو جانتا ہے اگرچہ وہ مجتہد نہ ہو......اور کبھی فقہ کا اطلاق ''نفس کے مفید اور مضر چیزوں کے جاننے پر'' بھی کیا جاتا ہے تو اس تعریف کی بنیاد

پر ''فقہ'' شامل ہوگا تمام ''علوم دینیہ'' کو......اسی لئے حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علم کلام کو ''فقہ اکبر'' سے موسوم کیا ہے۔

''کشاف'' کی مذکور بالا عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ فقیہ کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے تو ظاہر ہے اس بنیاد پر دور حاضر میں کوئی فقیہ نہیں ہوسکتا...... کیوں کہ اب کوئی مجتہد ہی نہیں ہے تو پھر کوئی فقیہ کیسے ہوسکتا ہے......؟ اسی لئے فقہ کی تعریف میں اس بات کی گنجائش رکھی گئی کہ وہ شخص جو تمام احکام شرعیہ میں کامل دسگاہ رکھتا ہے وہ فقیہ ہے......اگر چہ وہ مجتہد نہ ہو......اس دور میں تو ہر اس شخص کو فقیہ کہا جارہا ہے جو اس فن میں درک تام رکھتا ہے......اس اعتبار سے دور حاضر میں بہت سے ''فقیہ'' ہوسکتے ہیں۔

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ ''علم فقہ'' ایک مستقل فن ہے اس کا موضوع ''احوال مکلفین'' ہے اور اس کی غرض وغایت ''دارین کی سعادت'' ہے......اس فن کی تاریخ بھی ہے اور اس کا پس منظر بھی ہے......اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ اور اس فن کو فروغ دینے میں کن افراد ذی شان کا ہاتھ ہے؟ اس کی بھی وضاحت ملتی ہے...... مجھے اس مقالہ میں اس کے تاریخی پس منظر کو بیان نہیں کرنا ہے کیونکہ اس کے لئے فرصت کے ایام چاہیئے جو اس وقت دستیاب نہیں...... بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ ''شان فقاہت'' سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا معنی ومطلوب کیا ہے......قانون شریعت یا بہار شریعت کا مطالعہ کر لینے اور چند مسائل شریعہ سے واقف ہوجانے کا نام ''شان فقاہت'' نہیں ہے اور نہ ہی ''دین'' میں کچھ ''سوجھ بوجھ'' حاصل کرنے کا نام ''شان فقاہت'' ہے...... برا ہو اس سوچ اور فکر کا...... جو ''دین'' کے تعلق سے چند مسائل کے جاننے کو ''شان فقاہت'' سے تعبیر کردے اور مطلق علم کے حامل افراد کو ''عالم دین'' کہہ دیا جائے بلکہ ''شان فقاہت'' اس بات کا نام ہے کہ علم فقہ میں درک تام ......کامل دستگاہ......اور پورا عبور حاصل ہوجائے......اور وہ بھی ایک مسئلہ میں نہیں بلکہ تمام احکام شرعیہ میں......دستگاہ حاصل ہوجائے......اس کے ساتھ ساتھ ''طرز استدلال'' اور اس کے مختلف ''انواع'' سے بھی پوری پوری واقفیت حاصل ہوجائے......تب کہیں جا کر ''شان فقاہت'' کی تھوڑی بہت جھلک مل جایا کرتی ہے۔

شان فقاہت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

اوپر کی تحریرات میں ''شان فقاہت'' کے تعلق سے جو تصورات پیش کئے گئے وہ نہایت ہی اہم ہیں......مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''شان فقاہت'' کس طرح ملتی ہے؟ اور کہاں ملتی ہے؟ چند کتابوں کے پڑھ لینے اور پڑھا لینے سے ''شان فقاہت'' کسی کو نہیں ملا کرتی ہے......اور نہ اس کو کسی بازار اور دوکان سے خریدا جاسکتا ہے......کسی سے کتاب لکھوا کر کوئی مصنف یا مؤلف تو بن جاتا ہے کیونکہ اس دور میں کتاب لکھنے کیلئے بہت سے لوگ کرائے پر مل جایا کرتے ہیں......انہیں روپے پیسے دیجئے......کتاب لے لیجئے......شائع کردیجئے اور مصنف بن جایئے......مگر ''شان فقاہت'' اس طور پر نہیں ملتی ہے......اسے حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے......اس کے لئے دشت صیاحی اور صحرا نوردی کرنی پڑتی ہے......ہر قسم کے نشیب وفراز سے گزرنا پڑتا ہے......مشکلات سے جُجنا پڑتا ہے کھری اور کھوٹی بھی سننی پڑتی ہے سوکھی روٹیوں پر گزارہ بھی کرنا پڑتا ہے......اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی مختصر راستہ نہیں بلکہ وہی طویل مدتی راستہ ہے جس پر سب چلا کرتے ہیں......ایک غریب آدمی بھی اس پر چل سکتا ہے اور امیر آدمی بھی...... بڑے لوگوں کے بچے اس راہ پر نہیں چل پاتے ہیں اس لئے انہیں یہ چیز حاصل نہیں ہوتی ہے......اگر کسی کو ''شان فقاہت'' ہی حاصل کرنی ہے تو انہیں اسلامی مدارس کے دروازوں سے گزرنا ہوگا......اساتذہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرنے ہونگے اور درسگاہوں میں عام طلبہ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا ہوگا......اور علم فقہ میں تخصص بھی حاصل کرنا ہوگا......اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتاوی اور ان کی دیگر کتابوں کا نہایت ہی گہری نظر سے مطالعہ بھی کرنا ہوگا......اور دارالافتاء میں بیٹھ کر فتاوے بھی لکھنے ہونگے......ان تمام مرحلوں سے گزرنے کے بعد ہی کسی کو ''شان فقاہت'' ملا کرتی ہے......اس طرح ''شان فقاہت'' حاصل کرنے کو ''تفقہ فی الدین'' کہا جاتا ہے اس لئے کہ ''تفقہ'' باب تفعل سے ہے اور باب تفعل میں ایک قسم کا تکلف پایا جاتا ہے......یعنی جو چیز محنت اور عرق ریزی کر کے جب حاصل کی جاتی تو اس کو باب تفعل میں لا کر بیان کیا جاتا ہے اور ظاہر سی بات ہے ''شان فقاہت'' حاصل کرنے میں تکلف تو ہوتا ہی ہے اور یہاں تکلف سے مراد تصنع نہیں بلکہ محنت، عرق ریزی اور خون پسینہ ایک کرنا مراد ہے......میرے''

تاج الشریعہ'' کو'' شان فقاہت'' حاصل تھی کیونکہ انہوں نے'' شان فقاہت'' حاصل کرنے کے لئے ان تمام مراحل سے گزرے تھے جن سے گزر کر جانا'' شان فقاہت'' حاصل کرنے کے لئے ضروری اورلازم تھا......انہیں مراحل کا اجمالی خاکہ پیش ہے۔

جانشین مفتی اعظم نے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا......اسی دوران والد ماجد سے اردو کی کتابیں پڑھیں......گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دارالعلوم منظر اسلام میں داخل کردیا......نحو میر میزان منشعب وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دارالعلوم کے کہنہ مشق اساتذہ سے پڑھیں......تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے وہاں آپ نے'' کلیہ اصول الدین'' میں داخلہ لیا۔تاج الشریعہ بچپن ہی سے ذہانت وفطانت اورقوت حافظہ کے مالک تھے اورعربی ادب کے دلدادہ تھے......جامعہ امصر کے اساتذہ اورطلبہ آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگوسن کرمحو حیرت ہوجاتے تھے کہ ایک عجمی النسل ہندوستانی عربی النسل اہل علم حضرات سے گفتگو کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں ہوتی......۱۹۶۶ء کو جامعۃ االازہر میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر(جامعۃ الازہر ایوارڈ) سے نوازے گئے۔

اس کلپ میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ'' حضور تاج الشریعہ'' بچپن ہی سے ذہین و فطین تھے اورطبیعت بھی اخاذ تھی......اسی لئے'' شان فقاہت'' کے تمام مراحل سے آپ نے صلاحیتوں ،استعدوں اور بھر پور قابلیتوں کوکشید کرتے رہے اوراپنی شخصیت میں ایک کے بعد ایک ایک صلاحیت کو جمع کرتے چلے گئے......عربی زبان وادب میں کامل عبور رکھنے کے سبب کسی بھی مقام پر صلاحیتوں کوکشید کرنے اورعطر تحقیق کے جمع کرنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری محسوس نہیں ہوئی ......اس طرح آپ کی شخصیت میں صلاحیتوں کا ایک انبار جمع ہوگیا......اورآپ تمام احکام شرعیہ عملیہ کے لئے بالقوۃ طور پر تیار ہوگئے اور بالفعل بھی ......اسی مخصوص صلاحیت واستعداد کو'' تفقہ فی الدین'' کہا جاتا ہے اوراس بنیاد پر میرے'' تاج الشریعہ''فقیہ اسلام'' کہے جانے کے مستحق قرار پائے......اور'' شان فقاہت'' کے حامل ہوئے......آپ نے اسی'' شان فقاہت'' پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس میں چار چاند لگانے کے لئے بہت کچھ کیا مثلاً

☆......دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیئے اورفقہ کی کتابوں کا درس دیا

☆......دارالافتاء میں بیٹھ کرفتاوی تحریر کئے

☆......اور امعان نظر سے'' فتاوی رضویہ'' کا مطالعہ کیا......مطالعہ مطالعہ میں فرق ہوتا ہے ......ہمارے یا کسی اور کے مطالعے میں فرق ہوتا ہے......ہمارا مطالعہ سرسری انداز کا ہوا کرتا ہے اور'' حضور تاج الشریعہ'' کا مطالعہ اس انداز کا ہوا کرتا تھا کہ عبارت اوراسلوب افتاء کی پرتیں کھلتی جاتی تھیں......اور ہر ایک پرت میں موجود تحریری جلوؤں کواپنی شخصیت میں کشید کرتے جاتے تھے

☆......حضور تاج الشریعہ سرکار مفتی اعظم ہند کے بہت قریب تھے......روزانہ حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے اورکبھی سرکار مفتی اعظم ہند خود بھی یاد فرمالیا کرتے تھے اس طرح آپ نے سرکار مفتی اعظم ہند سے برابر استفادہ کیا کرتے تھے...... جہاں آپ نے'' شان فقاہت'' حاصل کرنے کیلئے مروجہ طریقوں سے کام لیا وہیں آپ نے اپنے نانا جان کی نگاہ کیمیا اثر کے تاثیری کرشموں سے اپنی'' شان فقاہت'' میں چار چاند لگا دیئے اوراسے اس قدر تاباں و درخشاں کردیا کہ آپ کی'' شان فقاہت'' کو دیکھنے والی نگاہیں خیرہ ہوجایا کرتی تھیں......اس بابت ایک عبارت پیش کرنے کی جرأت کررہا ہوں جس کامئالعہ کرنے سے استفادی کیفیت کا اندازہ ہوجائے گا

حضرت تاج الشریعہ نے اس کام (فتوی نویسی) کا آغاز چودہ سال کی عمر شریف میں کیا......آپ نے اس دشوار گزار راہ کی منزل کو پانے کی خاطر آغاز میں نانا جان مفتی اعظم اورمفتی سید افضل حسین مونگیری کے نقوش قدم کی پیروی کی یعنی ان باکمال ہستیوں کی نگاہوں سے اپنے لکھے ہوئے فتاوی گزارتے رہے...... پہلا فتوی لکھا تو مفتی افضل حسین مونگیری کو دکھایا۔انہوں نے دیکھ کر شاباشی دی،تحسین کی اورحوصلہ بڑھانے کے لئے کہا: کہ نانا جان کی عمیق نگاہ تک اس کی رسائی ہونی چاہیئے ۔نانا جان نے دیکھا تو فرط مسرت سے چہرۂ انور کھل گیا،داد تحسین سے نوازا...... یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہیں چلا......جلد ہی آپ کے نانا جان حضرت مفتی اعظم ہند نے یہ ذمہ داری بھی آپ کوسونپ دی......مفتی اعظم ہند کے الفاظ میں بقول مولانا شہاب الدین رضوی:

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس (فتوی نویسی کے) کام کو انجام دو......میں دارالافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' موجودہ لوگوں سے مخاطب ہوکر حضرت مفتی اعظم نے فرمایا:

اب آپ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں۔

(حیات تاج الشریعہ ص ۱۳۱ ام مولانا شہاب الدین رضوی)

حضرت تاج الشریعہ خود اپنی فتوی نویسی کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے دلچسپی کی بنا پر فتوی کا کام شروع کیا......شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت (مفتی اعظم) کی خدمت میں حاضر ہوکر فتوی دکھایا کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں وہ فیص حاصل ہوا جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا ہے (مرجع سابق)

فیضان نظر تو کام کرتا ہے اور کرتا ہی رہتا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا مگر یہ اس وقت سنے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے جب صاحب معاملہ خود بھی اپنے کاموں میں دلچسپی لیا کرتا ہے......''حضور تاج الشریعہ'' جہاں فیضان نظر کے سائے میں رہا کرتے تھے وہیں آپ نے از خود دلچسپی سے بھی کام لیا اور محنت ومشقت میں بھی سب سے آگے ہوا کرتے تھے......اس بارے میں خود آپ فرماتے ہیں

میں نے دارالعلوم منظر اسلام میں پڑھا اور پڑھایا جامعہ ازہر میں بھی پڑھا۔ شروع ہی سے مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروع وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری میں نوٹ کرلیا کرتا تھا اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت استفادہ سے حاصل ہوا ان کے ایک گھنٹہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر

بھاری پڑتے تھے میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی وروحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے۔ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۴)

دیکھا بڑوں کی صحبت سے کس قدر فائدہ ہوتا ہے اور جب کوئی ذاتی طور پر شوق سے مطالعہ کرتا ہے تو یہ صحبت کسی بھی فن کے لئے چہرہ پر غازہ ملنے کے کام کرتی ہے......خواہ فن فقہ ہی کیوں نہ ہو......بریلی شریف کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ جو یہاں کے بزرگوں کی صحبت میں رہتا ہے تو وہ اپنے فن کا امام بن کر نکلتا ہے جسے بھی جو کچھ ملا ہے اسی در سے ملا ہے جب ہم سے بڑوں کو ملا ہے تو ہم جیسے چھوٹوں کو بھی مل سکتا ہے......اس خاندان میں ایسے ایسے باکمال اور عظمت والے افراد گزرے ہیں جو اپنی تربت پاک میں آرام کرنے کے باوجود تربیتی امور کو انجام دے سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی ان سے تربیت حاصل کرنے کا سلیقہ جانتا ہو......سلیقہ جانے بغیر کوئی تربیت کس طرح حاصل کرسکتا ہے......بریلی شریف علم فقہ اور فتوی نویسی کا ایک عظیم اسکول ہے جس کا فیض کل بھی جاری تھا آج بھی جاری اور آنے والے کل میں بھی جاری رہے گا......اسی اسکول کے روح رواں میرے ''تاج الشریعہ'' تھے......فقہ میں دلچسپی رکھنے کے سبب ''حضور تاج الشریعہ'' اپنے بزرگوں کے فتاوی کا زبردست مطالعہ کیا ہے اور میں نہ بارہا مطالعہ کرتے ہوئے انہیں دیکھا ہے......مطالعہ کرنے سے نہ صرف معلومات حاصل ہوتے ہیں بلکہ صاحب کتاب اور صاحب تحریر کا فیض بھی ملتا ہے۔

اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب کوئی اپنے باپ دادا اور اپنے خاندان کے بڑے لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے......تو صاحب تصنیف اور صاحب فتاوی کی جانب سے فیض وبرکت کی اس پر موسلا دھار بارش ہوا کرتی ہے......اور خاص کر اس وقت اور بھی زیادہ بارش ہوا کرتی ہے جب کوئی اپنے کسی شہزادۂ گرامی کو اپنے خاندن کے لئے سرمایۂ افتخار بنانا چاہتا ہو......اُس جانب سے ''حضور تاج الشریعہ'' کے بزرگوں کی ان پر خاص التفات تھی اور دوسری جانب خود ''تاج الشریعہ'' اپنے خاندانی علمی فکری اور فقہی روایتوں کے امین ووارث ہونا چاہتے تھے......جب دونوں جانب سے جذبہ شوق کا یہ عالم ہو تو پھر مقصد میں انوکھا پن آیا ہی جاتا ہے......اور اس مقام پر ''شان فقاہت'' کو ہی مقصد قرار دیا جاسکتا ہے......اس کے علاوہ میرے تاج الشریعہ کا اور کوئی مقصد نہیں

اسی وجہ سے ان کی ''شان فقاہت'' میں شب و روز بلکہ ہر آن اضافہ ہوتا رہا اور اس میں نکھار آتا رہا۔ ان کی زندگی میں ایک ایسا مقام بھی آیا کہ ان کی ''شان فقاہت'' فروع و ارتقاء کے مدارج میں سے آخری درجہ پر فائز ہوگئی......اور فتاوی رضویہ کی تعریب میں مصروف ہوگئے...... یہ ان کی ''شان فقاہت' نہیں تو پھر کیا ہے؟......ان کی شان فقاہت انجمادی کیفیت سے دوچار نہ تھی...... بلکہ حرکی نظام پر قائم تھی......یعنی اُدھر سے عطا کی بارش ہوتی اور ادھر سے اس عطا کا استقبال......یوں ''حضور تاج الشریعہ' کی ''شان فقاہت'' میں نکھار آیا اور خوب نکھار آیا اور آپ اس وصف خاص میں انفرادیت کے حامل ہوگئے اور درجۂ کمال پر فائز ہوگئے۔

شان فقاہت کی فضیلت:

ہم ثابت کر آئے ہیں کہ ''شان فقاہت'' کا ہی دوسرا نام ''تفقہ فی الدین'' ہے اور جو ت''فقہ فی الدین'' کا حامل ہوتا ہے عظمتیں اسے سلام کرتی ہیں اور رفعتیں اس کی آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیتی ہیں......حقیقت میں یہی شان میرے تا''ج الشریعہ'' کی تھی...... دیکھنے والوں ان کی اس شان کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا ہے......مشاہدہ کیا ہے ذیل میں شان فقاہت کی کچھ فضیلتوں کا ذکر کیا جارہا ہے

☆......اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿١٢٢﴾ ﴾ (التوبہ)

ترجمہ: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرسنائیں اِس امید پر وہ بچیں (ترجمہ رضویہ)

یوں تو علم دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر اس حد تک کہ فرائض کی ادائیگی میں کسی طرح کا خلل واقع نہ ہو......لیکن دین میں اس قدر سمجھ حاصل کرنا کہ فتوی صادر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے اسے حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے......اپنی قوم میں آکر اس

کے مابین دعوت وتبلیغ کے امور کو انجام دیں اور انہیں سیدھی راہ کی جانب بلائیں......تا کہ وہ گناہوں سے بچ جائیں اور سیدھی راہ چلنے لگیں...... ''حضور تاج الشریعہ'' نے دین میں سمجھ حاصل کی اور اسے حاصل کرنے کے لئے ہندوستان سے باہر'' قاہرہ'' بھی گئے...... جب وہاں سے واپس ہوئے تو انہیں رسیو کرنے کے لئے جہاں اور لوگ گئے ان میں ''سرکار مفتی اعظم ہند'' بھی بریلی اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور اپنے پیارے ''شہزادۂ گرامی'' کو اپنے ساتھ لے کر ''سوداگران'' واپس ہوئے...... ''تاج الشریعہ'' علم دین اور فہم دین کے حاصل کرنے کے بعد بیٹھے نہیں بلکہ دین کی تبلیغ کرنے میں جٹ گئے......رشد و ہدایت میں مصروف ہوگئے اور فتوی نویسی کو اپنا بہترین مشغلہ قرار دیا۔ اس محنت شاقہ اور شب و روز کتب فتاوی کے مطالعہ اور فتاوی نویسی میں خون پسینہ ایک کرنے کے بعد آپ کی ''شان فقاہت'' اس قدر نکھر گئی کہ ''سرکار مفتی اعظم ہند'' کے وصال کے بعد آپ ہی کو جانشینی کا حق ادا کرنا پڑا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک ادا کرتے رہے اس میں ذرا سی بھی کوتاہی آپ کی ذات سے واقع نہیں ہوئی، یہ آپ کا اتنا بڑا کمال ہے کہ اس سے بڑا کوئی کمال نہیں ہوسکتا ہے۔

مذکور بالا آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فہم دین کا مقصد دعوت وتبلیغ اور رشد و ہدایت ہوا کرتا ہے......میرے ''تاج الشریعہ'' اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں...... ان کی یہ کامیابی آفتاب و ماہتاب کی پیشانیوں پر لکھی ہوئی ہے جو پڑھنا چاہے اسے محبت کی آنکھوں سے پڑھ سکتا ہے......بغض و حسد کی نگاہ سے کوئی دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھ سکتا ہے کہ ایسی صورت میں آنکھ والا بھی اندھا ہوجایا کرتا ہے...... ''حضور تاج الشریعہ' دعوت وتبلیع کے لئے کہاں کہاں نہیں گئے؟ ان کی زندگی کے زیادہ تر ایام تو سفر ہی میں گزرے ہیں......ہندوستان کے تمام علاقوں میں ان کے قدم ناز کے نشانات پائے جاتے ہیں اور ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے لفظوں کی خوشبوئیں ہندوستان کے سارے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں......جن کے احساس ہی سے مردہ دلوں میں زندگی کی رمق بیدار ہوجاتی ہے......اور غموں سے نڈھال زندگی میں کیف و نشاط کا سرمدی احساس ہونے لگتا ہے......واہ کیا مہکے ہیں مہکتے چلے گئے......آپ ہندوستان کی سرحدوں میں محصور نہ رہے بلکہ دوسرے ممالیک میں بھی آپ کا فیض اور رشد و ہدایت کا کرشمہ بلند

آسماں کی مانند چھایا ہوا ہے...... بتایا جائے کہ ان کی ''شان فقاہت'' نے انہیں کہاں تک پہونچا دیا ہے؟ کیا کوئی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے؟ نہیں ہر گز نہیں!

☆......اللہ تعالی جب کسی بندہ کے لئے خیر کثیر اور فلاح و بہبود کا ارادہ فرماتا ہے......تو اسے دولت نہیں ملک وسلطنت نہیں دیتا ہے بلکہ اسے فہم دین اور علم دین سے آراستہ کرتا ہے......جیسا کہ حدیث پاک میں ہے من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین یعنی اللہ تعالی جس کے لئے خیر کثیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے شان فقاہت سے نوازتا ہے اور اسے دین میں فہم عطا کرتا ہے......اس حدیث پاک میں لفظ ''خیر'' کو نکرہ استعمال کیا گیا ہے اور اس پر جو تنوین لائی گئی ہے وہ برائے عظمت ہے۔

حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خیر نکرہ سیاق شرط میں ہونے کی وجہ سے عموم کا افادہ کرتا ہے تو معنیٰ یہ ہوئے ''کہ اللہ عز وجل جسے تمام دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے......خیرا کی تنوین کو یہاں عظمت کے لئے لیں تو معنی ہونگے ''بہت زیادہ بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے ''اس سے ثابت ہوا کہ امت کے افراد میں سب سے افضل فقیہ ہے اسی لئے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک فقیہ ہزار عابد غیر فقیہ سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے......نیز ایک لمبی حدیث میں فرمایا: خیارکم فی الجاھلیت خیارکم فی الاسلام اذا فقھو یعنی زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تم میں سب سے بہتر تھے وہ اسلام میں بھی سب سے بہتر ہیں جب کہ فقیہ ہوں (نزھۃ القاری، ج۱:۳۶۹)

اس حدیث پاک کو پیش نظر رکھ کر اس بات پر غور کریں کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل وکرم سے ''حضور تاج الشریعۃ'' کو''فقیہ'' بنایا......اور وہ بھی کوئی عام فقیہ نہیں بلکہ ایسا ''فقیہ'' بنایا جنھوں نے ''سرکار مفتی اعظم ہند'' کی جانشینی کا صحیح حق ادا کر دیا......تو اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالی نے آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا......دنیا میں بھی بھلائی آپ کو ملی اور آخرت میں بھی بھلائی نصیب ہوگئی......اور جس قدر بھی خیر ہوسکتا ہے وہ سب کے سب آپ کو ملے ہیں اور ملیں گے کہ اللہ تعالی نے آپ سے خیر کا ارادہ

فرمایا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوا......اس طرح کے خیر کی امید ہی نہیں بلکہ یقین بھی ہے۔

☆......میرے ''تاج الشریعۃ'' کہاں کہاں نہ گئے؟ اور وہ کون سا علاقہ ہے جو آپ کے قدم ناز کی برکت سے محروم رہا ہے؟ اور کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کسی اطلاع بغیر جلوہ بار ہو جایا کرتے تھے ......خود ہمارے بدایوں ''دار العلوم شاہ ولایت'' میں دو بار اچانک تشریف لے آئے اور بدایوں کے قریب میں ایک قصبہ شیخوپور ہے جہاں کے ذروں نے ایک بار نہیں بلکہ دسیوں بار آپ کے چہرۂ مبارک کی زیارت کی ہے...... یہاں وہاں آنا جانا......اور سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرنا......کبھی اندرونی ملک سفر میں رہنا اور کبھی ہندوستان سے باہر جانے کا ارادہ فرمانا......کسی دنیوی منفعت سے نہ تھا......اور نہ دولت وثروت حاصل کرنے کے مقصد تھا...... بلکہ رشد وہدایت کو انجام دینے کے تحت تھا......آپ کی ذات سے جب کسی کو فائدہ ہو رہا تھا تو آپ کا مقصد عظیم اسے فائدہ پہونچانا ہی تھا ...... یہ نکلنا خدا کی راہ میں نکلنا تھا......اور بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ راست پر لانے کا ارادہ ہوا کرتا تھا......آپ کی ذات وشخصیت سے رشد وہدایت اور فلاح وبہبود اور علم وفقہ کا ایسا میٹھا چشمہ جاری ہوا کہ اس چشمہ سے لوگ سیراب ہو ہو کر مست ومدہوش ہوتے رہے......اس بنیاد پر کہا جاسکتا ہے...... نہیں! صرف کہا ہی نہیں جا سکتا ہے بلکہ ایسا ہی ہے کہ میرے ''تاج الشریعۃ'' کا نکلنا خدا کی راہ میں نکلنا ہوا کرتا تھا......علم دین کے لئے نکلنا ہوا کرتا تھا خدا کی راہ اور علم کی راہ میں نکلنے سے متعلق جو خیر وبرکت ہوا کرتی ہے...... یہ ساری چیزیں ''حضور تاج الشریعۃ'' کو حاصل تھیں......اس میں کیا اور کس قدر ثواب ملتا ہے اس کے تعلق سے حدیث پاک میں آیا ہے:

عن کثیر بن قیس قال: کنت جالسًا مع ابی الدرداء فی مسجد دمشق فجاء ہ رجل فقال یا ابا الدرداء انی جئتك من مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بحدیث بلغنی انك تحدث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ...ما جئت لحاجۃ قال: انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سلك طریقاً یطلب فیہ علماً سلك اللہ لہ طریقًا من طرق الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم رضاء وان العالم لیستغفر لہ من فی السمٰوٰت

ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یؤرثوا دینارًا ولا درھمًا وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر

(رواہ ابو داؤد شریف ۳/۵۲۳ حدیث نمبر ۳۶۴۱)

ترجمہ......کثیر بن قیس سے روایت ہیمیں اب درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اورانہوں نے کہا: میں مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اس کے علاوہ میں کسی اور کام سے نہیں آیا......تو اودرداء نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جوعلم کی تلاش میں کسی راہ پر چلتا......تو اللہ اسے جنت کی راہوں میں سے کسی راہ پر چلاتا ہے ......فرشتے اپنے پروں کوطالب علم کی رضا کے لئیاس راہ پر بچھا دیتے ہیں......اور عالم کے لئے وہ تمام چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں جو آسمان وزمین میں ہیں حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی......عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہوتی ہے جیسی فضیلت چاند کوتمام ستاروں پر ہوا کرتی ہے......علماء انبیا کے وارث ہیں......وہ انبیاء کے وارث نہ دینار میں ہوتے ہیں اور نہ درہم میں......جس نے علم حاصل کیا تو انہوں نے بہت بڑا حصہ لے لیا۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں آپ ''حضرت تاج الشریعہ'' کی زندگی اور انکی حیات پاک کے لمحات کو دیکھیں تو بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے......

الف......انہوں نے جوراہ اپنائی وہ علم کی راہ تھی......فقہ وتدبر کی راہ تھی۔

ب......مولی کی رضاان کی حیات پاک کا نصب العین تھا۔

ج......اور وہ راہ جنت کی راہ ہے......علم وحکمت کی راہ ہے......اور فقہ وتدبر کی راہ ہے......اس لئے سارے جہاں میں ان کے چاہنے والے ان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کررہے ہیں......قرآن خوانی ......میلاد......فاتحہ وغیرہ......اس طرح میرے ''تاج الشریعہ'' کے لئے ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے۔حیرت ہوتی ہے کہ ان کی شخصیت کس قدر عظیم ہے کہ آج ''تاج الشریعہ'' ہمارے درمیاں نہیں

ہیں۔باوجوداس کے ان کے لئے محفلیں سجائی جارہی ہیں اوران کی یادوں کوتازہ کیا جارہا ہے میں کس طرح کہہ دوں کہ اب ''تاج الشریعہ'' نہ رہے؟

س......میرے ''تاج الشریعہ'' کو جوعلم حاصل تھا اورانہیں وراثت میں جو''شان فقاہت''ملی تھی اور جس طرح انہوں نے اس میں نکھار پیدا کیا تھا وہ کوئی معمولی علم نہ تھا بلکہ اس علم کی حیثیت ''آب حیات'' کی سی ہے جواسے ایک بار پی لیتا ہے اسے دائمی حیات مل جاتی ہے اور موت کے بعد بھی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث: صدقۃ جاریۃ او علم نافع اوولد صالح یدعو لہ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ......ابوھریرہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم مرجاتا ہے تواس کے عمل کا سلسلہ بند ہوجاتا ہے مگر تین عمل کہ وہ جاری رہتا ہے ابن آدم کے مرنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ چلتا رہتا ہے......ان میں پہلا عمل ''صدقہ جاریہ'' ہے دوسرا عمل ''علم نافع'' ہے اور تیسرا عمل ''ولد صالح'' ہے جواس کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتا رہتا ہے۔

اس جہاں میں ایسے لوگ کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں جو دنیا میں رہ کر مال ودولت ضرور کماتے ہیں لیکن اسے موج ومستی میں برباد کردیتے ہیں اور کوئی ایسا صدقہ نہیں کرتے جواس کے لئے آخرت میں کام آئے جس طرح خالی ہاتھ آتے ہیں اسی طرح خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں......اور ایسوں کی تعداد بھی کافی ہے جو دنیا میں رہ کر علم تو حاصل کرتے ہیں مگر وہ علم حاصل کرتے ہیں جو صرف دنیا ہی میں اس کے ساتھ رہتا ہے......اب رہی بات آخرت کی تو وہ اسے آخرت میں نفع نہیں دیتا ہے یعنی اس کا علم ''علم نافع'' نہیں ہوتا ہے......اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کی اولاد کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتی ہے......مگر قربان جایئے کہ ''حضور تاج'' کے پاس ''صدقہ جاریہ'' بھی ہے اور ''علم نافع'' بھی اور کمال کی بات یہ ہے کہ ''ولد صالح'' بھی جن کی وجہ سے حضرت والا کے وصال کے بعد بھی

ان کے عمل کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا کبھی ان کا عمل منقطع نہیں ہوگا......ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ دنیا والے اس شخص کو عظیم تصور کریں گے جس نے بھی ’’حضور تاج الشریعہ‘‘ کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہا ہے......ذرا سوچئے کہ ان کی شخصیت کس قدر حیرت انگیز ہے......اور میں تو کہتا ہوں کہ اس خوبصورت شخصیت پر موت کو بھی پیار آ گیا ہوگا اور وہ بھی اپنی قسمت پر نازاں ہوگی کہ ایک پھول سے بدن کو اپنے کاندوں پر لئے جا رہی ہے۔

تجرباتی حقیقت:

جب مجھ جیسے کم علم اور ناچیز سے فرمائش کی گئی کہ آپ ’’حضور تاج الشریعۃ‘‘ کے تعلق سے کوئی مقالہ تحریر فرما دیں......تو میں پریشان تھا کہ ان کے بارے میں کیا لکھوں؟......کہاں سے لکھوں؟ اور کیسے لکھوں؟

رہِ محبت میں ہم نے پوچھا سر جھکائیں کہاں سے پہلے
ہر ایک ذرہ پکار اٹھا یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے

میں خود اور میری فکر کچھ اسی قسم کی کشمکش میں مبتلا تھا......اور پھر میں جب لکھنے کے لئے بیٹھا تو ان کی شخصیت کے اس قدر زاویئے میری نگاہوں کے سامنے کھلتے چلے گئے کہ ان زاویوں کو سمیٹنا میرے لئے مشکل ہو گیا اور میں اس منزل پر پہونچا کہ ان کی شخصیت کے ہر ایک زاویہ پر لکھا جا سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ وقت کم اور بہت کم ہے ایسے محبوب کی بارگاہ خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے تو برسوں محنت کی ضرورت ہے باوجود اس کے یہ ’’خراج عقیدت‘‘ اس نوعیت کی نہیں ہو سکتی جس کی ’’تاج الشریعہ‘‘ مستحق ہیں......کیونکہ میرے لفظوں کا دامن تنگ ہے اور ان کی شخصیت کا ہر ایک زاویہ بہت زیادہ وسیع ہے کوئی سمیٹے تو کہاں تک سمیٹے......میں اسی باب حیرت پر کھڑے ہو کر اپنی بات ختم کر رہا ہوں اس جذبہ کے ساتھ کہ پروردگار عالم ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے جانشیں کو انہیں کی مانند کر دے......اور ان کے مرقد انور پر رحمت و نور کی برسات کر دے اور ان کی مدح کرنے والوں کی فہرست میں اس ناچیز کو بھی شامل فرما دے آمین بجاہ سید المرسلین......



تاج الشریعۃ نمبر ۲۰۸ ماہنامہ پیغام رضا،اجین

ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری،اڑیسہ

حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت کا تو محنت تاج الشریعہ کی
ہزاروں آندھیوں میں بھی جو مثلِ شمع روشن ہے

اسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کی سند عطا کر دی ہے۔ چونکہ یہ خدا کی پسند ہے، اس لئے خزاں میں بھی ہرا، بھرا، اور ہجوم آلام میں بھی مسکراتا ہی رہتا ہے۔ البتہ جہاں تک اس کی آزمائش اور امتحان کی بات ہے تو کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجازی طوفان، کبھی مامونی طاقت نے آنکھ دکھانے کی جرات کی اور کبھی تاتاری طاقت اس سے ٹکرائی، کبھی خارجی شورش نے اس سے پنجہ آزمایا اور کبھی رفض کے غرور نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی، مگر وہ سب کی سب جرأتیں اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ یہ وہ یادیں ہیں کہ ماضی کے جھروکوں سے جب بھی جھانکتی ہیں تو کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ تاہم چودہویں صدی ہجری میں وہابیت کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا وہ مذکورہ تمام فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ تھا۔ اتنا خطرناک کہ صرف ایک فتنہ نہیں تھا۔ بلکہ ام الفتن، اس کے بطن سے چولے بدل بدل کر نئے رنگ و روپ میں متعدد ناموں سے مختلف فتنے جنم لیتے رہے اور آج بھی لے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور میں وہابیت کا تلاطم تھا، تو آج کے دور میں صلح کلیت کا طوفان بلاخیز، جب وہابیت نے پر پھڑ پھڑائے تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو تمام فکری وعلمی اور عملی اسلحہ سے لیس کر کے مجدد اعظم بنا کر بھیجا اور آج جب صلح کلیت قیامت ڈھانے پر تلی ہے تو خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مفتی اختر رضا کو تاج الشریعہ بنا کر دین کا سپر بنایا ہے۔

قدرت کا یہ نظام بھی بڑا نرالا اور البیلا ہے کہ اپنے دین حنیف کی حفاظت کے لئے مخصوص

بندوں میں سے کسی کو چن لیتا ہے۔ ہاں کسی شخصیت کا دائرہ کار و اختیار ایک گاؤں ایک محلہ تک محدود ہوتا ہے، تو کسی کسی کا پوری ریاست بلکہ کئی کئی ریاستوں کے لئے، کسی کسی کا ایک ملک کے لئے تو کسی کسی کا کئی ملکوں کے لئے، ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جس کے علم وفضل، فیض وفیضان، احسان وعرفان، اثر ونفوذ اور قبولیت ومحبوبیت کا دائرہ پوری دنیا کو محیط ہوتا ہے۔ حضور امام اعظم، حضور غوث اعظم، حضور غریب نواز، حضور مخدوم بہار، حضور مخدوم سمناں، حضور اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جنہوں نے بیک وقت پوری دنیا کو متاثر کیا اور متحیر کئے رکھا ۔آج بھی ان کے نام اور کام کا دیپک اسی شان استغنا سے جل رہا ہے جیسے کل جلتا تھا، بلکہ دن بہ دن ان کی عظمت کی چاندنی پھیلتی ہی جارہی ہے۔ انہیں عالمگیر شخصیتوں میں حضور تاج الشریعہ کی ذات والا صفات بھی ہے جو اپنے فکر وفضل کی بلندی، حق گوئی وبے باکی، حق پسندی وحق نوائی، جرأت مندی ونکتہ آفرینی، شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اس وقت دنیا کے تمام اکابر مشائخ پر فوقیت رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن افراد واشخاص سے خدا کو جیسا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی سیرت وحیات کے دامن کو ویسے ہی لولو ولالہ سے سجاتا بھی ہے۔ اس کو علم ایسا دیتا ہے کہ ارباب علم کی انجمن میں جب وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی، کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس کو ظاہری اوصاف سے اس طرح متصف کرتا ہے کہ جس زاویئے سے دیکھئے ''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا ایں جا است'' کا سماں نظر آتا ہے اور باطنی کمال میں اسے ایسا ممتاز فرما دیتا ہے کہ غوث اعظم کا تصرف، غریب نواز کی کرامت اور امام اعظم کی ژرف نگاہی کا جلوہ بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس وقت عالمی نگارخانے کے ان نگینوں کو جمع کیا جائے تو جو تصویر ابھرے گی وہ تصویر حضور تاج الشریعہ کی ہے۔ بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

بالائے سرش ز ہوش مندی
می تافت ستارہ بلندی

کبھی پڑھا تھا اور آج اس کا مرقع حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آیئے تھوڑی

دیر ہم حضور تاج الشریعہ کے گلشن حیات کی سیر کرتے ہیں اور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے علم کے سدرۃ المنتہیٰ پر عمل کے کیسے عندلیب چہکتے ہیں۔

تاریخ وسیر کی کتابوں میں کچھ بچوں کی اعلیٰ ذہنیت کا حیرت بدوش واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی پرواز سے استاذ کو حیران کر دیا، آج یہ ہم سب خواجہ تاشان رضویت کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے دور میں وہ شخصیت حضور تاج الشریعہ کی ہے جنہوں نے جامعہ ازہر مصر میں اپنی اعلیٰ ذہنیت اور ہمہ جہت صلاحیت کا پرچم گاڑ دیا۔ جامع ازہر میں جب حضور تاج الشریعہ کا سالانہ امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبا سے علم کلام کے چند سوالات کئے۔ پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکا۔ ممتحن نے روئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔ آپ نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ'' آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دیا۔ آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟'' آپ نے جواب میں کہا کہ'' میں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام میں پڑھی تھیں۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں جواب دیتا اور بالکل صحیح جواب دیتا۔'' آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن نے آپ کو پہلا مقام دیا اور آپ اول نمبر سے پاس ہوئے۔ یہ کمال درک کی برکت تھی کہ فائنل امتحان میں آپ نے ممتاز حیثیت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔ کمال بالائے کمال یہ کہ اس سال پورے ملک مصر میں اتنے اعلیٰ نمبروں سے کہیں بھی کوئی پاس نہیں ہوا۔ (ماہنامہ ''اعلیٰ حضرت'' بریلی شریف ۱۹۶۵ء)

پورے جامعہ ازہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جامعہ کی مقتدر شخصیات نے جامعہ ازہر ایوارڈ عطا کیا۔ یہ وہی جامعہ ازہر ہے کہ مدت مدید کے بعد جب آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے وفور علم، کمال مہارت اور شریعت پر استقامت وتصلب فی الدین کو دیکھ کر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ طالب علمی کے دوران آپ کا معمول تھا کہ علی الصباح عربی اخبارات استاذ کو سناتے اور اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے استاذ کو بتاتے۔ جب جامعہ ازہر کے اساتذہ

وطلباء سے آپ کی گفتگو ہوتی تو آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر لوگ محو حیرت ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست ونزاکت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا حضور محدث کبیر مزید فرماتے ہیں کہ:

''علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کو چالیس علوم وفنون پر ملکہ تامہ حاصل ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ ص۱۵ وص۱۶)

کوئی شخص یونہی بلندیوں کو نہیں پالیتا، کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کتنی حسرتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں یہ وہی جانتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، شبنمی قطروں کا چھڑکاؤ، بھنوروں کی گدگداہٹ، نسیم صبا کی تھپکی، مالی کی نگہداشت جب یکجا ہوتی ہیں اور بروقت توجہ دیتی ہیں تب کوئی کلی پھول بن کر مسکراتی اور بشکل ہار محبوب کے گلے کی زینت بنتی ہے۔ اسی طرح شخصیت کے ارتقا میں بھی متنوع عوامل کا حصہ ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے تربیتی مراحل اور ارتقائی منازل بھی کچھ اسی انداز کے ہیں۔ نانا جان قطب عالم، حضور مفتی اعظم کی تقدیر افروز نظر، والد گرامی حضور مفسر اعظم کی تعبیر بداماں تربیت، والدہ محترمہ کی نورانی گود اور گھر کے روحانی کہکشانی ماحول نے مل کر اسے بہت کچھ بننے کی فکر میں سہارا دیا ہے۔ والد گرامی کی ان پر توجہ خصوصی کا یہ حال تھا کہ دوران طالب علمی میں آپ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ کل سے ''دارالعلوم منظر اسلام'' کے طلبا کو ''سیف الجبار'' مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ پڑھ کر سنایا کروگے۔ آپ نے عرض کیا ''ابھی میری اردو اچھی نہیں ہے۔'' فرمایا ''زبان ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔'' آپ نے دوسرے دن اپنے ہم درس طلبا کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر ''سیف الجبار'' کا درس شروع کر دیا اس طرح کئی بار ''سیف

الجبار'' کا مطالعہ کیا اور درس دیا۔ والد ماجد کے اس میں کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے، دوسری چیز یہ کہ عقائد اہل سنت وجماعت کی خوب جانکاری حاصل ہو اور تیسری وجہ یہ کہ تقریر وخطابت میں تکلف اور جھجھک ختم ہو جائے۔ حضور مفسر اعظم کے اس انداز کی شخصیت سازی میں باپ کی شفقت بھی ہے، مربی کی بصیرت بھی، عالمی مرکزی درسگاہ وخانقاہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے عالمی ذمہ داری کا احساس بھی، مذہب اہل سنت وجماعت، مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقبل میں ہونے والی تنقید کے لئے پیش بینی اور فکرمندی بھی، زبان دانوں کی مجلس میں بلاتکلف بول کر احقاق حق کے لئے جھجھک توڑنے کی تمنا بھی، حضور مفسر اعظم اپنی اس کوشش میں کتنے کامیاب رہے، اسے حضور تاج الشریعہ کے کارناموں کی شکل میں دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے اور دل سے محسوس کر رہی ہے۔

مفتی اعظم کی روحانیت حضور مفسر اعظم کی شفقت اور والدہ ماجدہ کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ بلندیاں خود رشک کرنے لگی ہیں، کہتے ہیں کہ جب کوئی بڑی بے ریا شخصیت بڑی نظر سے دیکھنے اور بڑے جملوں سے یاد کرنے لگے تو سمجھ جایئے کہ یہ شخصیت بھی بڑی ہوگی یا بڑائی اس کے انتظار واستقبال میں ہے۔ اس تناظر میں تاج الشریعہ کو اب دیکھنے کی سعی کرتے ہیں اور بڑائی کے کوہ طور کو جھانک کر کسب نور وضیا کرتے ہیں۔ مشہور خطیب مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی بیان فرماتے ہیں کہ:

''ردولی شریف میں ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ ہوا اس میں رئیس اعظم اڑیسہ، سلطان التارکین حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں کی آمد ہوئی۔ جناب محمد عمر قریشی کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام تھا۔ صاحب خانہ کا کلکتہ میں کاروبار چلتا تھا۔ وہ وہیں حضور مجاہد ملت کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے، صاحب خانہ کے صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہیں۔ آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرمالیں۔ میں نے مجاہد ملت سے عرض کیا۔ سرکار مجاہد ملت نے

فرمایا میاں حضور اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں صاحب کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انہیں سے مرید کروائیں، مگر وہ اپنے شوہر کے حضور مجاہد ملت کی نسبت کی وجہ سے مصر رہیں کہ مجھے بھی حضور مجاہد ملت ہی کے کنیزوں میں داخل کروائیں۔ یہ اصرار میں نے حضرت کو راضی تو کرلیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ سے ہوکر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں ازہری میاں کے سامنے سے ہوکر کیسے گزرسکتا ہوں۔ آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ ’کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں آہستہ بولو شہزادے آرام فرما رہے ہیں۔‘‘ (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۹)

حضرت پیر سید علاء الدین صاحب پاکستان جن کی شخصی عظمت کا پورا پاکستان معترف و مداح تھا۔ ملک کے وزیر اعظم کو بھی ان کی چوکھٹ پر انتظار کرنا پڑتا۔ حضور تاج الشریعہ پاکستان کے دورے پر تھے، ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، تو حضرت نے بڑھ کر اکرام فرمایا اور فی البدیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

’’اختر رضا ستارے کی طرح تابندگی بکھیرے گا‘‘

بیشک ہمارے اسلاف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات میں مستقبل کے افق پر چمکنے والے فقہی، تحقیقی، فکری، علمی ستاروں کی چمک دیکھ لی تھی۔ حضور مجاہد ملت کے ادب آموز رس گھولتے جملے، پیر سید علاء الدین کی مشک بار’’ پر وقار باتیں مستقبل کے حجاب ہائے سربستہ کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آہی گیا’’ بزرگوں کی دعائیں اور مشائخ کی تمنائیں جس کے انتظار میں تھیں۔ یہ دیکھئے حضور مفتی اعظم کیا ارشاد فرماتے ہیں:

’’اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، اب اس کام (فتاویٰ نویسی) کو انجام دو۔ میں دارالافتا تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور موجودہ لوگوں سے مخاطب ہوکر فرمایا آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ ان کو میرا قائم مقام جانیں۔‘‘ (حیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۳)

پھر جلسے جلوس میں اپنا قائم مقام بنا کر حضور مفتی اعظم نے آپ کو بھیجنا شروع کر دیا اور سونے

پر سہاگہ یہ کہ اپنی موجودگی میں حضور مفتی اعظم نے لوگوں کو آپ سے بیعت کرایا اور فرمایا کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔ یاد رکھئے حضور مفتی اعظم وہ ہیں جن کی عبقریت اور تقویٰ وطہارت کا ذکر سن کر، پڑھ کر لوگ حیران ہیں بلکہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔ جن کی نظر حق دیکھتی، زبان حق ہی بولتی، جن کے کان حق ہی سنتے، جن کا دماغ حق ہی سوچتا اور جن کے دل کی دھڑکن سے حق حق کی آواز آتی تھی۔ تقویٰ ایسا کہ اپنے مابعد زمانہ کے لئے بھی تقویٰ کی لاج رکھ لی۔ حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں ؎

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی
ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

جانشینی تو خیر بہت بڑی بات ہے، حضور مفتی اعظم جلد کسی کو خلافت بھی نہیں دیتے اور جن جن کو دیا وہ ممتاز اوصاف کے حامل ہیں۔ وہ خلافت دینے سے پہلے نگاہ قلب آشنا سے پرکھتے، جانچتے، میزان استقامت پر تولتے پھر خلافت دیتے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کئی جید علما اور نامور خطبا نے حضرت سے اجازت کی گزارش کی، بات نہ بنی تو بھاری بھرکم سفارش کروائی، مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم کی پیشانی پر خوشگواری کے اثرات ظاہر نہ ہوئے تو وہ خاموش ہوگئے۔ کچھ مہینوں بعد معلوم ہوا کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہوگئے۔ یہ مفتی اعظم کے نگاہ حق پناہ کا معیار، ان کی دور اندیشی، دور بینی تھی وہ کسی بھی حال میں اعلیٰ حضرت کی خلافت کی سفید چادر پر معمولی سا دھبہ پڑ جائے، اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط اور کڑی نگاہ کے مالک تھے۔ اس چھان پھٹک اور تلاش وتفحص کے بعد اگر حضور تاج الشریعہ کو اپنی جانشینی کا تاج بخشا ہوگا تو یوں ہی نہیں حضور مفتی اعظم کی عقابی نگاہ نے پرت در پرت تہوں کا محاسبہ کر کے اعتماد و یقین سے مکمل طور پر اپنے کو دل کو مطمئن پایا ہوگا تب جاکر اپنی جانشینی کی مسند تفویض کی ہوگی، پھر اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں جو انقلابات آئے وہ حیرت انگیز بھی ہیں اور اہل وفا کے لئے مسرت بیز بھی۔ اس کے بعد جو آپ اُڑے ہیں تو اڑتے چلے گئے، آگے بڑھے ہیں تو بڑھتے چلے گئے، آفاق میں چھائے تو چھاتے چلے گئے، دنیا میں چمکے تو چمکتے چلے گئے، حضور تاج الشریعہ کو ان کیفیات کا بھرپور احساس ہے، اس لئے اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ؎

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

حضور مفتی اعظم نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ذیل کا اقتباس پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہماری محفل میں رہنے والا، ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ہمارے جلسے جلوس میں شرکت کرنے والا وہ شخص کس قدر بلند مقام پر فائز ہے اور اندازہ کیجئے کہ اس دور وفا نا آشنا میں کیسی عظیم المرتبت ہستی کے زیر سایہ کرم ہم جی رہے ہیں۔ خدا کی کتنی بڑی نشانی ہم میں موجود ہے، حضور مفتی اعظم کی رفاقت ومصاحبت اور دعا وتمنا نے اس بلندی پر ان کو پہنچا دیا ہے کہ بلندی خود رقص کرنے لگی ہے۔ کوئی حد ہے ان کی عروج کی، ذرا دیکھئے ان کی حیات اور ارتقا کے اس انداز کو، کیسے فلک رس شجر کی شاخ طوبیٰ پر آپ مکیں ہیں۔

ایک بار حضور احسن العلما علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سی کرامات مشہور ہیں۔ جواب دیا کہ ہمارے خاندان میں بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا، ہمارے بزرگ یہ سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کئی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر بھی بضد رہے، تو حضور احسن العلما نے ارشاد فرمایا کہ سنیئے ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی دو کرامات ہیں۔ ''ایک احمد رضا'' اور دوسری ''مصطفی رضا'' سبحان اللہ! ع

قدر والے جانتے ہیں قدر وشان اہل بیت

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے اپنے والد گرامی قدر کے اس جامع متن پر حضور تاج الشریعہ کو ذہن میں رکھ کر جو حاشیہ آرائی کی ہے۔ ان کا ایک آخری جملہ حضور تاج الشریعہ پر لکھی جانے والی کتاب کے ہزاروں صفحات پر تنہا بھاری ہے۔ فرماتے ہیں:

''زندگی ایک بیحد پیچیدہ نظام کا نام ہے، دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی پاس داری، علم کے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری، اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی استادگی، یک در گیر محکم گیر پر عمل درآمد اور خود اپنے دریچے کو وا رکھ کر تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ

جہت ترقی کے لئے ان میں جوش بھرنا، اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا، جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللّٰہیت تلاش کرنا اور ہمہ وقت قریب رہنے میں ان کے افعال کی نگرانی کرنا، جمعیت کو مربوط رکھنے کیلئے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لئے ضروری لچک پیدا کرنا، یہ ان گونا گوں امیدوں میں سے چند ہیں جنہیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکاتیہ کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے والوں سے یہ کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامات ہیں۔ احمد رضا، مصطفی رضا اور اختر رضا۔'' (تجلیات تاج الشریعہ ص)

درگاہ معلیٰ مارہرہ شریف کے سائبان کے نیچے آرام فرما شخصیات میں غوث بھی ہیں، قطب بھی، ابدال بھی ہیں، اوتاد بھی، عظمت جن کے پاؤں کی دھون اور وقار وافتخار جن کے تن نازنین کا اترن ہے۔ ایسی شخصیتیں آسودہ خواب ہیں، ایسے تمام بزرگوں کی بے شمار کرامتیں جو تب سے اب تک ظاہر ہوئیں ہیں ان تمام کرامتوں کا عطر مجموعہ جن ہستیوں کو قرار دیا گیا ہے، بار بار سوچئے وہ کیسی ہستیاں ہیں۔ یہ ہم سنیوں رضویوں کا فخر ہے کہ وہ احمد رضا ہیں، مصطفی رضا ہیں اور اختر رضا ہیں۔ ان میں اول دو شخصیتیں تو ہم سے اوجھل ہے تاہم ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان میں کی تیسری اور آخری شخصیت حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہم میں نور افشاں اور جلوہ کناں ہے۔

صد افسوس ان لوگوں پر ہے جو حب علی اور بغض معاویہ میں حضور تاج الشریعہ جیسی مارہروی کرامت پر تنقید کرتے، بلا جھجک نا زیبا لفظوں کے پتھر چلاتے اور ان کی شرعی وفقہی تحقیق کے مقابلے میں اپنی خود ساختہ، من مانی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے جری اور بے باک انداز نے صلح کلیت کو جنم دیا ہے۔ ایسے اشخاص مسلک اعلیٰ حضرت سے خود منحرف ہو رہے ہیں اور دوسروں کو منحرف کر کے ان کی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ اتنی لمبی تعارفی تمہید میں نے صرف دو وجہ سے تحریر کی ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ لوگ ان کی علمی گیرائی وگہرائی، تفوق وبرتری کو جانیں، ان کی حیثیت عمومی وخصوصی کو ملحوظ رکھ کر بلا اختلاف انہیں دنیائے سنیت کا قائد اور امیر تسلیم کریں، بریلی کی مرکزیت پر ماضی کی طرح سب جمع ہو جائیں، کسی انتشار کو ہوا نہ دیں، بلکہ ہر انتشار کو ''فتاویٰ رضویہ''

کے صور سے فنا کر دیں۔ دوسری بات یہ کہ جن موضوعات کو بلاوجہ کچھ نادان دوستوں نے معرض بحث میں ڈال دیا ہے، وہ انہیں اپنے اسلاف کا ورثہ سمجھ کر بلا تردد، قبول کریں۔ حق یہ ہے کہ اس میں اپنی عافیت اور ملت کی خیریت ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا اور کسی کا ذاتی مسلک نہیں، بلکہ بقول حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب:

''پورے دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔'' (مقدمہ تفسیر اشرفی)

اور جب یہ پورے دین اسلام کا نام ہے تو اس کے کسی جز پر اعتراض کرنا اسلام کے جز پر اعتراض کرنا ہے۔ اس کے کسی ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا اسلام کے ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہے اور اس سے آنا کانی کرنا اور گریز وفرار کی صورت اپنانا اسلام ہی سے پھرنا ہے۔

آخر پورا دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت کیسے ہو گیا؟ مذہب اہلسنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کیوں بن گیا، تو اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب انگریزوں نے اپنے وہابی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی جڑ کھودنے کی کوشش کی اور ہر اس چیز پر جس سے عظمت ومحبت رسول کی شعاع پھوٹتی ہو شرک وبدعت کے گولے برسا کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا، تو یہ چیلنج کسی ایک جگہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دینی اسلامی مراکز کے لئے تھا۔ اسلام خطرے میں تھا، ایسے میں ضروری تھا کہ لوگ آگے بڑھتے۔ وہابیت کے منہ زور طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے، مگر نہیں ایسے بھیانک اور ہولناک ماحول میں اس شخص کو آگے بڑھنا تھا جسے خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چن لیا تھا۔ وہ آگے بڑھے حق وصداقت کا پیغام لے کر، وہ آگے بڑھے ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل کا علم لیکر، وہ آگے بڑھے دل میں خوف خدا اور روح میں عشق مصطفی کا ولولہ لے کر، وہ آگے بڑھے دماغ میں نظام شریعت کے تحفظ کا جذبہ لے کر، اسلام کے جن متوارث ومتواتر ضابطوں، اصولوں کو نشانہ بنایا جا رہا تھا، آپ اس کے دفاع میں قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس کا فولادی ساز وسامان لے کر محاذ آرا ہو گئے۔ دلائل وحقائق سے مزین ایسی وزنی کتابیں تحریر فرمائی کہ وہابیت کے محلات میں بھونچال آ گیا۔ یہ امام احمد رضا کی

حقانیت وصداقت کی کیسی منہ بولتی دلیل ہے کہ جب سے اب تک ان کی ایک چھوٹی سے چھوٹی تصنیف کا بھی کسی سے جواب نہ بن سکا۔ اعلیٰ حضرت نے اس ایک تیر سے دو شکار کیا۔ ایک تو یہ کہ انگریزوں کی بیساکھی، حکومتی طمطراق اور منصبی کروفر کے بل بوتے پر وہابیت جو ہل من مبارز پکار رہی تھی۔ امام احمد رضا نے اس کے کس بل نکال دیے اور واضح کر دیا ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا ملک تربت میں ذرا واعظ
محبیٰ اس میں رہتا ہے جسے استاذ کہتے ہیں

اور وہ نعرہ مومنانہ لگایا کہ وہابیت کے بڑھتے ہوئے قدم بہت حد تک تھم گئے اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت وجماعت وہابیت کے نرغے سے آزاد ہو کر کھلی فضا میں مسکرانے لگا۔ وہابیت کے ذریعہ پڑے ہوئے گرد وغبار کو عشق مصطفیٰ کے نور سے اس طرح صاف کیا کہ سنیت پکار اٹھی ؎

بجتا ہے آج دین کا جو ساز دوستو
یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

امام احمد رضا کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ اور سمجھ کر ملک کے تمام اکابر ومشائخ، خانقاہ کے سجادہ نشینوں، درس گاہ کے خوشہ چینوں، حساس دانشوروں، معاملہ فہم سنی بھائیوں نے نہ صرف یہ کہ متحدہ پلیٹ فارم سے آپ کا ساتھ دیا بلکہ آپ کو اہل سنت کا امام اور آپ کے مجموعہ افکار ونظریات کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ان سب کی سوچ یہ تھی کہ حالات اچھے نہیں ہیں، نہ جانے کب، کس چور دروازے سے کوئی شب خون مار دے۔ اس لئے مذہب اہلسنت وجماعت کو غیر مسخر فولادی قلعہ میں محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کے سوا دوسرا کوئی اس سے مضبوط اور محفوظ قلعہ نہیں تھا، لہٰذا سب نے مل کر مذہب اہل سنت وجماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے اسٹیج پر پیش کر دیا۔

اغیار کی نظر میں اسلام وسنت کے تحفظ کا یہ کارنامہ امام احمد رضا کا اتنا بڑا جرم ثابت ہوا کہ ایں قدر آں قدر سب نے مل کر آپ کی کردار کشی شروع کر دی۔ ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق تمام باطل افکار ونظریات کے لوگ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو

مجروح کر دو، سب مجروح ہو جائیں گے، بالکل اسی طرح آج کے دور میں تمام آزاد خیال، آوارہ فکر ،صلح کلی صرف اور صرف حضور تاج الشریعہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دیوار میں شگاف ڈال دو مسلک اعلیٰ حضرت کا محل ناکارہ ہو جائے گا، مگر وہ شاید ماضی کی تاریخ بھول رہے ہیں کہ کل اعلیٰ حضرت سے منھ لگا کر بدعقیدہ و بددین اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ بھی اپنے وقت کا انتظار کریں۔

یہ وقت اور زمانہ کی نیرنگی ہے کہ پہلے کے لوگ اپنے پیش رؤوں کی گرد راہ کو سرمۂ نگاہ بنانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج کے یہ کچھ نئی روشنی کے مارے ان کے نقوش فکر سے دور بھاگنے کے جتن کر رہے ہیں۔ مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوئے تقلید کی زنجیر توڑ دینے کے درپے ہیں۔ خدانخواستہ اگر یہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو گئے تو پھر دربدر بھٹکنے، مارے مارے پھرنے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ مسلک اعلیٰ حضرت کی زنجیر ہے، جو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ باندھ کر رکھتی ہے۔ ایسے میں جو لوگ آزادی چاہتے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ سنئے! معروف محقق ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم کی زبان میں: لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک عہد نو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابر علما کے خیالات کو جنہوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان پر طعن اور تشنیع کے خنجر چلائے اور موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو غیر ضروری قرار دے کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی جداگانہ مسلک ہے۔'' (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۳)

چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت قرآن و حدیث کا حقیقی ترجمان، صحابہ و ائمہ و فقہا کے اقوال و آثار کا سچا پاسبان اور مذہب اہل سنت و جماعت کا واقعی نگہبان ہے۔ اس لئے اس میں قدم قدم پر تنبیہ ہے، ہدایات کے سنگ میل ہیں، تو بھلا مودودیت سے متاثر، ندویات سے مرعوب، پادریات کی چکا چوند کے دریوزہ گر وحید الدین خانیات کے الفاظی چٹخاروں کے دست نگر لوگ اسے کیسے گوارہ کریں؟ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتے بس یہ سوچ کر دل کو تسلی دے رہے ہیں اس میں عیب نکالو اور عیب کی اتنی تشہیر کرو کہ لوگ ہمارے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔ اس مذموم کوشش کو کار خیر سمجھ کر ایسے ایسے لوگ، ایسے ایسے ادارے اور ایسی ایسی تنظیمیں جھوٹ کو سچ بنانے کی مہم انجام دے رہی ہیں کہ ان کی

اس منحرفانہ روش پر بہت دیر تک یقین نہیں ہوتا اور جب یقین ہو جاتا ہے تو الٹے قدم فوراً لوگ پرانے آشیانے میں پناہ لے کر دارین کی عافیت محسوس کرتے ہیں اور اب تو جرات یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ عاقبت نااندیش لوگ حضور تاج الشریعہ پر ڈائریکٹ وار کر رہے ہیں۔

یہ لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قافلہ سنیت کے سالار آپ ہی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی سالوں کی محنت پر جس شخصیت کی کسی جلسے میں ایک آدھ گھنٹہ کی آمد سے پانی پھر جا رہا ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک بار یاد دلا دوں کے حضور تاج الشریعہ اکابروں کی امانت اور مارہروی کرامت ہیں۔ ان کو زد میں لانے کی سعی نامحمود کرنے والے اپنی فکر کریں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی ہمدردی رکھنے والے احباب دیکھ رہے ہوں اور چپ ہوں، نہیں ماشاءاللہ جب سے یہ خاموش کارزار شروع ہوا ہے تب سے دفاعی اقدام جاری ہے۔ ترکی بہ ترکی ان کا جواب دینے میں اپنے اپنے طور پر جو جہاں ہیں فکر مند ہیں اور کام میں لگے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت، صلح کلیت اور بریلویت جیسے عنوان پر درجنوں کتاب کی موجودگی اس کا بین ثبوت ہے۔

اس نکتے پر جب دوسرے اتنے حساس ہیں تو پھر تاج الشریعہ جن کے گھر کی یہ امانت ہے انہیں کتنا درد ہوگا، مگر حضرت کے مزاج میں تحمل کا جوہر ہے، قوت برداشت کی ایسی فراوانی ہے کہ بار بار طوفان آتا ہے، گزر جاتا ہے، آپ کی پیشانی پر وہی بشاشت کا نور رہتا ہے اور چہرے پر اطمینان کی جھلک۔ ''اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ'' کا مرقع کسی کو دیکھنا ہو تو وہ تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔

باوجودیکہ آپ بالکل دینی، روحانی، خانقاہی، زندگی گزار رہے ہیں۔ مرنجان مرنج کی صفت سے آراستہ صرف مذہب اہلسنت و جماعت کی ترویج، اشاعت کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ہاں صرف ایک بات ہے آپ کے اندر جس کا کوئی جواب کہیں نہیں ہے اور وہ ہے استقامت علی الشریعت، حق کو حق ہی کہنے کی عادت۔ حالات چاہے جتنے پیچیدہ ہو جائیں مگر اپنے موقف سے سرمو انحراف نہ کرنا، کسی بھی جدید مسئلے میں غور و خوض کے بعد فیصلہ صادر فرمانا اور فیصلہ فرما دینے کے بعد اس پر سختی سے عمل کرنا اور عمل کرانے کی فکر کرنا، اس چیز نے مفتی اعظم کی فقیرانہ دہلیز پر شاہوں کو

جھکنے پر مجبور کیا۔ وہی چیز آج حضور تاج الشریعہ کے لئے لوگوں کے دلوں کے بند دروازے ان سے محبت کے لئے کھول رہی ہے۔ جوں جوں حالات ابتری کی طرف جارہے ہیں آپ نے دفاعی سعی تیز کردی ہے۔ اپنے بیان میں، نجی محفلوں میں، اربابان دانش کے جھرمٹ میں، سوشل میڈیا میں، برملا اپنے احساس کا اظہار فرماتے ہیں۔ سنیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے دلی محبت کرنے اور اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشرواشاعت کرتے رہنا ہی قرآن وسنت کا راستہ ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے، حضور تاج الشریعہ کے اس بانگ دہل احقاق حق اور ابطال باطل سے لوگ اب ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہورہے ہیں۔ اب تو اسلاف شناسی کے نام پر رضا ورضویات فراموشی، مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر بریلی اور تذکرہ رضا سے کھلم کھلا لوگوں کو روکنے کی منظم تحریک چل رہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو زمینی حقائق پر مبنی ذیل کا واقعہ پڑھئے اور پڑھ کر دوسروں کو سنایئے کہ لوگوں کی نظروں سے پردے اٹھ جائیں گے اور اسلاف شناسی کا حقیقی چہرہ سامنے آجائے گا۔ پڑھئے اور غور کیجئے کہ کتنی بڑی سازش مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادہ بریلی کے تعلق سے چل رہی ہے اور ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عتیق الرحمن مالیگاؤں لکھتے ہیں کہ:

’’ہمارے قریب کے رشتے کی خالہ جو عالمہ ہیں اور مہاراشٹر کی مشہور مقررہ بھی، انہوں نے ہمیں طلب کیا۔ ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ علیک سلیک خبر خیریت کے بعد انہوں نے بتایا کہ مدرسے میں یوپی بہار وغیرہ سے کچھ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ اہل سنت میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں، اسلاف کرام کی خدمات کو جو دانستہ یا غیر دانستہ فراموش کیا جارہا ہے، اب اس پر روک لگانی ہے اور عوام اہل سنت کو اپنے ان اسلاف سے روشناس کرانا ہے، جنہوں نے اہل سنت کے لئے زریں خدمات انجام دیں۔ اسلاف شناسی کے عنوان سے کام کرنا ہے، میں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے کہ عوام پر اسلاف کے کارنامے اجاگر ہونے چاہیں۔ میں اس میں آپ کی کیا مدد کرسکتی ہوں۔ وفد کے ایک جوان نے کہا کہ آپ اچھی مقررہ ہیں، آپ کو اپنی تقریر میں ہمارے اسلاف کرام کی

حیات وخدمات کو بیان کرنا ہے۔ میں نے کہا یہ تو ہمارا طریقہ ہے، ہم اسلاف کی تعلیمات ہی عام کررہے ہیں۔ ہاں اس سے مزید اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔ اس پر اس نے کہا، مگر پانچ سال تک آپ دیگر کسی موضوع پر تقریر نہیں کریں گی۔ بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی کو موضوع سخن نہیں بنائیں گی۔ اس بات پر مجھے تشویش ہوئی میں نے کہا، ایسا ممکن نہیں ہے، مسلک اعلیٰ حضرت ہماری پہچان ہے اور میں اس پر نہ بولوں یہ ہو نہیں سکتا، تو آنجناب نے فوراً کسی صاحب کو فون کیا انہوں نے اپنا تعارف اس طرح دیا کہ یوپی کے فلاں شہر سے بات کررہا ہوں، ہماری خانقاہ اہل سنت کے قدیم ترین خانقاہوں میں سے ہے۔ اتنی اتنی سو سالہ ہماری تاریخ رہی ہے، آپ ہمارے مشن سے جڑ جایئے، ہماری تحریک کا کام کیجئے تو میں نے کہا کہ مجھے اسلاف کی خدمات پر کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں اور ہم الحمد للہ یہ کام کررہے ہیں، مگر جو پابندی آپ لگا رہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی پر آپ کو پانچ سال تک کچھ نہیں بولنا ہے، یہ تو سراسر زیادتی ہے اور یہ مجھے منظور نہیں۔ وہ سجادہ موصوف جو فون پر گفتگو فرمارہے تھے کہتے ہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کیجئے، پانچ سال کی بات ہے اس کام کے عوض آپ کو ہر سال پانچ لاکھ روپے پہنچا دیئے جائیں گے۔ بہرکیف میں نے اس وفد کے ساتھ تعاون سے انکار کردیا۔‘‘

(الرضا پٹنہ جنوری فروری ص۱۶)

اس متن پر جو تبصرہ عتیق الرحمن مالیگاؤں نے کیا ہے وہ بڑا ہی مبنی برحقائق ہے، لکھتے ہیں:

’’اللہ اکبر یہ ہیں نقلی اسلاف شناسوں کے اصلی چہرے، ہم بھی کہتے ہیں اسلاف شناسی ضرور عام ہو، مگر اس کی آڑ میں دیگر خانقاہوں یا بریلی شریف کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے۔ کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر دھوکہ نہیں، کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر بریلی مخالفت کی پالیسی نہیں، کیا نام دیا جائے اس کا۔ بریلی کی شہرت کھٹکتی ہے۔ الحمد للہ بریلی اور اہل بریلی نے ایسی تحریکیں نہیں چلائیں کہ لوگوں کے پاس جاجا کر انہیں پیسوں کی لالچ دے کر رضویات اور بریلی یا اہل بریلی کی خدمات پر کام کرایا جائے۔ نہ بریلی اور اہل

بریلی نے لوگوں کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی پر کام نہ کیا جائے۔ بریلی کی یہ شہرت جو آج اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو کھٹک رہی ہے، یہ خداداد ہے، منجانب اللہ ہے، ہاں یہ کسی کے دبانے سے دبنے یا مٹنے کی چیز نہیں۔ اگر لوگ اسلاف شناسی میں اتنے ہی مخلص ہوتے تو انہیں اسلاف شناسی کے معاوضے نہیں دینے پڑتے اور نہ ہی بریلی کی مدح سرائی میں لوگوں کی زبانیں بند کروانا پڑتی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نام اسلاف شناسی کا دیا جارہا ہے مگر در پردہ بریلی اور اہل بریلی سے بیزاری کو فروغ دینا مقصد ہے۔" (''الرضا'' پٹنہ جنوری، فروری ص۔۔)

بالکل وہابیوں دیوبندیوں کی طرح یہ لوگ الگ الگ عنوان سے سامنے آتے اور بہت پر فریب انداز میں مدعا رکھتے ہیں اور بات نہ بنے تو یہودیوں عیسائیوں کی طرح روپے کی لالچ دیتے ہیں۔ دوسروں کی بات تو جانے دیجئے سوچئے خود اپنا ایمان بچانا کتنا مشکل ہو رہا ہے۔ ہزاروں رحمتوں کے پھول برسیں خاندان بریلی کی تربت پر جنہوں نے سر ہاتھ میں لے کر ایمان بچانے کا حوصلہ بخشا اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی کہ ایسے پر الم پر ستم دور میں آپ عالمی سنی مسلمانوں کی قیادت کا سچا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور مسلک یا لوازمات مسلک پر جب بھی کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو بلا خوف لومتہ لائم وہی کہتے ہیں جو دین اور شریعت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ بروقت ٹوکتے ہیں، تنبیہ فرماتے ہیں اور حق وصحیح کی منزل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ابھی دو سال ہوئے ۱۶۔۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء کو مسجد اعظم الہ آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی کے اہتمام میں بڑا تاریخی فقہی سیمنار رہوا، اپنے زعم پندار میں گرفتار کچھ مفتیوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد کو محیط ہے۔ عمل اس میں داخل نہیں ہے، جب یہ سوال سیمینار میں پیش ہوا جس میں ایک سو پچاس سے زیادہ علما اور ستر سے زیادہ مفتیان کرام موجود تھے تو حضور تاج الشریعہ کی طرف سے یہ اعلانیہ جاری ہوا کہ:

''مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں، ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس صورت کے

جبکہ فروع فقہیہ میں سے کسی مسئلے پر حکم کی تبدیلی کے لئے معتمد عصر اساطین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو تحقق ضروریات یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقہ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کو ثابت کر دیا جائے۔''

یہ ایسا فقہی تازیانہ تھا کہ پھر اس کے بعد ''کوئی جانے منھ میں زباں نہیں'' کی کیفیت طاری ہوگئی۔ شاید ایسی ہی ضروری تنبیہات وہدایات کی وجہ سے لوگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہیں اور وہ اس جھنجھلاہٹ میں گرفتار ہیں کہ ان کے منصوبے خاک بسر کیوں ہو جاتے ہیں اور ان کے منظم اقدامات پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے

اس تناظر میں آج ملک کا جو مذہبی منظر نامہ ابھر کر سامنے آرہا ہے وہ اندیشہ ہائے دور از کار کا حامل نظر آتا ہے۔ خانقاہوں میں تفقہ اور شخصیات میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے اس وقت بہت سی خانقاہیں اور شخصیات بریلی کے مدمقابل متحد ہو رہی ہیں، انہیں اپنے تشخص اور شناخت کی کوئی فکر نہیں ہے اور نہ اس کا غم ہے کہ اس کا نتیجہ ملت کے لئے کتنا بھیانک نکلے گا۔ اس سے اور جو کچھ ہوگا وہ تو آنے والا وقت بتائے گا تاہم مسلک اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کرنے کا جو عمومی نتیجہ نکلے گا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس سے صلح کلیت کا بھلا ہوگا۔ علی الاتفاق لوگ کہیں گے کہ یہ عہد کہن کے پروردہ اور عہد نو کے پرداختہ حضرات صلح کلیت کے نمائندہ مبلغ، کارگزار اور داعی ہیں۔ اس سے انارکی آئے گی، خود غرضی، خود پسندی اور خود رائی کا ماحول بنے گا پھر امان ایسے اٹھ جائے گا کہ لوگ قیامت کو یاد کرنے لگیں گے۔

ہزاروں احسانات پر حضور تاج الشریعہ کا یہ احسان تنہا بھاری ہے کہ وہ غلط فہمی، غلط روی اور غلط اقدامی پر ٹوکتے، روکتے اور مفید مشورہ دیتے ہیں۔ کوئی تو ہے جو چراغِ راہ لئے منزل کی رہنمائی کر رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یاران میکدہ اپنا احتساب کرتے، مگر یہ منفی سوچ کا خمیازہ ہے جو انہیں اپنا محاسبہ کرنے نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ الٹا بریلی کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگتے ہیں اگر بریلی کے خلاف تمام آزاد خیال متفق ہو رہے ہیں تو ہو جائیں۔ بریلی تنہا بھی رہے گا تو سواد اعظم ہی رہے گا۔ اگر تاج الشریعہ کے خلاف فضا بن رہی ہے تو بن جائے، تاج الشریعہ ہر حال میں پیش لفظ، دیباچہ اور مقدمہ ہی رہیں گے، امر بالمعروف ان کا منصبی فریضہ ہے اسے وہ ادا کرتے ہی رہیں گے، مولانا

شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ علیٰ صاحب الصلوٰۃ والسلام تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ یہ بھلائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے، اس لئے امت محمدیہ کی یہ خصوصیت برقرار ہے اور آپ (تاج الشریعہ) اپنے تمام معاصر علما اور مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں کہ جب ممبئی میں سنی، شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا تو آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔ اتر پردیش میں جب سیاسی طور پر اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی اور اس روش خام کو عین اسلام بتایا جارہا تھا تو آپ نے مخالفت کر کے اس اتحاد کے شیرازے کو منتشر کر دیا۔ کراچی اور لندن میں بھی وہابی سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہورہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا تھا کہ حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہوسکتا۔ آزاد انٹر کالج بریلی میں 'آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ' نے 'عظمت مصطفیٰ کانفرنس' ۲۰۰۲ء کا انعقاد کیا تھا حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہ ہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہوسکتا، میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کردیں۔ یہ تیور مومن کامل کے ایمان کا پتہ دے رہا ہے اور آپ کا یہ تیور صرف اپنے گھر تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمانی نشہ ہر وقت آپ پر طاری رہتا ہے جو خمار اپنے ملک میں، وہی خمار بیرون ملک بھی نظر آتا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ میں 'الھدیٰ' ابوظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے، تاج الشریعہ کو یہ خبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ ملکی اخبارات سے رجوع کیا اور روزنامہ 'الھدیٰ' کا جواب عربی میں لکھ کر شائع

کرایا اور پھر باضابطہ طور پر ایک مہم چلائی تا کہ ان اخبارات پر دباؤ بنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہو جائے، حضرت نے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔'' (حیات تاج الشریعہ ص۸۶)

ہزاروں علماء کا فرمان ایک طرف اور حضور تاج الشریعہ کا فرمان ایک طرف اور اگر نتیجہ کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ہزاروں لوگوں کی محنت اتنی کارگر نہیں ثابت ہوتی جتنی حضور تاج الشریعہ کی توجہ کارگر ثابت ہو رہی ہے۔ آپ کے فرمودات، ارشادات اور احکامات انقلابی طوفان لے کر نمودار ہوتے اور نسیم سحر کا جھونکا عطا کر کے سرشاری میں شرابور کر دیتے ہیں، اس لئے جلسے وغیرہ میں حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے دو بول سننے کے لئے لوگ مضطرب رہتے ہیں اور اتنے جذباتی ہو کر سنتے ہیں کہ داد و تحسین کی صداؤں سے مجلس گونجنے لگتی ہے، گویا جو آپ بول دیں وہ انمول ہے جو کہہ دیں وہ انمول ہے اور جو لکھ دیں وہ انمول ہے۔ حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام و مرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جائے اور انہیں ڈھنگ سے شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً 'الحق المبین'، 'مراۃ النجدیہ' وغیرہا کو عالم عرب میں پھیلایا جائے تا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جا چکی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جا سکے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہو رہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو، انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے، خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ثابت ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت از بام ہوگا۔'' (حیات تاج الشریعہ ص۱۱۶)

بریلی، افراد بریلی اور افکار بریلی پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ لوگ بغض و کینہ میں چور ہو کر چاہے جو کریں، جو لکھیں، بریلی چوں کہ حق کا آئینہ دار اور سچائی کا

علم بردار ہے اس لئے جس طرح شیشے پر غبار زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا، آئینہ بریلی پر غیروں کا چڑھایا ہوا غبار بھی صاف ہوتا رہا ہے اور صاف ہوتا رہے گا۔ کسی بڑی سے بڑی خانقاہ میں یہ پاس داری نہیں کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جائے، یہ خوبی صرف خانقاہ بریلی کی ہے جس کی زندہ تصویر تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ غلطی چاہے کوئی کرے، کوتاہی چاہے جس سے ہو، اپنا ہو یا بے گانہ تاج الشریعہ کی منصفانہ نظر میں سب ایک ہیں، سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے، وہ دوسرے لوگ ہیں جو مریدوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو شریعت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ واقعہ پڑھئے:

''دوبئی میں عبدالرزاق نامی ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلاشبہ وہ تاجر کھرپ پتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دوبئی کے قیام کے دوران وہ حضرت سے ملنے آیا کسی شخص نے حضرت تاج الشریعہ سے یہ بتا دیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھئے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا کافی دیر تک آپ شرعی تنبیہہ فرماتے رہے۔ آخر کار اس نے معذرت کی، توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں نہیں معلوم ہوسکا کہ کون امامت کرتا ہے انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ جب سب کے سامنے اس نے توبہ کیا تو حضور تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا اور عقائد وہابیہ سے آگاہ کیا اور اس کے سامنے مسائل شرعیہ پیش کیا وہ شخص عجز وانکساری کا مجسمہ بنا رہا، موقع پا کر اس نے عرض کیا، حضور غریب خانے پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار میں نہیں جاسکوں گا اگر تم توبہ پر قائم رہے تو آئندہ سفر میں ضرور چلوں گا، حالاں کہ اس سے پہلے کئی بار اس کے گھر جا چکے تھے۔'' (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۷)

یہ ہے شریعت پر استقامت اور صحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت، سچی بات یہ ہے کہ کوئی دوسرا پیر ہوتا تو مصلحت اور درگزر سے کام لیتا، یہ تاج الشریعہ کا دربار ہے جہاں ساری

مصلحتیں شریعت کی عظمت پر قربان ہیں، عموماً لوگ آج کل مالدار مریدوں کی پیشانی دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی بل تو نہیں ہے، اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ کسی کی پیشانی پر بل پڑے تو پڑے کتاب وسنت کی پیشانی پر بل نہ پڑے۔ یہ شریعت مطہرہ سے آپ کے کامل محبت کی دلیل ہے کہ کسی بھی حال میں کبھی بھی شریعت کا علم نیچے نہیں ہونے دیتے بلکہ جب جب دامن شریعت کو شریعت سے وفاداری کے دعویٰ داروں نے غیر شعوری ہی سہی، داغدار کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دامن بڑھا کر شریعت کا دامن بچالیا۔

شریعت کے متواتر اور متوارث مسائل میں نرمی ونزاکت پیدا کرنے اور مصلحت کی دعوت دینے کی وجہ سے آج پوری سنیت خطرے میں ہے، لوگ کچھ نہیں کرتے اگر خاموش بھی رہ جاتے تو آج صلح کلیت کی جو گرم بازاری ہورہی ہے ہرگز نہیں ہو پاتی۔ ان لوگوں کی غیر سنجیدہ حرکات سے ہی صلح کلیت کی اصطلاح آج عام ہورہی ہے مگر غلامان تاج الشریعہ سلامت رہیں کہ جب جب شریعت پر آنچ آئی ہے، یہی دیوانے فرزانے کے روپ میں آگے بڑھے اور ان کے قلم کا رخ اور فکر کا قبلہ تبدیل کردیا ہے۔

آج جب حالات قابو سے باہر ہورہے ہیں تو یہی دیوانے سر سے کفن باندھ کر دین کی حفاظت کے لئے میدان فکر وعمل میں ڈٹے ہیں اور انہوں نے تحفظاتی اقدام کی رفتار تیز کردی ہے۔ آج تحفظ شریعت کے نام سے جتنے چراغ جل رہے ہیں ان میں لو مسلک اعلیٰ حضرت کی اور روشنی تاج الشریعہ کی ہے، اتنا کہنے سننے اور افہام وتفہیم کی اتنی مخلصانہ کوششوں کے باوجود جو لوگ نہیں سمجھ پارہے ہیں ان کے تعلق سے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان سے خدا سمجھے۔

فریب دہندگی اور فریب خوردگی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ دن کے اجالے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو تاج الشریعہ کا مرید، عقیدت منداور وفادار سمجھتے اور کہتے ہیں، جلسے وغیرہ میں تاج الشریعہ کے نام کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں، پروانہ وار تاج الشریعہ کے جلسے میں شریک ہوتے ہیں، مگر دوسری طرف تاج الشریعہ کے باغیوں سے دوستانہ مراسم بھی رکھتے ہیں، ان کے حاسدوں سے ربط وضبط بھی بنائے ہوئے ہیں، ان کی شان میں کانا پھوسی کرنے والوں سے ان کی

رفاقت اور مصاحبت بھی ہے، ایسے دورخی پالیسی کے خوگروں کے لئے باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول آئینۂ حق نما، چشم کشا اور بصیرت افروز ہے، آپ فرماتے ہیں:

’’دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اپنا دشمن (۲) اپنے دوست کا دشمن (۳) اپنے دشمن کا دوست‘‘

اگر تاج الشریعہ سے آپ کو سچی محبت کا دعویٰ ہے تو تقاضائے محبت یہ ہے کہ آپ ان کے باغیوں کو اپنا باغی، ان کے حاسدوں کو اپنا حاسد یقین کریں ورنہ حضرت علی کا قول، قول فیصل ہے۔ دنیا کے ہر دعوائے محبت کے لئے یہ قول معیار ہے اس پر اپنے آپ کو دیکھنا اور پرکھنا چاہئے کہ محبت کا دعویٰ کر کے ہم جھوٹے تو نہیں ثابت ہو رہے ہیں اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور عداوت ہو تو اللہ کے لئے۔ اللہ کے دوستوں سے سچی دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے سچی دشمنی کمال ایمان کی دلیل ہے۔ وہ سب اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے دشمن ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں یا دشمنی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

آدمی کو اپنے موقف کا اظہار کھل کر کرنا چاہئے۔ آدھا اِدھر آدھا اُدھر والی پالیسی شخصیت کو مشکوک بنائے رکھتی ہے۔ ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے، دورنگی اسلامی سیاست نہیں، ہمہ رنگی میں یک رنگی، اسلامی سیاست ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ اس دورنگی سے فتنۂ صلح کلیت کی نشوونما ہوتی ہے جو دور حاضر کا سب سے بھیانک خطرہ ہے، بھیانک اس لئے کہ دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ دور سے پہچانے جاتے ہیں، مگر صلح کلی تو ہم میں رہ کر ہمارے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے، اس لئے الگ سے ابھی اس کا علامتی نشان نہیں، ہاں یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اکابر وہابیہ، دیابنہ کے کفر کی باتیں ہوتی ہیں، ان کے ارتداد پر بحث چھڑتی ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے، ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے، بہت کشمکش اور گھٹن اس وقت وہ محسوس کرتا ہے جس کا اثر اس کے چہرے بشرے پر نمایاں ہوتا ہے۔ اضطراب پیشانی کی شکن سے ٹپکتا ہے اور ناگواری اس کی ہیئت سے جھلکتی ہے۔ دوسری چیز یہ کہ یہ بلا تکلف کسی بھی امام کی اقتدا کر لیتا ہے اور کبھی کبھی تو تقلید کو نفاق خفی سمجھتے ہوئے تقلید کا قلادہ گردن

سے اتار پھینکتا ہے اب نہ وہ حنفی رہتا ہے نہ شافعی، نہ مالکی رہتا ہے نہ حنبلی، سیدھا غیر مقلد ہو جاتا ہے۔ اس طرح ٹپلے کھانا اور دردر بھٹکنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہ سب علاماتی کیفیات جب کسی میں ظاہر ہوتے ہیں تب لوگ سمجھتے ہیں کہ ادھر والا نہیں رہا اُدھر والا ہو گیا۔ ایسے میں نہ وہ نبی کا وفادار رہ جاتا ہے نہ امتی کا، حضور تاج االشریعہ فرماتے ہیں:

سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے　　صلح کلی نبی کا نہیں دوستو!

حق اور سچ یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو شخصیت وہابیت کے طوفان، دیوبندیت کی آندھی اور صلح کلیت کے سامنے سد سکندری بن کر سب کو تحفظ فراہم کر رہی ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ یہ حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہی، جو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے منھ موڑتا ہے سب سے پہلے وہ صلح کلیت کے کنویں میں گرتا ہے بعد میں ترقی کر کے جو چاہے بنے۔ دیوبندی بنے، وہابی بنے، قادیانی بنے، چکڑالوی بنے، مگر اتنا یاد رکھئے وہ کچھ بھی بن سکتا ہے لیکن جو بننا آخرت کی فلاح کا ضامن ہے وہی نہیں بن سکتا۔ بنے گا کیسے کہ آخرت کی نجات کا دارومدار تو عقیدہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے پر ہے اور یہی روح اس سے نکل جاتی ہے۔ اب وہ سب کچھ رہتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں رہتا۔

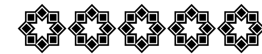
جس حرکت وعمل سے عقیدہ کا تاج محل محفوظ نہ رہے آدمی خوش گمانی میں اچھے اعمال کی پابندی کے بعد بھی جہنمی بن رہا ہو۔ وقت، محنت، پیسہ سب برباد ہو رہے ہوں ایسے میں ہر آدمی کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ صدق وکذب کو پہچانے، نور وظلمت میں تمیز کرے اور حسن وقبح میں کچھ فرق سمجھ میں آجائے تو یکلخت اپنا قبلہ بدل دے، اس خیال سے یکسر دور ہو جائے، اپنے دوستوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرے، آپ کے طرز زندگی سے آپ کے بے داغ دامن پر صلح کلیت کا داغ نہ لگنے پائے۔

صلح کلیت کی جن نشانیوں کی میں نے اوپر نشاندہی کی ہے ان نشانیوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے اس سے آسان پہچان آج کے دور کے لئے آپ سب کی بھلائی اور بھائی چارگی کی خاطر عرض کر دوں، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ سنی اور وہابی کے درمیان جو فرق ہے اس کو ایسے سادہ انداز میں بیان کر دیں کہ سب لوگوں کی سمجھ

میں آجائے تو حضرت موصوف نے برجستہ فرمایا تھا کہ جس آدمی کے بارے میں یہ سمجھنا ہو کہ یہ سنی ہے یا وہابی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کا ذکر چھیڑ دو اعلیٰ حضرت کا ذکر سن کر چہرہ مسرت سے کھل اٹھے تو سمجھ لینا کہ وہ سنی ہے، اپنا ہے اور اگر اعلیٰ حضرت کا نام سن کر چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو تو سمجھ لینا کہ وہابی ہے، بیگانہ ہے۔

بالکل یہی حال آج ہمارے دور کا ہے سنی اور صلح کلی کو آج لوگ گڈمڈ کر دینے کی فکر میں ہیں۔ ایسے میں آج اگر کوئی سنی اور صلح کلی کا فرق سمجھنا چاہے تو بلا تامل عرض کر دوں کہ اس آدمی کے سامنے حضور تاج الشریعہ کا ذکر چھیڑ دیجئے، اگر چہرے پر بشاشت کی کرن نظر آئے تو سمجھ جایئے کہ سنی ہے اور چہرے کا جغرافیہ بدل جائے تو فیصلہ کر لیجئے کہ وہ صلح کلی ہے اور حاصل کلام کے طور پر عرض کر دوں کہ جب دنیا میں نمرودیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت خلیل اللہ کے ذریعہ، جب فرعونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت کلیم اللہ کے ذریعہ، جب بوجہلیت پھیلی تو خدا نے دین بچایا سید الانبیا کے ذریعہ، جب یزیدیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا سید الشہدا کے ذریعہ اور اگر ماضی قریب میں جھانک کر دیکھیں تو جب دنیا میں الحادیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، جب دنیا میں وہابیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور جب دنیا میں لاقانونیت پھیلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم کے ذریعہ، اور آج جب دنیا میں صلح کلیت پھیل رہی ہے تو خدا اپنا دین بچا رہا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ۔

اعلیٰ حضرت کے تفقہ، حجۃ الاسلام کے تدبر، مفسر اعظم کی نکتہ آفرینی اور مفتی اعظم کے جلوہ تصوف کا نام تاج الشریعہ ہے، اس دور کے امیر المومنین کا نام تاج الشریعہ ہے اور میرا وجدان بولتا ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کا نام تاج الشریعہ ہے۔



مولانا انیس عالم سیوانی

حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (۲۶) ﴾

ترجمہ: اے محبوب آپ کہیئے کہ اے اللہ ملک کا مالک! تو جسے چاہے ملک عطا فرمائے اور جس سے چاہے ملک چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے تیرے ہی دست قدرت میں بھلائی ہے بیشک تو ہر شئ پر قدرت رکھتا ہے۔ (قرآن کریم سورہ آل عمران:۲۶)

حدیث شریف میں سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ جناب آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض واذا ابغض عبدا دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبرئیل ثم ینادی فی اہل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم یوضع لہ البغضاء فی الارض۔ (رواہ مسلم، کتاب البر والصلہ والادب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر آسمان میں

منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں لہٰذا تم بھی اس سے ناراض ہو جا، پس جبرئیل اس سے ناراض ہو جاتے ہیں پھر آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ پس وہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور زمین میں اس کے لیے بغض رکھ دی جاتی ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُولُ یَومَ القِیٰمَۃِ اَینَ المُتَحَابُّونَ بِجَلَالِی الیَومَ اُظِلُّھُم فِی ظِلِّی یَومَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلِّی۔ (رواہ مسلم)

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے جلال کے باعث محبت والے کہاں ہیں کہ میں انھیں اپنے کرم کا سایہ دوں جبکہ آج میرے سایۂ کرم کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الحب فی اللہ ومن اللہ، حدیث نمبر ۴۸۷۴/۴۸۷۵)

قرآن کریم کی پیش کردہ آیت مبارکہ اور مذکورہ حدیثوں پر غور کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دولت وثروت، غربت وافلاس، عزت وعظمت اور ذلت ورسوائی سب میں خدا کی قدرت جاری ہے، دنیا میں شاید ہی کوئی کوتاہ عقل ہو جو دولت وثروت نہ چاہے یا عزت وشہرت کا خواہشمند نہ ہو بلکہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے مابین اس کی اپنی ایک شناخت ہو، لوگ اسکی قدر کریں، عزت کی نظر سے دیکھیں، لیکن تھوڑے سے افراد ملیں گے جو اپنی خواہشوں کے مطابق زندگی کے ایام کاٹ پاتے ہیں۔ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے محبت کی نظر سے دیکھیں، عوام وخواص میں اس کی پذیرائی ہو، احترام اور قدر حاصل ہو، لیکن ایسا سب کے ساتھ نہیں ہوتا، ہاں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے مخلوق خدا میں عزت حاصل ہوتی ہے، لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، عزت وذلت دو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے، ایک تو یہ کہ اللہ جسے عزت دے اور ایک یہ کہ دنیاوی اسباب کی بنیاد پر کسی سببِ ظاہری کی وجہ سے مقبولیت حاصل ہو جائے، جیسے اہل حکومت واقتدار کہ جب تک وہ حکومت واقتدار میں ہوتے ہیں ان کی بڑائی اور عزت ہوتی ہے، لیکن جیسے ہی

حکومت اور منصب سے علیٰحدہ ہوتے ہیں وہ عزت بھی ختم ہو جاتی ہے اس کے برخلاف اللہ رب العزت جن بندوں کو محبوب رکھتا ہے ان کی عزت ان کے رب کے کرم سے دائمی ہوتی ہے، جب تک وہ زمین کے اوپر رہتے ہیں تو عزت وعظمت ہوتی ہے اور اس دنیا سے جانے کے بعد بھی لوگوں کی زبانوں پہ ان کا نام زندہ رہتا ہے، دنیا کے لوگ ان کی عظمت ومقبولیت کے مخالف ہو کر بھی ان کی اہمیت اور قدر وقیمت نہیں گھٹا پاتے، اللہ کی جانب سے ملنے والی عزت ہی درحقیقت عزت ہے اور اہل دنیا کسی اور ذریعہ سے مثلاً اہل سیاست سیاست کے ذریعے، اہل دولت دولت کے ذریعہ، اہل فن اپنے فنکارانہ کاموں کے ذریعہ دنیا داروں کی نظروں میں جو مقبولیت حاصل کرتے ہیں اسمیں پائیداری نہیں ہوتی، اسکی زندہ مثالیں انبیا، صحابہ، اہل بیت، اولیا، علما، صلحا کی زندگی میں ہم تلاش کر سکتے ہیں، دنیا میں جتنے کلمہ پڑھنے والے ہیں الّا روافض کے سب اصحابِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ دنیا کا ہر مسلمان اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین سے عقیدت رکھتا ہے، سوائے وہابیہ دیابنہ کے، غیر مقلد وہابیوں کے علاوہ عالم اسلام کا ہر فرد ائمۂ مجتہدین بالخصوص سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور سردار اولیا سرکار غوث اعظم پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی بغدادی کی بارگاہوں میں جبین عقیدت خم کرتا ہے، برصغیر کا ہر صاحب ایمان اپنے ایمان کا محافظ سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو سمجھتا ہے، حالانکہ جن بزرگوں سے لوگ محبت کرتے ہیں، صدیاں گذر گئیں لیکن ان کی محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، جبکہ نہ کوئی خاندانی رشتہ ہے، نہ خون کا تعلق، پھر بھی محبت وجذبات کا عالم یہ ہے کہ آدمی سال میں اپنے باپ دادا کو یاد کرتا ہے یا نہیں لیکن اللہ ورسول کے محبوبوں اور نیک بندوں کو ضرور یاد کرتا ہے، اس لیے کہ اللہ نے خلق کے دلوں میں ان کی محبت رکھ دی ہے، مخلوق کے قلوب کو ان کے لیے مسخر کر دیا ہے، دنیا میں اللہ کے ایسے بہت سے محبوب بندے ہیں جن کو گذرے ہوئے ہزار، بارہ سو سال، اور بعض کو کئی کئی سو سال گذر گئے، لیکن ان کی یاد باقی ہے، ان کے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت ہے، عامۃ الناس کا قلبی رجحان ان سے وابستہ ہے، اور عالم اسلام کا بڑا طبقہ ان کو اپنے حق میں حاجت روا اور مددگار تصور کرتا ہے، اور اللہ کی بارگاہ میں انھیں بھلائی کا مقبول ترین وسیلہ مانتا ہے،

ایسے مقبول انام بندوں کی فہرست بہت طویل ہے، اگر اجمالی طور پر خاکہ تیار کریں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے جن کے لیے مخلوق کے دلوں کو مسخر فرمایا ہے ان گروہوں کے سردار انبیا کی ذوات ہیں ،اصحاب انبیا، ائمہ، علما، شہدا، فقہا و محدثین کا گروہ ہے، انبیا میں ہر اعتبار سے سب سے بڑا مرتبۂ قدر و اکرام پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اصحاب پیمبر میں سب سے زیادہ قدر و منزلت خلفائے راشدین کو ان میں افضل الخلق بعد الانبیا سیدنا صدیق اکبر کو، تابعین میں سیدنا اویس قرنی، سیدنا حسن بصری اور امام اعظم ابوحنیفہ کو، اولیاء اللہ میں سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی، سیدنا غوث اعظم، سیدنا خواجہ معین الدین چشتی، محدثین میں امام بخاری، ائمۂ مذاہب میں امام اعظم اور آپ کے تلامذہ، فقہائے احناف میں دور اخیر کے علامہ شامی اور برصغیر میں حنفیت کے علمبردار سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کو جو مقبولیت حاصل ہے، یہ فضل خداوندی ہے، اس طویل تمہید کے بعد میں اصل موضوع کی طرف رخ کرتا ہوں، اس دور کے رازی و غزالی، جن کی ادنی محبت علوم فنون کے حصول کا اقرب وانسب وسیلہ ہے، جن سے محبت اور احترام ایمان وعقیدے کی پختگی کا ضامن، جن سے نفرت وعداوت نقص ایمان، اور صلح کل کے مرض کا سبب، جو اپنے عہد میں نیابت انبیا کا حقدار ہے، امت پیمبر کا مشکل کشا ہے، تفقہ میں امام اعظم کا سچا غلام ہے، حدیث دانی میں ائمہ محدثین کا پرتو ہے، زہد وورع میں غوث الثقلین کے نقش کف پا کا حقیقی محافظ ہے، قاضیخاں اور صاحبان فتح ودرر وغرر کے زلف برہم کو سنوارنے والا ہے، امام احمد رضا کا علمی جانشین ہے، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کا عکس جمیل اور مفتی اعظم کے تقوی وتدیّن کا امین ہے، یعنی جانشین سرکار مفتی اعظم، آبروئے اسلام وسنیت، وارث علوم امام اہل سنت، تاج الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، مرشد عرب وعجم، عالم اسلام میں بسنے والے کروڑوں سنیوں کے دلوں کی دھڑکن، حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مدظلہ العالی (اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ کرم اہل سنت پر تادیر قائم رکھے آمین) کی ذات گرامی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو حیات ظاہری میں جو مقبولیت حاصل ہے وہ شاید باید ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے، دور حاضر میں آپ کا مقام ومنصب وہی ہے جو کسی امام برحق اور امیر المؤمنین کا ہوتا ہے،

پچھلے ڈیڑھ سو سالوں سے بریلی کے محلہ سوداگران کو بالخصوص برصغیر اور بالعموم عالم اسلام میں جو اعتبار اور مرکزیت حاصل ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، شہر بریلی کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں بسنے والے مسلمان کی سنیت کی پہچان بریلی سے کرائی جاتی ہے، یہ شناخت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے حمایت حق اور اماطت باطل کے سبب قائم ہوئی، آج بھی وہ شناخت باقی ہے، جو کوئی بریلی کا مخالف ہوتا ہے، عام تاثر یہی ہے کہ بریلی کی مخالفت کا اصل سبب یا تو حسد وجلن ہے یا پھر بد مذہبیت وصلحکلیت، اس لیے کہ بریلی نے کبھی بھی مداہنت فی الدین کو برداشت نہیں کیا، بریلی کی آواز کبھی دبی نہیں، احقاق حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا جاتا رہا، یہ فرض علامہ شاہ رضا علی بریلوی پھر ان کے فرزند وجانشین امام المتکلمین علامہ نقی علی خاں پھر ان کے جانشین ووارث امام اہل سنن فخر زمین وزمن اعلیٰ حضرت اور ان کے جانشینان حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں اور خلف اصغر علامہ مصطفی رضا خاں مفتی اعظم اور دور حاضر میں اس وطیرہ کو حقیقی صورت میں ان بزرگوں کے ظاہر وباطن کے وارث علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی نبھار ہے ہیں، آسمان وزمین اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں مگر بریلی کی بولی اور فتوی نہیں بدلتا، بعض بزرگوں سے منقول ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا، ایسا لگ رہا ہے کہ بطفیل سیدنا امام ابوحنیفہ وسرکار غوث اعظم وہ سلسلۂ حفاظت زبان وقلم اب بھی جاری ہے، انسان کی مقبولیت کے کئی اسباب ہوتے ہیں، آدمی کوئی بڑا منصب حاصل کر لے یا دولت مند ہو اور اپنی دولت لوگوں پر صرف کرے، کوئی رفاہی کام کرے، یا پھر اتنا خوبصورت ہو کہ لوگ اس کے حسن وجمال سے متاثر ہوں، یا کسی ایسے خاندان میں پیدا ہو جو خاندان لوگوں میں مشہور ومقبول ہو، علم وفضل میں یکتا ہو وغیرہ وغیرہ،

ان عوامل واسباب پہ نظر رکھیں پھر تجزیہ کریں حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت کا تو ضرور اندازہ ہو جائے گا کہ حضور تاج الشریعہ اپنے ظاہری حسن وجمال کیساتھ ساتھ باطنی فضل وکمال، خاندانی عزت وشرافت کیساتھ ذاتی فضائل وکمالات میں بھی بے مثال وباکمال ہیں، علم وفضل اور تقوی وطہارت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، بڑے بڑے علم وفن کے دعویدار آپ کی بارگاہ میں طفل مکتب نظر

آتے ہیں، علوم اسلامی میں جودرک وکمال آپ کو حاصل ہے وہ بہت کم لوگوں کو میسر آتا ہے، تفقہ فی الدین تو آپ کی میراث ہے، اپنے آباواجداد کی طرح جو بولتے ہیں اور جو تحریر کراتے ہیں وہ اٹل اور پتھر کی لکیر کی مانند ہوتا ہے، علمائے اہل سنت آپ کی تقریروں اور تحریروں سے سندیں لاتے ہیں، آپ کے افعال واعمال کو لوگ بطور دلیل پیش کرتے ہیں، علمائے دہر اور فقہائے عصر آپ کو اپنا فیصل اور حکم تسلیم کرتے ہیں سوائے بد مذہبوں اور صلح کلیوں کے، حالات اتنے بدتر ہو چکے ہیں، علما کی زبانیں بدل رہی ہیں، فقہا کے فتوے منڈیوں میں بک رہے ہیں، کفر واسلام کے فرق کو مٹانے کے لیے کتنے نام کے مفتی تگ ودو کر رہے ہیں، دین کا لبادہ اوڑھنے والے دین کی تحقیر کر رہے ہیں ایسے پرفتن دور میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ایک عالم ربانی کا فرض ادا کر رہے ہیں، حق گوئی اور بیباکی میں اپنی مثال آپ ہیں، بلاخوف لومۃ لائم حق کا پیغام نشر کرنے اور باطل کی سرکوبی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے بلکہ قائدانہ رول ادا کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، خانقاہیں، مدارس، علما، مراکز دینیہ بہت ہیں لیکن لوگ دین کے معاملے میں اس قدر گروہی عصبیت کے شکار ہیں کہ ایک ہی مسئلہ میں دورائے دیتے ہیں اگر اپنا ہے تو جدا اور غیر ہے تو جدا، الحمد للہ تاج الشریعہ اور علمائے حق کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا کہ بات حق کہی جائے اس کی زد میں چاہے اپنا آئے یا بیگانہ اور احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے چھٹنے نہ پائے، کبھی آپ نے خاندان کے لیے یا اپنے سلسلے کے لیے، مریدوں اور خلفا کے لیے یا عقیدت مندوں کے لیے کوئی رعایت نہیں برتی، جو بات اپنوں میں کہی وہی غیروں میں کہی، کسی فرد کے لیے دین وشریعت کو نیلام نہیں کیا، ایسے ایسے لوگ جن کے سامنے چرب زبان علما اور فقہا کی زبانیں نہیں کھلتیں وہاں حق کا پیغام پہنچانا اور شریعت کے احکام کو بیان کرنے میں کبھی ہچک نہ محسوس کی، جماعت علما میں درجۂ ریاست، گروہ فقہا میں مرتبۂ حجیت، عامۃ المسلمین میں رتبۂ امامت وقیادت کے آپ حق دار ہیں، لوگ ایک نظر دیکھنے کو بے قرار رہتے ہیں، علما ادنیٰ توجہ کے متمنی ہوتے ہیں، عالم اسلام میں آپ کے چاہنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہوگی، شاید ہی کسی دینی شخصیت کو یہ مقام حاصل ہو، حالت یہ ہے کہ

؎ تم جدھر ہو جاؤ زمانہ ادھر ہو جائے

دنیائے اسلام کے ہر خطے میں آپ کے عقیدت مند پائے جاتے ہیں، ایک طرف جہاں آپ سے والہانہ لگاؤ رکھنے والوں کی کمی نہیں، وہیں دوسری طرف آپ کے مخالفین اور حاسدین بھی کم نہیں ہیں، آپ کی مخالفت کے اصل اسباب آپ کی قبولیت اور عزت ووجاہت ہے، آپ کے مخالفین بھی اتنی بات تسلیم کرتے ہیں کہ جس بات کی تائید وتوثیق حضور تاج الشریعہ فرمادیں گے وہ بات اکثر لوگوں کے نزدیک مقبول ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے خلاف اگر کوئی بات آتی ہے تو وہ رجوع کرتے ہیں یا پھر سرکشی پر آمادہ ہوتے ہیں اور حق سے معارض ہوتے ہیں۔

علما اور مشائخ زمانہ میں جتنی پذیرائی حضور تاج الشریعہ کو حاصل ہے اس طرح کی مقبولیت آدمی کوشش کر کے نہیں حاصل کرسکتا، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو لوگوں کو اپنے کسی بندے کی طرف مائل فرمادیتا ہے، جیسا کہ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ کے دست حق پرست پر لگ بھگ نوے لاکھ غیر مسلم ایمان لائے، یہ بات عقل بظاہر نہیں تسلیم کرتی، لیکن حقیقت ہے، اپنوں کے ساتھ ساتھ غیروں نے بھی اس حقیقت کو مانا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم سرکار خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ذریعہ دولت اسلام سے مشرف ہوئے، آخر یہ طاقت وقوت ایک بندے کے اندر کہاں سے آئی، اتنی تاثیر کیسے پیدا ہوئی کہ چند سال میں لاکھوں لوگوں نے ایک شخص کے کہنے پر اپنا دین ومذہب بدل دیا، اس کا جواب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ یہ آسمانی طاقت کی کرشمہ سازی ہے، اللہ نے غیر مسلموں کو ان کی جانب پھیر دیا، ان کی تقریر، عمل، زندگی کے طور طریقے ہر بات سے لوگوں کو ہدایت مل رہی تھی، الغرض یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو شرف ومنزلت بخشتا ہے تو وہ چیز احاطۂ عقل وادراک سے باہر ہوتی ہے، بلاشبہ آج کے دور میں تاج الشریعہ کی مقبولیت وشہرت کا اصل سبب یہی ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کی ذات سے دین کو فائدہ پہنچے، دوسرے یہ کہ اللہ جل شانہ نے ذاتی طور پر علمی عملی اعتبار سے انھیں خوب سے خوب تر فرمایا ہے، سیکڑوں افراد میں جتنی خوبیاں ہوتی ہیں وہ تن تنہا آپ کی ذات میں موجزن ہیں، آپ کا ظاہر اتنا پرکشش کہ جہاں پہنچ جائیں سب کی نظریں آپ ہی کی طرف ہو جائیں، آپ کو دیکھنے والا شاید ہی کسی کی طرف رخ کرے، علمی جلالت کا یہ عالم ہے کہ لکھ دیں تو دلیل اور ثبوت کا درجہ اختیار

کرلے، بولیں تو سامعین اور اہل علم ہر ہر لفظ کو اپنے ذہن وفکر میں بسائیں، آپ کے شب وروز کے معمولات کو لوگ نمونۂ عمل بنائیں، آپ کا نام گویا کہ اس عہد میں حق کی علامت اور آپ کی ذات معیار انصاف قرار پا چکی ہے، حق یہ ہے کہ پچھلے دور میں حقانیت کی دلیل امام احمد رضا اور مفتی اعظم تھے آج کے پریڈ میں سچائی کی دلیل وارث علوم امام احمد رضا حضور تاج الشریعہ ہیں، گویا کہ جو اختر رضا کا ہوگا وہی احمد رضا کا ہوگا اور جو اختر رضا کا نہیں وہ احمد رضا کا نہیں، یہ بات دل کو لگتی ہے، آج بہت سے علما نام تو اعلیٰ حضرت کا لیتے ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ بھی لگاتے ہیں، اپنے کو رضوی نوری بھی کہتے ہیں، لیکن امام احمد رضا کی تصریحات کی کھلم کھلا دھجیاں اڑاتے نظر آرہے ہیں، مختلف بہانوں سے فتاویٰ رضویہ اور حسام الحرمین کے ٹمپریچر کو کم کرنے کی سدا بہار کوششیں کررہے ہیں، اس کی تازہ مثالیں مائک پر اقتدا کے جواز، چلتی ٹرین پر فرض وواجب اور ملحق بواجب نمازوں کی ادائیگی کا جواز، موبائل اور فون کے ذریعہ مسئلۂ رویت ہلال میں استفاضہ کا ثبوت وغیرہ ان تمام مسائل میں امام احمد رضا کا موقف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں فرض وواجب نماز جائز نہیں اگر وقت جاتا دیکھے تو جس طرح ہوسکے پڑھ لے بعد زوال مانع اعادہ کرے، مفتی اعظم کا فتوی ہے کہ مائک پر اقتدا درست نہیں، پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہے، ٹیلی فونک ذرائع سے استفاضہ متحقق نہیں، اسی طرح تبلیغ دین کے نام پر ٹی، وی کا استعمال ناجائز وحرام ہے اس لیے کہ پردے پر جو صورتیں نظر آتی ہیں وہ سب تصویر ہی ہیں اور اسلام میں تصویر کشی حرام ہے، نیز تبلیغ دین کے لیے تصاویر دکھانا ضروری نہیں، بات پہنچنی چاہئے جبکہ بہت سے رضوی نوری کہلانے والے مفتیوں نے اپنے مرشدان برحق کے صریح احکام کے خلاف کھلم کھلا فتوی دیا اور عوام کو دھوکہ دیا کہ ہمارا فتوی بھی فتاوی رضویہ ہی سے ماخوذ ہے جو کہ سراسر ظلم اور انصاف کے خلاف بات ہے، ''چوری اور سینہ زوری'' اسی کو کہتے ہیں، ان حالات میں باوجود علالت اور کبرسنی وکثرت اسفار ومشاغل کے حضور تاج الشریعہ نے پیغام حق پہنچایا اور قطعا قطعا اس بات کی پرواہ نہ کی کہ حق کا پیغام سن کر کون کون بدکے گا، کتنے اور کیسے کیسے لوگ مخالفت پہ آمادہ ہوں گے بلکہ اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی کے لیے نیابت انبیا کا فرض ادا کیا، زبان کھلی تو حق کی آواز سنائی دی، قلم چلا تو اہل محبت نے غیبی تائید سمجھا،

حضور تاج الشریعہ کا ظاہر اتنا پرکشش ہے کہ دیکھنے والوں کو خدا یاد آتا ہے، قول وفعل کی یکسانیت سے ایک مخلص داعی کی تصویر ابھر کر آتی ہے، دنیا میں جانشین اور سجادہ نشین بہت ملیں گے مگر بیشتروں کا حال یہ ہے کہ جانشین کا مطلب باپ دادا کے مریدوں کو بیوقوف بنانا، خود علم وعمل سے کورے، نہ دین کا علم نہ خدا کا خوف، جہاں عیش دنیا مل جائے ادھر ہی رخ کرلیں۔ اس کے برخلاف تاج الشریعہ صحیح معنوں میں مفتی اعظم کے تفقہ اور تدین کے جانشین ہیں، حجۃ الاسلام کی قطعیت اور حجیت کے وارث ہیں، اور امام اہل سنت فاضل بریلوی کے فضل وکمال اور مہارت علمیہ کے مُظہر ومُثبت ہیں، اب تک پچیسوں کتابوں کے مصنف، محشی، شارح اور معرّب ہیں، مختلف زبانوں پر قدرت کاملہ رکھتے ہیں، انگریزی، عربی، فارسی، اردو وغیرہ میں بولنے، لکھنے اور خطاب کرنے کی صلاحیت سے معمور ہیں،

جب کسی بات کا ادعا فرماتے ہیں تو جدیدیوں کو لگتا ہے کہ بات بے دلیل ہے لیکن علم وتحقیق کے شناور جو علوم وفنون کے صحرا کی خاک چھانتے ہیں انھیں پتہ چلتا ہے کہ تاج الشریعہ کے دعووں کو غیب سے تائید حاصل ہوتی ہے، بڑے بڑے علم والے ان کے مقالات اور مباحث کو پڑھکر ان کی باتوں کو سن کر یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ یہ علم وفضل وکمال یہ فتوے یہ باتیں یہ تحقیق کسی مدرسے کی تعلیم کی دین نہیں بلکہ فیض رضا کی کرشمہ سازیاں ہیں، علم رضا کی جلوہ باریاں ہیں، مفتی اعظم کی دعائے سحر گاہی کے نتائج ہیں، حجۃ الاسلام کی تمناؤں کے ثمرات ہیں۔



مولانا مفتی ڈاکٹر ساحل سہسرامی علیگ

حضرت تاج الشریعہ ——ایک مرشد کامل

[یہ مقالہ ''حضرت تاج الشریعہ سیمینار'' منعقدہ بتاریخ ۱۹؍مئی ۲۰۱۶ء بمقام اردو اکیڈمی، پٹنہ زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ سٹی میں پیش کیا گیا]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مرشد برحق، عارف کامل، عالم صالح، پاسدار شریعت، راز دار طریقت، صوفی باصفا، پیکر زہدو اتقا، مرشد انام، عاشق خیر الانام، مظہر غوثیت مآب حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات قدسی صفات وہبی اور اضافی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ذاتی محاسن وکمالات کا ایک بحر بے کراں ہے۔ آپ کے قدزیبا پر شریعت وطریقت کے سارے محاسن پھبتے ہیں لیکن آپ کا موروثی امتیاز تفقہ اور تقویٰ ہے جو آپ کے گلستان وجود میں پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ آپ کے کمالات کی جہتیں بہت متنوع اور وسیع ہیں۔ اس مختصر سی تحریر میں صرف آپ کے وصف بیعت وارشاد کے کمالات کی ایک جھلک دکھانی مقصود ہے اور بس۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو بے شمار علمی، دینی اور فنی کمالات سے سرفراز فرمایا ہے، وہیں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو عالمی سطح پر فروغ دینے کا شرف عالی بھی عطا فرمایا ہے اور ایک مرشد کامل کی حیثیت سے آپ کی مقبولیت ایسی ہے کہ ایک جہان گرویدہ نظر آتا ہے۔ آپ کے شیفتہ گان کی صف میں صرف عوام اہل سنت ہی نہیں بلکہ خواص میں علماء، صلحا، سادات، صوفیا، زاہدین، عاملین، مفکرین، دانشوران اور دنیوی سطح کے اعلیٰ تعلیم یافتہ گان کی ایک لمبی تعداد ہے۔ یہ آپ کے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی روشن نشانی ہے۔

حضرات صوفیائے کرام نے ایک مرشد کامل کی جو شرائط وخصوصیات اپنی کتابوں میں بیان

فرمائی ہیں، ان کی روشنی میں مرشد کامل، ہادی برحق تاج الشریعہ سراج الطریقہ عارف باللہ حضرت علامہ قاضی مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کے وجود بامسعود میں موجود مرشدانہ اوصاف کا تعارف عامہ اہل سنت کی درمیان پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تاکہ دنیا ادراک کرے کہ ہمارے شیخ، شریعت وطریقت کے جامع اور بہر طور مرشد کامل ہیں۔ ہاں مشائخ سلسہ عالیہ قادریہ رضویہ کا شیوہ یہی رہا ہے کہ اپنے کمالات باطنی پر اخفائے احوال کا پردہ ڈالے رہتے ہیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ عموماً فتویٰ نویسی اور نقوش میں اپنی کرامات پوشیدہ رکھتے۔ یہی حال سرکار مفتی اعظم قطب عالم اور حجۃ الاسلام مرشد انام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ گرچہ ان بزرگ ہستیوں سے کثیر حسی کرامات کا صدور بھی ہوا۔ یہی حال تاج الشریعہ سراج الطریقہ دامت برکاتہم القدسیہ کا بھی ہے کہ آپ اپنے مدارج روحانیہ پر اخفا کا پردہ ڈالے رہتے ہیں لیکن آپ کے روحانی مدارج بہت عالی ہیں اور آپ کا کشف بہت بڑھا ہوا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے بعض روحانی تصرفات اور کشف کا میں خود شاہد ہوں لیکن اس کا تذکرہ پھر کبھی۔

عارف باللہ صوفی کامل حضرت علامہ میر عبد الواحد بلگرامی قدس سرہٗ ''سبع سنابل شریف'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''پیر کی بنیادی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ پیر شریعت کے حقوق کی ادائیگی میں پیچھے رہ جانے والا اور سستی برتنے والا نہ ہو۔

تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے اہل سنت وجماعت کے موافق درست ہوں۔

لہٰذا پیری اور مریدی کی جو رسم باقی ہے، ان تین شرطوں کے بغیر درست نہیں ہوگی۔ ان تین شرطوں کی مختصر وضاحت کرتا ہوں:۔

پہلی شرط کہ پیر کا مسلک صحیح ہو، اس کی توضیح یہ ہے کہ سچے مرید کو صحیح سلسلہ تلاش کرنا چاہیے کہ اکثر جگہ خلط اور خبط ہو گیا [یعنی سلسلہ متصل ہونا چاہئے]

پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر جملہ عبادات کا، فرائض اور واجبات اور سنتوں، نوافل اور مستحبات کا عامل وعالم ہو اور ان احکام کی پابندی میں کوتاہ اور سست نہ ہو۔

پیری کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں، مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق اور متعصب پکا سنی ہو۔

یہی تین شرطیں اصل شریعت ہیں۔ اگر ان سے قدم باہر رکھے گا تو راہ دین سے گرے گا۔'' (سبع سنابل اردو ص ۱۱۰-۱۱۶ ملخصا)

قطب الارشاد مجدد اسلام امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے فتاویٰ افریقہ میں اس کی مفصل بحث پیش فرمائی ہے۔ میں یہاں اس کی متعلقہ بحث کی تلخیص پیش کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں:

''مرشد بھی دو قسم کے ہیں:

اول عام: کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علماء دین اہل رشد وہدایت ہے۔ اسی سلسلۂ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء، علماء کا رہنما کلام ائمہ، ائمہ کا مرشد کلام رسول، رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

دوم خاص: کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔

یہ مرشد خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں، پھر قسم دوم ہے:

اول شیخ اتصال یعنی جس ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہوجائے۔ اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱- شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض بزعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اذن مرید کرنا شروع کردیتے ہیں۔ یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کردیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا۔ اس سے جو شاخ چلی، وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔ ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مت جدا ہے۔

۲- شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک۔ آج کل کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر ودشمن اولیاء ہیں، مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط۔

۳- عالم ہو۔ **اقول:** علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف، کفر واسلام وضلالت وہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں، کل ہوجائے گا۔ صدہا کلمات وحرکات ہیں جس سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں.................. لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم۔

۴- فاسق معلن نہ ہو۔ **اقول:** اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں، مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع محال۔

دوم شیخ ایصال: کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس [نفس کے فسادات] ومکائد شیطان [شیطان کی مکاریوں] ومصائد ہوا [خواہش نفسانی کی شکارگاہوں] سے آگاہ ہو۔ دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے۔ جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے۔ نہ محض سالک، نہ نرا مجذوب۔ عوارف شریف میں فرمایا: یہ دونوں [سالک اور مجذوب] قابل پیری نہیں۔

اقول: اس لیے کہ اول [سالک محض] خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل، بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اول اولیٰ ہے۔ **اقول:** اس لیے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید ہے۔'' [فتاویٰ رضویہ جدید، ۲۱/ ۵۰۵-۵۰۷ ملخصا]

عارف باللہ سراج طریقت تاج شریعت جانشین اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام علامہ مفتی قاضی شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والاصفات ان تمام شرائط واوصاف کی جامع ہے جو ایک شیخ کامل میں ہونے چاہیں۔ آیئے ان پیرانہ اوصاف اور محاسن مشیخت کی جھلکیاں حضرت کی حیات مبارکہ کے روشن روشن صفحات میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ولادت مبارکہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ/ ۲۳

نومبر ۱۹۴۳ء میں ہوئی اورسن فراغ ۱۹۶۳ء ہے۔جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بریلی شریف ۱۹۶۶ء میں تشریف لائے اورایک مرشد کامل، ہم شبیہ غوث اعظم سرکار مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفی رضا قادری نوری قدس سرہٗ کی خدمت بابرکت میں رہ کرآپ نے آداب شریعت وطریقت سیکھے اورظاہری وباطنی تربیت حاصل کی۔آپ خودفرماتے ہیں کہ میری زندگی کے سب سے قیمتی لمحات وہی ہیں جوحضور مفتی اعظم رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں گذرے، اورنظم میں فیضان مرشدکی تاثراتی ہمہ گیری کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری   چمک رہا ہے جواختر ہزارآنکھوں میں

آپ نے عرفان وآگہی کی جومنزلیں سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کی رہنمائی میں طے کی ہیں، اس کاعلم تو اصحاب نظر رکھتے ہیں لیکن ہم جیسے تہی دامنوں کوبھی آئے دن آپ کے جلوۂ عرفان کے مظاہر دیکھنے کو ملتے رہتے ہیں۔

شیخ کامل کی دونوں جہتوں کی جامع ہے آپ کی ذات گرامی۔شیخ اتصال اورشیخ ایصال دونوں کے اوصاف آپ کی ذات اقدس میں بدرجۂ اتم جلوہ گر ہیں۔شیخ اتصال کی شرائط حضرت میرعبدالواحد بلگرامی کے مطابق تین اوراعلیٰ حضرت کے بیان کے مطابق چارہیں۔وہ چاروں شرطیں بہت خوبی کےساتھ آپ کے اندر موجود ہیں۔

شرط اول: شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضوراقدس ﷺ تک پہنچا ہو۔اسی کی تعبیر حضرت میر نے یہ فرمائی کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ دامت برکاتہم القدسیہ کا سلسلہ سرکارمفتی اعظم قطب عالم اوراعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوتا ہواسرکار غوث اعظم قطب اکرم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بسند صحیح ومتصل جا پہنچتا ہے۔یہ ایسا مستحکم اورزریں سلسلہ عالیۂ قادریہ ہے کہ عارفین اسے سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے اس سلسلے میں کہیں انقطاع نہیں اورآپ کے شیخ ومرشد سرکارمفتی اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف یہ کہ آپ کواجازت وخلافت اورخرقہ مرحمت فرمایا بلکہ آپ کواپنا جانشین بھی قراردیا جس کی سندسرکار مفتی اعظم کی یہ تحریر ہے:

”میں اختر میاں کواپنا قائم مقام اورجانشین مقرر کرتاہوں“[اوکما قال]

[اصل تحریر کاعکس حیات تاج الشریعہ اورتجلیات تاج الشریعہ میں ملاحظہ کریں]

شرط دوم: شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ میر صاحب نے اسے تیسری شرط کے طورسے بیان فرمایا۔حضرت تاج شریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی سنیت اورخوش عقیدگی ایسی تام، کامل اوراکمل ہے کہ آپ سے وابستگی خوش عقیدگی اورسنیت خالص کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔آپ کی پوری زندگی مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی اشاعت، حمایت اورصیانت میں گذری ہے۔آپ کی کثیر تحریریں حمایت حق اور ردبدمذہباں میں ہیں جن میں الحق المبین خاص طور سے قابل ذکر ہے اورعقیدے کی یہ پختگی اوردین وسنیت کا یہ دفاع واستحکام کئی سوسال سےآپ کی خاندانی وراثت ہے۔

شرط سوم: پیر عالم ہو۔حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ عالم ہی نہیں علم وفن کی آبروہیں۔دینی ومتعلقہ عصری فنون کا کون ساایسا گوشہ ہے جسے آپ کے دامان فکروفن کی وسعت میں جگہ نصیب نہیں۔قرآنیات، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، علم کلام، فقہ، اصول فقہ، تصوف، منطق، فلسفہ، ریاضی، فلکیات، توقیت، جفر، تکسیر، علم الاعداد، ردومناظرہ، فن شعر، فن تنقید، عربی ادب، اردوادب، فارسی ادب، انگریزی ادب، غرض بیسیوں علوم وفنون میں آپ کومہارت حاصل ہے۔اورفقہ وفتویٰ اورسیر وکلام توآپ کی خاص پہچان ہیں۔فقہی اورکلامی امور میں آپ کا قول، قول فیصل ہوتا ہے۔یہ ایسی عالمگیر روشن حقیقت ہے جسے آئینہ دکھانے کی ضرورت نہیں کہ ع

آفتاب آمد دلیل آفتاب

شرط چہارم: فاسق معلن نہ ہو۔میر صاحب نے تیسری اورچوتھی شرط کوایک ہی شق میں بیان فرمادیا کہ عالم باعمل ہو، فرائض وواجبات اورسنن ومستحبات کا پابند ہو۔حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی شفاف آئینہ مسعود زندگی کے لمحات کس قدر شریعت وطریقت کے سانچے میں ڈھلے اورالٰہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، کوئی چند لمحات آپ کی خدمت اقدس میں گذار کر دیکھے۔ایک معروف فیض یافتہ عالم دین کا بیان ہے جنہوں نے جلوت وخلوت میں ایک عرصے تک حضرت کوبرتا ہے کہ

”میں نے سالہا سال حضرت کی خدمت میں گذارے، میں نے حضرت کا کوئی عمل

شریعت سے ہٹ کر نہیں دیکھا۔‘‘

بظاہر یہ ایک مختصر جملہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا مصداق بننا کس قدر مشکل ہے، اس کا اندازہ کرنا بھی ہر کس و ناکس کے بس کا نہیں۔ مزید گفتگو آگے آتی ہے۔

شیخ اتصال ہونے کے لیے ان چار شرائط کا جامع ہونا کافی ہے لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ شیخ اتصال ہی نہیں بلکہ شیخ ایصال ہیں۔ البتہ آپ نے اپنے کمالات باطنی پر شریعت طاہرہ کی رداڈال رکھی ہے۔ اس لیے بہت سی نگاہوں سے آپ کے کمال باطنی کا یہ گوشہ مخفی ہے۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ ’’سبع سنابل شریف‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’اور طریقت کی طرف آئیں تو طریقت میں پیری کی شرطیں بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے بعض ہم لکھتے ہیں:

۱- **پہلی شرط**: اکل حلال ہے۔ پیر کو اکل حلال میں احتیاط کلی برتنا چاہیے۔ ہرگز ہرگز کوئی ایسا لقمہ جو غیر حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو یا مشتبہ ہو، اس کے پاس نہ پھٹکے۔

۲- **دوسری شرط**: صدق مقال، سچا بول ہے۔ پیر کو چاہیے کہ ہرگز جھوٹ، غیبت اور فحش زبان پر نہ لائے کہ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

۳- **تیسری شرط**: دنیا کی حرص، اس کی لذتیں، اس کی خواہش ترک کر دینا اور مخلوق کے اس کی جانب رجوع اور قبولیت پر کوئی توجہ نہ دینا ہے۔ اگر مالدار اور تمام دنیادار اس کی طرف رجوع کریں تو پیر پر واجب ہے کہ کسی رغبت اور دل کا میلان اس سے ظاہر نہ ہو اور ان کے درمیان قبولیت کی وجہ سے پیر میں کوئی غرور اور گھمنڈ نہ اس کے ظاہر میں آنے پائے اور نہ باطن میں۔

۴- **چوتھی شرط**: مال کا جمع نہ کرنا ہے۔ اگر اسے کثرت سے فتوحات اور نذرانے میسر ہوں تو چاہیے کہ ان سے حاصل شدہ سب مال راہ خدا میں خرچ کر دے۔ انہیں سمیٹ کر نہ رکھے۔ ہاں اگر متواتر مال نہ آتا ہو اور دوسری جگہ سے کبھی کبھی مال کثیر مل جاتا ہو۔ اس حالت میں اگر اہل و عیال کے نفقہ کی طرف سے دلجمعی اور عبادت کے لئے فراغت قلبی کی نیت سے مال کو حفاظت سے رکھے تو جائز ہے۔

۵- **پانچویں شرط**: اچھی خصلتیں اور مخلوق کی خیر خواہی ہے۔ پیر کو چاہیے کہ مخلوق کو ایذا رسانی

اور رنج دینے سے دور رہے اور ترش رو اور بداخلاق نہ بنے۔ اس لیے کہ جو شخص لوگوں کو آزار پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بےزار رہتا ہے۔

۶- **چھٹی شرط**: یہ ہے کہ اپنے آپ کو عزت کی نظر سے کبھی نہ دیکھے اور خود بینی اور خودنمائی کی صفت کو صدق اور اخلاص کے مقام پر اتار دے یعنی ان کے بجائے صدق و اخلاص حاصل کرے۔

۷- **ساتویں شرط**: یہ ہے کہ مرید بنانے پر حریص نہ ہو۔ اگر کوئی شخص سچے دل سے اس کی طرف رجوع لائے، اسے بیعت کرے ورنہ فراغ خاطری سے خدائے برتر کی عبادت میں مشغول رہے اور اپنے وقت عزیز کی پونجی کو برباد نہ کرے۔

۸- **آٹھویں شرط**: مخلوق کی زیادتیوں کو برداشت کرنا اور لوگوں سے جو تکلیف پہنچے، اس پر صابر رہنا ہے۔ اس لیے کہ درویشوں کا خرقہ، رضائے الٰہی کا جامہ ہے تو جو شخص اس خرقہ کو پا کر اپنی نامرادیوں کو برداشت نہ کرے وہ محض فقر کا مدعی ہے اور خرقہ اس پر حرام۔

۹- **نویں شرط**: گناہوں اور نافرمانیوں کو یکسر چھوڑ دینا ہے۔ پیر کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالانا اور اس کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنا اپنے اوپر نہایت اہتمام سے لازم کر لے۔

۱۰- **دسویں شرط**: یہ ہے کہ کشف اور کرامتوں کا متوالا نہ ہو بلکہ استقامت کا شیدائی ہو۔ اس لیے کہ خلاف عادت امور اور کشف تو بے دینوں سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: ’’اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ‘‘۔ حق پر ثابت قدم رہنا کرامت سے بڑھ کر ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ پہلی تین شرطیں ان دس شرطوں کے ساتھ شامل ہیں۔‘‘ [سبع سنابل، ص ۱۱۸-۱۱۶ ملخصا]

آیئے ان شرائط کی روشنی میں حضرت تاج الشریعہ کے کمالات باطنی کا عکس ملاحظہ کریں:

۱- حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ وہ محتاط بزرگ ہیں کہ رزق حلال سے پرے کسی لقمہ کو حلق کے نیچے اتارنا تو دور کی بات ہے، مشتبہ لقمے کو بھی پاس آنے نہیں دیتے بلکہ اسے اپنے نور باطن سے دریافت کر کے دسترخوان پر بیٹھ کر بھی دست کش ہو جاتے ہیں۔

کشن گنج، بہار کے پاس موضع بہادر گنج میں ایک صاحب کے توسط سے ایک صاحب ثروت کے یہاں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ مدعو تھے۔ دسترخوان لگ چکا تھا۔ لوگ

دسترخوان پر بیٹھ چکے تھے۔ حضرت کو بھی لوگ لے کر آئے۔ حضرت بھی دسترخوان پر نشست فرما ہو چکے تھے کہ اچانک آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر فرمایا: میں نہیں کھا سکوں گا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ صاحب خانہ سودخور تھا۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے فرد فرید حضرت تاج الشریعہ کے گھرانے میں نذور میں بھی خلط ملط ہونے سے احتیاط برتی جاتی ہے۔ اگر کسی نے توشۂ غوثیہ نذر کرنے کے لیے رقم پیش کی تو اسی میں صرف ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کی نذر الگ خانے میں رکھی جاتی ہے۔ غرض ہر طور سے رزق مشتبہ یا غیر محتاط سے بھی بچا جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ پشتہا پشت سے چلا آ رہا ہے۔

۲- صدق مقال کا اہتمام اس قدر ملحوظ ہے کہ جلوت وخلوت میں ہر جگہ زبان کی حفاظت ملحوظ رہتی ہے۔ کسی کی غیبت کرتے آج تک نہ سنا گیا۔ مبتذل الفاظ ناراضگی کے عالم میں بھی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوتے۔ فحش کلامی تو دور کی بات ہے۔ کسی کو زبان دے دی تو ہر ممکن حد تک اس کی پاسداری کی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ بریلی شریف میں ایک قطعہ اراضی کا معاملہ کئی دہائی پہلے ایک صاحب سے طے ہوا جس کی قیمت اس زمانے میں پچاس ہزار روپے تھی صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ ابھی حال میں اسی کی بولی پچیس لاکھ تک بعض صاحبان نے لگائی اور گذارش کی وہ قطعۂ زمان مجھے دے دیا جائے لیکن حضرت تاج الشریعہ نے اس گذارش پر قطعا توجہ نہ فرمائی اور اپنے صاحب زادے سے فرمایا کہ پانچ ہزار لے کر صاحب معاملہ سے بیع مکمل کردو۔ یہ صرف وہی کرسکتا ہے جو حد درجہ خدا ترس ہو اور جسے دنیا چھو کر نہ گذری ہو۔

۳- حرص وہوس دنیا سے کنارہ کشی اور لذات دنیوی سے دوری کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے رؤسا اور اصحاب ثروت حضرت کی ایک نگاہ توجہ کے منتظر رہتے ہیں لیکن حضرت اپنے معاملے میں ان سے کبھی کچھ نہیں فرماتے۔ حضرت مفتی عابد علی رضوی صاحب کی روایت کے مطابق حضرت نے اس معاملے میں استفسار پر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ جب مجھے بے مانگے عطا فرماتا ہے تو میں کسی سے کچھ کیوں کہوں؟''

آپ کا سادہ لباس، سادہ مزاج، بے تکلف طرز گفتگو، سادہ سی مختصر غذا رنگارنگ پر تعیش دنیا

سے بے نیازی کے آثار نہیں تو اور کیا ہیں۔ میں نے بڑے بڑوں کو بنتے سنورتے دیکھا ہے لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اپنے کرامت آثار سادہ سے وجود کے ساتھ رونق ممبر ہوتے ہیں۔ سنت کے مطابق عمامہ مبارکہ زیب سر فرماتے ہیں اور وہ بھی اس درجہ بے تکلف انداز میں کہ اسے باندھنے سے زیادہ لپیٹنا کہنا زیادہ مناسب ہوگا لیکن عمامہ مبارکہ آپ کے سعادت آثار وجود اقدس پر اس قدر جچتا ہے کہ اس کی پھبن دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

آپ نے صاحبان ثروت نیاز مندوں پر اہل علم وعمل کو ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ ممبئ عظمیٰ میں بعض ارد گرد رہنے والے افراد، حضرت کی زیارت وملاقات کی غرض سے آنے والے علمائے کرام کے ساتھ سرد مہری کا برتاؤ کرتے اور ٹال مٹول سے کام لیتے تھے۔ حضرت کو علم ہوا تو ان صاحبان سے سخت مواخذہ فرمایا اور کڑی تنبیہ فرمائی کہ علمائے کرام جس وقت بھی تشریف لائیں، انہیں بلا تاخیر ملاقات کا موقع فراہم کیا جائے، چاہے وہ رات کا آخری پہر ہی کیوں نہ ہو۔

ہاں دلداری اور شفقت آپ کی سب پر عام ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب، عالم ہو یا بے علم، چھوٹا ہو یا بڑا۔ جو دین اور لوازمات دین سے جس قدر زیادہ قریب ہے، آپ کی شفقت اس پر اتنی ہی زائد ہے۔ اکابر علما وسادات تشریف لاتے ہیں تو آپ اس کبر سنی کے عالم میں بھی اٹھ کر استقبال فرماتے ہیں اور حسب مراتب نذر پیش فرماتے ہیں۔ یہ آنکھوں دیکھی عرض کر رہا ہوں۔ گذشتہ رمضان میں ممبی میں یہ فقیر رضوی حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے مجھے بھی نذرانہ کا تحفہ عطا فرمایا۔ آپ کی جانب خلقت کا جیسا رجوع اور گرویدگی ہے، اگر کوئی دنیا دار ہوتا تو اس کی باچھیں کھل اٹھتیں لیکن حضرت پر وہی بے نیازی کا عالم رہتا ہے۔

میں نے بہت قریب سے دیکھا اور محسوس کیا ہے کہ حضرت کو مرید بنانے یا ان کی تعداد کثیر کرنے کا کوئی اشتیاق نہیں ہوتا۔ شوق ہے تو علم اور دین کی خدمت کرنے کا۔ ایک مرتبہ میں بریلی شریف میں حاضر خدمت تھا۔ جمعرات کا دن تھا۔ اس دن آستانہ عالیہ قدسیہ رضویہ پر بھی زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور حضرت بریلی شریف میں تشریف رکھتے ہوں تو حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے والوں کا بھی تانتا لگا رہتا ہے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کی کئی صفیں مرید

ہو چکی تھیں۔ چار پانچ مرتبہ تو میرے سامنے لوگ آدھے گھنٹے کے اندر مرید ہوئے۔ ایک ہجوم آیا، دوسرا گیا۔ تیسرا گروہ آیا، چوتھا تیار ہے۔ حضرت سب کو داخل سلسلہ فرمارہے ہیں۔ اسی دوران علمی کام بھی چل رہا ہے۔ پھر ایک نئی صف داخل سلسلہ ہونے کو حاضر ہوئی۔ خادم نے داخل سلسلہ کرنے کے لیے عرض کیا گیا تو حضرت پر جھنجھلاہٹ طاری ہوگئی، ناراض ہوکر فرمایا: جمعرات کو عجب مصیبت رہتی ہے۔ ابھی تو دسیوں بار داخل سلسلہ کر چکا ہوں۔ کیا میں صرف مرید ہی کرتا رہوں، کوئی اور علمی اور دینی کام نہ کروں۔ ہٹاؤ ان لوگوں کو، کہو بعد میں آئیں۔ یہ دنیا اور کثرت اعوان وانصار اور افرادی قوت سے بے نیازی نہیں تو اور کیا ہے۔ میں نے بڑے بڑے پیروں کو دیکھا ہے کہ عوام کو اپنی مریدی کے حلقے میں لانے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کرتے، کون سے حربے ہتھکنڈے نہیں اپناتے، ایجنٹ چھوڑے جاتے ہیں، مختلف انداز سے لبھاتے اور گرویدہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن خداداد مقبولیت کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ بقول شخصے:

"حضرت تاج الشریعہ کے ایک دن اور ایک محفل میں جتنے مرید ہوتے ہیں، بہت سے پیروں کے پوری زندگی میں اتنے مرید نہیں ہوتے"۔

یہ آپ کی دنیا اور جاہ وحشمت سے بے نیازی کا ہی فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو آپ کا شیفتہ بنا رکھا ہے۔ ذلك فضل الله يو تيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم ۔

۴- حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اوائل عمر میں دین وعلم اور اشاعت سنیت کی خاطر کافی مشقت خیزیاں گوارا فرمائیں۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۱ء سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال تک آپ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف دارالعلوم منظر اسلام سے وابستہ رہے اور درس وافتاء کی خدمات انجام دیتے رہے اور ساتھ ہی سرکار مفتی اعظم کی معیت میں تبلیغی دورے پر بھی تشریف لے جاتے۔ سرکار مفتی اعظم قدس سرہٗ کے وصال کے بعد خود بنفس نفیس بے شمار دورے فرمائے۔ گاؤں کھیڑے میں مشقت خیز سفر کئے۔ کہیں بیل گاڑی پر، کہیں کہیں پیدل بھی چلنا پڑا۔ آپ کا عمومی سفر ٹرین کے ذریعہ ہوتا۔ بریلی شریف میں کہیں آنا جانا ہوتا تو رکشہ ذریعۂ سفر ہوتا۔ پشتینی زمینداری آپ کا ورثہ تھا۔ واسع حقیقی رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کی خدمات جلیلہ

مقبولہ کے اعزاز میں مزید اسباب کی راہیں کشادہ کیں۔ فتوحات کی کثرت اور وسائل کی وسعت کے ساتھ ساتھ دست کرم بھی مزید کشادہ ہوتا گیا۔ کئی سو سال سے ایک خلقت آپ کے در سے فیض اٹھاتی رہی ہے۔ اب ان فیض یاب ہونے والوں کے دائرے میں اور وسعت ہوتی گئی۔ آپ نے کبھی مادیت کی جانب توجہ نہیں فرمائی اور نہ خداداد دولت کو سمیٹ کر رکھنے کا داعیہ بیدار ہوا بلکہ اس کو خلق خدا کے مفادات علمیہ، دینیہ اور دنیویہ کے لیے خاص فرمادیا۔ جامعۃ الرضا، مہمان خانہ، قادری لنگر، مرکزی دارالافتاء اور اس کے لوازمات سب آپ کے ذمۂ کرم پر ہیں۔

۵- خصائل کریمانہ، اوصاف حسنہ، شمائل نبیلہ اور عادات طیبہ کا سدابہار گلشن ہے آپ کی ذات گرامی۔ بڑوں کی تکریم، نسبت بزرگاں کا پاس ولحاظ، چھوٹوں پر شفقت، علماء ومشائخ کا اکرام، نیازمندوں کی دلداری، ضرورت مندوں کی حاجت روائی، مشکلات میں دستگیری، مصائب میں صبر جمیل، نعمتوں اور نوازشات الٰہیہ میں بے غبار شکر، دوسروں کی جانب سے کی گئی دل آزاریوں سے عفو ودرگذر، پے درپے سفر کے باوجود اس کبرسنی میں بھی کلفت کا اظہار نہ کرنا بلکہ خندہ پیشانی سے ملنا، لوگوں کے بے ہنگم ہجوم کو برداشت کرنا، حاسدین اور معاندین کی ریشہ دوانیوں کی جانب توجہ نہ کرنا اور خود کو اللہ ورسول کی رضا کے کاموں میں مصروف رکھنا آپ کے اوصاف حسنہ کے ایسے پاکیزہ دلکش اور بابرکت گوشے ہیں جن سے آپ کا مقدس وجود سجا سجا نظر آتا ہے۔ اگر میں آپ کے ان دل آویز وصفی گوشوں کی تفصیل پیش کروں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے۔ یہاں صرف چند اشارے پیش کرتا ہوں۔

جولائی ۱۹۸۶ء میں جامعہ اشرفیہ مبارکپور حصول تعلیم کی غرض سے حاضر ہوا۔ اس وقت سے لے کر تا ہنوز حضرت کی زیارت وخدمت اقدس میں حاضری، جلوت وخلوت میں حضرت کی گفتگو سننے اور علما ومشائخ سے ملاقات کے مناظر دیکھنے کا شرف بارہا حاصل رہا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کو ہر صاحب عظمت ونسبت کا احترام کرتے ہوئے پایا۔ حضرت محدث کبیر، حضرت مفتی اشفاق حسین راجستھان، اور کثیر اکابر علمائے کرام کو کبرسنی کے باوجود آپ اٹھ کر تعظیم پیش فرماتے ہیں، انہیں نذر پیش کرتے ہیں۔ خانقاہی سادات کرام کے سجادہ نشینان کی دست

بوسی بھی فرماتے ہیں، اٹھ کر تعظیم دیتے اور انہیں خصوصی نذر پیش کرتے ہیں۔ مخدوم گرامی حضرت مولانا حافظ سید اویس مصطفیٰ قادری واسطی دامت برکاتہم القدسیہ کے ساتھ متعدد بار حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے یہی منظر اکرام وتعظیم اپنی نگاہوں سے دیکھا۔ اصاغر اور نیازمندوں پر شفقت کا یہ عالم ہے کہ ہر ایک یہی سوچتا ہے کہ حضرت مجھے سب سے زیادہ مانتے اور چاہتے ہیں بلکہ بہت سے افراد کو حضرت کی شفقتوں کا تذکرہ کر کے روتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایسی مجسم شفقت ہستی صرف خاصان خدا کی صف میں ہی مل سکتی ہے۔ حاجت روائی مخلوق کے لئے تو آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خاص ہے۔ اس کی گواہی آپ کے ارد گرد رہنے والے اور حاضر باش، ستم رسیدہ افراد بخوبی دے سکتے ہیں۔ خدام تو خیر خدام رہے، عام انسان بھی اگر کوئی مشکل لے کر حاضر ہوتا ہے تو آپ اس کی مشکل کشائی کی جانب توجہ فرماتے ہیں ۔ مصیبت زدوں کے لئے دعائیں کرنا، پانی پر دم کر کے انہیں عطا کرنا، حاجت مندوں کی حسب ضرورت مالی امداد کرنا آپ کے معمولات سے ہے۔ اس کی اتنی کثیر نظیریں ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ میں سحر وساحری کے اثرات بد کا شکار رہتا ہوں۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کی تو حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مفتی ناظم علی رضوی صاحب سے اس سلسلے میں ذکر کرتا ہوں۔ اصاغر نوازی ایسی ہے کہ مجھ جیسا معمولی فرد امت حاضر خدمت ہوتا ہے تو ضیافت کے لئے خصوصی اہتمام کا حکم فرماتے اور ظہرانے یا عشائیہ کے وقت یاد فرماتے اور حکم فرماتے ہیں کہ مولانا کے لئے قیام کا انتظام کرو۔ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا قادری رضوی علیہ الرحمہ کے اچانک سانحۂ ارتحال اور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا قادری رضوی علیہ الرحمہ کی رحلت کے وقت آپ کو حد درجہ غمزدہ لیکن صبر جمیل کا پیکر پایا۔ جزع فزع یا بے صبری کہیں نہ دیکھی گئی۔ آپ کو فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا جس کے اعزاز میں متعدد جلسے ہوئے لیکن آپ پر اس کا کوئی فخریہ اثر نہ دیکھا گیا بلکہ بریلی شریف کی ایک اعزازی نشست میں، میں خود حاضر تھا۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے تاثراتی کلمات کے دوران ارشاد فرمایا:

''پتہ نہیں لوگ کیوں اس ایوارڈ کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔ میں تو سب سے قیمتی لمحات ان

یادگار ساعتوں کو سمجھتا ہوں جو میں نے حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گذارے اور میں جو نعمتیں بھی دیکھتا ہوں، انہیں لمحات سعید کی برکتیں سمجھتا ہوں۔''

یاران بے صفا کی حاسدانہ ریشہ دوانیوں پر آپ کے صبر اور عفو ودرگذر کا معاملہ آنکھوں دیکھی چیز ہے۔ پہلے کچھوچھوی پھر مارہروی فتنوں نے آپ کی دل آزاری اور اہمیت کم کرنے کی کوششوں میں کوئی کسر باقی نہ رکھی لیکن آپ نے اف تک نہ کہا بلکہ عزیزوں کو بھی ان کی جانب توجہ نہ کرنے اور رضائے الٰہی اور رسالت پناہی کے کاموں میں مصروف رہنے کی تلقین فرمائی۔ جب کہ بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے پاس خداداد افرادی قوت ایسی اور اتنی ہے کہ آپ صرف اشارہ فرما دیتے تو ان فتنہ گروں کا ناطقہ بند ہو جاتا۔ آج کے پیران بے صفا اور پیرزادے تو اپنے مخالفین کو دھمکیاں دلواتے ہیں، غنڈہ گردی پر آمادہ رہتے ہیں بلکہ معاذ اللہ جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتے، لیکن ہمارا پیر، پیر کامل ہے اور اسلاف کی یادگار رہے۔ یہ آپ کی بے نفسی اور استقامت کی ایسی مثال ہے جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ یہ صرف وہی کر سکتا ہے جو نفسانیت سے بالکل دست بردار ہو کر خود کو رضائے الٰہی میں گم کر چکا ہو۔

جناب اقبال فقیر رضوی نے خود مجھ سے بیان کیا کہ ساؤتھ افریقہ کے ایک سفر میں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے ساتھ تھا۔ طویل سفر کے بعد میں جوان ہونے کے باوجود تکان سے چور تھا لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے آرام کے معمولی وقفے کے بعد خود کو تبلیغی دورے کے لئے تیار کر لیا اور چہرۂ اقدس پر طویل سفر یا تکان کا کوئی شائبہ بھی نہ تھا۔ یہ حضرت کی روحانی قوت تھی۔

حضرت کو جو بھی اعزاز وتوقیر اور مقبولیت حاصل ہے، وہ خداداد ہے۔ آپ نے خود کو مکرم بنا کر پیش کرنے، عزت اور مقبولیت حاصل کرنے کی قطعاً کبھی کوئی کوشش نہ فرمائی۔ آپ کی مقبولیت کا تو عالم ہے کہ لوگ غبار راہ کو آنکھوں سے لگاتے ہیں، جس گاڑی پر تشریف رکھتے ہیں، لوگ اسے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ لعاب دہن کو ہاتھوں اور رومال میں بطور تبرک لے لیتے ہیں، زیارت کے بعد ''اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَکٌ کَرِیْمٌ'' کا نعرہ بلند کرتے ہیں لیکن آپ کے چہرۂ اقدس پر ان باتوں

سے بہجت وانبساط کا شائبہ بھی نہیں گذرتا فخر ومباہات کا اثر ہونا تو دور کی بات ہے، بلکہ آپ ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔معظمان دینی کی قدمبوسی شرعاً جائز ہے لیکن اس میں نفس کے مغرور ہونے کا اندیشہ رہتا ہے، اس لئے آپ قدمبوسی کرنے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں، جبکہ میں نے معاذ اللہ پیروں کو سجدہ کراتے اور اس پر حد درجہ مسرور ہوتے دیکھا ہے۔بعض نیاز مندوں نے آپ کو سونے اور چاندی میں تول کر عقیدت کا خراج پیش کرنا چاہا، آپ نے کسی طور سے اس کی اجازت نہ دی۔جواہرات سے مرصع چاندی کا تاج بنا کر آپ کی تاج پوشی کرنا چاہی جس پر کروڑوں کی لاگت آتی۔اچھا خاصا کام ہو بھی چکا تھا لیکن آپ نے سختی سے منع فرمادیا۔یہ وہی تاج ہے جس کا نقشہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے اسم گرامی کے ساتھ عام طور سے رائج ہے۔اسے ممبئی میں ڈیزائن کیا گیا تھا۔اس سے بڑھ کر بے نفسی اور جاہ پسندی سے بے نیازی کی دلیل اور کیا ہوگی؟

اس سے پہلے بیان ہو چکا کہ پیر کامل ہونے کے باوجود آپ کو مرید بنانے اور ان کی تعداد میں اضافہ دیکھنے کا قطعاً کوئی اشتیاق نہیں۔آپ کا مزاج خالص عالمانہ اور عارفانہ ہے۔آپ علم اور دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں اور علم دین کے خدمت گذاروں سے بہت خوش رہتے ہیں۔مفتی یونس رضا اویسی رضوی صاحب نے مجھ سے بتایا کہ آپ کی ''فتاویٰ ملک العلما'' شائع ہونے کے بعد حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی نگاہ میں آپ کی قدر بڑھ گئی اور شفقت میں اضافہ ہو گیا۔ایک مرتبہ میں نے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ سے دعا کی تو آپ نے دعا فرمائی: ''اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ سے زیادہ اپنی رضا کے کام لے''۔میں اپنی توفیقات وخدمات کو اس دعائے اقدس کی برکت سمجھتا ہوں۔حضرت کے ایک ارادت مند جناب اقبال فقیر صاحب رضوی نے مجھ سے بیان کیا حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''لوگ صرف دنیاوی کاموں کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔کوئی دین اور آخرت کے لئے دعا کا طالب بن کر نہیں آتا۔کیا دعا کی جائے۔'' اس سے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کا دین پسند اور عارفانہ مزاج معلوم ہوتا ہے اور دنیا سے بے نیازی اور حب جاہ وشوکت سے بے تعلقی نمایاں ہوتی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی صبر ورضا کا پیکر ہے۔دنیا آپ

سے صبر واستقامت کا سبق سیکھتی ہے۔آپ کی خداداد عظمت، عبقریت اور مقبولیت ابتدا سے ہی لوگوں کے لئے وجہ حسد رہی ہے۔آپ نے حاسدین کی ریشہ دوانیاں، سازشیں، ایذا رسانیاں، سحر طرازیاں جس قدر جھیلی ہیں، شاید ہی کسی نے جھیلی ہوں جبکہ آپ بالکل بے ضرر اور مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک ہیں۔یاروں کے ان تمام مراحل ستم میں آپ سراپا صبر و استقامت رہے ہیں۔شکوہ زبان پر نہیں آیا۔ہاں کہیں کہیں دل کا یہ درد بارگاہ خدا اور رسول اور دربار غوثیت میں استغاثہ بن کر زبان پر آ گیا ہے۔بارگاہ غوثیت میں عرض پرداز ہیں ؎

رنج و الم کثیر ہیں یا غوث المدد   ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد
کس دل سے ہو بیان یہ بیداد ظالماں   ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد
دل کی سنائے اخترؔ دل کی زبان میں   کہتے یہ بہتے نیر ہیں یا غوث المدد

اور کبھی یاروں کی جفا کاریوں پر خود کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی   جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے صبر واستقامت کی داستان اتنی طویل، صبر آزما اور تکلیف دہ ہے کہ اسے سوچ کر طبیعت دل گیر ہو جاتی ہے لیکن اللہ کا یہ مقدس بندہ، حسینی صبر کا پیکر ساری دنیا کی ایذا رسانیوں کا سادگی اور متانت کے ساتھ سامنا کرتے ہوئے اللہ ورسول کے ذکر، اس کے مقدس دین اور محبوبین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔زبان پر کسی قسم کا نہ شکوہ، نہ غیبت، نہ پیش بندی، نہ انتقام کا جذبہ، سارے معاملات سپرد بہ خدا کر کے راہ خدا میں قدم آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔اس کا اجر بارگاہ رب صبور وشکور سے یہ ملتا ہے کہ آپ کے سارے مخالفین ،معاندین اور جملہ حاسدین خائب وخاسر رہتے ہیں۔ان کے سینے حسد کی آگ سے دہکتے رہتے ہیں اور آپ کی مقبولیت اور فیوض کی وسعت میں دن رات اضافہ ہوتا رہتا ہے۔یہ تو دنیا کا اجر ہے۔آخرت میں تو آپ جیسے صابرین امت کے لئے رب تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے:

﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾ [زمر:۱۰]

ترجمہ: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

ابھی ماضی قریب میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ پر قابض اور متصرف غیر برکاتی النسل پیروں اور پیر زادوں نے حضرت کے خلاف قسم قسم کے فتنے برپا کئے۔ غیر اہم بنانے، دائرۂ مقبولیت کو مختصر کرنے، مرجعیت کو ختم کرنے، سید العلما کی ازخود دی گئی خلافت کو رد کرنے اور لوگوں کو حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اور بریلی شریف سے دور کرنے کی بہر طور کوشش کر ڈالی لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے صرف صبر کی ڈھال سے ان فتنوں کا سامنا کیا اور ایک لفظ بھی ان کے تعلق سے نہ کہا۔ خلافت والے معاملے میں میرے سامنے ایک صاحب کا فون آیا۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اس وقت ممبئی سانتا کروز میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت نے برملا ارشاد فرمایا:

''اس معاملے میں ہم سے کچھ نہ پوچھیں۔ جنہوں نے کہا ہے، ان سے دریافت کریں کہ انہوں نے ایسا کیوں کہا۔ ہم اس معاملے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔ وہ سید ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ میں نے عسجد میاں سے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ کسی کی باتوں کا جواب نہ دیں۔''

دنیا اس صبر و استقامت کی مثال تو لائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آپ کو اجر یہ ملا کہ آپ کو اور بریلی شریف کو سمیٹنے کا خواب دیکھنے والے ظالمین خود ہی سمٹ گئے۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ﴾

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے کیا واسطہ؟ آپ کا ہر لمحہ خشیت الٰہی اور اللہ و رسول کی یاد میں بسر ہوتا ہے۔ آپ بارگاہ الٰہی میں حضوری کی کیفیت رکھتے ہیں۔ ہاتھوں میں تسبیح کی گردش نہیں ہوتی لیکن دل ہمیشہ رب تبارک و تعالیٰ کی جانب متوجہ اور عشق رسالت مآب ﷺ سے معمور رہتا ہے۔ آپ ان بزرگوں میں ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آ جاتا ہے ؎

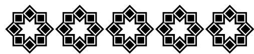
فرشتوں سے بڑھ کر وہی آدمی ہے　　جسے دیکھ کر کے خدا یاد آئے

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے مقدس اور تقویٰ شعار وجود کی زیارت سے دلوں کے زنگار دور ہوتے ہیں۔ معصیت شعار آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے تقویٰ شعار بن جاتے ہیں۔ کئی ایک خوش نصیب دولت ایمان سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں۔ اس کی متعدد مثالیں تو خود

میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ آپ ہادی برحق اور مرشد کامل ہیں۔ آپ کی دستگیری اور رہنمائی غائبانہ طور پر ہر مسترشد کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کے بھی کئی واقعات لوگوں نے بیان کئے ہیں۔ بقول شخصے: ''آپ ان بزرگوں میں ہیں جن کا ہر لمحہ، جلوت و خلوت، شب و روز اللہ و رسول کے دین کے لئے وقف رہتے ہیں''۔

فرائض و واجبات، سنن و مستحبات، اوراد و وظائف کی پابندی، منہیات، مکروہات، مشتبہات سے مکمل گریز و احتراز اور ہمہ دم دین و علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں مصروف رہنا آپ کی عارفانہ زندگی کے اعلامیہ کے لئے بس ہے۔ اللہ تعالیٰ علم و معرفت کے اس شجر طوبیٰ کو سلامت رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والا صفات اسلاف کا آئینہ اور الاستقامۃ فوق الکرامۃ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے متعدد کرامات کا صدور ہو چکا ہے لیکن اس کے عمومی اظہار سے حد درجہ احتراز رہتا ہے۔ خود میں کئی کرامات کا شاہد ہوں لیکن ابھی اس کے بیان سے دست کش ہوتا ہوں۔ آپ کی عرفانی تہہ داریوں اور بحر توحید میں شناوری کا شاید ہی کسی عامی کو اندازہ ہو لیکن اہل نظر آپ کے مقام عشق و عرفان سے خوب آشنا ہیں۔ عرب و عجم، بلاد افریقہ و یورپ کے لاکھوں سادات، مشائخ، علما، فضلا، ماہرین کی آپ کے دامان کرم سے وابستگی یونہی نہیں ہے۔ آپ کے حلقہ بگوشوں میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ اللہ کی بہت ساری غیر مرئی مخلوقات بھی ہیں۔ ایک اہل نظر نے صادق لب و لہجے میں مجھ سے بیان کیا کہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دو لاکھ سے زیادہ جنات مرید ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں ہندوستان کے اندر آپ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیابت کے منصب پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے فیوض دینیہ، علمیہ اور روحانیہ سے ہم نیازمندوں کو خصوصاً اور جملہ اہل سنت کو عموماً سرفراز فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔



مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی
مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی

آثار قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ

تاج الشریعہ کے علمی اسلوب اور تحقیقی مزاج پر روشنی ڈالتی ایک تجزیاتی تحریر

دیارِ ہند میں ایسے کئی خانوادے گزرے ہیں جنھوں نے نسلاً بعد نسلٍ قوم وملت کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے خانوادے کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور اپنی خاندانی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے ملت و وطن کی مذہبی، سماجی اور تعلیمی امور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا ۔انہیں خانوادوں میں ایک انتہائی مشہور ومعروف خانوادہ ''خانوادۂ اعلیٰ حضرت'' بھی ہے جو کم وبیش پچھلے دوسوسالوں سے تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں ملت اسلامیہ کی مثالی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یوں تو اس خانوادے کی ہندوستان میں آمد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان قندھاری افغانی سے ہوئی جو نادر شاہ درانی کے زمانے میں 1731ء میں لاہور سے دہلی آئے۔فطری بہادری، سپاہیانہ صلاحیت اور اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض میں ایک بڑا منصب ملا۔روہیل کھنڈ میں ایک بڑا معرکہ سر کرنے کے بدلے میں بریلی کا صوبے دار بنائے جانے کا پروانہ بھی جاری ہوا، اس طرح یہ افغانی گھرانہ لاہور سے دہلی ہوتے ہوئے خطہ روہیل کھنڈ کے بریلی میں سکونت پذیر ہوگیا۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خان بھی بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ان کے بعد ان کے صاحبزادے اعظم خان علائق دنیا سے کنارہ کش ہوکر زہد وریاضت میں مستغرق ہوگئے۔انہیں اعظم خاں کے پوتے مولانا رضا علی خاں نے اپنے خاندان کی نیک نامی کو بڑھاتے ہوئے علم دین حاصل کیا اور مسند افتا پر رونق افروز ہوکر خاندان کو نئی بلندیوں سے ہمکنار کرایا۔

مولانا رضا علی خان کا وصال ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں ہوا لیکن علم دین اور خدمت افتا کا جو

سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں تھما بلکہ ان کے بلند اقبال شہزادے حضرت مفتی نقی علی خان نے بحسن وخوبی جاری رکھا۔مولانا نقی علی خان کے چمن میں پھر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو کے آگے دنیا کے سارے چمن کی خوشبوئیں پھیکی پڑ گئیں، جن کے نام سے یہ خانوادہ پہچانا گیا یعنی **امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز!**

آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ کے خلفا، شاگردان، وابستگان اور اہل خاندان نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دیں، اور آج بھی یہ خانوادہ اپنی علمی وتبلیغی خدمات کی بنیاد پر پوری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی کا نام ہے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ العزیز۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس خانوادہ کے چشم وچراغ تھے جہاں علم وفن گھٹی میں پلایا جاتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ تاج الشریعہ کی زندگی بھی علم وتحقیق کے معیار ومنہج پر قائم رہی جو خاندان رضویہ کی دیرینہ روایت کی ایک روشن وسنہری تاریخ ہے۔ہماری موجودہ تحریر تاج الشریعہ کی ایک علمی تصنیف ''آثار قیامت'' کے علمی وتحقیقی پہلوؤں پر ہوگی اور اس کتاب کے علمی اسلوب، استدلال، نکات اور قاری کے تئیں پیغامات پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش رہے گی۔

آثار قیامت: یہ کتاب اصلاً سیدنا شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب کنز العمال میں درج ایک حدیث پاک کے ترجمے کے طور پر منصۂ شہود پر آئی۔اس حدیث پاک میں 72 علامات قیامت بیان کی گئیں ہیں، حضور تاج الشریعہ نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا پھر اپنی جودت طبع سے اس ترجمہ پر دیگر، آیات واحادیث اور دلائل کثیرہ کا اضافہ فرما کر اس کو مستقل ایک تصنیفی کتاب ہی بنا ڈالا، اسطرح اب یہ کتاب محض ایک ترجمہ نہیں رہ گئی بلکہ مستقل تصنیف ہو چکی ہے اور پڑھنے والا کسی جہت سے یہ محسوس ہی نہیں کر سکتا کہ اصلاً یہ کتاب ترجمے کے طور پر لکھی گئی تھی۔اس مقالہ کے تین حصے ہوں گے:

[الف] پہلے حصے میں قیامت کے متعلق آثار وعلامات پر گفتگو ہوگی۔

[ب] دوسرے حصے میں کنز العمال اور صاحب کنز العمال کا تعارف۔

[ج] تیسرے حصے میں تاج الشریعہ کے علمی اسلوب واستدلال پر گفتگو ہوگی۔

[الف]

قیامت کے متعلق اسلامی عقائد

اسلامی عقائد میں قیامت ایک بنیادی عقیدے کے طور پر شامل ہے۔قیامت کا انکار کرنے والا کافراور خارج اسلام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ﴾

اور بے شک قیامت آنے والی ہےاوراس میں کوئی شک نہیں۔

﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴾

اور ڈرتے رہو اس دن سے لوٹائے جاؤ گے جس دن میں اللہ کی طرف، پھر پورا پورا دے دیا جائے ہرنفس کو جو اس نے کمایا اوران پر زیادتی نہ کی جائے گی۔[سورۃ البقرہ:281]

﴿ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ﴾

اس دن (جبکہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ۔[سورہ آل عمران:106]

اس آیت کریمہ کے تحت پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

قیامت کے روز دل کی کیفیت چہروں پر عیاں ہوگی۔جن کے دل نور سے منور ہیں قیامت کے دن ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے۔اورجن کے باطن میں گمراہی کی تاریکی جمی ہوئی ہے اس روز ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔بعض علما نے فرمایا کہ کامیابی اورنجات پر فرحت وسرور کی کیفیت جو چہرے پر نمایاں ہوگی اس کو بیاض وجہ یعنی چہرے کی سفیدی اور کفار وفساق رحمت الٰہی سے محرومی کے باعث جس اندوہ والم کا شکار ہوں گے اورجس کے اثرات چہروں پر بالکل واضح ہوں گیا سے سوادوجہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔[تفسیر ضیاء القرآن جلداول:262/263]

﴿ ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴾

پھراسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے۔[سورہ الانعام:60]

قیامت کے دن کی طوالت:

قیامت کا دن کس قدر طویل ہوگا اس کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

﴿ وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ﴾[سورہ الحج:47]

اور بے شک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

"من أنكر الجنة اوالنار اوالبعث اوالحساب اوالقيامة فهو كافر باجماع للنص عليه واجماع الامة علیٰ صحة نقله متواترًا۔

جو جنت، جہنم، مرنے کے بعد زندہ ہونے، حساب وکتاب، اور قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔اس پر اجماع نص ہے، اوراس کی صحت نقل کے تواتر پر اجماع امت ہے۔"

قیامت کی تین قسمیں:

قیامت تین قسم کی ہے:

① قیامت صغریٰ: یہ موت ہے۔مَن مَاتَ فَقَد قَامَت قِيامته۔جو مرگیا اس کی قیامت ہوگئی۔

② قیامت وسطیٰ: وہ یہ کہ ایک قرن (یعنی ایک زمانے) کے تمام لوگ فنا ہوجائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہوجائیں۔

③ قیامت کبریٰ: تیسری قیامت کبریٰ کہ زمین وآسمان سب فنا ہوجائیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامات قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

حضور قرب قیامت کی علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

"ان (علامات قیامت) کے بارے میں صحیح حدیثیں بھی آئیں ہیں اورحسن وضعیف وموضوع بھی، مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع، یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔"

[الملفوظ حصہ سوم:385،مطبع مکتبۃ المدینہ کراچی]

[ب]

کنز العمال اور مؤلف کا تعارف

کنز العمال کا پورا نام ''کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال'' ہے۔ یہ مشہور زمانہ کتاب محدث شہیر علامہ علی بن حسام الدین عبدالملک بن قاضی خان متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی ہے۔ آپ شیخ علی متقی الہندی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی اس کتاب کی ضخامت کافی بڑی ہے اور 18 جلدوں پر مشتمل ہے۔

ولادت:

شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی ولادت ہندوستان کے مشہور شہر برہان پور میں ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کے والد شیخ حسام الدین نے آٹھ سال کی عمر میں انہیں شیخ بہاؤالدین برہان پوری کی خدمت میں پیش کیا۔ شیخ نے انہیں بیعت کیا اور جوان ہونے تک اپنے ساتھ ہی رکھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبدالحکیم سے سلوک کے مراحل طے کئے اور سلسلہ چشتیہ میں خرقہ خلافت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے تفسیر بیضاوی، عین العلم جیسی کتابیں پڑھیں اور دو سال تک رہتے ہوئے اکتساب فیض کیا۔

سفر حرمین:

شیخ حسام الدین ملتانی کے پاس رخصت ہو کر آپ حرمین شریفین کے لئے عازم ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر شیخ ابوالحسن شافعی بکری علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں داخل ہو گئے۔ ان سے آپ نے علم حدیث پڑھا اور انہیں سے طریقہ قادریہ شاذلیہ مدنیہ حاصل کیا۔ ان کے علاوہ شیخ محمد بن محمد سخاوی مصری علیہ الرحمہ، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ سے بھی درس حدیث لیا اور بیت اللہ شریف میں ہی مقیم ہو گئے۔

ہندوستان واپسی:

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ہندوستان کا پہلا سفر محمود شاہ گجراتی کے عہد میں کیا۔ جو شیخ علی متقی کے مرید تھے۔ جب آپ ہندوستان پہنچے تو محمود شاہ گجراتی نے آپ کا بہت اکرام کیا۔ کچھ

وقت گزارنے کے بعد آپ موسم حج میں واپس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

ہندوستان میں شیخ علی متقی کی مقبولیت:

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (شاگرد شیخ علی متقی) کے مطابق اس زمانے میں شیخ کی مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ تشریف لے جاتے خلق خدا کا ہجوم ان کے پیچھے ہو جاتا اور ان کے اردگرد اس طرح پھرتے تھے جس طرح پروانے شمع کے چاروں اور منڈلاتے ہیں۔ آپ اکثر اپنے حجرے کا دروازہ بند رکھتے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے نمازوں کے وقت ہی آپ کی زیارت ہوتی تھی۔

تصانیف:

حضرت شیخ علی متقی کی اپنی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، چند اہم کتابیں یہ ہیں:

★البرهان الجلی فی معرفة الولی۔ ★البرهان فی علامات مهدی آخر الزمان۔ ★الفصول شرح جامع الاصول۔ ★المواهب العلية فی جمع الحکم القرآنية والحديثية۔ ★ارشاد العرفان وعبارة الایمان۔ ★النهج الاتم فی ترتيب الحکم۔ ★الوسيلة الفاخرة فی سلطة الدنيا والآخرة۔ ★جوامع الکلم فی المواعظ والحکم۔ ★شمائل النبی ﷺ۔ ★مختصر النهايه۔ ★الرق المرقوم فی غاية العلوم۔ ★نعم المعيار والمقياس لمعرفة مراتب الناس۔ ★هداية ربی عند فقد المربی۔ ★کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔

زیارت رسول:

حضرت شیخ علی متقی ایک عاشق رسول شخصیت تھے۔ آقائے کریم علیہ السلام کو آپ کے بے حد وابستگی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ کی قسمت نے یاوری کی اور انہیں خواب میں زیارت رسول ﷺ کی دولت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ زبان رسول ﷺ سے ایک بڑا انعام بھی حاصل ہوا۔

رمضان المبارک کی ۲۷ ویں تاریخ یعنی شب قدر میں آپ کو حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شادکامی ہوئی۔ مقدس مہینہ، مقدس رات اور پیارے آقا کی زیارت! ایک بندہ مومن کو بھلا اور کیا چاہیے لیکن آج حضرت شیخ کا نصیبہ بلندی پر تھا، اس لیے آپ نے آقائے کریم سے ایک

سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس زمانے میں سب سے افضل کون ہے؟

یہ سن کر پیارے آقا مسکرائے:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑی گئی

اور شیخ علی سے فرمایا: اس زمانے میں سب سے افضل تم ہو!

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رات میں شیخ علی متقی کے شاگرد شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے بھی یہی خواب دیکھا، یہی سوال کیا اور آقائے کریم علیہ السلام نے انہیں بھی یہی بتایا کہ اس زمانے میں سب سے افضل شیخ علی متقی ہیں۔ صبح کو شیخ عبدالوہاب اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواب بیان کیا تو استاذ نے فرمایا کہ یہی خواب میں نے بھی رات کو دیکھا ہے۔

وصال پرملال:

علم وہدایت کا نور عام کرنے والی یہ عظیم ذات جس نے ساری زندگی عشق مصطفی اور اطاعت خدا میں بسر کرتے ہوئے علم دین کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ بیانوے (۹۲) سال کی عمر گزار داعی اجل کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مہمان ہوگئی اور علم کی محفلوں میں سناٹا چھا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

آپ کا وصال مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند لمحے قبل آپ نے فرمایا: اخیر سانس تک حدیث کی کتابیں ہمارے سامنے سے نہ ہٹانا۔ اخیر سانس کی نشانی یہ ہے کہ جب ہماری شہادت کی انگلی ذکر کے ساتھ حرکت کرتی رہے ، اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے سمجھ لینا روح قبض ہوگئی ہے۔

ایسا ہی ہوا، اخیر سانس تک شہادت کی انگلی مسلسل حرکت میں تھی، دوسرے کسی عضو میں حرکت نہیں تھی مگر یہی ایک انگلی تھی جو ذکر الٰہی کے ساتھ مسلسل رواں تھی۔

آپ کی تاریخ وفات ''قضٰی نحبہ'' سے نکلتی ہے۔ اس کے علاوہ ''شیخ مکہ، اور متابعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' سے مادہ تاریخ وفات نکلتا ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

[ج]
آثار قیامت کا تحقیقی جائزہ

کنز العمال کی جس حدیث پاک کو تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب ''آثار قیامت'' کا وضوع بنایا ہے سب سے پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں:

حدیث نمبر: 39639 (مسند علی) عن زید بن واقد عن مکحول عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اقتراب الساعۃ اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاۃ، واضاعوا الامانۃ، واستحلوا الکبائر، واکلوا الربا، واخذوا الرشی، وشیدوا البناء ، واتبعوا الھوی، وباعوا الدین بالدنیا، واتخذوا القرآن مزامیر، واتخذوا جلود السباع صفافا، والمساجد طرقا والحریر لباسا، وکثر الجور، وفشا الزنا، وتھاونوا بالطلاق، وائتمن الخائن، وخون الامین، وصار المطر قیظا، والولد غیظا، وأمراء فجرۃ، ووزراء کذبۃ، وامناء خونۃ، وعرفاء ظلمۃ، وقلت العلماء، وکثرت القراء، وقلت الفقھاء، وحلیت المصاحف وزخرفت المساجد، وطولت المنابر، وفسدت القلوب، واتخذوا القینات، واستحلت المعازف، وشربت الخمور، وعطلت الحدود، ونقصت الشھور، ونقضت المواثیق، وشارکت المرأۃ زوجھا فی التجارۃ، ورکب النساء البراذین، وتشبھت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ویحلف بغیر اللہ، ویشھد الرجل من غیر ان یستشھد، وکانت الزکاۃ مغرما، والامانۃ مغنما، واطاع الرجل امرأتہ وعق امہ واقصی اباہ، وصارت الامارات مواریث، وسب آخر ھذہ الامۃ اولھا، واکرم الرجل اتقاء شرہ، وکثرت الشرط، وصعدت الجھال المنابر، ولبس الرجال التیجان، وضیقت الطرقات، وشید البناء واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء ، وکثرت خطباء منابرکم، ورکن علماؤکم الی ولاتکم فاحلوا لھم الحرام وحرموا علیھم الحلال وافتوھم بما یشتھون، وتعلم علماؤکم العلم لیجلبوا بہ دنانیرکم ودراھمکم واتخذتم القرآن تجارۃ، وضیعتم حق اللہ فی اموالکم، وصارت

اموالكم عند شراركم، وقطعتم ارحامكم، وشربتم الخمور فى ناديكم، ولعبتم بالميسر، وضربتم بالكبر (بالكبر: الكبر - بفتحتين -: الطبل ذو الرأسين. وقيل: الطبل الذى له وجه واحد، النهاية ۴/۱۴۲ ب) والمعزفة والمزامير، ومنعتم محاويجكم زكاتكم ورأيتموها مغرما، وقتل البرىء ليغيظ العامة بقتله، واختلفت اهواؤكم، وصار العطاء فى العبيد والسقاط، وطفف المكائيل والموازين، ووليت اموركم السفهاء۔

(ابو الشیخ فی الفتن وعویس فی جزئہ والدیلمی)

چونکہ یہ حدیث پاک خاصی طویل ہے اور مضمون اتنی طوالت کا متحمل نہیں اس لئے ہم مکمل ترجمہ کی بجائے اہم امور کو ذکر کریں گے اور انہیں پر گفتگو بھی کریں گے۔

اس حدیث پاک میں 72 علامات قیامت کا بیان کیا گیا ہے جس میں چند اہم یہ ہیں:

(۱) نماز کو ضائع کرنا۔ (۲) امانت کو ضائع کرنا۔ (۳) کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرانا۔ (۴) سودخوری کی کثرت۔ (۵) رشوت خوری کی کثرت۔ (۶) قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھنا۔ (۷) اولاد باعث تکلیف ہونا۔ (۸) علما کا اہل دولت کے سامنے جھکنا۔ (۹) عورت و مرد کا باہم مشابہت اختیار کرنا۔ (۱۰) عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔ (۱۱) عہدوں کا میراث ہونا۔

اس حدیث میں ذکر کردہ ۷۲ علامات میں سے ہم نے گیارہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس میں بھی کچھ تخفیف کرتے ہوئے ان علامات پر بات کرتے ہیں جو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پھیلتی جارہی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

[الف] نمازوں کا ضائع کرنا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا۔

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

درج بالا تین علامات وہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہیں۔ کیا چھوٹا کیا بڑا؟ عوام و خواص کی ایک بہت بڑی تعداد ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ ان مصائب

میں سب سے اہم ہے نمازوں سے غفلت ولا پرواہی برتنا۔ سب سے پہلے ہم اسی پر حضور تاج الشریعہ کا عالمانہ و ناصحانہ تبصرہ نقل کرتے ہیں:

نمازوں کے ضیاع پر تاج الشریعہ کا عالمانہ تبصرہ:

''نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے، نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے، یا وضو صحیح طور پر نہ ہو، یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہو بایں طور کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے''۔ [آثار قیامت: ۱۸]

اس تبصرہ میں حضور تاج الشریعہ نے نماز کے ضائع کرنے کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے۔ چونکہ حدیث پاک میں مطلقاً یہ الفاظ آئے ہیں: اذا رأيتم الناس اضاعوا الصلاة۔ جب تم دیکھو لوگوں نے نماز ضائع کردیا۔ اب اس سے عام ذہن تو شاید یہ سمجھے گا کہ اس سے مراد نماز کا چھوڑنا ہوگا لیکن حضور تاج الشریعہ کی دقت نگاہ کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے اس قول رسول کی تشریح میں درج ذیل معانی بیان فرمائے:

(۱) نجاست سے پرہیز نہ کرنا۔

چونکہ نماز کی درستی کے لئے طہارت شرط ہے۔ جب شرط ہی مفقود تو وجود مشروط بھی مفقود، تو اگر کسی نے بغیر خیال طہارت رکھے نماز ادا کی تو گویا اس نے اپنی نماز کو ضائع کردیا۔ آج کل یہ بات خوب مشاہدہ میں ہے کہ لوگ احکام طہارت سے مجرمانہ حد تک غفلت برت رہے ہیں جس کی وجہ لوگوں کی نمازیں تلاوت وغیرہ ضائع ہو رہی ہیں۔ جس پر توجہ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

(۲) وضو صحیح طور پر نہ ہونا۔

صحت نماز کے لئے وضو کا درست ہونا ضروری ہے۔ لیکن آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ وضو کرتے ہیں کہ اعضاء وضو مکمل تر نہیں ہوتے، کچھ اعضا خشک رہ جاتے ہیں

لیکن چونکہ عجلت پسندی کی وجہ سے توجہ نہیں دے پاتے اور اسی حالت میں نماز ادا کر کے رخصت ہوجاتے ہیں۔اب ایسے آدھے ادھورے وضو سے پڑھی گئی نماز گویا پڑھی نہیں بلکہ ضائع کردی گئی۔

(۳) نماز میں کسی شرط یا رکن کا ادا نہ ہونا۔

نماز کی درستی کے لیے فرائض نماز اور شرائط نماز کا پایا جانا لازم ہے۔شرائط نماز اس طرح ہیں:

ا۔طہارت۔۲۔ستر عورت۔۳۔استقبال قبلہ۔۴۔وقت۔۵۔نیت۔۶۔تکبیر تحریمہ۔

فرائض نماز:

ا۔تکبیر تحریمہ۔۲،قیام۔۳،قرأت۔۴،رکوع۔۵،سجدہ۔۶،قعدہ اخیرہ۔۷۔خروج بصنعہ۔

موجودہ زمانے میں اسلامی احکام سے غفلت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں کی عمریں 30,40 کو پار کر جاتی ہیں لیکن انہیں فرائض نماز کا اتا پتا بھی نہیں ہوتا بس جیسے تیسے وقت نکال کر مسجد پہنچ جاتے ہیں اور نماز پڑھ کر واپسی کا راستہ لیتے ہیں۔اس انداز میں نماز پڑھنا اسے ضائع ہی کرنا ہے اور قیامت کی اس نشانی کا آج ہر جگہ مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

(۴) دل کا طہارت باطنی و نور ایمانی سے خالی ہونا:

ظاہری احکام طہارت اور وجود شرائط و فرائض کے ساتھ دل کی طہارت اور دل کا محبت رسول کی نورانیت سے منور ہونا بھی بڑا ضروری ہے ورنہ یہ سجدے حشر میں کسی کے کام نہیں آئیں گے۔اس ضمن یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا۔اس سے سوال ہوگا: کیا لایا؟ وہ کہے گا: ''میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکواۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ ذالک۔ارشاد باری ہوگا:

ھل والیت لی ولیاً وعادیت لی عدوًا۔کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟۔[تفسیر الدر المنثور۔الملفوظ:اول،165]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو نمازیں اس حال میں پڑھی جائیں کہ اللہ کے محبوبوں

سے محبت سے دل خالی ہو تو ایسی نمازیں کل قیامت میں برباد ہوجائیں گی۔غور کریں کہ اس حدیث میں مطلقاً محبوبانِ خدا کی محبت کا ذکر ہے جبکہ سید المحبوبین سید عالم ﷺ کی محبت کس قدر ضروری ہے۔اب اگر نماز پڑھنے والے کا عقیدہ ملعونہ یہ ہو کہ نماز میں حضور کا خیال آنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے تو اس کی نماز تو سرے سے ہی ضائع ہوگئی اور آج ایسی نماز پڑھنے والے بھی خوب پائے جارہے ہیں جو علامات قیامت میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

(۵) کسی ضرورت دینی کا انکار کرنا:

نماز کی درستی کے لیے عقائد کی درستی بھی بہت ضروری ہے۔اگر کوئی کلمہ گو نمازیں خوب پڑھے لیکن کسی ضرورت دینی کا منکر ہو تو وہ بھی اپنی نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔آج یہ بات بھی دیکھنے میں آرہی ہے کہ لوگ کھلے بندوں ضرورت دینی کا انکار بھی کرتے ہیں اور ظاہراً نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً وہابیہ کہ اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کذب جیسا عیب لگاتے ہیں، جسم و جسمانیت کا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں۔

قادیانی، جو آقائے کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

''آج کل اس کے مصداق وہابیہ، دیابنہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریات دین ہیں۔انہیں کے لئے مخبر صادق ﷺ نے غیب کی سچی خبر دی ہے:

سیصلی قوم لا دین لھم۔یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا

علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی علما کا اہل ثروت سے مرعوب ہونا اور ان کی غیر شرعی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکنا بھی ہے۔تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد علما کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال وجاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لیے جھکیں

گے۔جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلال کو حرام ٹھہرائیں گے اور دنیاداروں کو ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دیں گے جیسا کہ آگے حدیث میں بیان ہوا، اس سے مقصود علما اور عوام کی تخذیر و تنبیہ ہے“۔[آثار قیامت: ۴۴]

آج یہ وبا بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پیر پسار چکی ہے۔حالت یہ ہے کہ بڑے علما مشائخ سے ایک عام آدمی کا ملنا اس قدر دوبھر اور مشکل ہوگیا ہے کہ پوچھیں مت! جبکہ اہل ثروت و دولت کا عالم یہ ہے کہ بڑے علما اور مشائخ خود دولت مندوں کے گھروں پر جا کر مقیم ہوتے ہیں۔یعنی ایک غریب مسلمان خود پیر صاحب سے ملنے جائے تو ملاقات تک نہ سکے لیکن پیر صاحب خود امیر مرید کو اپنا دیدار کرانے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں، وجہ؟ امیروں کی دولت کا لالچ!!

تاج الشریعہ اس کے بارے میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

”قال رسول اللہ ﷺ ان الصفا الزلازل الذی لایثبت علیہ اقدام العلماء الطمع واللہ اعلم۔[اللالی المصنوعۃ، جلد اول، ص ۲۱۰]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علما کے پیر نہیں جمتے ”طمع“ (لالچ) ہے۔[آثار قیامت: ۴۴]

[ج] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا:

واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء،

یعنی علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مرد، مرد سے ملوث ہوگا اور عورت عورت سے زنا کرے گی۔آج دنیا اس غلیظ ترین فعل کو دیکھنے پر مجبور ہے، جہاں مرد مردوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کررہا ہے اور عورت اپنی خواہشات کی تکمیل مردوں کی بجائے عورتوں سے ہی کررہی ہے اور آج کی بے غیرت دنیا نے اس کا نام (Homosexuality) رکھ کر اپنی زندگی اپنی شرطوں پر گزارنے کا نعرہ دیا ہے۔

بے غیرتی کی انتہا یہ ہے آج کی اس ”مہذب دنیا“ کے ۲۴ ملکوں میں ایسے ہم جنس پرستوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی قانونی اجازت بھی دی گئی ہے۔

ان ممالک کی فہرست یہ ہے:

۱، ہالینڈ۔ ۲، ناروے۔ ۳، بیلجیم۔ ۴، اسپین۔ ۵، ساؤتھ افریقہ۔ ۶، تائیوان۔ ۷، برازیل۔ ۸، ارجنٹائنا۔ ۹، کولمبیا۔ ۱۰، فرانس۔ ۱۱، آئرلینڈ۔ ۱۲، آئس لینڈ۔ ۱۳، پرتگال۔ ۱۴، ڈینمارک۔ ۱۵، امریکہ۔ ۱۶، جرمنی۔ ۱۷، مالٹا۔ ۱۸، نیوزی لینڈ۔ ۱۹، میکسیکو۔ ۲۰، سویڈن۔ ۲۱، لکسمبرگ۔ ۲۲، اروگوے۔ ۲۳، فن لینڈ۔ ۲۴ کناڈا۔

ابھی تک یہ قبیح ترین رسم امریکہ و یورپ میں ہی پھیلی ہوئی تھی لیکن امریکہ و یوروپ کی نقالی میں اب یہ بری رسم وطن عزیز ہندوستان تک آ پہنچی ہے۔چھتیس گڑھ میں 27 مارچ 2001ء کو ضلع سرگجا اسپتال کی دو نرسوں تنوجا چوہان اور جیا ورما نے ایک دوسرے کے ساتھ شادی رچا کر ہندوستان میں اس بری رسم کو کھل کر عام کیا۔

ہم جنس مردوں کو ’گے‘ (Gay) اور ہم جنس عورتوں کو ’لیسبین‘ (Lesbian) کہا جاتا ہے۔

2009ء میں ہندوستانی کورٹ نے بھی اس بے غیرتی کی یہ کہتے ہوئے اجازت دی تھی:

دو بالغ افراد آپسی رضامندی سے اگر اکیلے میں جنسی تعلقات بناتے ہیں تو وہ آئی پی سی (IPC) کی دفعہ 377 کے تحت جرم نہیں مانا جائے گا۔

سرکار دو عالم ﷺ نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جس کا مشاہدہ آئے دن کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ثابت قدم رکھے۔

یہ تھا حضور تاج الشریعہ کی اس کتاب کا ایک ہلکا سا تحقیقی جائزہ۔جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ تاج الشریعہ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔

اگر بالتفصیل حضرت کی کتابوں کے تحقیقی گوشوں پر کلام کیا جائے تو خاصا وقت اور دفتروں کے دفتر درکار ہیں لیکن فقیر اس وقت بہت زیادہ مصروف ہونے کے باعث اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہے ان شاءاللہ دیگر مواقع پر تاج الشریعہ کی علمی نگارشات پر خامہ فرسائی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی علمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق اور اسباب عطا فرمائے۔



مولانا سید اولاد رسول قدسی
نیویارک، امریکہ

حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی ذاتِ بابرکات بلاشبہ ربِّ کائنات کی ایک عظیم نعمت تھی۔ آپ کے اندر قادر مطلق نے اس قدر خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں کہ انہیں اس مختصر مقالہ کے چند صفحات پر سمیٹا نہیں جاسکتا۔ عزیز القدر صحافی عصر، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی صاحب کا پیہم اصرار کہ حضور تاج الشریعہ کی پاکیزہ حیات وخدمات پر معارف تاج الشریعہ کی تیاری مکمل ہو چکی ہے اور یہ پریس کے حوالے ہوا چاہتا ہے۔ لہٰذا آپ اپنا مقالہ فوراً ارسال کریں۔

احباب کو معلوم ہے کہ ابھی دو ڈھائی ماہ پہلے نیویارک میں میری چودہ ۱۴؍ گھنٹے کی میجر سرجری ہوئی ہے۔ اب بھی علاج جاری ہے اس پر مستزاد حضور تاج الشریعہ کے سانحۂ ارتحال نے نڈھال کر رکھا ہے۔ اس کے باوجود قلم کاپی لیکر بیٹھا تو میرے ذہن میں محفوظ حضور تاج الشریعہ سے متعلق بہت ساری اہم علمی باتیں اس طرح یاد آنے لگیں کہ اب قلم ہے کہ رکنے کا نام نہیں لیتا۔ اب میرے سامنے یہ انتہائی مشکل مرحلہ حائل ہو گیا ہے کہ باتوں کو سمیٹوں تو کیسے سمیٹوں اور اس مقالہ کا عنوان رکھوں تو کیا رکھوں۔ فوراً ذہن نے یہ فیصلہ کیا کہ کیوں نہ اس مقالہ کا نام حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم رکھا جائے اور ۱۹۹۸ء میں ہرارے، زمبابوے کے اندر حضرت سے تفصیلی ملاقات پر جو علمی گفتگو ہوئی تھی اسے صفحۂ قرطاس کی زیب وزینت بنادیا جائے یہ چنداں بتانے کی ضرورت نہیں کہ رب قدیر نے حضور تاج الشریعہ کو کس قدر غیر معمولی مقبولیت عطا کی تھی۔ میرے اس دعویٰ کی پشت پناہی آپ کے جنازہ میں متوسلین، معتقدین اور مریدین کا امنڈتا ہوا سیلاب ہے۔ آپ کی حیات ظاہری میں یہ

منظر بارہا دیکھا گیا ہے کہ آپ جہاں جلوہ بار ہوتے لوگوں کی بہت بڑی بھیڑ اس طرح جمع ہوجاتی جیسے شمع کے اردگرد پروانے، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ہندوستان میں جب بھی حضرت سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوتی تو تفصیلی گفتگو کا بہت ہی کم موقع فراہم ہو پاتا حتیٰ کہ ۱۹۹۰ء میں جب حضور تاج الشریعہ میرے والد گرامی حضور مفتی اعظم اڑیسہ حضرت علامہ مفتی سید شاہ عبدالقدوس علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر تشریف لائے تھے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ہزاروں کے مجمع میں بندۂ احقر کے سر پر دستار خلافت باندھی تھی اور دو دن قیام بھی فرمایا تھا مگر بھیڑ بھاڑ کے سبب ہم چاہ کر بھی حضرت سے علمی استفادہ نہ کر سکے یہی حال ممبئی کے قیام کے دوران بھی رہا، میری انتہائی فیروز بختی رہی کہ ملازمت کے زمانے میں ہرارے، زمبابوے (جس کی لوساکہ سے کم وبیش ۵؍ گھنٹے کی بائی روڑ مسافت ہے) میں حضور تاج الشریعہ تقریباً ہر سال تشریف لاتے تھے۔ دراصل ہرارے میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے نامور خلیفہ حضرت مفتی محمد جان، جودھپوری، علیہ الرحمہ کے داماد قاری احمد رضا صاحب کی فیملی رہتی ہے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے نواسے الحاج منصور رضوی صاحب اور ان کے برادران ہر سال عرس اعلیٰ حضرت بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ مناتے ہیں۔ ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ الحاج منصور رضا صاحب نے عرس اعلیٰ حضرت کے زریں موقع پر ناچیز کو مقرر خصوصی کے طور پر دعوت دی اور بتایا کہ اس بار حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہو رہی ہے، حضرت کی آمد کی نویدِ جانفزا سن کر مجھے بے حد مسرت ہوئی اور میں نے بخوشی دعوت قبول کر لی۔ میں نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر پھر شاید کوئی اور سنہری موقع میرے لئے میسر آئے حضرت سے علمی استفادہ کا کیوں کہ یہ افریقہ ہے نہ کہ ہندوستان کہ جہاں لوگوں کا انبوہِ کثیر ہو میں نے کیا کیا قلم اور کاغذ لیکر بیٹھ گیا ان سوالوں کو ترتیب دینے لگا جو میرے لئے تردد کے باعث تھے اور کتابوں کی قلت کی بنیاد پر جوابات کی تشفی بخش تحصیل ہو نہیں پاتی تھی۔ میں قلبی طور پر بہت خوش تھا چلو اس بہانے حضرت کی زیارت سے بہرور ہوجاؤں گا اور ساتھ ساتھ جوابات حاصل کر کے اپنے ذوق نموں کو تسکین کی دولت فراہم کر لوں گا۔ علاوہ ازیں میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس وقت انگریزی میں کوئی ایسی کتاب لکھی جائے اور اس کی رسم اجرا حضور تاج الشریعہ کے مقدس ہاتھوں سے کرائی جائے۔ معاً خیال

آیا کہ گذشتہ سال الحاج منصور رضا صاحب نے اپنے نانا حضرت مفتی جان علیہ الرحمہ کی تصنیف ’’ذکرِ رضا‘‘ دی تھی (جو سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی پہلی اردو منظوم سوانح ہے) کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا جائے میں نے ابھی اس کا ترجمہ شروع ہی کیا تھا کہ اچانک میرے کرم فرما جناب عبدالمجید عثمان (جو انگریزی زبان و ادب میں بہت مہارت رکھتے ہیں) سے لوسا کہ کی غوثیہ مسجد کے آفس میں ملاقات کی۔ انہیں میں نے ترجمہ شدہ چند صفحات دکھائے تو موصوف نے مشورتاً کہا کہ حضرت بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کریں تا کہ اردو منظوم کتاب سے اس کی مطابقت رہے۔ جناب کا مشورہ مجھے پسند آیا اور میں نے انگریزی میں اس کا ورسیفیکیشن کرنا شروع کیا۔ گوکہ یہ کام بہت مشکل تھا مگر حضور سیدی اعلیٰ حضرت کے فیضان کرم سے یہ کام تکمیل تک پہونچا۔ جناب منصور رضا نے ہرارے میں اسے شائع بھی کرا دیا۔

جوں توں کر کے وقت گزرتا گیا اور وہ مسعود و مبارک عرس اعلیٰ حضرت آپہنچا۔ الحمدللہ حضور تاج الشریعہ کے متبرک ہاتھوں سے میری ترجمہ شدہ کتاب ’’دی ریمیبرینس آف رضا‘‘ کی رسم اجرا عمل میں آئی۔

پہلی بار ہرارے میں حضور تاج الشریعہ کی انگریزی زبان میں جب تقریر سنی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جلسہ کے اختتام پر جب حضرت جناب منصور رضا صاحب کے دولت کدہ پر تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ چھوٹے سید صاحب! (حضرت مجھے پیار سے چھوٹے سید صاحب کہہ کر مخاطب ہوتے تھے) آپ نے میری انگریزی تقریر سنی؟ کوئی غلطی تو نہیں ہوئی؟ کیوں کہ میں نے صرف ۸/ جماعت تک انگریزی پڑھی ہے اور جب کہ آپ نے انگریزی میں ایم اے، کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آج آپ کا انگریزی خطاب سن کر ایسا محسوس ہوا گویا آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے اور میں نے آٹھ جماعت انگریزی پڑھی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت مسکرا پڑے۔

ابھی باتیں چل ہی رہی تھیں کہ ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ آپ بتائیں کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے وصیت نامہ میں جو یہ لکھا ہے کہ وہ تمہارا کیسا ہی عزیز و معظم ہو اگر اسے گستاخ رسول پاؤ تو اسے اس طرح نکال دو جیسے دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے کیا اس میں تشدد نہیں ہے؟، کیا یہ

انسانیت، رواداری، اور بھائی چارگی کے منافی نہیں ہے؟۔ حضرت تاج الشریعہ نے انتہائی متانت وسنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ جناب آپ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کو جانتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر شاگرد گزرے ہیں۔ ان کا واقعہ سننے سے پہلے ’’بخاری شریف‘‘ جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے کی جلد ثانی ’’کتاب الاطعمہ باب المرق‘‘ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سنئے۔ حضور تاج الشریعہ نے پہلے باضابطہ عربی زبان میں پوری حدیث پڑھی پھر اس کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ پیش فرمایا۔ جب حضرت حدیث پیش فرما رہے تھے تو میں حیرت زدہ آپ کے رخ زیبا کو دیکھ رہا تھا اور سوچ یہ رہا تھا کہ آپ کی زندگی ایک مشینی زندگی سے کم نہیں۔ اکثر ایام سفر میں گزرتے ہیں دنیا بھر کا آپ تبلیغی دورہ کرتے ہیں، گونا گوں مصروفیات کے باوجود آپ کے استحضار علم کا یہ عالم کہ مع اسماء الرجال پوری حدیث اس انداز سے پڑھ رہے تھے گویا آپ کے سامنے صحیح البخاری کی جلد ثانی موجود ہے۔ اور ’’کتاب الاطعمہ‘‘ کا باب المرق کھلا ہوا ہے۔

قارئین بھی ذیل میں پوری حدیث مع ترجمہ ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔

عن عبداللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس بن مالك ان خیاطا دعا النبی ﷺ لطعام صنعه فذهبت مع النبی ﷺ فقرب خبز ثعر ومرقا فیه دباء وقدید فرأیت رسول اللہ ﷺ یتبع الدباء من حوالی القصعة فلم ازل احب الدباء بیومئذٍ۔

یعنی حضرت عبداللہ ابن طلحہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت انس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں ایک درزی کی دعوت پر حضور سیدی عالم ﷺ کے ہمراہ اس کے گھر پہونچا تو جو کی روٹی اور شوربہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا جس میں خشک گوشت کی بوٹیاں اور کدو کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ پیالے کے اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے اس لئے میں اس دن سے کدو سے بڑی محبت کرتا ہوں۔

مذکورہ حدیث مع ترجمہ پیش کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ جب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے سامنے اس حدیث کا ذکر آیا تو مجلس کے شرکاء میں سے ایک شخص نے کہا ’’انا ما

احبہ''،یعنی میں اسے (کدو) پسند نہیں کرتا۔اتنا سنتے ہی حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ غضب وجلال کے پیکر بن گئے اور میان سے تلوار نکال کر فرمانے لگے''جدد الایمان والا لا قتلنك'' یعنی دوبارہ ایمان لاورنہ میں ضرور بالضرور تجھے قتل کردوں گا۔حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے انتہائی محبت آمیز اور شفقت خیز لب ولہجہ میں فرمایا کہ انسان کی طبیعت کی بات ہے۔کسی کو کچھ پسند ہے کسی کو کچھ اور یہاں معاملہ بھی کچھ اور ہے۔ چونکہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے کدو کو محبوب رکھا ہے تو ہمیں بھی محبوب رکھنا ہے۔یہ محبت عقلی اور محبت ایمانی کا تقاضہ ہے۔پھر آپ نے صحیحین شریفین کی ایک اور حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے پیش فرمائی۔''قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احد کم حتیٰ اکون احب الیه من والدہ وولدہ والناس اجمعین'' تک یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔اس حدیث کے بعد آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث اشک بار آنکھوں کے ساتھ سنائی کہ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا کہ اے عمر! یہ بتاؤ! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا''بلا یا رسول اللہ ﷺ''یعنی کیوں نہیں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بے حد محبت کرتا ہوں یہاں تک کہ دنیا کے تمام لوگوں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اپنی جان کے علاوہ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! تمہارا ایمان اب بھی نامکمل ہے۔اتنا سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آب دیدہ ہوئے اور عرض کرنے لگے آقا! آپ پر میرے والدین قربان ہوں آپ بتائیں کہ میرا ایمان کیسے مکمل ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان تام نہیں ہوگا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میں اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں۔یہ سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تمہارا ایمان مکمل ہوگیا۔

حضور تاج الشریعہ کی زبان فیض ترجمان سے یہ ساری باتیں سن کر وہ شخص جس نے سیدی اعلیٰ

حضرت قدس سرہ العزیز کی وصیت پر سوال اٹھایا تھا آپ کے قدموں میں گر گیا اور بہانگ دہل کہنے لگا حضور اب میں نے ایمان کی اہمیت وافادیت سمجھ لی، میرے سارے شبہات دور ہوگئے اس سے پہلے میں مذبذب اور متزلزل تھا۔اب میرا ایمان مستحکم اور راسخ ہوگیا۔حضور دعا فرمائیں کہ میں تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہوں۔حضرت نے اسے دعاؤں سے نوازا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگیا۔

میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے چند مرتب سوالوں سے پہلا سوال یوں پیش کیا کہ حضرت میرے ذہن میں بہت دنوں سے ایک خلجان ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا مشیت ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا نام موسیٰ اور سامری کا نام بھی موسیٰ تھا۔حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی پرورش اور موسیٰ سامری کی پرورش حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے اپنی نورانی انگلی سے دودھ پلا کر کی مگر اس کے باوجود موسیٰ سامری ایسا کافر بنا کہ اس نے بنی اسرائیل سے بچھڑے کی پرستش کروائی اور برخلاف اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام منصب نبوت پر فائز کئے گئے۔حضرت تاج الشریعہ نے اس کے جواب میں برجستہ مع حوالہ صاوی شریف کی جلد اول صفحہ ۲۱ر میں مرقوم ایک عارف باللہ کے دوشعر عربی میں پڑھے ع ؎

اذاالمرأله يخلق سيدامن الازل فقدخاب من ربي وخاب المؤمل
فموسى الذين رباه جبريل كافر وموسى الذى رباه فرعون مرسل

انتہائی سلیس اردو میں اس کا ترجمہ بیان فرمایا کہ جب کوئی شخص ازلی شقی ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ نامراد ہوتا ہے بلکہ اس کی پرورش کرنے والا بھی مراد کو نہیں پہنچتا۔جیسے موسیٰ سامری جس کی پرورش حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی وہ کافر ٹھہرا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو فرعون کی پرورش میں رہے وہ خداوند قدوس کے برگزیدہ رسول ہوئے۔میں نے عرض کیا حضور اگر اس کی مزید تشریح ہوجائے تو یہاں موجود دیگر اشخاص کے اذہان بھی صیقل ہوجائیں کیوں کہ اس قسم کا سوال لوگ آئے دن ہم سے بھی کرتے رہتے ہیں۔حضرت نے اس کی مختصر اور جامع یوں تشریح فرمائی کہ عارف کے ان اشعار کا لب لباب اور ماحصل یہ ہے کہ موسیٰ سامری چونکہ ازلی طور پر بد بخت تھا اس

لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پرورش نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور وہ کافر کا کافر ہی رہا۔اس کے برعکس حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام چونکہ ازلی سعید الحظ یعنی نیک بخت تھے اس لئے فرعون جیسے سڑے ہوئے کافر کی پرورش سے انہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہونچا۔

میں نے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں دوسرا سوال کیا کہ سورہ مائدہ میں جس دسترخوان کا ذکر ہے اس سلسلہ میں تفسیر جلالین کے اندر یہ لکھا ہے کہ اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں کیا وہ مچھلیاں اور روٹیاں دنیا کے کھانوں میں سے تھیں یا یہ آخرت کے کھانوں کی قبیل سے ؟ آپ نے اس سوال کے جواب سے پہلے تفسیر جلالین کے حوالے سے فرمایا کہ تفسیر جلالین کی روایت کے علاوہ دیگر روایتیں بھی آئی ہیں۔مثلاً رئیس المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس دسترخوان پر سات نہیں بلکہ پانچ روٹیاں تھیں اور مچھلیوں کے بجائے گوشت تھا اور بعض روایتوں میں سات مچھلیاں نہیں بلکہ ایک ہی ایسی مچھلی تھی جس میں کانٹے کا وجود نہیں تھا۔اس میں گوشت ہی گوشت تھے اور اس میں سے تیل ٹپک رہا تھا اور اس کے سرہانے نمک اور دم کے پاس سرکہ اور اس کے اطراف میں مختلف انواع کی سبزیاں تھیں۔اسی طرح روٹیاں سات نہیں بلکہ پانچ تھیں۔مزید برآں ان روٹیوں میں کوئی بھی روٹی فقط روٹی نہیں تھی بلکہ ہر روٹی کے اوپر رب قدیر کی کوئی نہ کوئی نعمت ضرور تھی۔مثلاً ایک روٹی پر زیتون کا تیل، دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر گوشت کی بوٹیاں تھیں۔

یقین جانئے حضرت بولے جارہے تھے اور میں حیرت واستعجاب کی انوکھی تصویر بنا پیہم یہ سوچ رہا تھا کہ یا اللہ! جب حضور تاج الشریعہ کے استحضار علم کا یہ عالم ہے تو پھر سیدنا اعلیٰ حضرت کے وفور علم کی کیا کیفیت رہی ہوگی۔

حضور تاج الشریعہ نے اسی تفسیر کی پہلی جلد کا صفحہ نمبر بتاتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھانا نہ دنیاوی تھا اور نہ اخروی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت اس کھانے کو ایجاد فرما کر بھیجا تھا جیسا کہ تفسیر جمل میں یہ بھی قلمبند ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ نے ان کے ایک حواری (جس کا نام شمعون تھا) کے مذکورہ سوال پر یہ جواب مرحمت فرمایا تھا۔

میرے والد گرامی حضور مفتی اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ نماز فرض کے بعد استغفار پڑھتے تھے پھر کلمۂ طیبہ۔میں نے بھی یہ عادت بنالی۔لوسا کہ غوثیہ مسجد میں امامت کے زمانہ میں بعد فرض نماز حسبِ عادت میں استغفار پڑھتا پھر کلمۂ طیبہ کا ورد۔ایک بار ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ مولانا صاحب ہم نے علماء سے سنا ہے کہ سرور عالم ﷺ بعد فرض لا الہ الا اللہ پڑھتے تھے مگر آپ استغفار پڑھتے ہیں۔اس سلسلے میں کوئی حدیث ہو تو بتائیں۔غوثیہ مسجد لوسا کہ کی چھوٹی سی لائبریری میں کچھ کتابیں ہیں مگر تلاش بسیار کے باوجود مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں مل پائی جو میرے عمل کی پشت پناہی کرسکے۔میں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور تاج الشریعہ سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے فوراً فرمایا کہ حضور مفتی اعظم اڑیسہ کا یہ عمل بلاشبہ حدیث کی روشنی میں صحیح تھا بلکہ آپ کا یہ عمل لائق تقلید بھی ہے۔کیوں کہ احادیث میں دونوں روایتیں یعنی استغفار اور کلمہ کی موجود ہیں۔پھر اس کے بعد آپ نے استغفار والی حدیث مع حوالہ پیش فرمایا کہ مشکوۃ المصابیح صفحہ ۸۸ رمیں باب الذکر بعد الصلوۃ میں موجود ہے۔

''کان رسول اللہ ﷺ اذاانصرف صلوتہ استغفرثلثا وقال اللھم انت السلام ومنك السلام تبارکت یا ذاالجلال والاکرام ''یعنی جب رسول اللہ ﷺ نماز ادافرمالیتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یوں کہتے اللھم انت السلام الخ

حضور تاج الشریعہ نے اس حدیث کے پہلو بہ پہلو دو حدیثیں اور بیان فرمائیں۔حوالہ جات مجھے یاد نہیں رہے مگر عربی عبارتیں اب بھی میری ڈائری میں محفوظ ہیں وہ عبارتیں من وعن قارئین کی نذر ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ اذسلمو من صلوتہ یقول بصوتہ الاعلیٰ لاالہ الااللہ وحدہ لاشریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر۔لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم۔اللھم لامانع لما اعطیت ولامعطی لما منعت ولاینفع ذاالجد منك الجد۔

اس حدیث کے بعد دوسری حدیث پیش فرمائی۔ان النبی کان یقول فی دبر کل صلوۃ مکتوبۃ لاالہ الااللہ وحدہ۔

جونہی آپ نے مذکورہ حدیث بیان فرمائیں میں نے عرض کیا حضور یہ بھی فرمائیں کہ کون سی

اوقات میں ہماری دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں۔آپ نے برجستہ فرمایا کہ ترمذی کی دوسری جلد صفحہ ۳۶۳ر میں آپ دیکھ لیجئے گا کہ یہ حدیث سوال وجواب کے ساتھ اس طرح موجود ہے

"قلنا یارسول الله ﷺ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبرالصلوة المکتوبة" یعنی ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف آخر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

مسجد غوثیہ لوساکہ کی بات ہے ایک بار ایک دیوبندی آپہنچا۔اس نے میری اقتدا میں نماز عصر پڑھی وہاں میرا طریقہ یہ تھا کہ بعد عصر میں ایک مختصر حدیث مع تشریح وترجمہ،انگلش اور اردو میں پیش کرتا تھا۔درس حدیث میں وہ بھی بیٹھتا۔درس حدیث کے بعد میں نے دعا مانگی جیسا کہ ہمارا طریقہ ہے کہ ہم بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔دعا ختم ہوتے ہی اس نے کہا کہ وسیلہ سے دعا مانگنا شرک ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "ادعونی استجب لکم" یعنی تم مجھ سے دعا مانگو میں اسے پورا کروں گا۔میں نے بہت سی دلیلیں قرآن مقدس اور حدیث نبویہ ﷺ سے دیں لیکن اس نے کہا کوئی ایک ایسی حدیث آپ پیش کریں کہ خود نبی کریم ﷺ نے وسیلہ سے دعا کی ہو یا کسی کو تلقین کی ہو۔معاً میرے ذہن میں حضور پرنور ﷺ کی چچی مولائے کائنات کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بعد وصال والا واقعہ یاد آگیا اور میں نے کہا کہ بالکل ایسی روایت موجود ہے سرور کائنات ﷺ نے اپنی مشفقہ چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد جب ان کی قبر تیار ہوگئی تو اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر قبر میں لیٹ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ اپنے نبی اور گذشتہ انبیاء کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔علاوہ ازیں ترمذی شریف کی نابینا صحابی رسول والی حدیث پیش کی کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایک بار ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے اور عرض گذا ہوئے یارسول اللہ آپ دعا فرمادیں کہ میری بینائی واپس آجائے آپ نے فرمایا کہ صبر کر صبر تیرے حق میں اچھا ہے مگر بے حد اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے اس طرح دعا کرو

"اللّٰھم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمدنبی الرحمة یامحمدانی اتوجهت

بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضیٰ لی اللھم فاشفعنی فاشفعه لی" یعنی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے نبی حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں اے محمد ﷺ میں نے اپنے رب کے دربار میں آپ کو وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت کے لئے تاکہ اس کی تکمیل ہوجائے یا اللہ تو میرے حق میں ان کی یعنی رسول اللہ ﷺ کی سفارش قبول فرمایا۔

میرے مذکورہ دلائل سننے کے بعد اس دیوبندی مولوی نے کہا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی چچی سے متعلق جو حدیث بیان کی ہے وہ کہاں ہے مع عربی عبارت بتایئے۔میں نے کہا ٹھیک ہے تلاش کر کے بتلاؤں گا۔ہندوستان ہوتا تو بہ آسانی میں حوالہ کو ڈھونڈ لیتا لیکن باہر کے ملکوں میں کتابوں کی بڑی قلت ہوتی ہے ہر چند کہ میں نے جستجو کی مگر نا کام رہا۔

میں نے مرتب سوالوں میں یہ بھی لکھ رکھا تھا کہ حضرت تاج الشریعہ سے ملاقات پر اس کا حوالہ پوچھوں گا۔میں نے جونہی آپ سے اس کا حوالہ جاننا چاہا تو آپ نے فوراً وفاء الوفا کی جلد اور اس کا صفحہ بتاتے ہوئے عربی عبارت پڑھی:

"اللّٰھم بحق نبیك والانبیاء من قبله ان تغفرلی لامی فاطمة"

یعنی اے اللہ اپنے نبی اور گذشتہ نبی کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ کو بخش دے۔

اس طرح غوثیہ مسجد لوساکہ میں محفل نعت منعقد ہوئی تو کچھ مذبذب لوگ نعت خوانی پر اعتراض کرتے تو میں جواباً کہتا کہ نعت کہنا صحابۂ کرام کی سنت ہے اور نعت سننا خود سرور عالم ﷺ کی سنت ہے اس پر کچھ لوگ دلیل طلب کرتے تو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ پیش کرتا۔آقائے نامدار ﷺ ان کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے،اس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت پاک سناتے اور کافروں کی ہجو کرتے اور سرکار ابد قرار ﷺ ان کے لئے دعائے خیر فرماتے کہ اے اللہ حسان کی جبرئیل امین کے ذریعہ مدد فرما۔

کسی نے حوالہ طلب کیا تو میں نے موجودہ کتب احادیث دیکھیں تو مجھے حوالہ مل نہ پایا۔میں نے جونہی حضرت سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ مشکوۃ صفحہ ۴۰۶ر میں یہ حدیث اس طرح موجود ہے۔

''کان رسول اللہ ﷺ یزع لحسان منبراًفی المسجدیقوم علیه ویفاخرعن رسول اللہ ویقوم رسول اللہ ﷺ ان اللہ یؤیدحسان بروح القدس ماتفاخر عن رسول اللہ''

یعنی رسول اللہ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان نبی کریم ﷺ کی مدح فرماتے اور کافروں کی ہجو کا جواب دیتے تو آقائے کریم ﷺ فرماتے کہ اے اللہ اس کار خیر میں حسان کی جبرئیل امین کے ذریعہ مدد فرما۔

مشکوۃ شریف میں باب الاستغفار کے مطالعہ کے وقت جب یہ مندرجہ ذیل حدیث آئی

''قال رسول اللہ ﷺ انه لیغان علیٰ قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مأۃ مرۃ''، یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جب میرے دل پر پردہ چھاجاتا ہے بے شک میں اللہ سے ایک دن میں ایک سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

تو میرے ذہن میں یہ سوال ابھرا کہ نبی کریم ﷺ سید المعصومین ہونے کے باوجود سومرتبہ روزانہ استغفار کرتے تھے۔ اس کی وجہ عام طور پر علماء بیان کرتے آئے ہیں کہ یہ استغفار امت کی تعلیم کے لئے تھا لیکن اس عبارت میں لفظ ''لیغان فی قلبی'' آیا ہے یعنی میرے دل پر پردہ چھاجاتا ہے۔ آخر اس سے کیا مراد ہے۔ میں نے کافی غور وخوض کیا لیکن اس کی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی تو میں نے یہ سوال حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے اس کی ایسی وجوہات بیان فرمائیں کہ میں عش عش کرتا رہ گیا اور مجھے یہ ماننے میں ذرہ برابر بھی تأمل نہ ہوا کہ آپ صحیح معنوں میں صرف جانشین مفتی اعظم ہند ہی نہیں بلکہ وارث علوم رضا بھی ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ حدیث میں علیٰ قلبی سے مراد عندارائۃ ربی ہے یعنی سرکار دو عالم ﷺ یہ فرمارہے ہیں کہ میں اس وقت استغفار کرتا ہوں جب کوئی چیز توجہ الی اللہ کے وقت میرے سامنے حائل ہوجاتی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! کون سی چیزیں ہوسکتی تھیں جو حضور اکرم ﷺ کی توجہ الی اللہ کی راہ میں حائل ہوتی تھیں۔ آپ نے فرمایا ان چیزوں کا تعلق بشری تقاضے اور انسانی ضروریات سے تھا جیسے کھانا پینا وغیرہ۔

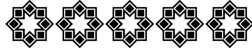
آپ نے مزید اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سرور عالم ﷺ چاہتے تھے کہ ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مستغرق ومنہمک رہیں۔

پھر حضور تاج الشریعہ نے ایک اور بڑی اہم وجہ بیان فرمائی کہ جب آپ گناہگار امتوں کے حالات پر نگاہ ڈالتے تو آپ پر دردوغم کے اثرات مرتب ہونے لگتے تو اس کو زائل کرنے کے لئے بھی آپ استغفار کرتے تھے۔

یوں تو اگر حضور تاج الشریعہ کی عظمت، شان، تبحرِ علمی اور تفحص فنی کو تحریر کروں تو کئی ہزار صفحات لکھے جاسکتے ہیں مگر یہاں خوفِ طوالت دامن گیر ہے۔ یقینا حضرت والا تبار کی رحلت عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان ہے۔

میں اپنا یہ مختصر سامقالہ اس شعر پر ختم کرتا ہوں

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا



مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی
صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم، بدایوں

حضور تاج الشریعہ اور ''کار افتاء'' کی ذمہ داری

سرکار مفتی اعظم ہند...... عارف باللہ اور مرد حق آگاہ تھے...... جن آنکھوں نے انہیں دیکھا ہے آج بھی ان میں ان کے فیوض و برکات کی چمک پائی جاتی ہے...... اور جن لبوں نے ان کے مقدس ہاتھوں کا بوسہ لیا ہے وہ ہاتھ آج بھی ہر قسم کے خرد برد سے محفوظ ہے...... میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ان ہاتھوں کے پاس سے جہنم کی آتش بھی نہ گزر پائے گی...... سرکار مفتی اعظم ہند کے وصال کو تقریباً ۳۹ ؍سال ہو چکے ہیں...... اس کے باوجود ان کا نام ہر ایک کی زبان پر ہے اور ان کے چرچوں کی بات کیجئے تو ان کا چرچہ کہاں کہاں نہیں ہے...... علم و ادراک اور فکر و شعور کی ہر ایک محفل میں ان کا ذکر خیر ہوا کرتا ہے...... اور ان کی محفلوں میں بھی ان کا چرچا ہوا کرتا ہے جنہیں ہم نہیں دیکھ پاتے ہیں کیونکہ ان کے چاہنے والوں میں ان دیکھی مخلوقات بھی شامل ہیں...... میرے سرکار مفتی اعظم ہند ایسی نادر و نایاب شخصیت کا نام ہے جن کی طرف آج تک کسی نے انگلی اُٹھا کر اشارہ تک نہیں کیا ہے...... ان پر تنقید کرنا تو بڑی بات ہے...... اور جب بھی کسی نے بدنیتی سے ان کا نام لیا ہے میں جانتا ہوں کہ وہ بری موت مرا ہے اور ایسی حالت میں مرا ہے کہ ان کے مرنے کی کیفیت درس عبرت بن گئی ہے...... خدا کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخی کرنے کا یہی انجام ہوا کرتا ہے...... سرکار مفتی اعظم ہند نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں...... یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام (فتوی نویسی) کو انجام دو...... میں ''دارالافتاء'' تمہارے سپرد کرتا ہوں ...... موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر حصرت مفتی اعظم ہند نے فرمایا: اب آپ اختر میاں سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جاں نشیں جانیں...... (حیات تاج الشریعہ ص ۱۳)

''سرکار مفتی اعظم'' نے فرمایا: ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں'' اس لئے فرمایا کہ اس وقت تک ''حضور تاج الشریعہ'' کسی ''دارالافتاء'' سے متعلق نہ تھے بلکہ اپنے گھر بیٹھ کر ہی فتاوے لکھتے تھے اور ''سرکار مفتی اعظم ہند'' سے اصلاح لیا کرتے تھے...... جب میرے ''مفتی اعظم ہند'' نے مناسب جانا ''حضرت قبلہ ازہری میاں'' کو گھر میں بیٹھنے سے منع کیا...... اور ان کے ذمہ ''دار الافتاء'' کر دیا گیا...... صرف آپ نے اپنے ''اختر میاں'' کو'' دارالافتاء'' ہی کا ذمہ دار نہیں بنایا بلکہ صریح لفظوں میں ارشاد فرمایا: انہیں کو میرا قائم مقام اور جاں نشیں جانیں...... یہاں مقام غور یہ ہے کہ ''دارالافتاء'' اس قدر ذمہ دار ادارہ ہوا کرتا ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی ذمہ دار بنایا جاتا ہے...... ذمہ داری دی ''سرکار مفتی اعظم ہند'' نے اور قبول کی ''حضور تاج الشریعہ'' نے...... انہوں نے اِن میں کیا دیکھا اور خود ''تاج الشریعہ'' نے اپنے آپ میں کیا دیکھا...... یہ سمجھنے کی بات نہیں ہے بلکہ احساس کرنے کی بات ہے...... نانا اور نواسہ کے درمیان ''اخذ و عطا'' کی جو بات ہے وہ نہایت ہی غور طلب ہے...... اس بات کو ہم یا آپ کیا جانیں؟ ہاں! ہمارے بزرگوں نے اسے جانا...... حضور احسن العلماء اور حضرت برہان ملت نے جانا اور اپنے فیصلہ میں ''حضور تاج الشریعہ'' کو'' قائم مقام بالافتاء سرکار مفتی اعظم'' بنا دیا...... کیا کہیں بھی کسی کو'' کار افتاء'' اس طرح سونپا گیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! اس کی وجہ یہ ہے کہ کہیں کا بھی ''دارالافتاء'' بریلی شریف کے ''دارالافتاء'' کی مانند نہیں ہے...... اس لئے یہاں کا ''انتخابی عمل'' اپنے آپ میں منفرد اور بے مثال ہے...... کوئی اپنے آپ کو کتنا ہی بڑا تصور کرے...... اور چاہے وہ اپنے ادارہ کو کتنا ہی بڑا ذمہ دار بتائے...... اور اوج ثریا کی بلندی کا دعوی کرے باوجود اس دعوے کے بریلی شریف اور اس کے علمی فقہی اور فکری شعوری ادارہ کے سامنے تو بہت چھوٹا ہے اور پھر بھی آنکھیں دکھانا کس قدر گھٹیا بات ہے...... اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بریلی شریف کا ''دارالافتاء'' کوئی عام ''دارالافتاء'' نہیں ہے...... یہ شرعی علوم و فنون...... فکر و شعور اور فقہ و تدکا بر ایک بڑا ''اسکول'' ہے...... یہ وہ ''اسکول'' ہے جہاں انسانوں کو دینی، مذہبی، فقہی اور مسلکی صورتوں میں ڈھالا جاتا ہے...... یہاں کیسے کیسے لوگوں کو ڈھالا گیا ہے؟ آپ سنیں گے تو حیرت میں پڑ جائیں گے...... حضرت بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"تنقیح مناط......تخریج دلائل دقت نظر اور حقیقت رسی تو اس اسکول کا خاصہ رہا ہے جس سے صدر الشریعہ کا تعلق رہا ہے (فتاوی امجدیہ ص رض)

ایک ''صدر الشریعہ'' ہی نہیں......اس اسکول سے تعلق رکھنے والوں میں ملک العلماء، محدث اعظم ہند شیر بیشۂ اہل سنت اور مولانا عبد العلیم صدیقی صاحب جیسی نایاب شخصیتیں بھی ہیں...... جنھوں نے اس اسکول سے افادۂ تام کیا ہے اور کائنات کے افق پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے ہیں......ان کی ضیا بار کرنوں سے نہ جانے کتنوں کے دل منور ہوئے ہیں اس کے احساس ہی سے ذہن و فکر اور قلب و جگر میں کیف و نشاط کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے......اس اسکول کا افادی پہلو ہر دور میں درخشاں رہا ہے......اس دور سے اب تک اس کی روشنی کم نہیں ہوئی ہے......اور اگر کسی دور میں کسی قسم کا تغیر آیا ہے تو یہ تغیر فطری ہے......غیر فطری نہیں ہے......اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ ''فطری تغیر'' کوئی عذر نار وانہیں ہوتا ہے بلکہ اسے ''عصری معنویت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے......حضرت بحر العلوم نے بریلی کے ''دار الافتاء'' کو مدرسہ نہیں فرمایا کیونکہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ مدرسہ کہنے میں وہ لذت نہیں جو اسکول کہنے میں ہے جس طرح ادب و شاعری کی دنیا میں لکھنو کو ادب کا مدرسہ نہیں بلکہ اسکول کہا جاتا ہے اسی طرح دہلوی مزاج کی شاعری کے پیش نظر ''دہلوی اسکول کہا جاتا ہے دہلوی مدرسہ نہیں......ٹھیک اسی طرح فتاوی کے مزاج کو جانتے ہوئے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اسے مدرسہ نہیں کہا ہے اسکول کہا ہے......فتاوے تو دار العلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء لکھنو میں بھی لکھے جاتے ہیں مگر ان مقامات کو اسکول کا درجہ حاصل نہیں......اپنے مدرسوں سے بھی فتاوے صادر کئے جاتے ہیں مگر انہیں بھی اس فن کا اسکول نہیں کہا جاتا ہے بلکہ بریلی اور صرف بریلی کے دار الافتاء کو اسکول کہا گیا ہے......بس اسی اسکول کی ذمہ داری حضور تاج الشریعہ کو سونپی گئی ہے......جس طرح بریلی کے اس اسکول کو اہمیت وانفرادیت حاصل ہے ٹھیک اسی طرح کی اہمیت اس کے ذمہ دار کو بھی حاصل ہوگی اور اب اس کے ذمہ دار کون قرار دیئے گئے......؟ یہ ظاہر ہے! یعنی میرے اور سب کے محبوب و مہرباں قائد و رہنما ''حضور تاج الشریعہ''......جب تک سرکار مفتی اعظم ہند حیات ظاہری میں رہے ''تاج الشریعہ'' کو مروجہ طریقوں سے ذمہ داری کا احساس دلاتے رہے اور کار افتاء کے اسرار و رموز

سے بھی آگاہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی صحبت میں رہنے سے وہ تمام خوبیاں حاصل ہو گئیں اور تاج الشریعہ کی شخصیت میں اس طرح سما گئیں کہ ان کی شخصیت سے کسی وقت بھی الگ نہیں کیا جا سکتا ہے......اور نگاہوں سے وہ فیض عطا کیا کہ زندگی کے کسی موڑ میں میرے تاج الشریعہ کو تشنگی کا احساس تک نہ رہا......

کار افتاء کی اہمیت وانفرادیت:

میری اوپر کی تحریر سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ''افتاء'' کا کام کوئی آسان کام نہیں ہوتا ہے اس کے لئے شعوری طور پر کسی کو تیار کیا جاتا ہے......تب کہیں جا کر ''افتاء'' کے مشکل ترین کاموں کو حل کیا جاتا ہے......اسلامی مدارس سے بہت سارے بچے فارغ ہوا کرتے ہیں......سب کو عالم ہونے کی سند دی جاتی ہے......ان میں مدرس بھی ہوتے ہیں اور شاعر و خطیب بھی......مگر ہر ایک کو فتوی لکھنے کی شدھ بودھ نہیں ہوتی ہے......کسی بھی مدرسہ میں آپ چلے جائیں......ایک سے بڑھ کر ایک قابل اور اعلی صلاحیت والے مدرسین دستیاب ہو جائیں گے......لیکن انہیں فتوی لکھنے کے لئے کہیئے تو بہت سے فارغین انکار کر بیٹھیں گے......ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے ''کار افتاء'' کے بارے میں کچھ سیکھا ہی نہیں......کار افتاء بھی ایک فن ہے جو ریاض سے حاصل ہوتا ہے اور اس فن کے اسرار و رموز کے حاصل کرنے کے بعد ہی فتوی لکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے ''تخصص فی الفقہ'' کے ساتھ ساتھ کسی مفتی کی نگرانی میں بہت کچھ سیکھنا پڑتا ہے اس کے بعد ہی فتوی لکھنا آتا ہے

کوئی محنت کئے اور ریاضت کا سہارا لئے بغیر انہیں کسی بھی حال میں فتوی لکھنے کی صلاحیت نہیں ہو سکتی ہے ......اس تناظر میں کہا جا سکتا ہے کہ ہر فقیہ عالم ہوتا ہے مگر ہر عالم فقیہ نہیں ہوتا ہے......محدث ہونا اور بات ہے مفسر ہونا اور بات اس کے علاوہ کسی فن میں کمال حاصل کرنا اور بات ہے اور فتوی نویسی کے فن میں درک تام حاصل کرنا دوسری بات ہے......فتوی لکھنے کی اہمیت وانفرادیت سے کسی کو انکار نہیں......مگر اس دور میں کچھ ایسے فتنے پیدا ہو رہے ہیں جو اس فن کی اہمیت کو جانتے ہی نہیں......اور اگر جانتے ہیں اور پھر بھی ایسا کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس فن کی توہین کر رہے ہیں......کسی نے کہا تفقہ فی الدین کا مطلب علم فقہ میں کمال حاصل کرنا نہیں......کسی نے کہا

عالم کا یہ معنی نہیں کہ دس سال تک مدرسوں میں رہ کر پورا نصاب پڑھا جائے بلکہ اس کے پاس جس چیز کا علم ہے...... وہ عالم ہے اور کسی نے کہا مفتی کا کام صرف مسئلہ بتانا ہے اس کے علاوہ ان کا اور کوئی کام نہیں ...... یہ تمام باتیں اوہام واباطیل ہیں ...... بلکہ یہ ضلالت گمراہیت کی نشانیاں ہیں...... حضور تاج الشریعہ کے جد مکرم حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا صاحب فرماتے ہیں کہ

مقدمہ اولی ...... مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید اور حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اتارا: ﴿ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ﴾ یعنی جس میں ہر چیز کا روشن بیان ......تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا: ﴿ وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ﴾ یعنی اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو اس لئے فرماتا ہے: ﴿ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ یعنی علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو......اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں، نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمایا: ﴿ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ ﴾ یعنی اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو لوگوں سے اس کی (شرح) بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف ونکات منتہی نہ ہونگے اندو آیتوں کے اتصال سے رب العلمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الٰہی کا منتظم فرمادیا۔ کہ اے جاہلو! تم کلام علماء کی طرف رجوع کروائے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن۔ وللہ الحجۃ البالغۃ واحمد للہ رب العلمین۔ اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے جو رب العالمین ہے ......امام عارف باللہ عبدالوھاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب ''میزان الشریعۃ الکبری'' میں اس معنی کو جابجا بتفصیل تام بیان فرمایا از اں جملہ فرماتے ہیں۔

لولا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بشریعۃ ما جمل فی قرآن بقی علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتہدین لولم یفصلو ما اجمل فی السنۃ لبقیت علی اجمالها هکذا الی عصرنا هذا . . . پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث تو یوں ہی مجمل رہتی۔ اور اسی طرح ہمارے زمانہ تک کہ اگر کلام ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے۔ تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے اسی لئے قرآن عظیم کی نسبت ارشاد فرمایا: یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے...... جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالی ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اوندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہ ضلالت میں گرتے ہیں اسی لئے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: سیاتی ناس یجادلونك بشبهات القرآن فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ یعنی قریب ہے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔

رواہ الدارمی وابونصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ وابن عبد البر فی العلم وابن ابی زمین فی اصل السنۃ والدارمی والدار قطنی والاصبهانی فی الحجۃ ابن النجار یعنی دارمی نے ابونصر مقدسی نے ''حجۃ'' میں اور لالکائی نے ''سنۃ'' میں اور ابن عبد البر نے ''العلم'' میں اور ابن ابوزمین نے ''اصول السنۃ'' میں اور دارقطنی اور اصبہانی نے ''حجۃ'' میں اور ابن نجار نے اس حدیث پاک کو روایت کی۔۔ اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: الحدیث مضلۃ الا الفقهاء یعنی

حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو......توجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی......تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا۔اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

توخوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو' ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیئے جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں تو قرآن درکار ہے سمجھ لو یہ بددین، دین خدا کا بدخواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں ایں آں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو اس تیسرے درجے پر آ کر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اس وقت یہ ضال مضل طائفے بھاگتے نظر آئیں گے ۔کأنھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ یعنی گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں ۔۔اول تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں کچھ نہ بونے گی اور وہاں کچھ چوں چرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کر دیں گے کہ پھر انہیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا اماموں کو نہیں مانتے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انہیں لئے پھرتا ہے الخ (فتاوی حامدیہ ص ۱۲۶ تا ۱۳۳)

''فتاوی حامدیہ'' کی اس پوری عبارت کے پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ من جانب اللہ قائم کردہ سلسلہ ہدایت کی ایک اہم کڑی ہمارے علمائے کرام کی ذات گرامی ہے اور مفتیان کرام کی شخصیتیں ہیں...... کیونکہ ائمہ کرام اور دوسرے ماہرین علم فقہ کے مجملات کی تشریح کا حق صرف انہیں مفتیان عظام کو حاصل ہے......جو لوگ اس دور میں اجتھاد کی بات کرتے ہیں گویا ان کے نزدیک علم فقہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے...... یہ بات تو ہمارے ائمہ کرام کو بھی معلوم تھی کہ آنے والے دنوں میں علم وفن کا اسقدر انحطاط ہو جائیگا کہ کوئی بھی انسان قرآن حدیث سے مسائل کا استنباط

نہیں کر سکتا ایسی صورت میں کیا ہوگا اس لئے حضرت امام اعظم ......حصرت امام شافعی ......حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک جیسی عبقری شخصیتوں نے علم فقہ کی بنیا درکھی اور اس کے ساتھ ساتھ اصول وکلیات نیز مسائل کا ایک ذخیرہ جمع کر کے ہمارے حوالہ کر دیا تا کہ امت محمدیہ قیامت تک پیش آنے والے نت نئے حوادث کا شرعی حل نکال سکے......اس لئے کوئی بھی علم فقہ کی ضرورت کا انکار نہیں کر سکتا اور نہ ہی کوئی اس کی اہمیت وافادیت سے نظریں چرا سکتا ہے......اس علم کے جو افراد حامل ہوا کرتے ہیں وہی علماء کہلائے جاتے ہیں اور انہیں کو فقہاء کے لقب سے پکارا جاتا ہے اور مفتیان عظام بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں...... یہ ضرورت دارالافتاء سے پوری کی جاتی ہے اس لئے اس کی بھی زمانے میں ضرورت پڑتی ہے......وہ ادارہ جو انسانوں کی شرعی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اسے تنقید کا نشانہ بنانا کہاں تک درست ہے؟

حضور تاج الشریعہ نے نہایت ہی کامیابی کے ساتھ ''دارالافتاء'' کی ذمہ داری نبھائی......خود بھی فتاوے تحریر کئے اور دوسرے لوگوں سے بھی فتاوے تحریر کروائے اس لئے آپ نے ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے اور ان کی ضرورتوں کا بھرپور انداز میں پورا کیا...... میں ان کی ان خدمات کو کیسے فراموش کر دوں؟......اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے اپنی خدمات کے عوض میں قوم سے اور سوال لے کر آنے والوں میں سے کسی سے بھی ایک حبہ تک کا مطالبہ نہ کیا...... یہ ان کا خلوص اور ان کا پیار ہے اور امت کے ساتھ ان کی ہمدردی ہے ......حضور تاج الشریعہ کے انہیں اوصاف وکمالات نے ان کی شخصیت کو اوج ثریا کی بلندی عطا کر دی ......اور ان کی شخصیت کی خوشبوؤں کو گھر گھر تک پہونچا دی ہے...... یہ مقام تو انہیں ان کی حیات پاک میں حاصل ہو گیا تھا......اور بعد وصال ان کی شخصیت کا جو جادو دیکھنے کو ملا اس نے تو ہر دانشور کو حیرت ہی میں ڈال دیا اور یہ بلندی کیوں نصیب نہ ہو کہ

نبی مختار کل ہیں جسے چاہیں جو عطا کر دیں   زمیں کو آسماں کر دیں ثریا کو ثرا کر دیں

اس بات میں کیا شک؟ کہ نبی مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے ''حضور تاج الشریعہ'' کو آسماں کر دیا ہے اور ان کے مخالفین کو ثرا کر دیا ہے......یہ کوئی میرا حسن عقیدت نہیں ہے بلکہ حقیقت اور آنکھوں دیکھا حال

ہے جسے دنیاوالوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے......اور آج بھی مشاہدہ کر رہے ہیں

''افتاء کی'' تشریح وتوضیح

لوگوں نے کارافتاء کوآسان سمجھ لیا ہے......حالانکہ یہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے......آسان سمجھنے سے کیا ہوتا ہے؟ مزہ تو جب ہے کہ کوئی میداں میں آ کر اس کام کوانجام دے اور پھر بتائے کہ یہ آسان ہے یا دشوار ہے......جوئے شیر جاری کرنے کولوگ آسان کہا کرتے ہیں فرہاد سے پوچھیئے کہ یہ کس قدر آسان ہے......اب ذیل میں اس کی توضیح کی جارہی ہے......

''افتاء'' کا مطلب فتوی دینا ہے اور فتوی مشتق ہے فتی سے اور فتی کا معنی، نوجوان طاقت والا، لسان العرب میں ہے:

قال: الفتیا تبیین المشکل من الاحکام اصلہ من الفتی وھو الشاب الحدث الذی شب وقوی فکأنہ یقوی ما اشکل ببیانہ فیشب ویصیر فتیًا قویًا افتی المفتی اذا احدث حکمًا۔ (لسان العرب ۳۳۴۸)

فتوی احکام میں سے مشکل کو بیان کرنا ہے اور اس کی اصل ''فتی'' ہے......''فتی'' کا معنی، ''نوعمر، قوی، جوان'' ہے گویا فتوی مشکل امر کو اپنے بیان سے قوی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مشکل امر قوی اور جوان ہوجاتا ہے......اور جب مفتی حکم بیان کرتا ہے تو بولا جاتا ہے ''افتی المفتی'' یعنی ''مفتی'' نے فتوی دیا

اور اسلامی شریعت میں......صورت مسئلہ کے جواب کوفتوی کہا جاتا ہے......فتوی دینا ایک مشکل امر ہے اور خطروں سے بھرا ہوا ہے......ذراسی خطا واقع ہونے سے فتوی صادر کرنے والا لوگوں کی نظروں سے گرجاتا ہے یہ ایسا کٹھن کام ہے کہ ہمارے بہت سے اسلاف نے فتوی لکھنے سے پہلو تہی فرمائی ہے

عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال ادرکت عشرین ومأۃ من الانصار من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسئل احدھم عن المسئلۃ فیردھا ھذا الی ھذا وھذا الی ھذا حتی ترجع الی الاول وفی رویۃ ما منھم من یحدث

بحدیث الا ودان اخاہ کفاہ ایاہ ولا یستفتی عن شئی الا ودان اخاہ کفاہ ایاہ

ترجمہ......عبدالرحمان بن ابی لیلی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ۱۲۰/انصاری صحابہ کواس طرح پایا کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ دوسرے کی جانب بھیج دیا کرتے تھے اور وہ دوسرا کسی تیسرے کے پاس......اور تیسرا چوتھے کے پاس یہاں تک کہ وہ لوٹ پھیر کر پھر پہلے کے پاس آجاتا......انہیں سے ایک اور روایت میں ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کوئی حدیث بیان نہیں کرتے تھے مگر وہ یہی کہتے کہ اس کے لئے میرا بھائی کافی ہے ان میں سے کوئی بھی کسی مسئلہ کا جواب نہیں دیتے مگر یہ کہ وہ یہی چاہتے کہ اس کے لئے میرا بھائی کافی ہے

عن الشعبی والحسن وابی حصین التابعین قالو: ان احدکم لیفتی فی المسئلۃ ولو وردت علی عمر رضی اللہ تعالی عنہ لجمع لھا اھل بدر

ترجمہ......شعبی حسن اور ابی حصین تابعی نے فرمایا: بیشک تم میں ہر ایک مسئلہ کا جواب دے دیتے ہو اگر یہ مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے پیش کیا جاتا تو اس کے جواب دینے کے لئے حضرت عمر تمام بدری صحابہ کو جمع کرتے۔

ہمارے بعض اسلاف جب کسی مسئلہ کا جواب دیا کرتے تو ان کے اوپر اس قدر دہشت طاری ہوجاتی کہ لرزہ براندام ہوجایا کرتے تھے اور بہت سے افراد اس بات کو کہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے کہ ہم جانتے ہی نہیں ہیں......اسی لئے مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ہر مسئلہ کا جواب نہ دے بلکہ جواب دینے سے پہلے اس بات کو خوب سوچ سمجھ لے کہ کہیں سائل میرے اس جواب سے قوم میں کوئی انتشار تو نہیں پھیلائے گا اور لوگوں میں میرے اس جواب سے کوئی غلط پیغام تو نہیں دے گا......اسی لئے ''افتاء'' کے اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل کہ جو اہل زمانہ کے مزاج کو نہ پہچانے......وہ جاہل ہے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس نے فرمایا: من افتی عن کل ما یسئل فھو مجنون کہ جو ہر مسئلہ کا جواب دے وہ مجنوں ہے......کسی بھی مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ کے تعلق سے ''لا ادری

(میں نہیں جانتا) کہنے سے عار نہ سمجھے کہ ہمارے اکابر اور اسلاف سے لا ادری کہنے کی روایت ملتی ہے......حضرت امام مالک کے سامنے ۳۳ مسائل پیش کئے گئے ان میں سے صرف آپ نے ایک مسئلہ کا جواب دیا اور بقیہ مسائل کے بارے میں امام مالک نے فرمایا: لا ادری یعنی میں نہیں جانتا، ان تمام عبارتوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ افتاء کا کام بہت مشکل اور خطروں کا کام ہے......اس دور میں تو اور بھی زیادہ خطرے کا کام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہندوستان میں جس قدر بھی دارالافتاء ہیں......ان میں سے کسی میں بھی جواب دینے کی کوئی اجرت نہیں لی جاتی ہے...... بر بنائے ہمدردی اور خلوص کے جذبوں سے سرشار ہوکر جواب دیا جاتا ہے......اور اگر کوئی مفتی اپنے کسی جواب میں پھنس جاتا ہے اور اس بنا پر مقدمہ درج ہو جاتا ہے تو کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہوتا، مفتی بیچارہ خود روپے خرچ کرتا ہے اور مقدمہ کی پیروی میں بھاگ دوڑ کرتا ہے کوئی جھوٹ کو تسلی دینے بھی نہیں آتا ہے......اس کے علاوہ عوام وخواص کی زبانیں مانند تیشہ چلتی ہیں وہ الگ مسئلہ ہے، اس کے باوجود کوئی مفتی اور کوئی دارالافتاء ہمت نہیں ہارتا ہے اور جہاں جواب دینا ضروری سمجھتا ہے وہ جواب دیتا ہے......میں کسی اور دارالافتاء کی بات نہیں کرتا ......بلکہ میرے ساتھ جو معاملہ پیش آیا اسی کو بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں......

واقعہ نمبر (۱)......میرے سامنے ایک صاحب نے تحریری صورت میں ایک سوال پیش کیا ......جس میں لکھا ہوا تھا کہ زید نے بیوی کی بدزبانی سے تنگ آکر اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا: میں تجھے طلاق دیتا ہوں...... میں تجھے طلاق دیتا ہوں......میں تجھے طلاق دیتا ہوں......سائل نے زبانی طور پر کہا جو بات صحیح ہے وہ میں نے بیان کر دی ہے اس میں کوئی بات جھوٹی نہیں ہے اور مجھے یہ حکم چاہئے کہ کوئی طلاق واقع نہیں......روپے بتاؤ کتنے پیش کروں...... چونکہ میں سائل کو جانتا تھا۔ میں نے ان سے کہا: یہ دارالافتاء ہے جو کبھی بکتا نہیں ہے اور نہ ہی اسے خریدا جاسکتا ہے......کسی وکیل کے پاس جایئے ان سے جیسا چاہیں لکھوالیں اور جیسا چاہیں آڈر کروالیں......اور سماج کا کوئی فرد وکیل سے کچھ نہیں کہتا ہے اور نہ اسے کوئی برا سمجھتا ہے اس کے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے کے عمل کو ہنر جانا جاتا ہے......اور جب کوئی مفتی کسی مسئلہ میں سچ بات کہتا ہے تو اسے نہ جانے کیا سے کیا کہا جاتا ہے؟

واقعہ نمبر (۲)......ایک اور صاحب سوتھہ بدایوں سے تین طلاق کا مسئلہ لے کر آئے میں نے طلاق مغلظہ کا حکم بیان کر دیا...... چونکہ یہ جواب اس کے مزاج اور نفس کے موافق نہ تھا......اس وقت ان کے غصہ کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے اسی وقت جواب کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور میرے ہی دارالافتاء میں پھینک کر چلا گیا...... بتایئے یہ کس قدر بڑی جرأت ہے......میں نے انہیں اپنی زبان سے کچھ نہ کہا اور خاموش رہا اور کہتا بھی کیا؟

واقعہ نمبر (۳)......تین چار لوگ پھر تین طلاق کا مسئلہ پوچھنے آئے اور میں نے زبانی طور پر بتا دیا کہ تینوں طلاقیں واقع ہوگئیں ......وہ سب کے سب یہاں سے اُٹھ کر اہل حدیث یعنی وہابی کے مدرسہ میں چلے گئے انہوں نے کہا صرف ایک طلاق ہوئی......وہاں سے پھر میرے دارالافتاء میں آئے اور انہوں نے اس قدر ہنگامہ کیا کہ بس مت پوچھئے اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے

یہ اور اسی قسم کے خطرات ہر ''دارالافتاء'' اور ہر ''مفتی'' کے سامنے پیش آتے ہی رہتے ہیں ......اس دور میں ''دارالافتاء'' چلانا اور مسئلہ کا جواب دینا آگ کی چنگاریوں پر کھڑے ہونے کے مترادف ہے۔

''حضور تاج الشریعہ'' اور ان کا ''دارالافتاء'' تو مرکزی حیثیت کا حامل ہے......نہ صرف ملکی پیمانے پر بلکہ اسے عالمی پیمانہ پر مرکزی حیثیت حاصل ہے......تو ظاہر سی بات ہے ان کے سامنے بھی خطرات آتے ہونگے اور پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہونگی ......باوجود اس کے بریلی شریف کا یہ علمی فکری مذہبی مسلکی اور فقہی اسکول اپنی سج دھج اور تاب وتوانائی کے ساتھ برقرار ہے اور انشاء اللہ اس کی یہ توانائی برقرار ہی رہے گی......اس اسکول کو کامیاب بنانے اور اس چمنستان کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے ''حضور تاج الشریعہ'' نے اپنے خون جگر کو صرف کیا ہے......اور اس کی رگ رگ میں اپنے خون کی ایک ایک بوند لگا دی ہے......اس فقہی اسکول کے در و دیوار کے گرانے میں جہاں اوروں نے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے وہیں کچھ اپنے لوگوں نے بھی کچھ کم ستم نہ ڈھایا ہے مگر اس کا کون کیا بال بیکا کر سکتا ہے؟ جس کی بنیاد میں خلوص و پیار......ایثار و قربانی اور بے لوث جذبوں کے گارے لگے ہوں......ہم سلام کرتے ہیں اور اس کے در و دیوار کو......اسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جس

کے در و دیوار سے عشق و محبت اور جانِ جاناں کی نکہتیں اُٹھتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں......

اس فقہی اسکول کی سب سے بڑی خصوصیت

بریلی شریف کا یہ ادارہ نظریہ ساز ادارہ ہے یہاں سے جو پیغام جاتا ہے پورے عالم اسلام میں پھیل جاتا ہے اپنے لوگ جہاں اس پیغام کا استقبال کرتے ہیں غیروں نے بھی اس کا استقبال کیا ہے...... یہ اور بات ہے کہ اس کے استقبال کرنے کی وجہ یہ ہو کہ اس پیغام کے متبادل غیروں کے پاس کوئی پیغام نہیں ہے......علم فقہ کے کتب متون اور شروح میں سے کسی عبارت کے نقل کر دینے کا نام ''فتویٰ'' نہیں ہے کوئی بھی اور کہیں بھی کسی کتاب کی کسی عبارت کو نقل کر دیتا ہے باوجود اسکے اس نقل کو فتویٰ نہیں کہا جاتا ہے اگر نقل عبارت کا نام ہی فتویٰ ہوتا تو کوئی مفتی اپنے فتویٰ کا ذمہ دار نہیں ہوتا ......لیکن زمینی حقیقت یہ ہے کہ کسی فتویٰ میں قرآن مقدس کی آیت پیش کی جاتی ہے...... احادیث پیش کئے جاتے ہیں درمختار......بحرالرائق اور فتاویٰ عالمگیری کی عبارتوں سے فتاویٰ سجائے جاتے ہیں مگر کوئی ان کتابوں کے مصنفین کو ذمہ دار نہیں ٹھہراتا ہے بلکہ اس کا الزام بیچارے مفتیوں پر عائد کیا جاتا ہے......رسائل و جرائد والے تو یہ کہہ کر اپنا دامن بچا لیتے ہیں کہ ان میں جس قدر مشمولات ہیں ان سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں......مگر مفتی ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ وہ سب کی ذمہ داری اپنے سر لے لیتا ہے......یہی خصوصیت اس اسکول کی ہے جو برسوں سے بریلی کی سرزمین پر قائم ہے اسی نظریہ کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں

الافتاء لیس حکایة قول افتاء به فانا نحکی اقوالًا خارجة عن المذهب ولا یتوهم احد انا نفتی بها انما الافتاء ان تعتمد علی شئی تبیین لسائلك ان هذا حکم الشرع فی ما سألت وهذا لا یحل لاحد من دون یعرفه عن دلیل شرعی والا کان ذالك جزافًا وافتراء علی الشرع ودخولًا تحت قوله عز وجل ام تقولون مالا تعلمون وقوله تعالی قل الله اذن لکم ام علی الله تفترون

(فتاوی رضویه ۱/۳۸۲)

قاضی شہید عالم صاحب اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ترجمہ......محض کسی قول کو بیان کر دینا اس کا فتویٰ دینا نہیں اس لئے کہ ہم بہت سے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جو مذہب (مفتی بہ) سے خارج ہوتے ہیں اور کوئی بھی اس بات کا وہم نہیں ہوتا کہ ہم ان اقوال کا فتویٰ دے رہے ہیں بلکہ فتویٰ دینا یہ ہے کہ کسی چیز پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے سائل کے لئے یہ بیان کیا جائے کہ تم نے کسی واقعہ سے متعلق جو سوال پیش کیا ہے اس بارے میں حکم شرع یہ ہے......اس معنی کر فتویٰ دینا کسی کے لئے اس وقت تک حلال و روا نہیں جب تک کہ دلیل شرعی اس کی کامل معرفت نہ ہو ورنہ جزاف اور شریعت پر افترا اور اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل اقوال و آیات کی وعیدوں کے تحت داخل ہونا ہے......اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں......اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اجازت دے دی یا تم اللہ تعالیٰ پر افترا کرتے ہو

(فتاوی تاج الشریعہ ۱/۱۵۴)

ہر مفتی اپنے فتوے میں سند کے طور پر جو عبارتیں پیش کرتا ہے وہ محض حکایت نہیں بلکہ ایک قسم کی انشاء ہے اور اس پر اعتماد کرتا ہے......اور پھر دلیل شرعی سے ثابت کرتا ہے کہ سائل نے جو کچھ پوچھا ہے یہی اس کا حکم شرعی ہے......فتویٰ میں جو بات یا جو حکم بیان کیا جاتا ہے وہ ایک مستحکم بات ہوتی ہے اور مضبوط حکم ہوا کرتا ہے اس لئے مفتی اپنے فتویٰ کا ذمہ دار ہوا کرتا ہے......مفتی کا کام صرف حکم بیان کرنا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ ''صورت مسئولہ پر'' اس ''حکم شرعی'' کا انطباق بھی ہوا کرتا ہے اگر مفتی اس عملی انطباق سے کام نہ لے تو پھر دارالافتاء سے رجوع کا کیا معنی؟ علامہ جرجانی تحریر کرتے ہیں

ان عمل الفقهیة لا یقتصر علی العلم بالاحکام الفقهیة وفهمها وانما یتعدی الی الکشف عن علل الاحکام وماخذها ومقاصده وغیر ذالك مما یساعد فی عملیة استنباط الاحکام الشرعیة ولذالك عرف الفقه بأنه الاصابة والوقوف علی المعنی الذی یتعلق به الحکم۔ (التعریفات ۱۰۹۸)

ترجمہ......فقہی عمل صرف احکام شرعیہ کے جاننے اور اس کے سمجھنے پر مصور نہیں ہوتا

ہے بلکہ اس کی رسائی احکام شرعیہ کی علتوں اور اس کے ماخذوں اور مقاصد کی وضاحت تک ہوا کرتی ہے اور اس کے علاوہ ان امور کی تشریح تک ہوا کرتی ہے احکام کی توضیح میں مدد کرے اسی لئے علامہ جرجانی نے فرمایا: فقہ نام ہے اس معنی خفی تک پہونچنے کا جس حکم متعلق ہوا کرتا ہے

ایک مفتی میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہیئے: اس کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی شہید عالم صاحب لکھتے ہیں:

امام احمد رضا قدس سرہ کے اس فرمان کے مطابق ایک جلیل القدر فقیہ اور مفتی کے لئے مندرجہ ذیل خوبیاں ہونا ضروری ہیں

☆......اصول فقہ واصول افتاء پیش نظر ہو

☆......فقہ کے متون وشروح اور فتاوی کے جزئیات پر استحضار ہو

☆......احوال زمانہ سے کامل آگاہی ہو

☆......فتوی تحریر کرنے میں سوال کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو اور جواب سب کو محیط ہو......

☆......بعض مسائل میں حکم شرع کا اظہار دوسرے علوم وفنون کے اصول وقواعد پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان علوم وفنون کے اصول وقواعد پر گہری نظر ہو

☆......جزئیات فقہ سے استناد کرے

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ''حضور تاج الشریعہ'' ان تمام خوبیوں کے جامع تھے......ان کے جس قدر فتاوے دستیاب ہیں ان کا مطالعہ سے کرنے سے یہ تمام خوبیاں ثابت ہوتی ہیں......اوروں کی تو میں اس وقت بات نہیں کرتا......البتہ جہاں تک میں نے جانا ہے اور ''حضور تاج الشریعہ'' کو جاننے کی کوشش کی......اس سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ''کار افتاء'' کے تمام تقاضوں کو اسی وقت پورا کیا جا سکتا ہے جب کسی کی شخصیت میں ''فقہی ملکہ'' پایا جائے......''حضور تاج الشریعہ'' کی ذات مقدسہ میں یہ ملکہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے......اسی لئے کسی بھی مسئلہ کا جواب تحریر کرنے میں انہیں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں ہوتی تھی......سوال کی نوعیت کو اور ان کے تمام گوشوں کو پیش نظر رکھتے

ہوئے فوری طور پر قلم برداشتہ جواب تحریر فرما دیا کرتے تھے......ان کے فتاوی کا ایک مجموعہ میرے پاس ہے جو عقائد وکلام سے متعلق ہے......اس میں مختصر فتاوے بھی ہیں اور طویل سے طویل فتاوے بھی......ان تمام فتاوی میں فقہی ملکہ دیکھا جا سکتا ہے......اس کے علاوہ ان کے فتاوے میں تنقیدی شعور اور علمی تعاقب بھی پائے جاتے ہیں......تنقیدی شعور سے فن میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور کسی بھی تحریر میں پائے جانے والی جوہری خصوصیت بھی ابھر کر نمودار ہوتی ہے جس کی کشش اور رونق وبہار اہل فکر کے دلوں کو باغ وبہار کر دیتی ہے اور جہاں تک علمی تعاقب کی بات ہے حضور تاج الشریعہ نے اس علمی تعاقب کے سہارے سماج ومعاشرہ میں پیدا ہونے والے غیر مفید اور مضر جرثموں کو روکا ہے......اب ہم ذیل میں حضور تاج الشریعہ کی کچھ ایسی خصوصیات پیش کرنے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے فتاوے تحریریں گراں قدر اور بیش بہا ہو جایا کرتی ہیں......کیونکہ یہ خصوصیات کسی بھی شخصیت کے لئے مقومات کی حیثیت رکھتی ہیں اور خاص طور سے ''فقہی ملکہ'' کے لئے......

اول......عقلی استعداد:

ایک فقیہ اور ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عقلی استعداد کامل ہو......ادراک کی قوت میں سرعت پائی جائے جب اس کے سامنے کوئی لفظ بولا جائے یا کوئی تحریر لائی جائے......اس کے معانی اور مفاہیم کے سمجھنے میں کسی طرح کی دقت نہ ہو......چاہے قرائن موجود ہوں یا موجود نہ ہوں......اسی کو ذکاء اور سرعت فہم کہا جاتا ہے......اور علم فقہ کی اصطلاح میں ''فقہ النفس'' کہا جاتا ہے......یہ کس قوت کا نام ہے یہ تو میں بتا ہی چکا ہوں مگر میں اس کی ایک مثال دکھانا چاہتا ہوں......اسی سال ،،شرعی کونسل آف انڈیا'' کے فقہی سیمینار میں جو مولانا حسن رضا خاں ہال میں منعقد ہوا تھا......اسی میں یہ بحث چل رہی تھی کہ سود کے متحقق ہونے کی وجہ کسی بھی مال میں ''عصمت'' کا پایا جانا ہے......اور جہاں یہ عصمت نہیں پائی جاتی ہے اس میں سود متحقق نہیں ہوتا......ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے زیادہ مال لے تو یہ زیادتی سود ہے اور اس کا لینا اور دینا دونوں حرام کہ یہاں مال میں عصمت پائی جاتی ہے......حربی اور مسلمان کے مابین سود ثابت ہی نہیں اس لئے اس کا لینا جائز ہے......اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے حضرت قاضی شہید عالم مدرس جامعہ نوریہ باقر گنج بریلی شریف نے کہا: حربی سے زیادہ

مال لینا تو جائز ہے کہ اس کے مال میں عصمت نہیں پائی جاتی ہے لیکن کوئی مسلمان کسی حربی کو زیادہ مال دے یہ حرام ہے......اس لئے کہ مسلمان کے مال میں عصمت پائی جاتی ہے......اب تک عام تصور یہ رہا ہے کہ حربی اور مسلمان کے مابین لین دین میں زیادہ مال لیا بھی جاسکتا اور دیا بھی جاسکتا ہے......لیا جاسکتا ہے اور دیا نہیں جاسکتا کا جو تصور قاضی صاحب قبلہ نے پیش کیا یہی ''فقہ النفس'' ہے......جن فتاوی میں حضور تاج الشریعہ نے تنقیدی شعور سے کام لیا ہے یا علمی تعاقب کا جلوۂ رنگیں پیش کیا ہے ......ان میں حضور تاج الشریعہ نے ایک نہیں ''فقہ النفس'' ہزاروں جلوؤں کو پیش کیا ہے جن کا مطالعہ کرنے سے دلوں میں مسرت کی لہریں بیدار ہوتی ہیں......اور ذہن وفکر کے صحن میں اتنے اجالے پھیل جاتے ہیں کہ جسم وبدن کا انگ انگ نورانی بن جاتا ہے......خدا سلامت رکھے ان جلوؤں کو تا کہ مطالعہ کرنے والے اپنے قلب وذہن کو منور وتاباں کرتے رہیں......حضور تاج الشریعہ کی اس خوبی کو دیکھ کر اعلی حضرت فاضل بریلوی کے علم وفن اور فکر وشعور کا خوبصورت جلوہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

دوم......روحانی استعداد:

علم ایک نور ہے ایک خوبصورت روشنی ہے اور اس میں بھی سب سے زیادہ افضل واعلی اور اشرف واکرم علم شرعی ہے اور اس میں بھی علم فقہ ہے......تمام انواع علوم میں باکمال اور جسن وخیر والا ہے......اسی کے تعلق سے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں

ان العلم نور يقذفه في قلوب الطائعين ويحجبه عن العاصين .فقال
شكوت الى وكيع سوء حفظي فارشدني الى ترك المعاصي واخبرني بأن العلم
نورونور الله لايهدى لعاصي.

ترجمہ......علم ایک نور ہے جو نیک بندوں کے دلوں میں رکھا جاتا ہے اور گنہگاروں سے روک لیا جاتا ہے امام شافعی نے کہا میں نے وکیع سے اپنے کند ذہن ہونے کی شکایت کی......تو انہوں نے گناہوں کو ترک کرنے کی جانب رہنمائی کی اور مجھے خبر دی کہ علم نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا ہے

کیا یہ حقیقت نہیں؟ کہ علم فقہ اور پھر اس میں مہارت تامہ تو اللہ تعالی کی جانب سے ایک قسم کا

ہدیہ ہے نعمت اور فضل باری ہے......بایں سبب یہ اسی کو دیا جاتا ہے جس کا دل صاف شفاف ہوا کرتا ہے......وہ لوگ اس کے مستحق ہی نہیں جن کے دلوں میں کدرورت ہوا کرتی ہے اور جن کے سینے حسد وجلن کی تپش میں جلتے رہتے ہیں......اس تناظر میں دیکھا جائے تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ حضور تاج الشریعہ کی روحانی استعداد کیسی تھی اور دل نازک کیسا صاف ستھرا تھا......یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب دل روشن ہوا کرتا ہے تو رخ زیبا چودھویں کا چاند بن جاتا ہے......اور جبیں مبارک سے ایسی سنہری کرنیں نکلتی ہیں کہ مضطرب دلوں کو سکوں مل جاتا ہے......جس کسی نے تاج الشریعہ کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ آپ کا مبارک چہرہ کیسا تھا؟ بہرحال اس بات سے انکار نہیں کہ آپ کی روحانی استعداد لائق دید تھی......اور اس بات کا استحقاق رکھتی تھی کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان سے شرف ملاقات حاصل کیا جائے......اسی لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ''فقہی ملکہ'' سے نوزا تھا......اور اس میں بھی آپ کو درجہ کمال حاصل تھا......

سوم......استعداد خلقی:

استعداد خلقی سے مراد کردار وعمل کی بلندی ہے اور احلاق وآداب سے مزین ہونا ہے، فرائض کو ان کے وقتوں پر ادا کرنا ہے اور آداب ومستحبات کے بجالانے میں لیت ولعل سے احتراز کرنا ہے۔ شیریں مقالی ان کی عادت میں شامل ہو......اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک مفتی کا رابطہ قوم اور اس کے افراد سے ہوا کرتا ہے......بایں سبب ان میں ایسی کوئی بات نہ پائی جائے جس سے لوگوں کے دلوں میں ان کے تئیں کسی قسم کی نفرت پائی جائے......ہر قسم کے عیوب ونقائص سے دور رہیں اور اپنے آپ کو بری عادتوں سے منزہ کریں......تا کہ ان کا قلب وذہن اور ان کی شخصیت انوار وتجلیات کی آماجگاہ بن جائے ......حضور تاج الشریعہ کو اس تناظر میں دیکھیں تو یہ خوبیاں ان کی شخصیت میں جمع تھیں......ان کی ذات سے کوئی ایسا کام صادر نہیں ہوا جس کی بنیاد پر ان کے بارے میں کچھ ایسا یا ویسا کہا جاسکے......یہی سبب ہے......انہیں زندگی میں بھی قبولیت عامہ حاصل تھی اور بعد وصال بھی لوگوں کے دلوں میں جو ان کی قدریں برقرار ہیں ان کی پیمائش نہیں کی جاسکتی ہے......یہ بہت بڑی سچائی ہے کہ حضور تاج الشریعہ جن نگاہوں کے کرشموں سے ہو کر ہم تک پہونچے تھے اور جس آغوش تربیت میں رہ کر انہوں نے تربیت

پائی تھی ......وہاں خاک بھی سونا بن جاتی ہے اور ذرہ بھی آفتاب بن جاتا ہے اس آغوش سے تاج الشریعہ نے کیا کیا نہیں پایا ہوگا......میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اسی آغوش سے ہر قسم کی استعدادیں لے کر ’’دارالافتاء‘‘ میں قدم رکھا اور انہیں استعدادوں نے ان کی شخصیت میں ’’فقہی ملکہ‘‘ کو شامل کر دیا پھر یہ کہ ان کی ذاتی کوششیں بھی کیا کم تھیں اور ذاتی مطالعہ نے ان کے ذہن وفکر میں کیا کیا جمع نہ کیا ہو؟ اس بارے میں کسی کوئی شک نہیں ہوسکتا ہے بلکہ ہر ایک کو اس بات کا یقین ہے کہ انہوں سرکار مفتی اعظم ہند سے وہ تمام چیزیں کشید کر کے اپنی شخصیت میں شامل کر لیا ہوگا جو فقہی ملکہ کے لئے ضروری تھا...... چونکہ اسی ملکہ فقہیہ پر کار افتاء کا دور ومدار ہوا کرتا ہے اور وہ حاصل ہے تو پھر تاج الشریعہ اپنے دور میں ’’سرخیل مفتیان عظام ٹھہرے ......اور اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

دارالافتاءاور سوالوں کی کثرت:

بریلی شریف کا دارالافتاء اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ ہم یا آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں ......اس دارالافتاء میں نہ جانے کہاں کہاں سے سوالات آتے ہیں ہندوستان کے تمام علاقوں سے سوالات آتے ہیں اور ہندوستان سے باہر کے بھی سوالات آتے ہیں......سائل بھی مختلف قسم کے ہوا کرتے ہیں ان کی نفسیات بھی الگ الگ ہوا کرتی ہے اور ان کی سوچیں بھی جداگانہ کیفیات کی حامل ہوا کرتی ہیں......ایک مفتی کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ سوال کو اور اس کے مختلف پہلوؤں پر نظر رکھے ......اور اس بات پر غور کرے کہ سائل کس پہلو پر اضطراب کا شکار ہے اور وہ چاہتا کیا ہے؟ اور دریافت امر کے تحت سائل مفتی سے کیا مطالبہ کر رہا ہے......جو سائل مطالبہ کر رہا ہے مفتی اسی کا جواب دے مگر اس بات کا خیال رہے کہ سوال کے تمام پہلو اس جواب میں سما جائیں......اور سائل کو ایسا کوئی موقع نہ دیا جائے کہ جواب میں سے اپنے مطلب کی بات لے لیں اور بقیہ پہلوؤں کو نظر انداز کر دیں......ایسے بہت کم سائل ہوا کرتے ہیں جو اپنے سوال میں صحیح صورت حال بیان کرتے ہوں......اور حد تو یہ ہے کہ دارالافتاء میں حاضر ہو کر بھی دروغ بیانی سے نہیں چوکتے ہیں......اسی طرح کا ایک واقعہ ہے......حضور مفتی اعظم ہند کے دور میں ایک سائل آیا اور وہ بیان کرنے لگا ......سرکار مفتی اعظم ہند سر جھکائے اس کے بیانات سن رہے تھے......اچانک آپ نے سر اٹھایا اور

تیز نگاہ سے بیان کرنے والے کو دیکھا اور ارشاد فرمایا: آپ کیا کہہ رہے ہیں......سائل لرز اُٹھا اور پھر وہ بیان کیا جو سچ تھا اس سے پہلے جو بتا رہا تھا وہ غلط تھا......اسی بزرگ شخصیت نے میرے تاج الشریعہ کے حوالہ دارالافتاء کیا تھا......تو بتایا جائے کہ میرے تاج الشریعہ کیا تھے اور کیسے تھے ؟......اور ان میں کیا کیا خوبیاں پائی جاتی تھیں؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے؟ نہیں!......یہی وہ مقام ہوا کرتا ہے جہاں کسی بھی دانشور کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور قلم خاموش ہو جاتا ہے......میرے ’’تاج الشریعہ‘‘ سوال اور اس کے مختلف گوشوں اور سائل کی نفسیات پر نہایت ہی گہری نظر رکھتے تھے ......اب رہی بات جواب لکھنے کی......تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ جواب کوئی مفتی دے......بڑا مفتی دے یا کوئی چھوٹا مفتی دے......اور کسی بھی ’’دارالافتاء‘‘ کا مفتی دے......وہ جواب کسی اجتہاد یا استنباط کا نتیجہ نہیں ہوسکتا......کیونکہ اس دور میں اجتہاد کا کوئی بھی حامل نہیں......حضرت امام احمد بن حنبل کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں......ہاں اجتہاد بمعنی کوشش ہے تو یہ اجتہاد کہیں بھی دستیاب ہوسکتا ہے......ہاں اس کو انطباقی جواب کہا جا سکتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مفتی صاحبان کسی نئی صورت اور نئے حادثات پر حکم شرع کا انطباق کرتا ہے اجتہاد نہیں......جواب اس نوعیت کا حامل نہیں کہ کسی مقام سے اسے اٹھا لیا جائے اور سوال پر اسے منطبق کر دیا جائے بلکہ اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اور کبھی کبھی تو بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے......اس کے بعد ہی جواب دیا جاتا ہے......اس لئے جواب کو ’’انطباقی حیثیت‘‘ حاصل ہے......اس ’’انطباقی حیثیت‘‘ کو کون؟ اور کس قدر؟ خوبصورت بنا سکتا ہے......یہ مفتیان عظام کی ظاہری اور باطنی صلاحیتوں پر منحصر ہوا کرتا ہے......اور اس کا انحصار اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ سائل کی نفسیات کیسی ہے؟ اور اس کا اضطراب کس قسم کا ہے؟ ......کیا بالکل سادہ ہے؟ یا اس میں کسی طرح کی ژولیدگی پائی جاتی ہے؟......اگر سادہ ہے تو اس کا جواب بھی اسی انداز میں دیا جاتا ہے......اور ژولیدگی والا ہے......تو اس کے جواب کے لئے ایسا جواب تیار کیا جاتا ہے جو فکر وفن کے تقاضوں اور منطقی ترتیب پر مشتمل ہوا کرتا ہے اور اس میں دلائل و براہین نیز جزئیات بھی کثیر تعداد میں پیش کئے جاتے ہیں......جواب کیسا بھی ہو؟ مگر سوال کے عین مطابق ہونا چاہئے کیونکہ ’’السوال مناط للجواب‘‘ کہ سوال پر ہی جواب کا دار و مدار ہوا کرتا

ہے، میرے ''تاج الشریعہ'' کو اللہ تعالیٰ ایسی حساس طبیعت اور سرعت ذہن وفکر کے ساتھ ساتھ ایسا فقیہ النفس بنایا تھا کہ آپ اس منزل کو نہایت ہی آسانی کے عبور کر جاتے تھے۔ جیسے قصیدوں میں ''گریز'' کی کیفیت ہوا کرتی ہے جہاں شاعروں کے قدم پھسل جایا کرتے ہیں اور کچھ شاعر ایسے بھی ہوا کرتے ہیں جو تمہید سے مدح کی جانب اپنے رخ کو موڑ لیا کرتے ہیں اور کسی کو احساس تک نہیں ہوتا کہ اس نے تمہید کس طرح چھوڑی...... اور کس پامردی کے ساتھ مقام مدح پر آن کھڑے ہوئے کچھ اسی طرح کی کشمکش سوال اور جواب کے مابین کی کیفیت میں ہوا کرتی ہے۔ اس کشمکش والی حالت سے نکلنے کے لئے سرعت فہم کی ضرورت پڑتی ہے اور مختلف قسم کے استعدادوں کی بھی حاجت ہوا کرتی ہے اور میرے ''تاج الشریعہ'' کی شخصیت میں یہ دونوں خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

''حضور تاج الشریعہ'' کا جواب کیسا ہوتا تھا؟

''حضور تاج الشریعہ'' نے ایک دو اور سیکڑوں نہیں بلکہ ہزار ہا سوالوں کے جوابات تحریر فرمائے ہیں...... جو فتاوی کی شکل میں پائے جاتے ہیں...... ابھی تک اس کی دو جلدیں آئی ہیں اور ۶؍ جلدیں اشاعت سے محروم ہیں...... دعا ہے پروردگار عالم انہیں بھی زیور طباعت سے آراستہ کردے ......اصل حقیقت یہ ہے فتاوے سوالوں کے جوابات ہوا کرتے ہیں لیکن ''علم فقہ'' کی اصطلاح میں ان جوابات کو ''فتوی/ فتاوی'' کہا جاتا ہے...... فتاوے میں دعوے بھی ہوا کرتے ہیں جنہیں حکم شرع کہا جاتا ہے اور اس میں دلائل وبراہین بھی ہوا کرتے ہیں...... مگر یہ دلائل نہ منطقی قسم کے ہوا کرتے ہیں اور نہ ہی فلسفیانہ ہوا کرتے ہیں بلکہ یہ دلائل کتاب وسنت اور فقہ کی کتابوں سے لائے جاتے ہیں ......اصول افتاء اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ دلائل کہاں سے لئے جائیں

ان الواجب علیٰ من اراد ان یعمل او یفتی غیرہ ان یتبع القول الذی رجحہ علماء مذھبہ فلا یجوز لہ العمل او الافتاء بالمرجوع۔

ترجمہ......اس پر واجب ہے جو عمل کرنے یا کسی کو فتوی دینے کا ارادہ کرے کہ وہ اتباع اس قول کی کرے جسے علمائے مذہب نے ترجیح دی ہے...... پس جائز نہیں کہ قول مرجوح پر عمل کرے یا فتوی دے۔ (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۳)

ایک دوسرے مقام پر ہے

وقولی (او ظاھر الروایۃ) معناہ ان ماکان من المسائل فی الکتب التی رویت عن محمد بن الحسن روایۃ ظاھرۃ یفتی بہ وان لم یصرحوا بتصحیحہ نعم لو صححوا روایۃ اخری من غیر کتب ظاھر الروایۃ یتبع ما صححوہ

ترجمہ......اور میرا قول ''او ظاہر الروایہ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسائل جو محمد بن الحسن سے ''روایت ظاہرہ'' کے طور پر روایت کئے گئے ہیں انہیں پر فتوی دیا جائے اگرچہ علمائے مذہب نے ان کے ''صحیح ہونے کی صراحت نہ کی ہو...... اور اگر ''کتب ظاہر الروایہ'' کے علاوہ کسی دوسری روایت کو علمائے مذہب نے صحیح فرمایا ہے تو اس پر عمل کیا جائے اور اسی پر فتوی دیا جائے۔ (شرح عقود رسم المفتی ص ۴۰)

''حضور تاج الشریعہ'' نے اپنے تمام فتاوی میں اس بات کا زبردست التزام رکھا ہے...... وہ سب کی سب ''اصول افتاء'' کے آئینہ دار اور ترجمان ہوا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصول افتاء کے یہ اسرار اور اسی قسم کے دوسرے رموز ''حضور تاج الشریعہ'' کو گھوٹی میں گھول کر پلائے گئے تھے ...... اور اس بابت آپ نے ذاتی طور پر جو کوششیں کی ہیں وہ آپ کی اضافی خوبیاں ہیں......

حضور تاج الشریعہ اور طرز استدلال

اہل علم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ''حضور تاج الشریعہ'' نے اپنے فتاوی میں جو باتیں کہی ہیں...... یوں ہی نہیں کہی ہیں بلکہ انہوں نے انہیں دلیلوں سے ثابت بھی کیا ہے کبھی قرآن مقدس کی آیتوں سے ثابت کیا اور کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک سے...... اور فقہ کی معتبر کتابوں سے بھی دلیلیں پیش کی ہیں...... دلائل پیش کرنے کے لئے ''طرز استدلال'' کا التزام ضروری ہوا کرتا ہے جب تک طرز استدلال کی خوبیاں نہیں پائی جاتی ہیں اس وقت تک تقریب تام نہیں ہوتی ہے...... طرز استدلال کے مضمون پر ہزار ہا کتابیں لکھی گئی ہیں...... فقہ شافعی میں الگ کتابیں ہیں اور فقہ حنفی میں کتابیں لکھی گئی ہیں اس کے علاوہ فقہ حنبلی میں اور فقہ مالکی میں بھی کتابیں تصنیف کی گئیں ہیں ......جنہیں ہم اصول فقہ کا نام دیتے ہیں...... اس فن کو پڑھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے بعد

طرز استدلال کی تمام نوعیت سمجھ میں آجاتی ہے...... ’’حضور تاج الشریعہ‘‘ کو اس فن میں بھی کمال حاصل تھا ......اس لئے ان کے فتاوے میں طرز استدلال کا جوش وخروش دیکھنے کو ملتا ہے......طرز استدلال میں کمال درس وتدریس سے بھی حاصل ہوتا ہے اور کتب فقہ کا مطالعہ کرنے سے بھی حاصل ہوا کرتا ہے ......حضور تاج الشریعہ نے ان دونوں ذرائع سے خوب خوب استفادہ کیا ہے اور اسے اپنے فتاوی میں برتا بھی ہے...... یوں تو استدلال کی مختلف نوعیں ہیں عام، خاص، مطلق، مؤول، مقید، مشترک، نص، ظاہر، مشکل، محکم، عبارۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص، صیغۂ امر، صیغۂ نہی وغیرہ۔ اس کے علاوہ ضرورت و حاجت زینت اور اسباب ستہ وغیرہ بھی استدلال کی نوعیں ہیں...... کس مقام پر کس نوع سے کام لیا گیا ہے اس کا اندازہ ان کے فتاوی کا مطالعہ کرنے ہی سے ہوسکتا ہے......

اور جب کتابوں کے حوالے کی بات آتی ہے تو آپ اس قدر حوالے دیتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں...... مسلسل سفر میں رہنے کے باوجود فقہی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا التزام...... اور بہت ساری جزئیات وفروعیات کا یاد رکھنا یقینی طور پر حیرت انگیز ہے......

کار افتاء کے تعلق سے جو کچھ بھی پیش کیا گیا یہ میری ناقص معلومات پر مبنی ہے...... اس جہاں میں اور خود ہماری جماعت میں ایسے بہت سے اہل قلم حضرات ہیں جو اس موضوع پر بہتر لکھ سکتے ہیں ......ایسوں سے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ میدان میں اور لکھیں تاکہ خراج عقیدت کا ایک معیار بن جائے...... اس کے اور بہت گوشے ہیں جن سے اب تک نقاب کشائی بھی نہیں کی گئی ہے......

میں دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم حضور تاج الشریعہ کی تربت پاک پر رحمت ونور کی برسات کرے اور ان کے وسیلے سے دو چار قطرے ہم جیسے بے علموں نصیب ہو جائے...... اور ہماری قسمت کا ستارہ بھی بلند ہو جائے...... آمین۔ آمیں ثم آمین

محمد شمشاد حسین رضوی

صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں

۳۰/ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۱۳/اگست ۲۰۱۸ء



مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

حضور تاج الشریعہ اور ان کے معاصرین

اہل اسلام عموماً اور جماعت اہلسنت کے ذی علم، ذی شعور اور فقہ وافتاء سے وابستہ افراد و شخصیات خصوصاً وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حضور حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی شاہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ کو تاج الشریعہ کے لقب سے یاد کرتی ہیں۔ اس لقب پر علمائے ہند وپاک کا اتفاق ہے۔ اس لئے اس کی حیثیت اجماعی ہے۔ عوام وخواص میں اس کی قبولیت کا یہ عالم ہے کہ جلسوں، کانفرنسوں اور مذہبی تقریبات میں ع:

’’بستی بستی، قریہ قریہ، تاج الشریعہ تاج الشریعہ‘‘

کے نعرے بکثرت لگتے ہیں جب تک یہ نعرے بلند نہیں ہوتے بے تاب عقیدتوں کو سکون نہیں ملتا۔ جب یہ نعرے بلند ہوتے ہیں تو حاضرین وسامعین کے جنون عشق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ نعرے ان کی موجودگی میں بھی لگتے ہیں اور غیر موجودگی میں بھی لگتے ہیں۔ جنون عشق سے اندازہ ہوتا ہے کہ تاج الشریعہ کے لقب کی آپ کی ذات اہل ہے۔ یہ لقب آپ سے پہلے بھی بعض شخصیات کو دیا گیا ہے۔ نااہل کو عقیدت بیجا کے زیر اثر کوئی لقب ملتا ہے تو اس میں دیر پائی نہیں ہوتی اور اہل کو ملتا ہے تو کبھی کبھی وہ لقب علم کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ تاج الشریعہ اب علم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جب بھی تاج الشریعہ بولا جاتا ہے تو اس سے پوری اسلامی دنیا میں صرف آپ کی ذات مراد لی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم اور محدث اعظم یہ سارے القاب علم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ آج القاب بہت ارزاں ہو چکے ہیں۔ ماضی میں اتنے ارزاں نہ تھے۔ تاج الشریعہ کے لقب میں بڑی معنویت ہے۔ اس لقب سے شخصیت کی پورے طور پر ترجمانی ہوتی ہے۔

تاج الشریعہ اور اس کا مفہوم:

تاج الشریعہ کا مفہوم لغوی اعتبار سے ''شریعت کا تاج ہے لیکن اصطلاحی وشرعی اعتبار سے اس کے دائرے میں بڑی وسعت وگہرائی ہے'' ہماری جامعات اور مدارس کا دستور ہے کہ جب کوئی طالب علم دورۂ حدیث مکمل کر لیتا ہے تو اس کے سر پر علم کا تاج رکھا جاتا ہے کسی کے سر پر حفظ کا تاج رکھا جاتا ہے اور کسی کے سر پر قرائت کا تاج سجایا جاتا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب کوئی علم کی تکمیل کے مرحلوں کو عبور کرتا ہے جبھی علم کا تاج اس کو دیا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح ''حضور تاج الشریعہ'' کو بھی ''شریعت کا تاج'' اس وقت دیا گیا جب انہوں نے شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا یہ تقاضے کئی مرحلوں میں طے ہوئے۔

پہلا مرحلہ:

اس کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ ''حضور مفتی اعظم ہند'' نے ''حضور تاج الشریعہ'' کو اپنا ''معتمد علیہ'' قرار دیا اور یہ اعلان فرمایا کہ ان کی بات میری بات ہوگی اور جو میری بات ہوگی وہی ان کی بات ہوگی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ''مرشد اعظم، عارف باللہ اور عالم حق آگاہ'' کی نگاہ بڑی دوررس نگاہ تھی یہی سبب ہے کہ آپ ساحل پر کھڑے ہوکر پاتال کی خبر رکھا کرتے تھے اور چہرہ کو دیکھ کر قلب ونظر میں اُٹھنے والے مدوجزر کو بھانپ لیا کرتے تھے اور شخصیت میں پنہاں بہت سی خوبیوں کو جان لیا کرتے تھے اسی لئے آپ نے ''حضور تاج الشریعہ'' کو اپنا ''معتمد علیہ'' بنایا یہ فیصلہ برمحل بھی تھا اور برحق بھی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضوتاج الشریعہ نے اپنے کسی قول یا فعل سے اپنے نانا جان حضور مفتیٔ اعظم ہند کے اعتماد کوٹھیس نہ پہنچنے دی آپ نے وہی کہا اور وہی کیا جس میں حضور مفتی اعظم کی مرضی ہوا کرتی تھی ان کی حیات ظاہری میں بھی آپ کا یہی رویہ رہا بعد وصال بھی اسی پر ثابت قدم رہے اور وصال سے اب تک آپ اسی پر قائم ہیں ورنہ زمانے کا یہ دستور رہے کہ جس طرح وہ بدلتا رہتا ہے ٹھیک اسی طرح اہل زمانہ بھی بدل جایا کرتے ہیں کبھی صبح تو کبھی شام، کبھی رات تو کبھی دن یہی وہ زمانہ ہے جو کبھی اجالوں میں نہاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تاریکیوں میں اپنا منھ چھپا لیتا ہے مگر صحیح معنی میں جب کوئی عالم ہوتا ہے محقق اور دانشور ہوتا ہے۔ تو اس کے رویوں میں سوئی کی نوک

کے برابر بھی کوئی فرق نہیں آتا ہے۔

دوسرا مرحلہ:

دوسرا مرحلہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جب آفتاب شریعت، ماہتاب ولایت شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہماری نگاہوں سے روپوش ہوجاتے ہیں اس لئے ضرورت تھی ایک ایسی ذات کی جو مریدین کے رستے زخموں کی مرہم پٹی کرے، جو پریشاں حال لوگوں کے سروں پر تسلی کا ہاتھ رکھ دے اور خوابیدہ جذبوں کو پھر سے بیدار کردے ارباب حل وعقد سر جوڑ کر بیٹھے کہ اب ایسا کون ہوسکتا ہے؟ جو ان کی یادوں کو تازہ کردے، ان کے خوابوں کو تعبیر سے ہمکنار کردے ان کی نگاہ جس ذات گرامی پر پڑتی ہے وہ کسی اور کی ذات نہ تھی بلکہ ہمارے ممدوح یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات تھی اسی لئے ''حضور برہان ملت اور حضور احسن العلماء علیہما الرحمۃ والرضوان'' نے ''حضور تاج الشریعہ کو ''قائم مقام بالافتاء سرکار مفتی اعظم'' قرار دیا اور عیدین کی امامت بھی آپ کے سپرد فرمادی۔

تیسرا مرحلہ:

علماء اہلسنت اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ ''حضور تاج الشریعہ'' نے حضور مفتی اعظم کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا فرمایا کسی بھی مقام پر ''حضور مفتی اعظم ہند'' کے چاہنے والوں کو مایوس نہ ہونے دیا جب جب اور جہاں جہاں ان کی قیادت ورہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے اسے بخوبی انجام دیا علم کے میدان میں، فکر کی جولان گاہ میں تنقید کی وادیوں میں، دعوت وتبلیغ کے تپتے ہوئے صحرا میں سفر کرنے کی ضرورت پڑی تو آپ سب سے آگے نظر آئے جب علمی، فکری اور تہذیبی تعاقب کے میدان میں اترے تو اپنے سامنے کسی کو بھی دم لینے کی مہلت نہ دی اور جب تلاش وجستجو تحقیق وتدقیق کے میدان میں اترے تو عالمی برادری سے اپنا لوہا منوالیا، رشد وہدایت کا معاملہ آیا تو آپ نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور اس میدان میں بھی آپ بلندیوں پر فائز نظر آئے اس دور میں پیروں کی کمی نہیں ہے ایں قدر اور آں قدر بہت سے پیر ہیں ۔ ان میں اکثریت کا شریعت سے برائے نام رشتہ ہے وہ شریعت پر طبیعت کو ترجیح دیتے ہیں اور جب ان سے سوال ہوتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم اہلِ طریقت ہیں یہی وجہ ہے کہ اب خانقاہوں سے اعتماد

اٹھتا جا رہا ہے۔طریقت شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے جو طریقت شریعت سے الگ ہو وہ زندقہ ہے۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے اس عنوان پہ بڑی نفیس گفتگو کی ہے۔اہل شریعت خصوصاً نام نہاد اہل طریقت کے لئے اعلیٰ حضرت کی گفتگو چراغ منزل کی حیثیت رکھتی ہے۔اعلیٰ حضرت کا رسالہ ''شریعت وطریقت'' کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے اور مارکیٹ میں دستیاب ہے۔حضور تاج الشریعہ کی ذات اعلیٰ حضرت کے رسالہ ''شریعت وطریقت'' کے عین مطابق ہے۔

مذکورہ مراحل سے گزرنے کے بعد ہی آپ کو ''تاج الشریعۃ'' کہا گیا اس لقب کو بھی قدرت نے بہت بلندی عطا کی ہے اس لئے عوام وخواص کی زبان پر یہ لقب مثل وظیفہ رقصاں ہے۔بستی بستی ،قریہ قریہ ''تاج الشریعۃ'' ''تاج الشریعۃ''۔

تاج الشریعہ کون ہوتا ہے........

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو علم کا پر جوش سمندر ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو فکر ومعنی ،درک وادراک اور شعور واحساس کا باغ وبہار ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو لفظ ومعنی کے در وبست کا ماہر ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے۔جو فقہ وافتا میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے۔جو تنقید وتعاقب میں لاثانی ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھوں میں رشد وہدایت کا علم ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو قبولیت عامہ کے شرف سے مشرف ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو قیادت کی توانائیوں سے بھرپور ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو خوف وخطر سے دور ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے۔جو احقاق حق اور ابطال باطل میں کسی مصلحت کا شکار نہ ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو معقولات ومنقولات میں درک تام رکھتا ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو ہزار مخالفتوں کے ہجوم میں استقامت وثبات قدمی کا جبل شامخ ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو طوفانوں کی زد پر رشد وہدایت کی شمع فروزاں کرے۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو صلح کلیت کی ظلمت کا سینہ چاک کر دے۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو اپنے پیش رو مجددین کے افکار وخیالات کو حیات تازہ عطا کرے۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو زمانہ کے بدلتے ہوئے مزاج کو صحیح سمت دکھائے۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جس کے پاس زمانہ کے اٹھتے ہوئے ہر سوال کا جواب موجود ہو۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جس کا ہر ایک جواب شریعت کی ترجمانی کا حق ادا کرے۔

۞ ''تاج الشریعۃ'' وہ ہوتا ہے جو وقت کی رفتار پر عقابی نگاہ رکھے۔

مذکورہ اوصاف کی اس وقت اگر کوئی شخصیت جامع ہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہے اسی لئے اہل علم انہیں ''تاج الشریعۃ'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں آج زمانہ کہاں جا رہا ہے ؟اس کی سوچ کیا بنتی جا رہی ہے؟ نوجوان علماء کے قدموں میں کیا لغزشات ہو رہی ہیں؟ اسے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ایسے حالات میں اگر کوئی ذات گرامی حق وصداقت اور رشد وہدایت کا روشن مینار بن کر کھڑی ہے تو وہ ''حضرت تاج الشریعۃ'' کی ذات والا صفات ہے۔انہوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ رضا کا نور نظر لخت جگر رضا کا نمونہ ہے اس بات میں کوئی تردد نہیں کہ ظلمتوں کے تار وپود کو بکھیر دینے کا ہنر ''حضور تاج الشریعۃ'' کو حاصل ہے طوفانوں سے کس طرح مقابلہ کیا جاتا ہے؟ آندھیوں کی زد پر حق وصداقت کا چراغ کیسے جلایا جاتا ہے اس سے حضور تاج الشریعہ خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ میں سلام پیش کرتا ہوں۔حضور تاج الشریعہ کی ذات قدسی صفات کو آپ عصر حاضر میں اپنے علم وعرفان اور عشق خدا داد سے تاریک دلوں کو روشن ومنور کر رہے ہیں ۔آپ کے ارشاد وفرمودات سے دلوں کی زمین کو شادابی مل رہی ہے اور بے چین نگاہوں کو تسکین کا غازہ مل رہا ہے۔

جب کوئی بات کسی سے سنی ہوئی ہوتی ہے تو اس کے بارے میں کسی کو شک ہو سکتا ہے تردد ہو سکتا ہے اور کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں کسی سنی ہوئی بات پر کس طرح یقین کر لوں؟ یہ مجھ سے نہیں ہو پائے گا ہاں جب میری آنکھیں دیکھ لیں گی اور اس ذات گرامی کے رخ زیبا کے دیدار سے مشرف ہو جائیں گی تب کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔اس بارے میں ہمارے اکابر کا یہ مقولہ بھی ہے

''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' کہ سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کی مانند نہیں ہوتی ہے ایسے ہی لوگوں سے میرا کہنا ہے کہ ہر بات دیکھ کرنہیں مانی جاتی ہے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دیکھے بغیر بھی مان لی جاتی ہے جب کوئی خبر بار بار آتی ہے اوراس حدتک آتی ہے کہ حدتواتر کو پار کرجاتی ہے تواس وقت دیکھ کر ماننے کی بات کرنا حماقت سے کم نہیں ہے ہم نے امریکہ نہیں دیکھا ہے مگراس بات کا یقین ہے کہ امریکہ دنیا میں موجود ہے ٹھیک اسی طرح ہم نے ''حضور تاج الشریعہ'' کے تعلق سے جو بھی باتیں پیش کی ہیں وہ سب کی سب دیکھی ہوئی ہیں یا پھر دیکھنے والوں میں سے کچھ افراد نے اس حدتک بتادی ہے جس کی وجہ سے بات حدتواتر تک پہنچ چکی ہے اس لئے ''تاج الشریعہ'' کے اوصاف وکمالات کے ماننے میں کسی طرح کا کسی کوتامل نہ ہونا چاہئے۔

معاصرین کا معنیٰ ومفہوم:

یہ عنوان بڑا اہم اور وسیع عنوان ہے محققین علماء نے اپنی کتابوں میں کسی اعلیٰ شخصیت کے معاصرین کا ذکر توکیا ہے۔لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا ہے کہ معاصرین کے معنی، اس کے دائرے اوراس کی وسعت کیا ہے۔

معاصرین ''معاصر'' کی جمع ہے اور یہ ''باب مفاعلت'' سے تعلق رکھتا ہے یہ اسم فاعل ہے اور اس کا مادہ {ع+ص+ر=عصر} ہے اس کا مفہوم عام طور پر ''ہم زمانہ'' بتایا گیا ہے گوکہ اس معنی میں بڑی وسعت وکشادگی پائی جاتی ہے اسی لئے اس معنی کا سہارا لیتے ہوئے ہمارے بعض افراد نے جب بھی معاصرین کا ذکر کیا ہے ان میں موافقین کے ساتھ ساتھ مخالفین کا بھی ذکر کیا ہے۔اس تعلق سے بکثرت نظیریں پیش کی جاسکتی ہیں جب کہ ایسا کرنا عنوان اور شخصیت دونوں کے مزاج کے خلاف ہے اس مقام پر معاصر ماخوذ ہے ''عاصر فلانا''' سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب ''المعجم الوسیط'' فرماتے ہیں: من عاش معہ فی عصر واحد یعنی معاصر وہ ہوا کرتا ہے جو ممدوح کے ساتھ ایک ہی زمانہ میں زندگی بسر کرے۔

''معاصر'' کی تشریح:

معاصر کی توضیح میں صاحب ''**المعجم الوسیط**'' نے لفظ ''معہ'' کا استعمال کیا ہے جس سے ''

معیت'' سمجھ میں آتی ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''معیت'' سے کس کی ''معیت'' مراد ہے؟ زید، عمر، بکر کی؟ یا پھرایرے غیرے کی ''معیت'' مراد ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے! بلکہ یہاں ''معیت '' سے اس ذات گرامی کی ''معیت'' مراد ہے جس کے معاصرین کا آپ ذکر کرنا چاہتے ہیں میں اپنے اس مقالہ میں ''حضور تاج الشریعہ'' کے معاصرین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں......تو ظاہر سی بات ہے کہ ''معاصرین'' کے زمرہ میں انہیں افراد واشخاص کو شامل کیا جاسکتا ہے جنہوں نے حضرت گرامی کی ''معیت'' اختیار کی ہے اس کے علاوہ کسی ایسے فرد کا ذکر جو معیت سے دور ہو مناسب نہ ہوگا مجھے افسوس ہوتا ہے ان افراد پر جنہوں نے ''معاصرین'' کی فہرست میں غیروں کا ذکر کرکے ماحول کو کشیدہ کردیا ہے اور علمی، فکری اور ادبی فضا میں تکدر پیدا کردیا ہے یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کسی نے صاف وشفاف پانی میں شراب کی ایک دوبوند ڈال دی ہو یا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پرکیف اور پرنور فضا میں بدبودار گندھک گھول دیا ہو اس لئے میں نے مناسب تصور کیا کہ معاصرین کے تعلق سے پوری بحث کرلی جائے تاکہ معاملہ صاف ہوجائے اور یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ وہ کون لوگ ہوسکتے ہیں جو معاصر بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس کی ایک مختصر بحث ذیل میں ملاحظہ کریں۔

معیت اوراس کے اقسام:

اس مقام پر ''معیت'' سے وہ مفہوم مراد ہے جو صاحب ''**المعجم الوسیط**'' کی عبارت میں موجود لفظ ''معہ'' سے متبادر ہوتا ہے اس کا مطلب کسی ممدوح کے ساتھ کسی کا رہنا ہے جسے اہل علم ''معیت:: سے تعبیر کیا کرتے ہیں معیت کی دوقسمیں ہیں:

معیت حقیقی اور معیت حکمی:

معیت حقیقی اس ''معیت'' کو کہا جاتا ہے۔جب کوئی انسان کسی کے ساتھ رہتا ہے کبھی ''معیت '' ایک خادم کو مخدوم کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی انسان کسی کے ساتھ رازدار یعنی سکریٹری بن کر رہتا ہے دور حاضر میں جو بڑے لوگ ہیں ان کے ساتھ کوئی خادم ضرور رہتا ہے اور کوئی ہم راز بھی ہوتا ہے ہم راز کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہے یہ معیت وقتوں کے ساتھ محدود ہوا کرتی ہے کبھی یہ سلسلہ دراز ہوجاتا ہے اور کبھی

درازتر اور کبھی ایسا بھی وقت آتا ہے کہ یہ ''معیت'' تھوڑے ہی دنوں میں سمٹ جاتی ہے اور اس کا سلسلہ آگے نہیں بڑھ پاتا ہے۔

معیت حکمی یا اعتباری یہ ''معیت حقیقی'' کے بالکل برعکس ہے اور اس سے مراد ایسی ''معیت'' ہے جسے عام طور پر لوگ معیت کا نام نہیں دیتے اس معیت کی بھی چند صورتیں ہیں جو ترتیب وار ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں۔

معیت فی العقائد:

یعنی معاصر وہ ہوتا ہے جو ممدوح کے عقائد واصول اور نظریات سے اتفاق کرتا ہو اگر ممدوح سنی صحیح العقیدہ ہے اور مذہب اہلسنت وجماعت پر یقین رکھتا ہے تو یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس کے معاصرین بھی ایسے ہی لوگ ہوں۔ جیسا کہ ہمارا ممدوح ہے معاصرین میں نہ کوئی بدعتی شامل ہوسکتا ہے اور نہ ہی اہل ہوا وہوس میں سے کوئی فرد جہاں تک کسی کافر ومرتد کی بات ہے۔ انہیں تو کسی بھی صورت میں معاصرین کی صف میں شامل کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہئے اعتقادیات میں ہمارے دو امام ہیں امام ابوالمنصور ماتریدی اور امام ابوالحسن اشعری حنفی المذہب کے پیروکار ماتریدی ہیں اور شافعی المذہب سے تعلق رکھنے والے اشعری ہیں۔

معیت فی المذہب:

چونکہ ہمارے ممدوح یعنی ''حضور تاج الشریعہ'' مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے پیروکار ہیں خود اعلی حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہما حنفی المذہب تھے۔ ہندوستان کے زیادہ تر علماء، فضلاء اور مفکرین حنفی ہیں جو افراد اس معیت سے مشرف ہیں معاصرین کی صف میں شامل ہوسکتے ہیں۔

معیت فی المسلک:

اہل سنت وجماعت حق ہے باقی وہ تمام جماعتیں جو فکری اعتقادی اور نظریاتی اعتبار سے جماعت اہلسنت سے میل نہیں کھاتیں باطل ہیں۔ اہلسنت وجماعت کا شناختی نشان ہر زمانے میں بدلتا رہا ہے۔ کبھی اہلسنت وجماعت کا نشان امتیاز اشعری وماتریدی تھا اور عصر حاضر میں اہل سنت

کا امتیازی وشناختی نشان مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں وہی حضرات شامل ہوسکتے ہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت سے کلی طور پر اتفاق رکھتے ہوں۔

معیت فی الاستعداد:

کسی کو معاصرین کی صف میں شمار کرنے سے پہلے اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ اس کی علمی، فکری اور فقہی استعداد کیا ہے اور تحقیق وتدقیق کے میدان میں اس کا معیار کیا ہے۔

معاصرین کے مدارج:

''معیت حقیقی'' کا دائرہ محدود ہوتا ہے اور جس فرد کو بھی یہ ''معیت'' حاصل ہوتی ہے اس کی بنیاد عقیدت پر قائم ہوتی ہے یا خدمت پر یا جذبہ ایثار پر اس لئے معاصرین میں ایسے افراد کو شامل کرنا مناسب نہیں جو مذکورہ اوصاف کے حامل نہ ہوں۔ معیت حکمی کا دائرہ وسیع اور بہت زیادہ کشادہ ہوتا ہے جو علم وفکر، شعور وادراک، فقہ وتدبر اور تحقیق وتلاش کا تقاضا کرتا ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کا جو فرد حامل وعامل ہوگا وہی معاصرین کی صف میں شامل ہو سکتا مگر ان میں بھی مدارج ہیں کوئی قریب ہوتا ہے تو کوئی قریب تر، کوئی بعید ہوتا ہے تو کوئی بعید تر اس طرح کا فرق مراتب ہر قسم کی معیت میں پایا جاتا ہے اس لئے اس کا پاس ولحاظ رکھنا بہت زیادہ ضروری ہوتا ہے کون کس قدر اس کا لحاظ کرتا ہے اور کون نہیں کرتا ہے اس کی جانکاری بہت بعد میں حاصل ہوتی ہے اور اس وقت ہوتی ہے جب تک انتخابی عمل اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے۔

معاصرین کا تذکرہ کرتے وقت یہ بات ذہن کے حاشیے میں رہے کہ ہمارا ممدوح کون ہے؟ اور اس کی عالمانہ، فاضلانہ، فقیہانہ اور محدثانہ شان وشوکت کیا ہے؟ اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اہل فکر وشعور کے درمیان اس کی حیثیت کیا ہے؟ نیز عوام میں اس کی شہرت ومقبولیت کا گراف کیا ہے۔ جب یہ ساری باتیں ذہن میں محفوظ ہوں گی تو انتخابی عمل میں سہولت ہوگی۔

حضور تاج الشریعہ کے معاصرین کی صف میں کون لوگ آسکتے ہیں؟:

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضور تاج الشریعہ کون ہیں اور ان کی علمی، فکری اور فقہی صلاحیت کیا

ہے؟ مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی خوف نہیں کہ دور حاضر میں علمائے اہلسنت کے مابین اولیت اور اولویت کا سہرا آپ ہی کے سرِ ناز کو زیب دیتا ہے اور شہرت وقبولیت کے اعتبار سے بھی اعلیٰ رتبہ صرف اور صرف آپ ہی کو حاصل ہے کوئی بزبان خود بڑا نہیں ہوتا ہے بلکہ بڑا وہ ہوتا ہے جسے سارا جہاں بڑا کہے۔

کیا اس شخص کو معاصر کا درجہ دے دیا جا سکتا ہے جو کھنکتے سکوں کی بنیاد پر کبھی سیاست کے گلیاروں میں کسی لیلیٰ وقت کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے اور جب ٹی وی کی اسکرین پر نظر آتا ہے تو اپنے آپ کو سب سے بڑا تصور کرتا ہے فرقہ پرستی کے خاتمہ کے لئے نکلتا ہے تو خود ایک فرقہ بن کر ابھر آتا ہے یہ تو ایسا ہی ہوا۔ جیسے کوئی راستہ چلتے چلتے اپنے مقصد کو بھول جائے ایسے لوگوں کا معاصر کی صف میں شامل ہونا تو بڑی چیز ہے۔ وہ اس کے قرب کی بھی اہلیت نہیں رکھتا۔

کیا ایسا شخص معاصر کی صف میں آ سکتا ہے جو حرم کی پاسبانی کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اپنے قول وفعل سے صاحب حرم کی مخالفت بھی کرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخصیت کا معاصر بن سکتا ہے جس کی کتاب حیات کا ہر ورق چاند کی چاندنی کی طرح صاف وشفاف ہو۔ ٹی وی کا حریف بننا بہت آسان ہے مگر جادۂ استقامت کا مخلص مسافر بننا بہت مشکل ہے۔ خواب دیکھنا اور خوابوں کے محلات بنانا تو بہت آسان ہے مگر دین وشریعت کی راہ میں آبلہ پائی کرنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ روز اپنے آنگن میں خوابوں کی بارات اتارتے ہیں۔ ان کے خوابوں کی کثرت نے خوابوں کے تقدس کو ختم کر دیا ہے۔ کیا بکثرت خواب دیکھنے والے، خوابوں کے محلات تعمیر کرنے والے اور اپنے قول وعمل سے دین کی پاکیزگی کو پائمال کرنے والے حضور تاج الشریعہ کے معاصر بن سکتے ہیں۔ معاصر بننے کے لئے اہلیت شرط ہے۔

ایسا شخص بھی معاصر کی صف میں نہیں آ سکتا ہے جو سجی سجائی تعزیہ کو سلام کرنے کا عادی ہو اگر کوئی صاحب علم اس قسم کا رویہ اختیار کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے علم کے تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ علم کے تقاضوں کو پائمال کر رہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا تمام اسباب وعلامات کی بنیاد پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور

تاج الشریعہ کا معاصر بننے کا وہ شخص اہل ہے جو علم وعمل، عشق وعرفان اور زہد وتقویٰ میں ان کا عکس جمیل ہو۔ اس پر حضور تاج الشریعہ کو اعتماد ہو اور اس کی کتاب زندگی کا ورق ورق صاف وشفاف ہو۔ ایسے افراد وشخصیات کی بھی ایک طویل فہرست ہے ذیل میں چند اہم شخصیات کے تذکرے پیش ہیں:

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری:

''حضور تاج الشریعہ'' کے معاصرین میں سب سے پہلا نام جس ذات گرامی کا آتا ہے وہ ذات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی کی ہے پوری دنیا آپ کو ''محدث کبیر'' کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ ''مناظر اہلسنت'' بھی ہیں کسی آدمی کا عالم دین ہونا اور بات ہے مگر دینی، ملی، علمی اور فکری تقاضوں کے اعتبار سے کسی بھی انسان میں ''رکھ رکھاؤ'' کا پایا جانا اور بات ہے ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی علماء فضلاء کی کمی نہیں ہے مگر دوسرے ممالک کے علما کی اکثریت کے جینے اور زندگی برتنے کا جو انداز ہے اس سے اسلام کی شبیہ کو چوٹ لگتی ہے ہمارے پاس دعوے کی بکثرت دلیلیں ہیں ان کی صورت وسیرت دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ جب ان کے علم نے خود انہیں فائدہ نہیں دیا تو پھر دوسرے افراد ان کی ذات وشخصیت اور علمی وفکری صلاحیتوں سے کس طرح استفادہ کر سکتے ہیں؟ محدث کبیر کی شخصیت ان افراد واشخاص سے الگ ہے ان کی شخصیت اور ان کا ''رکھ رکھاؤ'' خود اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ صحیح معنی میں یہ عالم دین ہیں انہیں دیکھ کر قرون اولیٰ نگاہوں میں پھرنے لگتا ہے۔ ان کی خلوت وجلوت میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ ان کا لباس بھی عالمانہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب لباس سے کیا ہوتا ہے؟ میں کہتا ہوں۔ لباس سے بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ''حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان'' بنارس تشریف لے گئے۔ جب آپ جلسہ گاہ میں جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے اسی دوران آپ نے ارشاد فرمایا! میرا ''مولانا'' لاؤ وہاں موجود حاضرین اور طلبہ پریشان ہو گئے۔ جب حضرت نے محسوس کیا کہ طلباء نہیں سمجھ پا رہے ہیں تو دوبارہ آپ نے فرمایا: بھائی! شیروانی لاؤ حضرت نے اپنی شیروانی کو ''مولانا'' فرمایا: حضرت کے اس ارشاد سے اندازہ ہوا کہ کسی بھی انسان کو وہی لباس زیب تن کرنا چاہیے جیسی اس کی شخصیت ہو یہ خوبی اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ حضرت محدث کبیر کی ذات میں

پائی جاتی ہے ایک عالم دین اور فاضل شرع متین جب اپنے سر پر علم کا تاج رکھتا ہے تو اس کی عالمانہ شخصیت ابھر کر سامنے آجاتی ہے اور جب کوئی جاہل انسان اپنے سر پر یہی تاج زریں رکھتا ہے تو وہ تاج علم اندرون شخصیت کی چغلی کھاتا ہے کہ یہ جیسے دکھتے ہیں ویسے ہیں نہیں یہ ہے لباس کا کمال اور یہ ہے رکھ رکھاؤ کی شان انفرادیت، لباس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ذی شعور شخص لباس کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا ایسی حماقت عقل کا یتیم ہی کرسکتا ہے۔ ویسے ان دنوں احمقوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ لوگ تحقیق کے نام پر ایسی ایسی موشگافیاں کررہے ہیں جس سے عقلیں حیران ہورہی ہیں اور عوام کا ایک بڑا طبقہ تذبذب کا شکار ہے اسے سمت منزل متعین کرنے میں سخت دشواریوں کا سامنا ہے۔

حضرت محدث کبیر کو معاصر کی صف میں اولیت حاصل ہے۔ اولیت اس لئے حاصل ہے کہ آپ معیت کی خصوصیات کے جامع ہیں۔ آپ کو حضور تاج الشریعہ کے اوصاف وکمالات سے اچھی واقفیت ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ فقہ وافتا، تدبر وتفکر اور زہد وتقویٰ میں حضور تاج الشریعہ کا مقام ومرتبہ کیا ہے۔ محدث کبیر خود بھی خوبی وکمالات کے جامع ہیں ان کے اوصاف وکمالات پر اجمالی گفتگو بھی کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

آج عالمی پیمانے پر مذہب ومسلک اور قوم وملت کو جن شخصیات پر ناز ہے شہزادۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی کا شمار انھیں شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کے علمی قد کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عصر حاضر کے بیش تر علما، فقہا اور محدثین آپ کے شاگرد ہیں یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ماضی قریب کے علما، فقہا اور محدثین آپ کے والد ماجد حضور صدر شریعہ کی درس گاہ علم وعرفان کے فیض یافتہ تھے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو برصغیر ہندو پاک کی کوئی ایسی درس گاہ نہ ہوگی جس کا شجرۂ علمی حضور محدث کبیر سے نہ ملتا ہو۔ ذاتی طور پر بھی آپ کا علمی مقام ومرتبہ بلند ہے، آپ کی شخصیت لائق استناد اور آپ کے شرعی فیصلوں پر جماعتی فیصلوں کا انحصار ہوتا ہے۔ جماعت علما میں آپ فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی زبان شریعت کی زبان سمجھی جاتی ہے۔ آپ کو تعمیر سے محبت اور تخریب سے شدید نفرت ہے۔ جس کی رگوں میں یزیدی خون اور

جو مروانی ذہن وفکر کا حامل ہوگا وہی آپ کو جماعت اہل سنت کا فتنۂ کبیر کہے گا۔ جہاں آپ کے عقیدت مندوں سے دنیا اٹی پڑی ہے، وہیں آپ کے حاسدین کا بھی ایک حلقہ ہے جن کی اصلیت کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے۔

۲؍شوال ۱۳۵۴ھ/ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۳۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ بعدۂ جامعہ عربیہ ناگپور اور دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے تعلیم کی تکمیل ہوئی۔ ۱۳۷۷ھ میں مبارک پور سے سند فضیلت ودستار فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد مزید دو سال تک صدرا، شمس بازغہ، تلویح، مسلم الثبوت، قاضی مبارک، شرح مواقف اور امور عامہ مع حواشی کا خصوصی طور پر حضور حافظ ملت سے درس لیا۔ آپ کے مشاہیر اساتذہ میں حضور حافظ ملت، حافظ عبد الرؤف بلیاوی، مولانا سلیمان بھاگل پوری، مولانا غلام آسی پیا، مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی اور مولانا غلام جیلانی وغیرہ کے اسما شامل ہیں۔

مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے ۱۹۵۹ء میں درس وتدریس کا آغاز کیا۔ مدرسہ صدیقیہ ہگلی، مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں بھی کچھ دنوں تک درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت مولانا حافظ عبد الرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد ۱۹۷۲ء میں حضور حافظ ملت نے اپنے خصوصی اختیار سے جامعہ اشرفیہ میں درس وتدریس کے لیے طلب فرمایا اور ہمیشہ اپنے ساتھ ہی رکھا اور اپنے خصوصی فیضان سے نوازتے رہے۔ ۱۳۶۸ھ میں حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بذریعہ مراسلت بیعت ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضور مفتی اعظم کانپور اور حضور حافظ ملت وغیرہ سے سند خلافت واجازت حاصل ہے۔

حضرت محدث کبیر مذہب ومسلک اور ملک وملت کے حوالے سے ہمیشہ وفادار رہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے جاں نثاروں کے سالار اعظم اور پیش رو کی حیثیت سے پوری دنیا میں متعارف ہیں۔ فقیہ اسلام جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کے معتمد خاص ہیں۔ آپ کی ذات اور بھی بے شمار خوبیوں کی حامل ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت آپ کو ورثے میں ملی ہے۔ آپ کی ذات میں اور بھی بے شمار خوبیاں ہیں عمر کی قریب قریب ۸۵ بہاریں

دیکھ چکے پھر بھی جسم میں وہی توانائی ہے۔ آواز میں وہی رعب ہے۔ اور جذبات واحساسات میں وہی لطافت ہے۔ اللہ ان کا سایہ دراز سے دراز تر فرمائے آمین۔

حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمٰن صاحب حبیبی:

علامہ عاشق الرحمٰن صاحب قبلہ ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کی ذات فکر وتدبر شعور وادراک تعقل وتخیل منطق وفلسفہ علم وحکمت اور بے پناہ صلاحیت واستعداد سے عبارت ہے آپ کا ادبی ،فکری اورشعری ذوق بہت بلند ہے اورآپ کی عالمانہ نگاہ کا یہ عالم ہے کہ وہ دوررسا بھی ہے اورنکتہ سنج بھی باتوں باتوں میں بہت کچھ کہہ دینا آپ کا کمال ہے کئی زبانوں کو نہ صرف جانتے ہیں بلکہ ہرایک زبان کی ادبی حیثیت اوراس کے مذاق سخن سے بھی آشنا ہیں بڑھاپے کی اس منزل میں بھی نوجوانوں جیسا علمی وادبی جذبہ رکھتے ہیں......حضور مجاہد ملت کی آغوش کے پروردہ ہیں حضور مجاہد ملت کو آپ سے اس قدر پیار تھا اورایسی محبت تھی کہ بعد وصال بھی رہنمائی کو تشریف لاتے ہیں ان کے دل میں جماعت کا درد پایا جاتا ہے انہوں نے اس بات کی پوری پوری کوشش کی کہ جماعتی انتشار کا سد باب ہومگر افسوس کہ ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی ان کی علمی، ادبی اور فکری صلاحیتوں کے سبب ہی میں نے انھیں حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں شامل کیا ہے آپ کی شخصیت میں بے پناہ جامعیت، وسعت اور گہرائی ہے۔ آپ کی ذات حوالے کی حیثیت رکھتی ہے اورحضور تاج الشریعہ کی معیت ورفاقت کے نور سے منور ہے۔ خود حضور تاج الشریعہ کو آپ پر بھرپور اعتماد ہے اس لئے آپ کی ذات حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں شامل ہونے کی ہر اعتبار سے اہل ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، ناگپور:

حضرت سید حسینی میاں صاحب ایک عظیم خانوادے کے چشم وچراغ ہیں۔ آپ کی ذات خوبی وکمالات کی انجمن ہے۔ علم وفضل، زہد وتقویٰ، خوف وخشیت، احقاق حق وابطال باطل، نسبی وخاندانی شرافت ونجابت کی بہاریں ہمہ وقت آپ کے دامن حیات میں مسکراتی نظر آتی ہیں۔ مذہب ومسلک کے خلاف جب بھی کوئی طوفان اٹھا ہے تو آپ میر کارواں کی شکل میں نظر آئے ہیں۔ آپ نے مخالف کے ہر سوال کا اسی کے انداز میں جواب دیا ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف جو سب سے پہلی آواز

اٹھی آپ نے اس آواز کا گلا گھونٹ دیا۔ اس کے شواہد تاریخ نے اپنے سینوں میں محفوظ کرلیا ہے۔ آپ نے ہواؤں کا رخ دیکھ کر کبھی سمت سفر متعین نہیں کیا بلکہ آپ میں ہواؤں کا رخ بدلنے کی بھرپور صلاحیت ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی محبت وراثت میں ملی ہے اور یہی محبت آپ کا شناخت نامہ ہے۔ عصر حاضر کا المیہ یہ ہے کہ فتنے روز اٹھتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جوان ہوجاتے ہیں لیکن ہر فتنہ آپ کے وجود سے خوف زدہ رہتا ہے۔ آپ کا جب قلم اٹھتا ہے تو فتنوں کی نسیں کٹ جاتی ہیں۔ آپ کی کتاب حیات میں فتنوں کی ایک طویل فہرست ہے جن کی آپ نے جڑیں کاٹ ڈالی ہیں۔ آپ کا یہ اعلان عام ہے کہ جو بریلی کا نہیں وہ ہمارا نہیں۔ حضور تاج الشریعہ سے بھی آپ کی محبت تقلیدی ہے۔ آپ کے سوانحی خاکے کے حصول کی ہم نے بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ملی۔ آپ کی دینی، ملی، علمی اور مسلکی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اس کو سمیٹنا اوریکجا کرنا ہر درد مند کی اخلاقی وملی ذمہ داری ہے۔ بہرحال یہ کام ہوگا۔ راقم اس کام کے لئے سنجیدہ ہے۔

حضرت کی شخصیت خصوصیات وامتیازات کی جامع ہے۔ بعض لوگوں کو حضرت کی خصوصیات حلق سے نیچے نہیں اترتیں لیکن وہ دن قریب ہے کہ وہی لوگ حضرت کی عظمتوں کا خطبہ پڑھتے نظر آئیں گے۔ شاعر نے کہا ہے اورسوفیصد سچ کہا ہے کہ ؎

ہوتی ہے زندگی میں کہاں آدمی کی قدر
مرنے کے بعد نام کا جلسہ کریں گے لوگ

حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی:

حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں ایک اہم نام حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب رضوی کا ہے۔ آپ کی دینی، ملی اور علمی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔ آپ کے چشمۂ علم وعرفان سے سیراب ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ جامعہ اسلامیہ روناہی، کے شیخ الحدیث ہیں اور ایک طویل مدت سے اس منصب پر فائز ہیں۔ حالیہ چند برسوں میں جماعت مخالف جو فتنے اٹھے ہیں آپ نے اپنی زبان اور قلم سے ان کی خوب خوب گوشمالی کی ہے۔ آپ کو خدائے پاک نے بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے۔ ان میں علم وفضل بھی

ہے، فقہ وافتاء بھی ہے، زہد وتقویٰ بھی ہے اور حکمت وتدبر بھی ہے۔ فکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی محبت آپ کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا جس کے قول وفعل سے اعلیٰ حضرت یا مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے افراد کو اپنی محفل میں باریابی کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ آپ کے فیض یافتہ افراد میں بھی ہم نے یہ خوبی دیکھی ہے۔ آپ کی درس گاہ سے جو بھی نکلتا ہے اعلیٰ حضرت کی محبت لے کر نکلتا ہے۔ اعلیٰ حضرت اور بریلی شریف کے ادب واحترام کا یہ عالم ہے کہ بریلی شریف جب بھی حاضر ہوتے ہیں تو اپنے پاؤں سے جوتیاں نکال کر رکھ دیتے ہیں سوال کرنے والوں سے فرماتے ہیں کہ یہاں جوتیاں پہن کر چلنا ادب کے خلاف ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی نگاہ میں بھی آپ کی بڑی قدرومنزلت ہے۔ ''الفردہ شرح قصیدہ بردہ، یہ پیش لفظ لکھنے کے لئے حضرت نے آپ ہی کا انتخاب فرمایا۔ آپ کی ذات علم وعمل کا حوالہ ہے۔ آپ ہی جیسی شخصیات سے دین وشریعت کا بھرم قائم ہے۔ رب کائنات آپ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور آپ کے علمی فیضان سے ہمیں اور ہماری نسلوں کو مالا مال کرے۔ آمین



قاری عبدالرحمٰن خان قادری
مدرس دارالعلوم منظر اسلام، بریلی شریف

چند حروف کتابِ حیات سے

دورِ حاضر میں تاج الشریعہ کا کوئی جواب نہیں۔ علم وعمل، تصنیف وتالیف، بیعت وارشاد، تقویٰ و پرہیزگاری، مقبولیتِ عوام وخواص اور صورت وکردار میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ علم وفضل، حکمت و دانائی، فتویٰ نویسی، شعروسخن اور اردو وعربی نثرنگاری گویا کسی بھی لحاظ سے انہیں دیکھئے وہ اپنے اوصاف و کمالات میں اپنے عہد کے یکتا ویگانہ نظر آئیں گے۔ عربی، انگلش اور اردو میں نہایت اہم موضوعات پر انتہائی تحقیقی، مستند اور قابلِ اتباع کتابیں لکھنا آپ ہی کا حق وحصہ ہے۔ فتویٰ نویسی میں احتیاط، دور اندیشی اور شانِ فقاہت کا یہ عالم کہ حضور مفتی اعظم کی یاد تازہ ہوجائے۔ شاعری میں بھی آپ یکتائے روزگار ہیں، قادرالکلام اور برجستہ شعرگوئی پر آپ کو ملکہ حاصل ہے۔ یہ وصف تو آپ کا موروثی اور آبائی ہے۔ چلتے پھرتے نہایت آسانی سے شعر کہنا اپنے خیالات کو نہایت عمدگی کے ساتھ شاعری کا جامہ پہنانا اور اپنے کلام بلاغت نظام کو محاسنِ شاعری اور صنعاتِ ادب سے مرصع کرنا آپ کے لئے معمولی کام اور ادنیٰ سا کارنامہ ہے۔ اہل ذوق ''سفینۂ بخشش'' کا مطالعہ کریں، عشق وادب، فنّی محاسن، وارداتِ قلب اور حسنِ عروض کے ''چمن زارِ پُر بہار'' کی فرحت بخش فضاؤں میں سیر کریں گے۔

آپ جس طرف کا رخ کرلیں۔ جس شہر میں گزر ہوجائے، جس علاقے پر قدم رنجہ فرمادیں۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت کی دھوم مچ جائے۔ لوگ پروانہ وار آپ پر فدا ہونے کیلئے تیار ہوجائیں۔ آپ کے رخ زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے عاشقوں کا جمّ غفیر امنڈ پڑے۔ آپ کی آمد سے پہلے خواہ کتنے ہی چراغ روشن ہوں اِس نیّر تاباں کے طلوع ہوتے ہی سب ماند پڑ جائیں۔ اور سب اسی کے جلووں میں گم ہوجائیں ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست — تانہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کے خلفاء کی تعداد درجنوں میں نہیں بلکہ سیکڑوں میں ہے۔آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں میں ہے۔ وہ رہبر سنیت ہیں۔ شمع بزم رضویت ہیں" الولد سرٌ لابیہ" کے تحت اپنے جد کریم اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند اور جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہم کے علوم ومعارف کے سچے وارث وعکس جمیل ہیں۔ان کا علم دیکھ کر اُن کے بزرگوں کا علم یاد آجاتا ہے۔اُن کی کتابوں میں حضور مفتی اعظم ہند کی بے مثال فقاہت کا نور جھلکتا نظر آتا ہے۔اُن کے فتاویٰ کمالِ احتیاط اور تحقیقِ عمیق میں حضور مفتی اعظم کا آئینہ نظر آتے ہیں۔وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تحقیق کے دریا بہادیتے ہیں اور کوئی سوال تشنۂ جواب نہیں چھوڑتے۔معترض کو شافی جواب سے مطمئن کردینا، ہر گوشے پر اپنی شانِ فقاہت کے پرچم لہرادینا آپ کا موروثی ملکہ وحق ہے۔ان کے توسل سے اہل عقیدت اعلیٰ حضرت اور مفتیٔ اعظم کا روحانی فیض حاصل کرتے ہیں۔اُن کی بہت سی کرامات بھی اُن کے حلقۂ ارادت میں مشہور ومعروف ہیں۔اُن کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔انہوں نے اسلام وسنیت کی تبلیغ کیلئے جتنے ملکوں کے دورے کئے ہیں شاید کسی اور شیخ طریقت نے کئے ہوں۔دور دراز مُلکوں میں سنّیت کے جتنے چراغ انہوں نے روشن کئے ہیں شاید کسی نے کئے ہوں۔بریلی شریف میں دینی درسگاہ جامعۃ الرضا، ہر علاقے میں اُن کے باعمل خلفاء، اُن کے پسر مسعود، حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری اور ہندو بیرونِ ہند میں سیکڑوں جامعات ومساجد اور دینی اِدارے، درجنوں پُر تحقیق کتابیں اور ہزاروں اُن کے معتبر ومستند فتاویٰ اُن کی سچی یادگار ہیں ؎

اسی چراغ کی نورانیت ہے چاروں طرف ۔۔۔ اسی چراغ سے روشن ہیں بام و در میرے

اپنے عہد کی بے مثال شخصیت:

حضور تاج الشریعہ کے دور میں علماء وفضلاء اور مشائخ وسجادگان تو بہت دیکھے مگر اُن جیسا نہیں دیکھا وہ اپنے عہد میں اپنی مثال آپ ہیں۔عربی زبان وبیان پر مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی انہیں کامل عبور حاصل تھا۔جب انگریزی میں تقریر فرماتے تو انگلش گرامر کی پوری رعایت و پاسداری کا لحاظ رکھتے، انگریزی داں سامعین آپ کی انگریزی میں تقریر سُن کر حیرت

زدہ وششدر رہ جاتے۔اور جب آپ عربی ادب کا مظاہرہ کرتے یعنی عربی زبان میں بیان فرماتے تو بڑے سے بڑا عربی داں آپ کی زبان وادب، فصاحت وبلاغت اور لہجے کی شستگی کے سامنے پست نظر آتا۔عربی نثر نگاری میں بھی آپ کا جواب نہیں اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ عربی ادب میں شاعری کرنا نہایت دشوار مرحلہ ہے مگر آپ عربی شاعری میں بھی کہنہ مشق استاذ نظر آتے ہیں۔آپ کا عربی کلام پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے "فنِ عروض" اور ادبی محاسن آپ کے لبوں کا بوسہ لیتے ہوں۔علماء ومشائخ اور صاحبانِ زبان وادب تو بہت دیکھے مگر اتنی خوبیوں اور اتنے علوم وفنون کا جامع کہاں؟ جو درسِ حدیث عطا کرے تو بڑے بڑے محدثین اس کی شاگردی پر ناز کریں اور قرآن کی تفسیر بیان کرے تو علوم ومعارف کے چشمے ابلتے نظر آئیں۔ جو خاموش بھی رہے تو تبلیغ وارشاد کے گلشن لہلہا اٹھیں اور مسند وعظ وبیان پر متمکن ہو تو لوگ اس کے قدموں پر متاعِ دل قربان کریں۔اور فصاحت و بلاغت اُن کے مقدس لبوں کا بوسہ لے، بہت سے لوگوں کی تقاریر سے وہ کام نہیں ہوتا جو اُن کی موجودگی اور خاموشی سے انجام پاجاتا ہے۔بڑے بڑے دانشوران وعقلاء اور اربابِ علم وحکمت آپ کی "ذات والاصفات" اور آپ کی دینی ومسلکی خدمات دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ ؎

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے ۔۔۔ فخر جنابِ مفتیٔ اعظم ہے تیری ذات

جلوس جنازہ:

20/جولائی 2018ء بروز جمعہ کی اذانِ مغرب رضا مسجد میں گونج رہی ہے۔حضرت تاج الشریعہ اپنے دولت کدے میں اذان کے کلمات دُہرا رہے ہیں۔نماز کے لئے تیار ہیں۔باوضو بھی ہیں اور باہوش وحواس بھی۔نہ چہرے پر کوئی حزن وملال کی لکیر، نہ بظاہر کسی پریشانی و بے چینی کے آثار۔ پیشانی سے سکون واطمینان کے آثار نمایاں، رُخِ زیبا ہشّاش بشّاش۔ اذان کے کلمات دُہراتے رہے۔اللہ کی مرضی کہ اذان ختم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی حیات کے لمحات بھی تمام ہوگئے۔اور آپ نے اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہد ان محمد رسول اللہ لاالہ الا اللہ کی دلآویز اور جاں بخش صداؤں کے سائے میں اپنے خدا ورسول کی وحدانیت ورسالت کا اعلان کرتے ہوئے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کردی اور اس "دارِ ناپائیدار" سے دارِ سکون وقرار" کی طرف کوُچ

فرمایا۔دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا یہ شعر فضا میں رقص کرنے لگا ؎

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں
پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیئے

چندلمحوں میں یہ خبر ساری دنیا میں پھیل گئی۔اور سارا ماحول سوگوار ہوگیا۔فضا پر اُداسی چھا گئی۔ ہر چہرہ اُتر گیا، ہر دل مرجھا گیا۔ہر آنکھ نمناک ہوگئی،لوگ شہر بریلی کی طرف دوڑ پڑے۔رات ہی میں سوداگران کی گلیاں فُل،سوگواروں کے ہجوم کا عالم نہ پوچھو۔اُن کے ''چہرۂ پُرضیاء'' کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے ہر دل بے چین و بے قرار۔زائرین کی لمبی لمبی لائنیں۔کوئی رو رہا ہے،کوئی سِسکیاں بھر رہا ہے۔کوئی اُن کے ذکر سے دل کو تسکین دے رہا ہے۔کوئی اُن کی یادوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔کوئی خاموش تصویرِ حیرت بنا کھڑا ہے۔کوئی درودِ پاک اور کلمۂ طیبہ پڑھنے میں مصروف ہے۔

سبحان اللہ!عقیدت ہو تو ایسی کہ اُن کی یادوں میں ڈوب کر اُن کے رُخ زیبا کی زیارت کے شوق میں 6/ 6 گھنٹے لائن میں لگے رہے گرمی بھی پورے شباب پر۔ پسینہ بہ رہا ہے۔ کپڑے پسینے سے تر بہ تر ہیں مگر پرواہ نہیں۔آخر کئی گھنٹوں کی سخت مشقت کے بعد کہیں زیارت کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔وہ بھی چلتے چلتے۔رُکنے کا موقع نہیں ورنہ کثرتِ ہجوم سے انتظام گڑبڑا جائیگا۔ لوگ لمبی لمبی لائنوں میں لگے ہوئے ہیں۔اللہ کی شان کہ بارش آگئی تیز موسلا دھار بارش میں بھی لوگ لائن میں لگے رہے۔اوپر سے تیز برسات اور نیچے روڈ پر سیلاب ہی سیلاب، کمر کمر تک پانی جس میں لوگ گھنٹوں کھڑے رہے اور پانی کی تیز رفتاری کا یہ عالم کہ اگر کوئی بچہ گر جائے تو سنبھلنا مشکل۔پانی کے تیز ریلے میں نہ جانے کہاں تک بہتا چلا جائے۔پانی میں بھیگنے اور گھنٹوں کمر کمر تک پانی میں کھڑے رہنے کی کوئی پرواہ نہیں مرشد کا دیدار ہو جائے تو ساری محنت وصول ہو جائے ؎

میری جاں! سختیاں جھیلی ہیں تو پایا ہے تجھے — اک نظر دیکھ لے کہ دِل کو قرار آجائے
تیرا پھیرا ہو مرے صحنِ دلِ پُرغم میں — میری سوکھی ہوئی کھیتی میں بہار آجائے

اُن کی موت ایسی کہ زندگی کو رشک آئے،خبرِ موت پھیلتے ہی دنیا سوگوار۔در و دیوار اداس اداس،فضا خاموش خاموش،ہر طرف ایک سکتے کا عالم طاری،ہر شخص غمزدہ غمزدہ،ہر انجمن سوُنی سوُنی،

ہر ادارہ رنجیدہ رنجیدہ، یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں ایک زبردست عالم دین اور قاضیِ شرع بلکہ دنیا کی سب سے بڑی علمی شخصیت نے دنیا سے منہ موڑا ہے۔یہی وجہ ہے کہ گلشنِ سنیت کی رونق اُڑ گئی۔ اہل سنن کے دل مرجھا گئے۔اور فضا پکار اٹھی ؎

رنگِ بہار اُڑ گیا چھائیں اُداسیاں — تم کیا گئے کہ رونقِ محفل چلی گئی

جلوسِ جنازہ میں کثرتِ زائرین کا یہ عالم کہ بریلی کے گوشے گوشے میں سوگوار ہی سوگوار، کوئی میدان ایسا نہیں کہ اس میں یہ تمام اہل عقیدت سماسکیں اسلامیہ کا وسیع و عریض میدان بھی اس کثرت ہجوم کو دیکھ کر اپنی تنگ دامانی اور تہی دستی کا اعتراف کر رہا ہے۔ہر کالج، ہر میدان، ہر اسپتال، ہر ہوٹل، ہر اسکول، ہر روڈ پر بس اُنہی کے دیوانوں کی بھیڑ۔سارے شہر میں جہاں دیکھئے اُنہی کے سوگواروں کا جم غفیر،کوئی بیس 20لاکھ بتا رہا ہے تو کوئی 30لاکھ۔کوئی 40لاکھ بتا رہا ہے تو کوئی 50لاکھ،سچائی یہ ہے کہ بریلی کی سرزمین نے اپنی تاریخ میں آج تک کبھی اتنی بھیڑ اور اتنے افراد کا جم غفیر نہیں دیکھا۔ ہر سال عرس رضوی کے موقع پر اسلامیہ انٹر کالج اور بریلی شریف میں لاکھوں زائرین حاضر ہوتے ہیں مگر ایک اندازے کے مطابق اس سے بھی زیادہ اس جلوسِ جنازہ میں ہجوم تھا۔انسانی ہجوم کا اندازہ تو کسی نہ کسی طرح لگایا جا سکتا ہے مگر اس جنازے میں جو جِنّات کی کثرت تھی اس کا اندازہ کون لگائے؟ 40نیک مسلمانوں کی جماعت میں ایک ولی ہوتا ہے یہاں تو لاکھوں لاکھ مسلمان تھے۔کتنے صالحین، کتنے عرفاء، کتنے صوفیاء، کتنے درویش، کتنے اللہ والے اس جلوسِ جنازہ میں شامل ہوئے ہوں گے۔اگر کوئی تعداد کا پیمانہ ہو تو بتایا جائے وہاں تو ہر طرف سوگوار ہی سوگوار۔ہر طرف اُن کے دیوانے ہی دیوانے۔اتنی زبردست بھیڑ کا ہر طرف سے سمٹ آنا اُن کی کرامت نہیں تو کیا ہے؟ اور یہ بھی یقینا کرامت ہی ہے کہ اتنا اژدھام اور جم غفیر ہونے کے باوجود کوئی حادثہ نہیں۔اُن کی موت نے وہ کام کر دیا جو لوگوں کی زندگیاں نہیں کر پاتیں۔کُفّار کے دلوں پر اسلامی ہیبت چھا گئی۔دیوبندیت یہ نظارہ دیکھ کر لرزہ براندام ہوگئی۔کتنے حاسدین نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ ہم غلطی پر تھے آج ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں۔وہ حق پرست تھے حق پر قائم تھے اُن کا جنازہ اُن کی حقانیت کی واضح دلیل ہے ؎

اخترِ قادری خلد میں چل دیا — خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے

چند یادداشتیں:

1982ء میں اجمیر معلیٰ بیت النور میں رضویوں کا مداریوں سے مناظرہ ہوا۔ مداریوں کی کتابوں میں کثرت سے غیر اسلامی عبارات موجود ہیں نیز یہ طبقہ سرکار غوث اعظم کی سیادت و سرداری کا منکر اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم کی فضیلت وعظمت اور خدماتِ دینیہ کا شدید مخالف ہے۔ مداریوں کی غیر اسلامی عبارات پر مناظرہ طے ہوگیا۔ رضویوں کی جانب سے حضرت مولانا الحاج محمد مختار احمد صاحب قادری اور مداریوں کی جانب سے ڈاکٹر مرغوب عالم مداری مناظر منتخب ہوئے۔ مداریہ نے ثالثی کیلئے سید ہاشمی میاں صاحب کچھوچھوی کا نام پیش کیا جسے رضویوں نے تسلیم کرلیا۔ فریقین اپنے اپنے نمائندوں اور احباب کے ساتھ اجمیر شریف حاضر ہوگئے اس سلسلے میں خلیفۂ مفتی اعظم الحاج محمد غوث خاں صاحب حامدی بریلوی پیش پیش تھے۔ حضور تاج الشریعہ۔ سید ہاشمی میاں صاحب اور اُن کے برادر اکبر سید مدنی میاں صاحب، مولانا مختار احمد صاحب، حاجی محمد غوث خاں صاحب، راقم الحروف گدائے قادری (عبدالرحمن خاں قادری) اور مراد آبادی مولوی انتخاب قدیری اجمیر شریف میں حاضر ہیں۔ مناظرہ کا دن آیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے بعض وجوہ کی بنا پر مناظرہ گاہ میں جانے سے انکار کردیا۔ اب بڑی بے چینی اور فکر و تشویش کا عالم ہے۔ انتخاب قدیری اس وقت تک راہِ حق وصواب پر گامزن تھے۔ مداریوں کے خلاف تقریریں کرنا، اُن کی غیر اسلامی عبارتوں پر ان کا محاصرہ کرنا، مداریوں کی گمراہی اور ان کی مخالفت پر اُن کو للکارنا انتخاب قدیری کا حسین مشغلہ تھا۔ مداری بھی انتخاب قدیری سے سخت خائف ولرزہ براندام تھے۔ انتخاب قدیری نے بھی حضرت تاج الشریعہ کی خوشامد کی اور مناظرہ گاہ میں تشریف لے جانے کی بار بار نہایت ادب واحترام کے ساتھ گزارش کی۔ (حضور مناظرہ میں آپ کا جانا ضروری ہے۔ آپ کے بغیر مناظرہ نہیں ہوسکتا۔ ہم آپ کے سپاہی ہیں بغیر حاکم وسپہ سالار کے نہیں جاسکتے۔) خیر حضرت راضی ہوگئے۔ اور اسی موقع پر حضرت نے راقم الحروف اور حاجی محمد غوث خاں صاحب سے فرمایا:

''اس انتخاب کا کوئی بھروسہ نہیں۔ آج حامی ہے کل مخالف بھی ہوسکتا ہے اس کی باتوں میں مت آنا مجھے یہ ٹھیک نہیں لگتا''

بیت النور میں مناظرہ ہوا۔ اور مداری مناظر کی جہالت ولاعلمی بھی خوب خوب ظاہر ہوئی۔ جہاں فارسی کی کتاب میں ''اؤمی گوید'' لکھا ہوتا وہاں مداری مناظر ''آدمی گوید'' پڑھتا اور حضرت تاج الشریعہ زیر لب مسکراتے۔ اس مناظرے میں انتخاب قدیری اور سید ہاشمی میاں صاحب کے درمیان کچھ تلخ کلامی بھی ہوئی۔ مناظرہ ہوگیا۔ ایک زمانے کے بعد فیصلۂ شرعیہ در بارۂ مداریہ کے نام سے کتابچہ بھی شائع ہوا جس میں سید فخر الدین اشرف صاحب اور دیگر علماء کرام نے مداریوں کی غیر اسلامی عبارات پر فیصلۂ شرعیہ بھی صادر فرمادیا۔ تاج الشریعہ نے انتخاب قدیری کے سلسلے میں جو فرمایا تھا۔ ''اِس کا کوئی بھروسہ نہیں آج حامی ہے کل مخالف بھی ہوسکتا ہے'' صد در صد درست ثابت ہوا۔ جو کل تک مداریوں کا شدید ترین مخالف تھا اس پر شیطان رجیم کا ایسا کامیاب حملہ ہوا کہ وہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کا مخالف ہوگیا۔ جن مداریوں کو رات دن کوستا تھا انہی کی حمایت و پاسداری اور سیادت وولایت کے ڈھنڈورے پیٹنے لگا۔ آخر حضرت تاج الشریعہ نے کس نظر سے اُس کا مستقبل دیکھ کر کہا تھا کہ ''اس کا کوئی بھروسہ نہیں یہ آج حامی ہے کل مخالف بھی ہوسکتا ہے'' یقینا یہ وہی نظر تھی جس کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ مومن کی فراستِ ایمانی سے ہوشیار رہو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضرت تاج الشریعہ اپنی جوانی کے ایام میں بریلی شریف کے پروگراموں اور ضیافتوں میں رکشہ سے بھی تشریف لے جاتے تھے۔ بعد میں وقت کی قلت کے مدنظر، ٹائم بچانے کے لئے آپ کار سے جانے لگے۔ رہ پورہ چودھری ایک پروگرام میں تشریف لے گئے بذریعۂ رکشہ واپسی کررہے ہیں۔ راقم الحروف بھی ساتھ ہے دوڑ کر ایک نوجوان آیا۔ ادب سے دست بوسی کی اور دعا کا طالب ہوا۔ حضرت نے اُس کا نام پوچھا۔ بتایا میرا نام ''امجد'' ہے حضرت نے نام کی تعریف کی اور ''امجد'' کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی۔ بس اسی دن سے ''امجد'' کے وارے کے نیارے ہوگئے۔ معاشی حالات سدھر گئے کاروبار ترقی کرگیا۔ مفلسی کا خاتمہ ہوگیا۔ اللہ رب العزۃ نے معاشی کشادگی بھی عطا

فرمادی اور اپنے پیاروں کے طفیل پانچ لڑکیوں کے بعد ایک لڑکا بھی عطا فرمایا۔ ''امجد'' نے لڑکے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا مگر دل میں یہ تمنا تھی۔ حضرت نے ہاتھ رکھ کر دعا کر دی اور رب نے اپنا فضل خاص فرمادیا۔ آج ''امجد'' تو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مگر ان کا اکلوتا بیٹا موجود ہے جو پلاٹنگ کے کاروبار کے ذریعہ اپنا گھر بار نہایت عمدگی کے ساتھ چلاتا ہے۔

بریلی شریف کے ایک گاؤں ''کانسی'' کے رہنے والے ''اختر رضا'' سے ملاقات ہوئی وہ اپنے گھر واقع بدر پور دہلی لے گئے۔ خوبصورت اور پائیدار و شاندار مکان دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی۔ اختر رضا نے بتایا کہ ان کا بھائی ایک مقدمے میں پھنس گیا تھا حضرت تاج الشریعہ کے کرم سے مقدمے کے عذاب سے بھی نجات مل گئی اور ان کی دعاؤں سے یہ مکان بھی اللہ رب العزت نے عطا فرمادیا۔ کاروبار بھی تسلی بخش ہے۔ کوئی پریشانی نہیں۔ جب کوئی الجھن یا مصیبت درپیش ہوتی ہے حضرت کو یاد کرتا ہوں اور جا کر ان سے دعا کراتا ہوں بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

غالباً 1981ء میں مکرانہ (راجستھان) سے چند حضرات حضور تاج الشریعہ سے ملے اور عرض کی حضور ہمیں ایک ایسے امام کی ضرورت ہے جو عالم ہونے کے ساتھ ساتھ قاری بھی ہو۔ اب تک جو امام ہماری مسجد میں تھے وہ قاری تھے۔ انہوں نے اہلسنت پر اعتراض اور معمولاتِ اہلسنت پر تنقید کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے انہیں امامت سے معزول کر دیا اب وہ کھُل کر وہابیہ کی حمایت کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسا امام ہو جو اُن کی نازیبا اور اہلسنت مخالف باتوں کا بھرپور جواب بھی دے سکے۔ حضرت تاج الشریعہ نے راقم الحروف کا انتخاب فرمایا۔ میں نے عرض کی حضور! میں قاری نہیں ہوں فرمایا ''آپ اچھا قرآن پڑھتے ہیں انشاء اللہ قاری ہو جائیں گے'' میں نے عرض کی حضور سابق امام کے اعتراضات کا جواب دینا میرے لئے مشکل ہے کیونکہ میں عالم نہیں ابھی طالب علم ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ ''یا تو وہ آپ کے سامنے نہیں آئے گا اور اگر آئے گا تو آپ اطمینان بخش جواب دے پائیں گے'' میں نے عرض کی حضور میں طالب علم ہوں تعلیم کا بہت نقصان ہوگا فرمایا۔ ''صرف ایک ماہ کے لئے چلے جاؤ ایک ماہ میں ماحول سازگار ہو جائے گا اور اِن حضرات کا خوف بھی نکل جائے گا'' میں حضرت کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ''محمدی مسجد'' مکرانہ پہونچا ایک ماہ تک میں نے

امامت کی خدمت انجام دی۔ الحمدللہ وہی ہوا جو حضرت نے فرمایا تھا۔ سابق امام کے دل پر بریلی شریف کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ نہ وہ سامنے آئے اور نہ انہوں نے اعتراض کا منہ کھولا۔ اہل مسجد میرے اخلاق، پابندیِ اوقات اور تلاوتِ قرآن سے خوش اور مطمئن رہے۔ جبکہ میں خوفزدہ تھا کہ سابق امام اچھا قاری تھا۔ میں کہیں واپس نہ کر دیا جاؤں ایسا کچھ نہیں ہوا جب ایک ماہ کے بعد میں بریلی شریف کے لئے واپس ہو رہا تھا تو کئی لوگ غمزدہ اور آبدیدہ نظر آئے۔ یہ سب حضرت تاج الشریعہ کی پرخلوص دعاؤں کا اثر اور میرے مرشدِ برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندہ کرامت ہے کہ اُس وقت میں تجوید و قرأت کے مسائل سے قطعاً واقف نہیں تھا آج! الحمدللہ! کچھ مسائل قرأت جانتا ہوں۔ اور لوگ ''قاری'' کہتے ہیں۔ ع

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

تقریباً 25 سال پہلے ایک ناخواندہ مقرّر نے اپنی تقریر میں کہا ''اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوا ہوتا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نبی ہوتے'' حضرت تاج الشریعہ کے سامنے یہ قول رکھا گیا فرمایا مقرّر کو اپنی بات سے رجوع کرنا چاہئے اس نے غلط کہا۔ سوال کیا گیا حضور! ہمارے نبی نے بھی تو فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

فرمایا: ''اس میں حصر ہے جن کے بارے میں ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے صرف اُنہی کے لئے کہا جا سکتا ہے کسی اور کیلئے نہیں۔''

ایک صاحب نے حضرت تاج الشریعہ کو خوش کرنے کے لئے اُن کے ایک مخالف کی خوب مذمت کی۔ حتیٰ کہ مخالف کیلئے لفظ ''سالا'' بھی استعمال کیا۔ حضرت ناخوش ہو گئے۔ اور فرمایا لفظ ''سالا'' آپ نے گالی کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس سے احتراز اور رجوع لازم ہے۔ آپ مجھے خوش کرنے کیلئے میرے حاسد کیلئے نامناسب اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کر رہے ہیں یہ مجھے پسند نہیں۔ کسی سے اختلاف بھی ہو تو معیاری اور حدودِ شرع میں ہونا چاہئے۔ یہ سُن کر وہ صاحب خاموش ہو گئے اور معذرت خواہ ہوئے۔ اس واقعے سے حضرت کے حلم و اخلاق اور دینداری کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔



مولانا عبدالمصطفیٰ صدیقی حشمتی
دارالعلوم مخدومیہ، ردولی شریف

حضور تاج الشریعہ اور استقامت علی الحق

استقامت علی الحق کا معنی دین پر ثابت قدم رہنا اور عمل میں اخلاص ہے اسی لئے مشائخ نے فرمایا ہے الاستقامۃ خیر من الکرامۃ استقامت کرامت سے بہتر ہے کیوں کہ تخلیق انسانی کا اصل مقصود یہ ہے کہ ابتدائے حال سے دم آخریں تک استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور راہ مستقیم پر گامزن رہے۔ دین مستقیم پر استقامت وعزیمت مومن کا بیش بہا سرمایا ہے۔ قرآن میں استقامت اختیار کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۝۳۰ ﴾ (فصلت آیت ۳۰)

بے شک وہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (کنزالایمان)

نمونۂ سلف ، حجت خلف، جامع معقول ومنقول، حاوی اصول وفروع، تاج الشریعہ، بدرالطریقہ، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، سیدی الکریم مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ قادری رضوی برکاتی ازہری رحمہ اللہ کی عظیم المرتبت شخصیت دنیائے اسلام میں محتاج تعارف نہیں، حضور تاج الشریعہ وارث علوم اعلیٰ حضرت کے امین اور حضور مفتیٔ اعظم کیے سچے جانشین تھے، ایمان و عرفان، زہد وورع کے سانچے میں مکمل ڈھلے ہوئے تھے، بچپن سے وصال مبارک تک پاکیزگی وطہارت اور پابندئی شریعت کے مکمل پاسدار اور تقوی وطہارت، زہد و پارسائی میں بہترین مشعل راہ رہے، رشد وہدایت، پند ونصائح، حق گوئی وبیباکی جنکا طرۂ امتیاز رہا، فتوی نویسی، مختلف زبانوں میں تصنیف وتالیف اور ترجمہ نگاری، اوقات فرصت میں فقہ و حدیث کا درس دینا اور پوری دنیا

میں مسلک اعلی حضرت اور تعلیمات اعلی حضرت کی نشرواشاعت کرنا جنکی زندگی کے اہم مشاغل تھے۔

آج کے اس دور پرفتن اور مادیت میں استقامت علی الحق اور تصلب فی الدین کے ناحیہ سے جب ہم حضور تاج الشریعہ کے صبح وشام، لیل ونہار کا مطالعہ ومشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں استقامت علی الحق اور تصلب فی الدین کا وصف آپ میں بدرجۂ اتم نظر آتا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں اسکے چند گوشے پیش کئے جارہے ہیں۔

چند سالوں سے کچھ لوگ تحقیق جدید کے نام پر علماء اہلسنت خصوصا اعلی حضرت کے فتاویٰ سے منحرف ہو رہے ہیں اور ضرورت ومصلحت کا بہانہ بنا کر بدمذہبوں سے اختلاط کی راہیں ہموار کی جا رہی ہیں، ٹیوی مووی کے جواز کی غلط تحقیق، لاوڈاسپیکر سے جواز صلوٰت کا مسئلہ، نماز وغیر نماز میں چین دار گھڑی کے استعمال کے جواز کا حکم، چلتی ٹرینوں پر فرض وواجب کی صحت ادا کا مسئلہ، ٹیلیفون سے استفاضہ شرعیہ کے ثبوت کی ناکام کوشش، اور بدمذہبوں اور کفار ومرتدین کے ساتھ مجالس ومحافل میں شرکت وغیرہ جیسے مسائل سے عوام اہل سنت میں انتشار وافترق کی بیج بوئی جارہی ہے۔ مگر اس سراسیمہ ماحول میں بھی اگر کوئی شخصیت خلوص وللٰہیت اور اپنے علمی وتحقیقی کارناموں کی بناء پر مرجع خاص وعام اور اسلاف کا نمونہ بن کر سینہ سپر رہی وہ ذات تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان رحمہ اللہ کی تھی جنہوں نے کبھی بھی اسلاف عظام کے مذہب ومسلک اور ان کی تحقیقات سے سرمو انحراف نہیں کیا بلکہ اپنی حیات کے ہر ہر موڑ پر اکابر علماء ومحققین کے مسلک وموقف کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ اور مجوزین نے اپنے دلائل سے اگرچہ مذکورہ مسائل کے جواز کا حکم صادر کیا مگر تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے جب ان دلائل پر نظر ڈالی اور اسلاف کے موقف کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا تو ہباء منثورہ سے زیادہ انکی حیثیت نہ تھی ان مسائل میں خاص طور سے تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے علماءِ حق کے قول وعمل کو بنیاد بنانے پر زور دیا ۔ جب ممبئی میں سنی ،شیعہ ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی، اور نام نہاد جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا آپ نے اسکی شدت سے مخالفت کی۔ ایسے ہی اتر پردیش میں سیاسی طور پر مشرکین سے اتحاد ومحبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی اور اس روش خام کو

عین اسلام بتایا جارہا تھا آپ نے سخت مخالفت کرکے اس اتحاد کے شیرازہ کو منتشر کیا۔آپ نے ہزاروں کے مجمع عام میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت بھی کرتا ہوں کہ اعلی حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا۔وہابیوں،دیوبندیوں اور دوسرے باطل فرقوں سے میل جول کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے ان فرقہائے باطلہ سے تاقیامت اتحاد نہیں ہوسکتا۔میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلی حضرت سے ہٹ گیا ہے تو اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر باہر کردیں۔

آج جب کہ مادیت انسانی زندگی پر حاوی ہوتی جارہی ہے اور معاشرہ پر پرنٹ میڈیا والیکٹرانک میڈیا کا تسلط بڑھتا جارہا ہے کم پڑھے لکھے لوگ ہی نہیں اپنے آپ کو عالم ومفتی کہلانے والے دھڑلے سے تصویر کشی کرواتے نظر آرہے ہیں مگر ان سب کی پرواہ کئے بغیر حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ اسلاف کے موقف پر جبل شامخ کی طرح قائم رہے اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں رہے بلا ضرورت شرعیہ جاندار اشیاء کی تصویر کشی کے حرام ہونے کا ہی فتوی دیتے نظر آتے تھے۔مصر کے عظیم محقق اور معروف قلم کار شیخ محمد خالد ثابت اپنی کتاب انصاف الامام میں تحریر فرماتے ہیں۔امام احمد رضا محدث بریلوی حرمت تصویر کے قائل تھے آج ان کے ظاہری دنیا سے رخصت ہوئے تقریبا سوسال کا عرصہ ہورہا ہے اور تصویر کشی پوری دنیا میں ہوا اور پانی کی طرح عام ہوچکی ہے مگر یہ تاج الشریعہ ہیں جو آج بھی اپنے جد کریم کے فتوی پر مضبوطی سے قائم ہیں اور تصویر کشی کے حرام ہونے کا فتوی دیکر اعلی حضرت ہی کے موقف کی نشرواشاعت کرتے ہیں اور دنیا کے کسی بھی گوشے اور محفل میں ہوں اسے ناجائز ہی بتاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی کوئی مروجہ تصویر نہیں پائی جاتی ہے۔اگر پوری دنیا کے علماء وفقہاء اسی موقف کو اپنالیں تو تصویر کی وجہ سے جو برائیاں معاشرہ میں درآئی ہیں انکا سد باب ہوجائے۔

چند سطروں کے بعد تاج الشریعہ کے موقف اور انکے اخلاص فی العمل کی تعریف وتوصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ایسے فتوے اللہ کے نیک اور مخلص بندے ہی دیا کرتے ہیں جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہتے

ہیں چاہے جہاں ہو حق کے معاملہ میں اپنے بیگانے کسی کی پرواہ نہیں کرتے انکا یہ سبق ہوتا ہے کہ باطل چاہے جتنا بڑھ جائے اہل حق اسے قبول نہیں کریں گے۔(انصاف الامام،خالد ثابت مصری)

بلاخوف لومۃ لائم حق کی نشرواشاعت ہر مقام پر آپ کی طبیعت میں داخل تھی۔حق بولنے میں کبھی کسی منفعت دنیوی کو خاطر میں نہیں رکھا بلکہ حق کے مقابل میں اگر منفعت دنیوی حائل ہوئی تو آپ نے ہمیشہ اسے پس پشت ڈالا۔ہالینڈ کی سرزمین پر ایک جلسے میں آپ شریک ہوئے تو وہاں بہت سے ڈاکٹرز اور پروفیسرز ٹائی لگا کر شریک ہوئے۔آپ نے برجستہ ٹائی کی حقیقت اور اسکے بارے میں عیسائیوں کے عقیدے پر بھرپور تقریر فرمائی۔جلسہ کے بعد اس سلسلے میں آپ سے استفتا ہوا جس کا مدلل اور تسلی بخش جواب آپ نے ٹائی کا مسئلہ کے عنوان سے تحریر فرمایا۔جب کہ بہت سے لوگ ایسے مقام پر حق واضح کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کی مصلحتوں کا سہارا لینے لگتے ہیں مگر حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے حق کی ترجمانی کرکے امام احمد رضا کے سچے وارث وامین ہونے کا مکمل حق ادا کیا۔

چند سالوں پہلے راقم الحروف نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور شریعت کے ساتھ وفاداری کا مزید جذبہ بھی پیدا ہوا۔دبئی میں ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے، سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں،بلا شبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے،اسے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے مرید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے دبئی کے قیام کے دوران وہ تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے آیا کسی معتبر شخص نے حضرت کو بتادیا تھا کہ اس تاجر کے یہاں تراویح کی امامت کوئی وہابی یا دیوبندی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کا جلال نہ پوچھئے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا،اور بہت سخت سست کہا،آخر کار اس نے معذرت کی اور توبہ کیا اور عذر پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس بابت علم نہیں کیوں کہ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اور یہ بھی علم نہ ہوسکا کہ کون امامت کرتا ہے بہر حال آئندہ ایسا نہیں ہوگا پھر اس نے سب کے سامنے توبہ واستغفار کیا۔ پھر تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے عقائد وہابیہ ودیابنہ بتائے اور مسائل شرعیہ سے آگاہ فرمایا وہ شخص سرتاپیر عجز وانکساری کا مجسمہ بنا رہا۔پھر موقع پاکر اس نے عرض کیا کہ

حضور غریب خانہ پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے جانے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس بار تو میں نہیں جا سکتا البتہ اگر تم اپنے توبہ پر قائم رہو گے تو آئندہ سفر میں چلو نگا۔

یہ ہے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے استقامت علی الحق اور تصلب فی الدین کی مثال کہ تاجر مذکور کے وہاں بدمذہبوں کے کام کرنے اور امام ہونے کی خبر سنتے ہی برہم ہوئے اور اس کی دعوت قبول نہ کی۔ اگر کوئی دنیادار پیر ہوتا تو شاید مال ودولت کے حرص میں ضرور اسے قریب رکھتا مگر تاج الشریعہ واقعی شریعت مطہرہ کے تاج زریں تھے اس لئے اپنے عمل سے اسکی اعلیٰ مثال بھی قائم فرمائی۔

اسی طرح دبئی میں گولڈ مارکٹ کے قریب ایک مسجد جس میں قاری غلام رسول صاحب امام تھے ایک بار وہاں کے لوگوں کی دعوت پر جمعہ کی امامت کے لئے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تشریف لے گئے اس مسجد میں ہمیشہ جمعہ کی نماز مصلیوں کی کثرت کی وجہ سے مائک پر ادا کی جاتی تھی۔ حضور تاج الشریعہ نے بغیر مائک کے مکبرین کے ذریعہ امامت فرمائی اور لوگوں کے چوں چرا اور ہنگامہ آرائی کی بالکل پرواہ نہ کی۔ یہ بھی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے زہد وورع اور استقامت وعزیمت کا بہترین نمونہ ہے۔

علمائے حق کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ سخت سے سخت تر حالات وکوائف میں بھی اسلامی قوانین کے اظہار سے پہلو تہی نہیں کرتے ہیں۔ اسکی بہترین مثال مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارنامے ہیں کہ آپ نے ایسے حالات میں امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی جب باطل ہر چہار جانب سے اسلام پر حملہ آور تھا آپ نے تمام ادیان باطلہ کا تنہا مقابلہ کر کے وہ مجاہدانہ کردار ادا کیا جس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ امام احمد رضا کے وارث وامین ہونے کی وجہ سے یہ مبارک وصف حضور تاج الشریعہ میں بھی بدرجۂ اتم موجود تھی۔

۱۹۷۵ء عیسوی میں اندرا گاندھی کے ظالمانہ وجابرانہ حکومت اور اسلامی روایات کو منہدم کرنے کی ناپاک سازش کے خلاف حضور مفتی اعظم کے حکم سے نسبندی کی حرمت کا فتوی ایسے موقع پر آپ نے رقم فرمایا تھا جب بڑے بڑے اصحاب جبہ ودستار حکومت کی پالیسیوں سے مرعوب ہو کر اس کے جواز کا

فتوی صادر کر رہے تھے۔ حکومت کی ناجائز پالیسی ہی کا نتیجہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب نے اسلامی عظمتوں کا خون کرتے ہوئے نسبندی کے جائز ہونے کا فتوی جاری کیا۔ مگر تاج الشریعہ رحمہ اللہ حکومت کے دباؤ کے باوجود اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہے اور ببانگ دہل اعلان فرماتے رہے کہ میرا فتوی قرآن وحدیث کے موافق ومطابق ہے جسے میں واپس نہیں لے سکتا۔

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ حضر میں تو شریعت کی پاسداری پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں مگر جب سفر میں ہوتے ہیں تو بہت سی بے احتیاطیاں ان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے کمالات میں سے ایک کمال یہ بھی تھا کہ آپ چاہے حضر میں رہے ہوں یا سفر میں شریعت کی پاسداری اور اس کی تلقین وتبلیغ میں کوتاہی نہیں ہونے دی۔

آپ ردولی شریف کئی بار تشریف لائے، ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو دارالعلوم مخدومیہ رضا نگر کی حشمتی مسجد کے افتتاح کی غرض سے تشریف لائے تھے رات میں جلسہ تھا دور دراز سے آئے عقیدت مند ایک جھلک پانے کو بے قرار تھے۔ سیکڑوں مقتدر علماء سے ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو مقبولیت تاج الشریعہ کو حاصل رہی وہ کسی اور کیلئے دور دور تک نظر نہیں آتی، جہاں پہونچ جائیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں عشاقان دید زیارت کے لئے حاضر ہو جاتے تھے۔ حشمتی مسجد کا افتتاح حضرت نے فرمایا صبح ہوئی ۱۳، اکتوبر ۲۰۰۱ کو حضرت ردولی اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے ہزاروں عقیدت مند ساتھ ہو لئے حضرت کا ٹکٹ لکھنوء سے جموّ توِی ایکسپریس کا تھا جیسے ہی اسٹیشن ماسٹر کی نظر حضرت پر پڑی وہ سراپا ادب وتعظیم کے ساتھ حاضر ہوا اور جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت کو ردولی سے لکھنوء تک ٹکٹ چاہئے تو کہنے لگا آپ جیسے مہان ویکتی سے کون ٹکٹ مانگے گا، لکھنوء آپ بلا ٹکٹ چلے جائیں پھر وہاں سے تو آپ کا ٹکٹ ہے ہی مگر تاج الشریعہ نے فرمایا:

''نہیں میں بغیر ٹکٹ سفر نہیں کر سکتا، بغیر ٹکٹ سفر کرنا ہمارا وطیرہ نہیں۔'' آپ نے با اصرار ٹکٹ خرید وایا اور سفر فرمایا۔

آپ کا یہ معمول تھا کہ کھلی جگہ استنجاء وغسل سے مکمل اجتناب فرماتے تھے، ایک مرتبہ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ میں ایک جلسہ میں تشریف لے گئے آپ کو استنجا کا احساس ہوا جب استنجاء خانہ

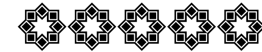
کے پاس پہونچے تو اوپری حصہ کھلا تھا آپ نے پہلے چھتری منگوائی پھر مکمل پردہ میں استنجاء سے فارغ ہوئے فراغت کیب بعد لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا تاکہ مکمل ستر عورت ہو سکے اور حیا کا بھی پاس ولحاظ برقرار رہے۔

اس طرح کے سیکڑوں واقعات ہیں جو تاج الشریعہ کے استقامت علی الحق پر واضح دلیل ہیں ،آپ کی استقامت ،مقبولیت اور عزت وشرافت ہی کا نتیجہ ہے کہ خلق خدا کا ہجوم ہمیشہ آپ کے گرد وپیش لگا رہا ،دنیاداری اور دنیاداروں سے بلکل بے نیاز ہوکر آپ ہمیشہ اعلاء کلمۃ الحق کی جدوجہد میں رہتے تھے ،اپنے جد کریم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حق کی ترویج واشاعت آپ کا اولین مقصد تھا خداوند عالم آپ کا فیضان ساون بھادوں کی طرح برسائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے جملہ مسلمانان اہل سنت کو مستفید فرمائے۔آخر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حضور تاج الشریعہ کے پیغام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں ‌ ‌ ‌ پدر، مادر، برادر، جان ومال ان پر فدا کریں

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے ‌ ‌ ‌ حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے



مولانا مفتی محمد مسیح الدین حشمتی غفرلہ
الجامعۃ الغوثیہ، اترولہ، بلرام پور یوپی۔

بسمہ تعالیٰ وتقدس

جن سے روشن تھے نگاہوں کے قصور

یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے

حسب معمول بعد نماز مغرب اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کے مطالعہ میں مصروف تھا ،تعلیقات زاہرہ سے بھی استفادہ ہو رہا تھا کہ ایک صاحب دوڑے ہوئے آئے ،ان کی آنکھیں پرنم تھیں ،چہرہ اداس تھا ،رندھی ہوئی آواز میں کہنے لگے کہ حضور تاج الشریعہ اب اس ظاہری دنیا میں نہ رہے ،یہ جانکاہ خبر سنتے ہی بدن میں رعشہ طاری ہوگیا ،قوت گویائی کچھ دیر کے لئے جواب دے گئی ،بس وہ منور چہرا جس سے نگاہوں کے قصور جلا پاتے تھے ،جس سے جہان سنیت روشن وتابندہ تھا ،سامنے تھا ،آنکھوں نے اشکوں کی سوغات پیش کی ،تعلیقات زاہرہ بند کی ،کلمہ استرجاع پڑھا ، الجامعۃ الغوثیہ کے صحن میں بیٹھے اساتذہ کو خبر دی ،چند ہی لمحوں میں جامعہ کے طلاطم میں سکوت چھا گیا ، موت العالم موت العالم کا حقیقی معنی ومفہوم نگاہوں کے سامنے تھا ،طلبہ واساتذہ سب کی آنکھیں اشکبار تھیں ،چہروں پر گہرے رنج والم کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے اور مرشد اجازت کے سانحہ ارتحال سے دلوں میں جو درد وکرب اٹھ رہا تھا وہ حیطہ تحریر وضبط تعبیر سے باہر ہے۔

یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے ‌ ‌ ‌ افسردہ چہرے ہیں چشم حیات پرنم ہے
صدائے بلبل رنگیں میں سوز ماتم ہے ‌ ‌ ‌ ہے گل بھی چاک بداماں صبا بھی برہم ہے
یہ آج کون اٹھا خاکدان گیتی سے ‌ ‌ ‌ کہ جس طرف بھی نظر جائے ہو کا عالم ہے
یہ زندہ تھے تو دھڑکتی تھی نبض دور زماں ‌ ‌ ‌ وفات پائی تو موت ان کی موت عالم ہے

خلا کا پر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں:

دنیا میں آنے جانے کا سلسلہ بڑا ہی قدیم سلسلہ ہے، ہر دن ہزاروں جاتے ہیں اور لاکھوں

آتے ہیں، نہ سب کا آنا بڑی اہمیتوں کا حامل ہوتا ہے۔ اور نہ سب کا جانا عظیم صدمے کا باعث ہوتا ہے، مگر انہیں آنے جانے والوں میں کچھ ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے آنے پر ایک عالم فرحاں وشاداں ہوجاتا ہے اور جانے پر بے شمار آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں، اور ایسی بابرکت ہستیاں روز نہیں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہیں، وارث علوم اعلیٰ حضرت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، غواص بحر معرفت، حاوی علوم قدیمہ وجدیدہ، ماہر فصاحت و بلاغت، مرشد منہاج طریقت، خضر شوارع شریعت، مجمع البحرین حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت ذات ایسی ہی نادرالوجود ذات تھی کہ جسکے وجود مسعود سے ساراعالم سنیت فرحاں وشاداں تھا، وہ بہجت زمن اور برکت زماں تھے، ان کے جانے سے اہل سنت وجماعت میں جو عظیم خلا رونما ہوا ہے اس کا پر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں۔

جن کی عظمت کے نشاں ہیں چارسو:

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمہ کی ذات کسی کے تعارف کی محتاج نہیں، آپ کی ذات پوری دنیا میں یکساں مقبول تھی، جیسے ہند وسندھ میں بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ کی گونج تھی ایسے ہی یورپ وافریقہ بلکہ عرب وعجم کے تقریبا ہر خطہ اور ہر علاقہ میں آپ کی عبقریت کی دھوم مچی ہوئی تھی کیوں کہ مقبولیت ومحبوبیت کے مشہور اسباب آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے، اللہ جل مجدہ الکریم نے جہاں خاندانی وجاہت عطا فرمائی تھی وہیں حسن وجمال کا ایسا حسین پیکر بنایا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی تھیں، پھر علمی اور روحانی شرافت وکرامت ان سب پر مستزاد تھی۔

شیخ الانس والجن، غوث الثقلین، سید الاولیاء سیدنا الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فیضان سلسلہ چشتیہ، اشرفیہ، رضویہ، برکاتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور رفاعیہ وغیرہ جملہ سلاسل حقہ پر ساون بھادوں کی طرح برس رہا ہے، سب کی روحانی کھیتیاں اسی ابر کرم سے سرسبز وشاداب ہیں، سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

مزرعِ چشت وبخارا وعراق واجمیر — کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

بارگاہ غوث سے جسکو صدقہ حاصل ہوجائے وہ تمام سلاسل کے عشاق کی نظروں میں محبوب ہوجاتا ہے، یہ بارگاہ غوث کا ہی صدقہ تھا کہ حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں چشتی، اشرفی، رضوی، برکاتی، سہروردی، نقشبندی اور رفاعی وغیرہ جملہ سلاسل حقہ کے منتسبین ومریدین کا سیلاب امنڈ آیا اور اس کثرت سے عوام اہل سنت کی شرکت ہوئی کہ زمانہ ورطہ حیرت میں ہے، بلاشبہ حضور تاج الشریعہ کی بابرکت ذات بارگاہ غوث میں مقبول ومحبوب تھی، آپ نے نماز جنازہ میں سب کو بلاکر قادری فیضان سے مالا مال فرمایا، آپ کی بابرکت ذات میں اس شعر کے جلوے صاف نظر آئے۔

مزرعِ چشت وبخارا وعراق واجمیر — کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

آپ کی وفات موت العالم موت العالم کی سچی مصداق بھی تھی، موت العالم موت العالم کا قول زبان زد ہے، عالم وطنی اعتبار سے کہیں کا ہو، مگر رشد وہدایت اور تبلیغ اسلام کے اعتبار سے وطن کی خصوصیت حائل نہیں رہتی بلکہ حسب حیثیت ایک عالم اس سے مستفیض ومستنیر ہوتا ہے، اور اسکی وفات پر درک وادراک کے اعتبار سے عالم کی موت کہا جاتا ہے مگر ظاہری نگاہوں سے اسکا مشاہدہ صدیوں میں ہوا کرتا ہے، جیسے دریا کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت بڑی مشہور ومعروف ہے، صدیوں پہلے نگاہوں نے اسکا مشاہدہ اجمیر معلیٰ میں کیا تھا، اسی طرح حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں ان ظاہری نگاہوں نے موت العالم موت العالم کا منظر دیکھا۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

محبوبیت ومقبولیت کے اسباب میں آخر الذکر سبب علمی تبحر نے آپ کو ایسی منزل پر فائز کردیا تھا جہاں بڑے بڑے قد والے بونے نظر آتے تھے، جس مسئلہ پر قلم اٹھایا تو حق تحقیق ادا کردی، درجنوں کتابیں اور ہزاروں فتاوی تحریر فرمائے مگر تا حیات قلم احتیاط کا دامن تھامے رہا، کبھی بزرگوں کے خلاف نہ گیا، بلکہ جن کے قلم نے اس راستے میں ٹھوکریں کھائیں انکو مضبوط ترین دلائل کی روشنی میں متنبہ کیا، چاہے چلتی ٹرین پر فرائض وواجبات اور ملحق بواجبات کے ادئیگی کا مسئلہ ہو، یا پھر مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کی اقتدا کا مسئلہ ہو، یا ٹی وی اور مووی کے جواز کا مسئلہ ہو، یا احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویہ کا رد بلیغ ہو، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کے اسم پر تحقیق

کام، ان سب میں آپ کے قلم نے جس قوت استدلال کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل دید ہے بلکہ اس میں تحقیق رازی اور غزالی کا حقیقی پرتو نظر آتا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمہ کے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف کی شرح کرتے ہوئے جب آپ رطب اللسان ہوتے تھے، تو ایسا لگتا تھا کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ہر فن مولیٰ شخصیت کا عکس جمیل ہمارے درمیان موجود ہے، اشعار کی لغوی، اعرابی اور بلاغی تشریح کے ساتھ جو معانی اور مفاہیم آپ نے بیان فرمائے ہیں وہ آپ کی تبحر علمی کیساتھ خداداد قوت حافظہ پر بدرجہ اتم دال ہیں اور ان سب کے ساتھ بوقت ضرورت جو تعاقب ماقبل کے شارحین کا آپ نے فرمایا ہے وہ اہل علم کو دعوت نظارہ اور دعوت مطالعہ پیش کررہا ہے۔ ضیافت طبع کے لئے ایک تعاقب بطور مثال نقل کیا جارہا ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کا مشہور شعر ہے

منزه عن شريك فی محسا نه   فجوهر الحسن فيه غير منقسم

علامہ باجوری اور علامہ خرپوتی رحمہا اللہ نے مذکورہ شعر کی شرح کرتے ہوئے ایک اعتراض نقل فرمایا کہ یہ کہنا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات اپنے تمام محاسن میں شریک سے منزہ اور پاک ہے فاسد و غلط ہے کیونکہ تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام علی نبیا وعلیہم السلام محاسن نبوت ورسالت اور غیر اللہ کی پرستش نہ کرنے میں سرکار دوعالم ﷺ کے شریک ہیں، لہذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منزہ عن الشریک کا دعوی صحیح نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں علامہ خرپوتی رحمہ اللہ نے کوئی معقول جواب نہ دیتے ہوئے صرف اس بات پر اکتفا فرمایا کہ یہ حکم ادعائی ہے۔

علامہ خرپوتی رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

”ولقائل ان يقول: ان هذا الحكم، ای كونه عليه السلام منزها عن شريك فی كل محاسنه فاسد، لانه قد كان سائر الانبياء شريكا له فی محاسن النبوة والرسالة وعدم العبادة لغير الله ۔ اللهم ان يقال: انه ادعائی فليتامل۔“ (الفردة فی شرح البردة ص ۷، ۲۰۶)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ” فی محاسنہ “ کی ایسی توضیح وتشریح فرمائی کہ یہ اعتراض سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا، ملاحظہ فرمائیں کہ آپ علم کے کیسے بحر ذخار تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ محاسن کی جو اضافت ضمیر کی طرف کی گئی ہے وہ اضافت تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے، جو اس بات پر واضح قرینہ ہے کہ یہاں وہ محاسن ہرگز مراد نہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان مشترک ہیں بلکہ یہاں محاسن سے وہ محاسن مراد ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں، یعنی منزہ عن الشریک کا حکم مخصوص فضائل وکمالات کے اعتبار سے ہے عام فضائل وکمالات کے اعتبار سے نہیں لہذا اب علامہ باجوری اور علامہ خرپوتی رحمہا اللہ نے جو اعتراض نقل فرمایا وہ سرے خارج ہوجاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

”والاضافة تفيد الاختصاص، فهی قرينه علی ان المراد بها محاسنه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم المختصة به، دون المشتركة بينه وبين سائر الانبياء صلی الله عليه وعليهم اجمعين فلا مساغ فی الاعتراض الذی ذكره العلامة الباجوری والعلامة الخرپوتی۔ (الفردة فی شرح البردة ص ۲۰۶)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن پر گفتگو کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے بڑے اچھوتے اور نرالے انداز میں علامہ خرپوتی کا تعاقب فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس سلسلے میں آپ نے جو محتاط طریقہ اپنایا ہے وہ دور حاضر کے نوجوان علماء کے لئے اہم نصیحت ہے:

”انه صلی الله عليه وسلم الفاتح لباب النبوة وبه ختمت النبوة، المفتح لباب الجود، والسبب فی كل موجود، المفيض علی الكل من بحر علمه وديم كرمه، الواقف للجميع عند الحد الذی هو غاية ذی الغاية ۔ ومبدء صلی الله تعالیٰ عليه وسلم فی الترقی الی غير النهاية، فهو الفاتح لما اغلق وهو الخاتم لما سبق، وكل ذالك مقرر معلوم۔ وقوله فی الجواب "انه ادعائی" ليس كما ينبغی۔“ (الفردة فی شرح البردة ص ۲۰۷)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح باب نبوت ہیں، اور آپ ہی پر باب نبوت کو بند بھی کر دیا گیا ہے، جود وکرم کے جملہ ابواب آپ سے کھلتے ہیں، آپ کی ذات سبب تکوین کائنات ہے، آپ ہر ایک کو اپنے بحر علم اور بحر کرم سے سیراب کرنے والے ہیں، جملہ مخلوقات کے محاسن ذی حد اور محدود ہیں جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات الی غیر النہایۃ روز افزوں ترقی پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ایسے محاسن ہیں جو مشہور ومعروف اور مسلم ہیں۔ لہذا ان فضائل وکمالات کے پیش نظر ’’منزہ عن شریك فی محاسنه‘‘ کے جواب میں حکم ادعائی کہنا علامہ خرپوتی کے شایان شان نہیں بلکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے ’’ لیس کما ینبغی ‘‘فرما کر توسمند رکو کوزے میں سمیٹ دیا ہے۔ یعنی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فاتح باب نبوت ہے اور خاتم باب نبوت ہے تو اب اس اعتبار سے خاص وصف نبوت میں بھی آپ کی ذات مقدسہ منزہ عن الشریک ٹھہری پھر مطلق نبوت کو بنیاد بنا کر منزہ عن الشریک کے دعوی کو دعوی ادعائی کیسے کہا جا سکتا ہے؟ بلکہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات ہی جملہ محاسن وکمالات کی منبع اور مبدا ہے، مخلوق میں جس کو جو بھی شرافت وکرامت ملی یا آئندہ ملے گی سب اسی ذات مقدسہ کا صدقہ ہوگا، آپ کی ذات سبب تکوین جملہ کائنات کائنہ الی یوم القیامۃ ہے تو اب اس اعتبار سے مخلوق میں کوئی کسی وصف کمال میں آپ کا شریک نہ ہوگا لہذا ’’منزہ عن شریك فی محاسنه‘‘ کا حکم اپنی جگہ درست ہے اسے ادعائی بتانا غیر مناسب ہوگا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست:

آپ جہاں میدان فقہ کے میر اور حدیث، فن حدیث، تفسیر، فن تفسیر، منطق وفلسفہ، علوم عربیہ نحو، صرف، بلاغت وغیرہ علوم متداولہ میں بے مثل وبے نظیر تھے، وہیں آپ کو مختلف زبانوں میں کلام پر قدرت تامہ بلکہ ملکہ تامہ حاصل تھا، جس پر امام اہل سنت حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کئی کتابوں کی تعریب اور تراجمے شاہد عدل ہیں، ان تراجم کو دیکھنے کے بعد دل یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ تعریب وترجمہ نہیں بلکہ مستقل کتابیں ہیں۔ وذٰلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ نگاری کی ایک ادنی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع مولی کو قول وقائل وہر خشک وتر کی ہے

انه لم يأن للقائلين أن يتكلموا معی بمقالهم وهو صلی الله تعالی علیه وسلم منذ ذالك الحين مطلع علی القول والقائل وعلی كل رطب ويابس۔

(تعلیقات زاہرہ ص ۶۶)

حضور تاج الشریعہ کی بندہ پروری:

یہی وجہ تھی کہ آپ میں علم دوستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اصاغر علماء کو ان کی حد سے بڑھکر نوازتے تھے، فقیر حشمتی تقریبا ۲۰ سال قبل دارالعلوم مخدومیہ سنبھل کے سالانہ اجلاس میں تقریر کر رہا تھا، بمشکل آدھا گھنٹہ کی تقریر ہوئی ہوگی کہ حضور تاج الشریعہ بدرالطریقہ علیہ الرحمہ کی آمد آمد ہوگئی، میں نے چاہا کہ تقریر ختم کر دوں مگر سرکار کی طرف سے اجازت ملی، حوصلہ بڑھا اور پھر سرکار کی موجودگی میں مکمل بیان ہوا، بعد میں سرکار نے حضرت مولانا شہاب الدین رضوی صاحب سے فرمایا کہ مولانا مسیح الدین نے نہایت عمدہ اور علمی تقریر کی، اسی طرح آنند اور پٹلا د گجرات میں ممبر شریف پر حضور تاج الشریعہ کے ورود مسعود کے بعد فقیر کی تقریر ہوئی، جلسہ کے اختتام پر حضور نے مجھے بلوایا اور اپنے مبارک ہاتھوں کشمش کے چند دانے عطا فرمائے، اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

بلا شبہ ہم جیسے ہزاروں علماء کی نگاہوں کے قصور آپ کی ذات مقدسہ سے منور ومجلیٰ تھے، وہ ہمارے علمی اور روحانی پیشوا تھے، ہم میں انکی ذات مثل شمع تھی، ہم پروانے ان پر نثار رہتے تھے، وہ ہمارے محور ومرکز تھے، ہم سب انہیں کی طرف رجوع کرتے تھے، وہ بھی ہم سب کے لئے باران رحمت اور ابر کرم تھے۔۔

ایک دن آپ کے کاشانۂ اقدس پر معمول کے مطابق علمائے کرام کی انجمن اکتساب فیض کے لئے سجی ہوئی تھی، فقیر حشمتی کے علاوہ محسن وکرم فرما، مسلک اعلیٰ حضرت کے بیباک ناشر ومبلغ حضرت مولانا عبد المصطفیٰ حشمتی صاحب قبلہ ردولوی مدظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی صاحب قبلہ، حضرت علامہ مفتی قدرت اللہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مفتی کمال اختر صاحب قبلہ بھی اس انجمن میں حاضر تھے، انسداد صلح کلیت کے حوالے سے بہت سی مفید اور کارآمد

نصیحتیں کیں اور جب ہم لوگ قدم بوسی کے بعد واپس ہونے لگے تو ذرہ نوازی اور علم دوستی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے جملہ حاضر علمائے کرام کو لفافوں کی شکل میں تبرک عطا فرمایا، اس دور قحط الرجال میں ایسی علم دوستی اور ذرہ نوازی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

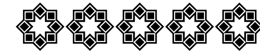
یہ حضرت کی عظیم علم دوستی اور ذرہ نوازی ہی تھی کہ متعدد علمائے ذوی الاحترام، بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمد عاشق علی صاحب قبلہ کشمیری کی موجودگی میں محسن وکرم فرما حضرت مولانا عبد المصطفیٰ حشمتی صاحب قبلہ ردولوی مدظلہ العالی کی صرف ایک گذارش پر، فقیر حشمتی کو ۲۳ صفرالمظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز شنبہ بعد نماز عشاء تقریباً رات دس بجے اپنے کاشانۂ اقدس پر تمام سلاسل حقہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو
کہاں تھا میں اس کرم کے قابل حضور کی بندہ پروری ہے

حضور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہر ناحیہ اور ہر زاویہ سے بے مثل بے مثال تھی،

ابر رحمت انکی مرقد پر گہرباری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

اور ان کے فیوض برکات سے عوام اہل سنت کو مستفیض رکھے، حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو قاسم فیضان تاج الشریعہ اور انکا عکس جمیل بنائے آمین۔



مولانا محمد ارسلان رضا خان قادری برکاتی

کلیہ اصول الدین جامعہ ازہر، مصر

بشر اختر ہو جائے تو ہرگز مرتا نہیں

یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جب کسی شخصیت سے متاثر ہوتا ہے، اس کا عقیدت مند ہو جاتا ہے اور اس کی یہ عقیدت اس وقت تک سلامت رہتی ہے جب تک وہ اس شخصیت سے دور رہتا ہے اور جب قریب ہوتا ہے تو بشری کمزوریاں نظر آتی ہیں تو اس کی عقیدت میں نسبتاً کمی آنے لگتی ہے اسی طرح کوئی بھی بارعب وقار انسان اپنا رعب و وقار پہلی دوسری یا کبھی کبھی ملاقات میں تو سلامت رکھ پاتا ہے مگر مسلسل ساتھ رہنے والوں اور اکثر ملتے رہنے والوں پر اس کا وہ رعب نہیں رہتا جو پہلے تھا لیکن میں نے ساری دنیا میں صرف ایک ہی شخصیت، اپنے حضرے کی ایسی دیکھی کہ جوان سے جتنا قریب ہوتا گیا، اتنا عقیدت مند بنتا گیا، اور جس نے جتنا اور جس زاویے سے دیکھا اتنا ہی متاثر و مرعوب ہوا۔ کسی بھی شخصیت کے ساتھ یہ عقیدت اسی صورت میں قائم رہ پاتی ہے جب انسان اس کے صبح وشام، رات و دن، خلوت وجلوت، سفر وحضر کو دیکھنے کے بعد اس کا کوئی عمل شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف نہیں پاتا، اس شخصیت کو مختلف زاویے سے ملاحظہ کرنے اور اس کی حیات کے گوشوں کو گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد، اس کا کوئی قدم خلاف سنت اٹھتے ہوئے نہیں پاتا۔

ماضی قریب میں یہ بات حضور مفتی اعظم ہند کے بارے میں کہی جاتی تھی کہ جوان سے جتنا قریب ہوا اتنا انکا معتقد ہو جاتا، دید مفتی اعظم تو فقیر کو میسر نہیں ہاں مگر ایک ایسی شخصیت کو قریب و بعید سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا جو اسی متقی اعظم مفتی اعظم کا محبوب نظر تھا، علم وعمل کا سمندر تھا، خلوص کا پیکر تھا، گمراہوں کا رہبر تھا، ہادیوں کا سرور تھا، محبت کا خوگر تھا، شفقت کا جوہر تھا، اپنے عہد میں فائق و برتر تھا، صاحب ممتاز فکر ونظر تھا، مفسر اعظم ہند کا پسر تھا، اہلسنت کا تاجور تھا، برف ہدیٰ کا اختر تھا جسے

کبھی اسماعیل رضا بن ابراہیم رضا کہا گیا، کبھی اختر میاں کہہ کر پکارا گیا، کبھی ازہری نسبت سے یاد کیا گیا، کبھی تاج الاسلام، تاج العلماء، قاضی القضاۃ فی الہند جیسے عظیم القاب سے ملقب کیا گیا اور پھر آخر میں لقب تاج الشریعہ زبان زد خواص وعوم ہوا جو علَم، کنیت اور القاب سب پر ایسا غالب ہوا کہ جیسے یہ لقب فی زمانا ہمارے حضرت کی ذات پر ہی جچتا ہو۔

راقم الحروف نے حضرت کے رات و دن دیکھے صبح وشام دیکھی، خلوت وجلوت دیکھی، سفر وحضر دیکھے، مگر کوئی عمل شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ الثنا کے خلاف نہ دیکھا، کوئی قدم خلاف سنت اٹھتے نہ پایا، اپنے مرشد کے رنگ میں ایسا رنگے کہ 'من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری' کی عملی تفسیر نظر آتی ہے۔

سیرت مفتی اعظم کا عملی زندگی میں مشاہدہ کرنا ہو تو حضور تاج الشریعہ کی زندگی کو ملاحظہ کریں، یقیناً ہمارے حضرت، اپنے حضرت مفتی اعظم ہند کی خَلقاً وخُلقاً صورتاً وسیرتاً سچی تصویر تھے، وہ کون سی صفت تھی جس میں ہمارے حضرت، اپنے حضرت کے سچے عکس ومظہر نہ ہوں؟ تقویٰ و طہارت، زہد وقناعت، شرافت وکرامت، مجاہدہ ریاضت، اصابت واستقامت، ذکاوت وفراست، صورت وسیرت کی کون سی ایسی شاہراہ ہے جہاں ہمارے حضرت اپنے حضرے کے نقش قدم پر نہ چلے ہوں؟ الولد سر لابیہ کی ایسی بے داغ تفسیر آسانی سے دیکھنے کو نہیں ملتی، فقہ وافتا میں مفتی اعظم کے راز سربستہ، رشد وہدایت میں مفتی اعظم کے سر مکنون، صورت وسیرت میں مفت اعظم کے عکس ومظہراً الغرض مفتی اعظم کے ہر اطوار واعتبار سے سچے جانشین وقائم مقام ہیں۔

منقبت مفتی اعظم میں جد کریم حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ادائے مصطفیٰ تم ہو رضائے مصطفیٰ تم ہو ہر اک اطوار سے اے مقتدا مصطفیٰ تم ہو

ہر اطوار سے مصطفیٰ رضا اگر احمد رضا ہے تو ہر اعتبار سے اختر رضا مصطفیٰ رضا ہے، تو اب ہم اپنے حضرت کی شان میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے:

ادائے مصطفیٰ تم ہو رضائے مصطفیٰ تم ہو ہر اک اطوار سے اے مقتدا مصطفیٰ تم ہو

اور صغریٰ کبریٰ فٹ کر کے شکل اول بدیہی الانتاج سے اگر نتیجہ نکالا جائے تو اس طرح نکلے گا:

تمہاری ذات میں جلوے رضا نوری میں کے ہیں میرے نوری میاں تم ہو میرے احمد رضا تم ہو

شبیہ احمد وحامد رضا نوری پیا تم ہو رضا و حامد و نوری شہا تم ہو

ابھی ہمارے حضرت کو اس دنیائے فانی سے کوچ کئے چالیس دن بھی نہ ہوئے ہیں مگر یہ بات یقین کی حد تک کہی جا سکتی ہے کہ سو سال گزرنے کے بعد بھی انکی یادوں کا چراغ گل نہ ہوگا، امید اد زمانہ کے باوجود ان کی یادوں کی شمع دلوں کی محراب اور تصورات کے منبر پر روشن رہے گی کیوں کہ

بشر اگر اختر ہو جائے تو ہر گز مرتا نہیں

جن لوگوں نے انکا جلوۂ زیبا دیکھا ہے، کوئی حسین سے حسین تر جلوہ انکی آنکھوں کو نہیں بھا سکتا، اس جلوے کو خوب دیکھنے کے بعد اب اپنی آنکھوں کا خیال بھی یہی ہے کہ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی جیسے میرے حضرت ہیں ایسا نہیں کوئی

میں نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں ہیں تب سے حضرت تاج الشریعہ کو اختر برج ہدیٰ کی حیثیت سے دیکھا، دل کی نہاں خانے میں نہ جانے کتنے واقعات محفوظ نہیں، سمجھ نہیں آرہا کہاں سے آغاز کلام کروں، حضرت سے ایام طفولیت میں ہماری ملاقات روزانہ رضا مسجد میں ہوتی تھی، حضرت جب بریلی شریف میں تشریف فرما ہوتے پنج وقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لاتے اور نماز کے بعد جب سب لوگ حضرت سے مصافحہ دست بوسی کر رہے ہوتے، ہم بھی سب کی طرح صف میں لگ کر حضرت کی دست بوسی کرتے اور حضرت بکمال شفقت سر پر ہاتھ پھیرتے، محبت فرماتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت باصحت وتوانا اور اور حاسۂ بصر سے باوجود کمزوری کے مشاہدہ فرماتے تھے مگر جب حضرت کی بظاہر نگاہوں کی روشنی تقریباً معدوم ہوگئی تو حضرت پنج وقتہ حاضری سے معذور ہو گئے مگر حد درجہ ضعف نقاہت اور عدم بصارت کے باوجود حضرت نماز جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف لاتے اور امامت فرماتے حالاں کہ اس حالت میں بھی حضرت پر جمعہ فرض نہ تھا اور رخصت تھی مگر عزیمت پر عمل کا یہ عالم کہ آخر وقت تک فرض نمازیں کھڑے ہو کر ادا فرماتے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ سجدے سے حالت قیام میں آنے کے لئے ضعف ونقاہت کی وجہ سے پیروں میں لرزش طاری ہو جاتی۔ مسجد سے مزار اعلیٰ حضرت پر حاضر ہوتے چار

ہاتھ دور کھڑے ہوکر تلاوت قرآن پاک کرکے ایصال ثواب فرماتے، کبھی مزار کو جھک کر بوسہ نہ دیتے بایں ہمہ اکثر دیکھا جاتا کہ اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم کے مزار کی پائینتی کو خادم کے سہارے ہاتھ لگاتے اور پھر واپس لوٹ جاتے، آٹھ دس سال پہلے تک تو یہ معمول تھا کہ بلاناغہ روزانہ مزار اعلیٰ حضرت پر حاضر ہوتے مگر جب عذر لاحق ہوا تو یہ حاضری ہفتے میں ایک دن یعنی روز جمعہ کو متعین ہوگئی، فقیر راقم الحروف بھی اکثر حضرت کے پیچھے پیچھے نماز جمعہ کے بعد حاضر ہوتا اور اس کے علاوہ جب بھی حضرت کو مزار پر آتے دیکھتا تو ساتھ ہولیتا کہ فیوض و برکات کی اس موسلا دھار بارش کے کچھ چھینٹے مجھ پر بھی پڑ جائیں، اور آج فقیر مزار اعلیٰ حضرت پہ بالکل انہیں آداب کو ملحوظ رکھتا ہے جیسا حضرت کو کرتے دیکھا۔ مزار پر حاضری کے جو آداب اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائے ہیں ہمارے حضرت اس پر پورے بور پر عمل فرماتے۔

حضرت اپنے روزانہ کے معمولات کے بہت پابند تھے، مولانا یونس اویسی، حضرت کے رات و دن کے معمولات پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں؛ ہفتہ، بعد نماز فجر تلاوتِ قرآن۔ وظائف، ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے ہیں یا فتاویٰ تحریر کرواتے ہیں یا فتاوی سن کر تصدیق فرماتے ہیں، دوپہر ایک بجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ۱۱ یا ۱۲ بجے کے بعد درس دیتے ہیں، کھانہ تناول فرماکر قیلولہ فرماتے ہیں، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا لکھواتے ہیں، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں۔ بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہوکر پھر کتابیں سننا یا لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے ہیں بعدہ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں پھر کتابیں سنتے ہیں یا لکھواتے ہیں، ۱۱، ۱۲ بجے رات تک یہ سلسلہ فاری رہتا ہے اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ہیں، مرید ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے ہیں، پھر حضرت فجر میں اگر فجر سے بیشتر جاگتے ہیں تو تہجد پڑھتے ہیں ورنہ نماز فجر ادا فرمانے کے بعد معمولات حسب سطور بالا انجام دیتے ہیں۔ (فیضان مارہرہ بریلی، ص۳۲۱، ۳۲۲)

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اپنے معمولات اور وقت کا جتنا پابند حضرت کو دیکھا کسی کو نہ دیکھا، ویسے تو ہر کامیاب آدمی کی ظفریابی اور سرفرازی کا راز وقت کی قدر و قیمت میں پوشیدہ

ہوتا ہے، مگر ضعف و نقاہت و پیرانہ سالی میں معمولات اور اوقات کی پابندی کرنا مشکل امر ہے لیکن اس سلسلے میں بھی ایک حضرت کی ذات منفرد و ممتاز دیکھی کہ بایں ہمہ پیرانی سالی، ضعف و نقاہت روزانہ کے کاموں کو اتنا وقت کی پابندی کے ساتھ ادا فرماتے کہ جیسے کوئی آگاہ کررہا ہو، ایک ایک منٹ کا خیال فرماتے اور بار بار خادم سے وقت دریافت فرماتے، اقامت، صلاۃ، تلاوت قرآن، اوراد و وظائف، اشغال و اعمال، مطالعہ کتب، تصنیف و تالیف، فتویٰ نویسی، درس و تدریس، تعلیم و تعلم، بیعت و ارادت، رشد و ہدایت، دعوت و تبلیغ، سوال و جواب۔ اتنے سارے کام ایک ذات (وہ بھی جس کی بظاہر آنکھوں کی روشنی متاثر ہے) روزانہ بلاناغہ کیسے ادا کرتی ہوگی سمجھ سے بالاتر ہے۔ یقیناً اگر ہم خواجہ تاشان در اختر رضا صرف ان کی زندگی سے وقت کی قدر و قیمت عظمت و بڑائی کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے کہ حضرت اپنے لوگوں کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک رکھنے کو روادار تھے، اس میں چھوٹے، بڑے جوان بوڑھے کا کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا، اس طرح کے سینکڑوں واقعات ملتے ہیں کہ حضرت اپنے اصاغر پر کس درجہ شفقتیں اور عنایتیں فرماتے ہیں۔ جن دنوں میں مادر علمی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں مصروف تعلیم تھا، ان ایام میں میرا مدرسے سے آمد و رفت کا معمول یہ تھا کہ جب مدرسے کو جانے کے لئے روانہ ہوتا تو حضرت سے اجازت لے کر جاتا اور تعطیل میں گھر آتا تو سب سے پہلے حضرت کی بارگاہ میں سلام و دست بوسی کے لئے حاضر ہوکر عرض کرتا حضرت میں ارسلان، آج مدرسے سے آیا ہوں، حضرت دست کرم سر پر پھیرتے اور دعاؤں سے نوازتے، یہاں پر میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں براؤں شریف حصول علم کی غرض سے حضرت کے ہی حکم سے حاضر ہوا تھا، ہوا یوں کہ براؤں شریف حصول علم دین کی غرض سے ایک سال قیام کرنے کے بعد جب میں مصر جامعہ ازہر روانہ ہوا اور وہاں ملک کے حالات خراب ہوجانے کی وجہ سے مجھے لوٹنا پڑا تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت میں اپنی تعلیم کہاں مکمل کروں حضرت کے زبان سے جو کلمات اس وقت نکلے، وہ یہ تھے کہ براؤں چلے جاؤ اور محنت سے پڑھو! حضرت کا حکم پاتے ہی گلشن براؤں شریف میں خوشہ چینی کے لئے حاضر ہوگیا اور خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت غلام عبدالقادر علوی صاحب قبلہ نے میرے قیام و طعام کا جو معقول انتظام ہوسکا، کیا۔ میں کئی سال گلشن

علم میں خوشہ چینی کرتا رہا اور ادھر بریلی شریف میں یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام کا نظم ونسق درست ہونے لگا اور حضرت مولانا عاقل صاحب کے آنے سے تعلیمی معیار خوب سے خوب تر ہوگیا، ایک موقعہ پر مدرسے سے بریلی شریف آیا حضرت سے شرف ملاقات و دست بوسی ہوئی تو فرمایا! اب تم یہیں پڑھو (منظر اسلام میں) میں نے عرض کیا حضرت وہاں ذمہ داران خانقاہ نے میری تعلیم و تعلیم کے لئے بہتر انتظام کر دیا ہے اور مخصوص اساتذہ کے پاس درس متعین کر دیا ہے اب وہاں سے آنا مناسب نہیں، یہ بات سن کر حضرت نے سکوت فرمایا اور میں سکوت کو رضا جان کر واپس براؤں شریف حاضر ہوگیا۔ مادر علمی دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف پر حضرت کی نظر شفقت کا یہ عالم تھا کہ دارالعلوم کے چار اساتذہ کو حضرت نے اپنی اجازت وخلافت سے نوازا جن میں سے ایک خود خانقاہ کے ولی عہد حضرت مولانا آصف علوی ازہری ہیں دوسرے حضرت مفتی نظام الدین احمد نوری، تیسرے شہزادہ خلیفہ مفتی اعظم حضرت مولانا رابع نورانی صدیقی بدری اور چوتھے حضرت مفتی شہاب الدین نوری صاحب قبلہ ہیں۔ یہی وہ ادارہ جس میں حضور مفتی اعظم بغیر کسی دعوت کے اپنا محبوب ادارہ سمجھ کر اور اس ادارے کی علمی کارکردگی، اس کے طلبہ و اساتذہ کی محنت و جاں فشانی دیکھ کر تشریف لائے اور اپنی مخصوص دعاؤں سے نوازا اور اپنے قدم میمنت لزوم کی برکت سے اس کو شرف عطا کیا، حضرت ریحان ملت نے اپنے تین صاحبزادوں کو یہاں حصول تعلیم کی غرض سے بھیجا اور برادرزادہ اعلیٰ حضرت حضور حسنین میاں اور حضور مفسر اعظم جیلانی میاں نے دارالعلوم کی کارکردگی سے متاثر ہوکر اپنے تاثرات سے نوازا۔ جب حضور مفتی اعظم ہند، حضور حسنین میاں، حضور مفسر اعظم جیلانی میاں، حضور ریحان ملت رحمانی میاں اس ادارے کو اپنا محبوب ادارہ سمجھتے ہوں تو بھلا حضور تاج الشریعہ اسے اپنا محبوب وپسندیدہ ادارہ کیوں نہ مانتے؟۔

براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت غلام عبدالقادر علوی صاحب قبلہ جب حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، تو حضرت نے خوب شفقت ومحبت پیش فرمائی، ضعف ونقاہت کے باوجود حضرت علوی صاحب کی فرمائش پر ان کے خلف اصغر کو ہاتھ لے کر داخل سلسلہ فرمایا۔ حضرت نے ان کے خلف اصغر کو داخل سلسلہ فرما کر اور خلف اکبر کو اجازت وخلافت عطا فرما کر اہل براؤں

شریف کو اپنی محبت وشفقت اور اپنے وثوق واعتماد کی سند عطا فرمادی۔

اسلاف اور سادات مارہرہ مطہرہ کا احترام:

مارہرہ مطہرہ کے دست کرم میں ہاتھ دینے کی اپنی خاندانی رسم کے مطابق مجھے بھی تاجدار مسند برکاتیت حضور احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ الرضوان کی وساطت سے یہ شرف دو ڈھائی سال کی عمر میں حاصل ہوا، بیعت ہونے کے کچھ ہی مہینوں بعد پیر ومرشد کا وصال ہوگیا، ہوش کے ناخن لئے تو دل میں یہ تمنا جوش مارنے لگی کہ کسی ایسی شخصیت سے طلب بیعت کرلی جائے جو بیک وقت حضرت پیر ومرشد کا بھی اجازت یافتہ ہو اور حضور مفتی اعظم کا بھی، گویا مجھے ایسی مبارک ذات کی تلاش تھی جس کا سینہ رضوی برکاتی نہروں سے مجمع البحرین ہوگیا ہو، یہ خواہش لے کر ایک دن حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، دل میں پوشیدہ آرزو کو ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ حضرت میں آپ سے طالب ہونا چاہتا ہوں، حضرت نے معاً دریافت فرمایا کس سے مرید ہو؟ عرض کیا؛ حضور احسن العلماء کا اس وقت کمرے میں حضرت اور حضرت کے خادم اور میرے سوا کوئی چوتھا نہ تھا، حضرت نے یہ سنتے ہی کہ میں حضور احسن العلماء کا مرید ہوں فرمایا؛ تب پھر کیا ضرورت ہے؟ ہم سب تو وہاں کے غلام ہیں ہی، اور بہت دیر تک مارہرہ مطہرہ کے مشائخ کا ذکر جمیل فرماتے رہے۔ بہر حال حضرت نے بیعت تو نہ فرمایا مگر فیضان سلسلہ مفتی اعظم سے محروم بھی نہ ہونے دیا اور زمانہ طالب علمی ہی میں فراغت سے تین سال پہلے ۹۶ عرس رضوی کے موقعے پر ۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ کو علماء عمائدین شہر اور روزانہ کے حاضر باشوں کی موجودگی میں اپنی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

مذکورہ بالا واقعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ حضرت اپنے مشائخ کرام، سادات کرام اور خصوصاً مارہرہ مطہرہ کے سادات کرام کا کس درجہ احترام فرماتے ہیں کہ انکے مرید کو انہی کے سلسلے میں طالب کرنا بھی بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ نیز یہ کہ اور حریص پیروں کے برعکس ہمارے حضرت کا دامن حرص وطمع سے کتنا پاک ہے، کہتے ہیں کہ پیر وہ جس کو مریدوں کی تلاش و جستجو نہ ہو بلکہ مریدوں کو اس کی جستجو ہو، ہمارے حضرت ہمیشہ اس سے اعراض فرماتے مگر معتقدین و مریدین کا میلہ لگا رہتا، بیعت ہونے کے لئے لمبی لمبی قطاریں لگی رہتیں، ایک جھلک پانے کو لوگوں

کے دل بے قرار رہتے، مرید ہونے والا اپنی قسمت کی معراج تصور کرتا۔ یا اللہ! ایسی مقبولیت ایسی ہر دل عزیز شخصیت جس کو دیکھنے کے بعد بس یہی زبان پہ آتا ہے کہ یہ قبولیت عامہ کسبی نہیں ہو سکتی، بلکہ عطائے ربانی سے ہی اسے تعبیر کرنے میں دل کو اطمینان ہوگا، یقینا جو اللہ و رسول کا ہو جاتا ہے ساری مخلوق پھر اس کی ہو جاتی ہے، فرشتہ آسمانوں میں ندا کرتا ہے کہ فلاں بندے سے اللہ محبت فرماتا ہے، اے اہل آسمان تم بھی اس سے محبت کرو اور پھر زمین میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے، اس مضمون کی حدیث پاک بخاری شریف میں موجود ہے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ، قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ (سورہ مریم، آیت ۹۶)

اسی فلسفے کی طرف ڈاکٹر اقبال بھی یوں ارشارہ کرتے ہیں؛

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہیں مرد خلیق

جلال و جمال کا سنگم: حضرت کو جلال فرماتے بھی دیکھا اور جمال فرماتے بھی، اگر ایک موقعے پر حضرت کے جلال فرمانے کا منظر جب بھی یاد آجاتا ہے، مجھ پر جلال مومن کی ہیبت سی طاری ہو جاتی ہے، کئی دفعہ خواب میں بھی حضرت کو کسی چیز پر جلال فرماتے دیکھا اور جمال فرماتے بھی، حضرت جلال و جمال کا سنگم تھے لیکن ایسا بہت کم ہوتا تھا جب جمال پر جلال غالب آیا ہو، اور اگر ایسا ہوتا بھی تو وہ لمحہ آنی فانی ہوتا، پھر اس کے بعد وہی نرمی وہی رحمت وشفقت، وہی ملائمت۔ کچھ امور ایسے تھے جس کے کرنے پر حضرت اکثر جلال فرماتے مثلاً اگر کوئی پیر چوم لیتا، یا ہجوم حد سے زیادہ پریشان کرنے لگتا، یا جم غفیر حضرت سے ملنے کے لئے دھکا مکی کرتا۔

حضرت کے جلال فرمانے کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے، ایک دفعہ جامعہ ازہر کے قدیم فاضل مولانا تاج محمد ازہری صاحب بریلی شریف حاضر ہوئے، حضرت مولانا نعیم اللہ صاحب اور مولانا فضل حق صاحب کے ساتھ انہوں نے فقیر سے ملاقات کی، بعد میں حضرت سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، معلوم کروایا تو پتہ چلا کہ حضرت رات کا کھانا تناول فرما کر اور غالباً فقہی مجلس سے فارغ ہو کر گلی میں چہل قدمی فرما رہے ہیں اور جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت کے داماد مولانا شعیب رضا نعیمی صاحب مرحوم حضرت کو پکڑ کو ٹہلا رہے ہیں، اور کچھ علمی نکات پر چلتے چلتے گفتگو بھی چل رہی ہے، کثیر

تعداد میں معتقدین ہاتھ باندھے گلی کے حاشیہ پر کھڑے ہیں، مگر کسی کو ملنے کی جسارت نہیں ہو رہی (وہ حضرت کے عام ملاقات کا وقت نہ تھا)، اسی اثنا میں، میں حضرت سے ملنے کے لئے آگے بڑھا، سلام و دست بوسی کر کے عرض کیا، حضرت میں ارسلان، حضرت کے چہرے پر خفگی کے آثار نمایاں تھے مگر ضبط فرما گئے، مگر پھر میرے بعد جب مولانا مذکور ملاقات کے لئے آگے بڑھے، حضرت نے جلال فرمانا شروع کر دیا: کیا ہے یہ سب، پریشان کر کے رکھ دیا، کسی موضوع پر بات کر رہا ہوں اور آپ کو ملنے کی پڑی ہے (اسی طرح کے کچھ کلمات کہے)، کافی دیر تک جلال فرماتے رہے، مگر جب جلال پر جمال غالب آیا تو مفتی شعیب صاحب سے فون کروا کر انہیں بلوایا اور معذرت خواہانہ انداز میں فرمایا کہ علمی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا، اسی دوران، ملاقات سے وہ مسئلہ میرے ذہن سے نکل جاتا، آپ ناراض ہو معذرت خواہ ہوں، اسی طرح کے کئی شفقت و رحمت کے کلمات کہے، تاج صاحب جن کے دل میں بیعت ہونے کا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا، اسی وقت دامن سے منسلک ہو گئے۔

اسی طرح حضرت جب جمال فرماتے تو بزرگوں، خصوصاً مفتی اعظم کے واقعات انتہائی دلچسپی سے سناتے۔

میں کیا کیا لکھوں، نہاں خانۂ دل سے کون کون سے واقعات نکال کر لاؤں، کہاں تک کئی سال پہلے کی بکھری کڑیوں کو سمیٹوں، حاصل خلاصہ یہ کہ ان کا سایہ ایک تجلی تھا، ان کا نقش پا اک سراغ تھا وہ جدھر چل دیتے روشنی ہو جاتی تھی۔ ماضی قریب کے بزرگوں میں، میں نے حضور مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کے علاوہ کسی کے بارے میں ایسا سنا پڑھا نہیں کہ وہ جہاں چلے گئے میلا لگ گیا ہو، عقیدت مندوں کا سیلاب امنڈ آیا ہو، ایک جھلک پانے کو لوگ بیقرار ہوں۔ حضور مفتی اعظم کے بارے میں تو صرف سنا اور پڑھا، حضرت کی یہ مقبولیت آنکھوں دیکھی، جدھر چلے جاتے، دیوانوں کی بارات اتر پڑتی، جہاں قدم رکھ دیتے جلوؤں کو برسات ہو جاتی، جو دیکھ لیتا اس کی عید ہو جاتی۔

انکے وجود مسعود کی طراوٹ سے ماحول کی پلکیں ایسی بھیگ جاتی تھیں کہ دیر تک ان سے شریعت کی لطافت کا خمار ٹپکتا تھا اور اس کی نکہت ریزی پکار اٹھتی کہ روح چمن یہاں ہے، مخزن علم وفن

یہاں ہے، تاجدار اہل سنن یہاں ہے، سنیت کا رخ روشن یہاں ہے، شریعت کا درعدن یہاں ہے، طریقت کا لعل یمن یہاں ہے، حقیقت و معرفت کا مشک ختن یہاں ہے، بس پھر کیا ہوتا لوگ دیوانہ وار مچلنے لگتے، پروانہ وار نثار ہونے لگتے، بلبلیں چہچہانے لگتیں، بہاریں نغمہ گانے لگتیں۔

دنیا انہیں عقیدت میں حضور ازہری میاں کہتی ہے مگر حقیقت انہیں تاج الشریعہ کہہ کر بھی اہتمام ذوق کی تشنگی محسوس کرتی ہے، فقیر ان سے نسبت ارادت کو اپنی دنیوی و اخروی سعادت کی ضمانت سمجھتا ہے۔ ان کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کر کے گفتگو ختم کرتا ہوں کہ:

میری دنیائے دیں کا ماحصل الفت تمہاری ہے
قیامت میں میرے ماوا و ملجا آسرا تم ہو



محمد صدر عالم قادری مصباحی
بنول، عیدگاہ محلہ، ضلع سیتامڑھی (بہار)

حضور تاج الشریعہ کی رحلت
اور پرنٹ میڈیا کا کردار

نگاہِ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

قادر مطلق بہت کم ایسی روحوں کو اس دنیا میں بھیجتا ہے جس کے بچھڑنے سے دنیا میں موجود روحوں کی آدھی آبادی بے چین اور مضطرب ہو اٹھتی ہے، رب کائنات جسے یہ شرف و منزلت بخشتا ہے وہ اس کی بارگاہ کا چنندہ ہوتا ہے اور اس کی بارگاہ سے جدا ہو کر بھی اس کی دہلیز کے جلوے اپنے دل و دماغ میں بسائے رہتا ہے۔ اسلام نے اپنی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ میں اپنی روحانی تعلیم سے ایسے سیکڑوں افراد تیار کئے جو اسلامی اصول وقوانین کی چلتی پھرتی تصویر تھے، جن کے قول و عمل سے اسلام منشرح تھا، جن کے اسلام پر سختی سے کاربند رہنے کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کو اپنے دلوں کی دھڑکن بنائے رکھا، ان کے قدموں میں دن رات پڑے رہنا انسانوں نے انسانیت کی معراج جانا، ان کے جانے کے بعد پوری دنیا ایک ساتھ یوں چیخ پڑی جیسے سب کی روحیں اپنے جسم سے ہوا چاہتی ہو، ہم نے تاریخ میں اس طرح کے واقعات پڑھے تھے، لیکن کبھی کبھی شک گزرتا تھا کہ ممکن ہے کہ مداحوں نے ممدوحوں کی تعریف وتوصیف میں بلاوجہ کے مبالغے سے کام لیا ہو، اب جب ہم نے اپنے زمانے میں ایک عاشق صادق کے جانے کی کیفیت دیکھی، دنیا کو ان کے لئے تڑپتے، روتے، بلکتے اور آہیں بھرتے دیکھا تو سارے گرد و غبار دھل گئے، اور تاریخ کے دامن میں بے شمار شخصیتیں کھلے ہوئے گلاب کی طرح مسکراتی نظر آئیں، ایک باکمال نے سارے

باکمال کی حیثیتیں کھلی کتاب کی طرح آنکھوں کے سامنے رکھ کر واضح کر دی۔

عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے جانے والی عظیم شخصیت ہے رازیٔ دَوراں، غزالیٔ زماں، عمدۃ المحدثین، سید المحققین، حامی سنن، ماحیٔ بدع وفتن، آئینۂ ذاتِ رضا، وقت کے بوحنیفہ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حضور حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی، جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات مقدسہ کی ایک ایک ساعت سرمایۂ سعادت اور دولتِ افتخار ہے۔ جن کی ساری عمر شریعت کا علم پھیلاتے اور طریقت کی راہ بتلاتے گزری اور جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کی میزان اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے۔ اس دور میں خود ممدوح کی شخصیت مسلمانانِ عالم کے لئے سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔ آپ کی رحلت صرف ایک ذات کی رحلت نہیں ہے، بلکہ ایک صدی کا جنازہ اٹھا ہے، ہزاروں الجھنیں، لاکھوں ارمان، کروڑوں آرزوئیں ایک ساتھ سپرد خاک ہوئیں ہیں۔ پوری انسانیت رو پڑی، ہر خاص وعام ایک ساتھ اشک بار ہوا تھا، کائنات کا ذرہ ذرہ ماتم کدے میں تبدیل ہو گیا، کئی دنوں تک زمانے کی رفتار تھم سی گئی، کلیاں مرجھا گئیں، پھولوں کے ہونٹ سے شرمیلی سرخی غائب ہو گئی، آسمان رو پڑا، زمین کی سسکیاں نکل گئیں، جب عشاق کا نظر آنے والا قافلہ آپ کے آخری دیدار کے لئے اونے پونے اور آہیں بھرتے ہوئے پہونچا تو بریلی شریف کی پاک سرزمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی، حالانکہ نہ نظر آنے والے اجنہ اور ملائکہ کے قافلوں کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتا ہے، اس کی محبت عام کر دی جاتی ہے اور ایک نعمت عظمیٰ بنا کر کائنات پر بکھیر دی جاتی ہے، اس مفہوم کی محسوس تصویر پوری دنیا نے اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ سب انگشت بدنداں تھے کہ عشاقوں کو ہوا کیا ہے؟ آخر ان کے مرض کی دوا کیا ہے؟

بڑی بڑی شخصیات کے تأثرات اور تعزیت نامے کے ساتھ ملک وبیرون ملک کے چھوٹے بڑے اخبارات ورسائل میں خبریں چھپتی رہیں، تعزیت نامے، مضامین اور منقبت چھپتی رہیں، کئی بڑے اخبارات تو کئی دنوں تک ضمیمے شائع کرتے رہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور شوشل میڈیا نے جو کچھ

دکھایا اور سنایا وہ اس کے ماسوا ہے۔ میں اپنے محدود وسائل کی روشنی میں ملکی اخبارات میں چھپنے والی خبریں، تأثرات اور مضامین کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور یہ بھی بتانے کی ذمہ داری لونگا کہ اتنی بڑی شخصیت کو خراج عقیدت، محبت اور تحفہ علم وعمل پیش کرنے کا آج کے زمانے میں سب سے بہتر طریقہ کیا ہے اور ہمیں کس طرح سے کام کرنا چاہئے؟۔ حضور تاج الشریعہ کا خاندان صاحب اقتدار نہیں ہے کہ اپنے بیگانے سب جاہ وحشمت کی چاہ میں تعزیت پیش کریں یا مضامین لکھ کر سرخروئی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جس نے بھی کچھ کہا اور لکھا انہوں نے اسی جذبۂ محبت سے مغلوب ہو کر لکھا اور کہا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی محبت ان کے دلوں میں ودیعت کی تھی۔

حضور رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ملت اسلامیہ کے ان چند مشاہیر مستند ومعتبر علماء وَ دانشوران ملت میں ہوتا ہے جنہوں نے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ حضور تاج الشریعہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ان کی ہمہ گیر اور ہشت پہلو شخصیت نے کتنے ہی ذرّوں کو آفتاب اور جگنوؤں کو ماہتاب بنا دیا۔ وہ صحرا کو گلستاں بنانے میں اپنی مثال آپ تھے انہوں نے پہاڑ کھود کر دودھ کی نہر نکالنے کا محاورہ سچ کر دکھایا۔ آپ کی پوری زندگی احقاق حق، ابطال باطل، فروغ سنیت اور اشاعت دین متین کے لئے وقف تھی۔ آپ نے مسلمانوں کو باوقار زندگی گزارنے کے لئے ملک وبیرون ملک میں کئی دینی ادارے قائم کئے۔ آپ نے نونہالان اسلام کی کردار سازی کی، ان کے اندر خود اعتمادی کی روح پھونکی اور سیاسی، سماجی ومذہبی اعتبار سے قوم مسلم کی صالح قیادت فرمائی۔ آپ کی پوری زندگی قومی وملی خدمت میں صرف ہو گئی۔ آپ کی خدمت قلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالمی شہرت بخشی۔ آپ کی تصانیف سے لاکھوں لوگ فیضیاب ہوئے اور قیامت تک آنے والی نسلیں فیضیاب ہوتی رہیں گی۔

حضور تاج الشریعہ کی مشکل پسند طبیعت نے دینی اور ملی کام کے لئے ہمیشہ ایسی وادیوں کا انتخاب کیا جہاں صرف جنون عشق ہی کام آ سکتا تھا وہ راہ کی دشواریوں کو حوصلہ شکنی کا سبب نہیں بلکہ حصول منزل کا ذریعہ بناتے تھے۔ آپ ایک ایسے ہمہ جہت عالم دین تھے کہ دور دُور تک ان کا کوئی مماثل نظر نہیں آتا۔ حیات کا وہ کون سا گوشہ ہے جس سے یہ مرد خدا آگاہ وخود آگاہ جہت آشنا نہ ہو۔

قوم مسلم کی اصلاح وتربیت اور ان کے تزکیۂ نفس کے لئے آپ نے ہر جہت سے اپنے تحریکی وتبلیغی عمل کو جاری رکھا۔ قوم مسلم میں فکر اسلامی کی صحیح اسپرٹ پیدا کرنے کے لئے خطابت وقلم کی خداداد صلاحیتوں کا خوب خوب استعمال کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو زبان وقلم پہ یکساں قدرت عطا فرمائی تھی۔ آپ نے علم تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، عقائد، بیان، تصوف، مذہب، اخلاق، تاریخ، فلسفہ، سوانح، تحقیق وتنقید، حاشیہ نگاری، ہر موضوع پر اپنے خامہ زرنگار کو مصروف رکھا اور آپ کے تمام مضامین میں ترتیب، تہذیب، استدلال، وضاحت، فراست ومتانت اور تنقیدی شعور کی بالیدگی نمایا نظر آتی ہے۔

آپ عالمی سطح پر قائد کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت کے نبیرہ اور حضور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین تھے۔ آپ باتفاق علماء ومفتیان کرام قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب پر فائز تھے۔ آپ نے دارالافتاء بریلی شریف کی مسند سے کثیر فتاوے جارے کئے۔ بریلی میں عظیم اسلامی یونیورسٹی قائم کی۔ آپ کی نگرانی میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف ایک عرصے سے مسلمانان ہند کی شرعی رہنمائی کے لئے متحرک ہے۔ عربی اردو انگریزی میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی درجنوں کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔ نیز متعدد کتب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ تقریباً نصف صدی پر محیط تدریسی دور میں ہزاروں طلباء نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ آپ ایک صاحب طرز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیقی ذہن وفکر رکھنے والے صاحب قلم بھی تھے۔ آپ کی نثر میں بہت زیادہ جاذبیت وکشش پائی جاتی ہے۔ آپ عرب وعجم میں یکساں مقبول تھے۔ سلسلۂ قادریہ کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ پوری دنیا میں لاکھوں مریدین پائے جاتے ہیں۔ تقویٰ وپرہیزگاری، خوف خدا واستقامت میں بے نظیر اور اپنی مثال آپ تھے۔

"آؤ ہم سب نام سے ان کے مل کے چراغا کرتے ہیں"

آگے بڑھنے سے پہلے میں یہاں ایک بات کی طرف بہت زور دے کر اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جسے بلاوجہ کی باتوں میں الجھا کر دبانے کی کوشش کی جائے گی، لایعنی باتوں اور بلائے

ناگہانی کے مباحثے میں الجھا کر افکار صحیحہ کو ذہن سے ہی اچکنے کی کوشش تیز کر دی جائے گی، حضور تاج الشریعہ کی پاکیزہ محبت لوگوں کے دلوں میں کس قدر ہے، حکومت وقت نے بھی بہت توجہ سے محسوس کیا، جمہوری ملک میں اتنی بڑی تعداد جس شخص واحد کو مل جائے بلاشبہ وہ وزارت عظمیٰ کا حق دار ہوگا، ہمارے "تاج الشریعہ" نے کبھی بھی سیاست کو لائق اعتنا نہیں سمجھا، تعلیمی ادارے یا رفاہی کام کے لئے بھی آپ نے کبھی حکومت کی طرف یا حکومت کے امداد یافتہ ادارے کی طرف ''مددکن' کے نظریے سے نہیں دیکھا۔ آپ کی بے لوث خدمات کا سب کو اعتراف ہے۔ پوری دنیا میں آپ نے ہندوستانی علوم وفنون اور ہندوستان کے مدنی تقوی وطہارت کی نمائندگی کی۔ ہماری حکومت ان لوگوں کے نام پر تعلیمی ادارے قائم کرتی ہے جس کا ملک وملت کی تعمیر میں بہت ہی کم کردار ہوتا ہے، جس ذات نے ملک کے بہتر مستقبل کی فکر میں کم سے کم چالیس سال تک اپنی زندگی صرف کی اور بے لوث صرف کی، اس عظیم تر ذات کے نام پر ملک کے ہر صوبے میں کم سے کم ایک تعلیمی ادارے کا مطالبہ کرنا ہم اہل سنت کا جائز حق بنتا ہے، اس حصے پر ہم عاشقان تاج الشریعہ کو اتنی توجہ دینی چاہئے کہ ملک کے ہر گوشے سے ''تاج الشریعہ کالج' کی صدا سنائی دے، ہمیں ارباب اقتدار کو یہ یقین بھی دلانا چاہئے کہ آپ اس نیک کام لئے پیش قدمی کریں، جہاں جس طرح کی مدد کی ضرورت ہوگی، اہلسنت کا ہر فرد دل وجان سے آپ کے ساتھ ہوگا۔ نماز جنازہ میں شریک افراد کی تعداد گن گنا کر لوگ اسی طرف سے توجہ ہٹانا چاہ رہے ہیں اور اس کی پلاننگ ملک کے باہر سے گھس پیٹھ کر رہی ہے۔ اگر حکومت ہند توجہ نہیں دیتی ہے تو ہمیں اہلسنت کی عوام کو تاج الشریعہ کے نام پر صرف بیس روپے کے لئے آواز دینا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور اعلیٰ حضرت وتاج الشریعہ علیہما الرحمہ کی کرامت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس تحریک کی ابتداء کرنی چاہئے۔ پھر دیکھئے کیسے چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ بہت ہی اہم اور نکتے کی یہ بات ہمیشہ ذہن نشیں رہے کہ پورا ملک بریلی شریف میں نہیں سما سکتا لیکن بریلی شریف ہر شہر، قصبہ اور ہر گاؤں میں سما سکتا ہے۔

اب آیئے ایک نظر دیکھتے چلتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت فرمانے کے

بعد عالم اسلام کی کیا حالت بنی؟ ہندوستانی پرنٹ میڈیا نے اس کی طرف کس قدر توجہ دی؟ ملک کا شاید ہی کوئی اخبار ایسا رہا جس نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی جانکاہ رحلت کی خبر کو کور نہ کیا ہو۔ کچھ اردو اخبارات نے اپنی پیدائشی یہودیانہ عصبیت کا ثبوت بھی دیا۔ ہر زبان اور ہر اخبار نے اس خبر کو اپنے علاقے میں صفحہ اول پر جگہ دی۔ ہندی اور اردو کے کئی بڑے اخبارات نے لگا تار کئی دنوں تک آپ کی حیات وخدمات پر مضامین شائع کئے۔کئی اخبارات نے تو اس قدر مضامین چھاپے کہ اخبار تاج الشریعہ کا ہنگامی ضمیمہ بن گیا، ہوسکتا ہے آنے والی نسل اس کا اعتبار نہ کرے لیکن یہ بھی تاریخ کا ایک اٹوٹ حصہ بن چکا ہے کہ دنیا میں اس کثیر تعداد میں لوگ کسی کی جنازے میں شریک نہیں ہوئے، انسانی سمندر، نے یہ فیصلہ کر دیا کہ آپ دلوں کے تاجور تھے۔حضور تاج الشریعہ کی ذات اقدس پر اخبارات نے جو کچھ چھاپا ہے ہم اس کے تین حصے کر سکتے ہیں:

(۱) تعزیت نامہ یا تاثرات (۲) خبریں (۳) مضامین

ان تینوں حصوں پر تفصیل سے بات کی جائے تو کئی سو صفحات کم پڑ جائیں گے، جس کی یہاں گنجائش نہیں، کوئی عاشق تاج الشریعہ اٹھے اور اس اہم موضوع پر تفصیل سے کام کرنا چاہے تو ایک بڑا کام ہوسکتا ہے، اختلاف، جواب اور جواب الجواب کرنے سے بہتر ہے کہ اچھے ذہن وفکر افراد ان کاموں پر لگائے جائے۔

اب حضور تاج الشریعہ کی رحلت پر تاثرات اور خبریں ہدیۂ قارئین ہے۔

شیخ طریقت پروفیسر حضرت سید امین میاں برکاتی مارہرہ شریف: وارث علوم اعلیٰ حضرت، قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری میاں وصال فرما گئے۔

عرش پر دھومیں مچی وہ مؤمن صالح ملا　　　عرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت سید نجیب حیدر میاں نوری مارہرہ شریف: تاج الشریعہ کی رحلت علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ، 21 راکیس جولائی بروز سنیچر ملک کا مشہو اخبار انقلاب نے سید نجیب حیدر میاں کا بیان

اسی ہیڈنگ کے ساتھ شائع کیا ہے۔

’’مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند علامہ اختر رضا خان المعروف ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے، جس سے علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا۔ازہری میاں ان شخصیات میں ایک تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار محاسن وکمالات سے نوازا تھا۔آپ عظیم فقیہ ومحقق اور علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث تھے۔‘‘

شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں کچھو چھہ مقدسہ:

’’معتمد ذرائع سے افسردہ خبر ملی کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادے عالم اسلام کے مشہور ومعروف عالم دین مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب نور اللہ مرقدہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے 'اناللہ واناالیہ راجعون' مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی وروحانی دنیا کے لئے ایک عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناوہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے ذریعے دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے آمین۔‘‘

خیر الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی سابق صدر مدرس جامعہ اشرفیہ مبارکپور:

’’تاج االشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔‘‘

دنیا کے مختلف ممالک اور بے شمار خطوں میں ان کے وصال کے بعد ہی سے تعزیتی جلسے اور فاتحہ وایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے آج ۷ رذیقعدہ ۱۴۳۹ ہجری مطابق ۲۱ رجون ۲۰۱۸ء سنیچر کی صبح کو باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسیٹی) مبارکپور، اعظم گڑھ میں تلاوت قرآن، ایصال ثواب اور تعزیت کی محفل دیر تک منعقد ہوئی، پھر علما وطلبا کی کثیر تعداد جنازے میں شرکت کے لئے بریلی شریف روانہ ہوگئی اور جامعہ میں آج اور کل کی تعطیل کر دی گئی۔

کسی بھی شخصیت کے انتقال پر جامعہ نے اپنا تعلیمی سلسلہ موقوف نہ کرنے کی روایت

حضور تاج الشریعہ کے لئے توڑ دی اور دو دن تک کے لئے سوگوار ماحول میں تعلیم روک دی گئی، جامعہ کے تاریخی حوالے سے اپنے آپ میں یہ اہم ریکاڈ ہے، ذرائع کے مطابق نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جامعہ سے جس میں صرف جامعہ اشرفیہ کے طلبہ تھے ۱۲/بسیں روانہ ہوئیں۔

ڈاکٹر مفتی مکرم احمد صاحب، دہلی:

’’تاج الشریعہ کا وصال ملت کا نا قابل تلافی خسارہ ہے۔‘‘

۲۴/جولائی ۲۰۱۸ء کو مفتی مکرم صاحب قبلہ کے بیان کو" انوار قوم" کانپور نے اس سرخی کے ساتھ چھاپا اوران کے مدرسے میں منعقد تعزیتی جلسہ اور ایصال ثواب کے محفل کی خبر دی۔

شیخ ابوالیتامی علامہ ابوبکر مسلیار، کیرلا:

ایک ہندی اخبار نے تاج الشریعہ کے سوئم کے بعد شیخ ابوالیتامیٰ علامہ شیخ ابوبکر مسلیار، کیرلا کا بیان اسی جلی سرخی کے ساتھ شائع کیا:

اسلامی دنیا میں تاج الشریعہ سے بڑا کوئی رہنما نہیں' شیخ ابوبکر جیسی شخصیت کا کسی ہم عصر کے تربت پر انوار پر پہونچ کر فاتحہ خوانی کرنا اوران الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرنا بڑا ہی معنی خیز ہے۔

حضرت سید خسرو میاں صاحب قبلہ سجادہ نشیں بارگاہ بندہ نواز گیسو دراز،گلبرگہ شریف، کرناٹک:

کے، بی، این ٹائم کے مطابق حضرت پیر طریقت سید خسرو حسینی میاں نے فرمایا:

مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ کا انتقال مسلمانان ہند کے لئے عظیم نقصان ہے' سید صاحب قبلہ نے مزید فرمایا: ان کے انتقال سے نہ صرف علما طبقہ میں ایک خلا پیدا ہوا ہے بلکہ مسلمانان ہند کا بڑا عظیم نقصان ہوا ہے۔‘‘

خطیب اسلام مولانا کوکب نورانی پاکستان:

’’نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، حضرت قبلہ مولانا اختر رضا خاں از ہری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات بلاشبہ بہت شدید سانحہ ہے۔ اس عہد میں ان جیسی علمی روحانی شخصیت سے محرومی ملت کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ کریم ان

کے درجات بلند فرمائے اور تمام اہلسنت کو اس سانحے پر صبر عطا فرمائے آمین۔‘‘

پروفیسر اختر الواسع صاحب قبلہ وائس چانسلر مولانا آزاد اردو یونیورسٹی جودھپور، راجستھان: پرفیسر اختر الواسع نے اس طرح کے الفاظ سے اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کیا:

’’حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ خاندان اعلیٰ حضرت کی علمی وراثت ودرایت کے امین اور علم وفضل، زہد وتقویٰ کے پیکر تھے، آپ کا ہم لوگوں کے درمیان سے اٹھ جانا ایک عظیم علمی وروحانی پیشوا کا اٹھ جانا ہے‘‘

مولانا ولی رحمانی خانقاہ رحمانیہ مونگیر: ’’حکمت وشریعت کے ماہر علامہ اختر رضا خان ازہری کا انتقال ملت اسلامیہ کا بڑا خسارہ‘‘ فاروقی تنظیم پٹنہ نے ان الفاظ کی جلی سرخی کے ساتھ مولانا ولی رحمانی کا بیان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے گہرے رنجم وغم کا اظہار کیا ہے، مولانا ولی رحمانی خانقاہ رحمانیہ کے موجودہ سجادہ نشیں، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے موجودہ صدر اور امارت شرعیہ بہار وجھارکھنڈ کے امیر ہیں، ان کی خانقاہ اندرونی طور پر آج بھی معمولات اہلسنت کی پابند ہے لیکن رحمانی صاحب خانقاہ کے باہر معمولات اہلسنت کے مخالفین کے سربراہ اور ولی بھی ہیں۔

مولانا اسرار الحق قاسمی موجودہ ایم پی، حلقہ کشن گنج، بہار:

"تاج الشریعہ کی رحلت سے ملت ایک عظم علمی و مذہبی رہنما سے محروم ہوگئی"

شری نتیش کمار وزیر اعلیٰ صوبہ بہار:

’’غسل کعبہ کے لئے اپنی پاکیزگی اور تقوی وطہارت کی وجہ سے آپ نے ہندوستانیوں کی نمائندگی کر کے اپنے ملک کا سر اونچا کر دیا تھا، آپ امن وسلامتی کے بڑے علمبردار تھے، ان کا جانا ملک کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔‘‘

مسٹر راہل گاندھی، صدر آل انڈیا کانگریس پارٹی: کانگریس پارٹی کے موجودہ صدر راہل گاندھی کچھ مہینوں پہلے تاج الشریعہ سے ملاقات کرنے گئے تھے، آپ نے ملاقات کرنے سے منع کر دیا، راہل گاندھی نے کئی گھنٹے آپ کے ادارے کے دروازے پر کھڑے ہو کر انتظار کیا تھا آخر نامراد واپس آگئے تھے، حضور تاج الشریعہ کے انتقال پر انہوں نے بھی اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا،

اورجنازہ مبارکہ میں شامل مجمع کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے تھے، اخبارات نے ان کے الفاظ کو سرخی کا جامہ پہنایا: ''ایسا مجمع نہیں دیکھا۔''

سنتوش گنگوا مرکزی وزیر: ازہری میاں کا جانا تکلیف دہ ہے، ان کے انتقال سے بہت دکھی ہوں'۔

وصال تاج الشریعہ اور جنازۂ تاج الشریعہ پر اخباروں کی سرخیاں

ایک ہندی اخبار نے اس ہیڈنگ کے ساتھ ۲۱/جولائی ۲۱۰۸ء کو رپورٹنگ کی " آخری الفاظ اللہ اکبر اللہ اکبر 'اخبار کے مطابق شام کے وقت آپ کی طبیعت ٹھیک تھی، مغرب کی نماز کے لئے اٹھے تو پانی مانگا، وضو بنایا اور آذان ہونے لگی۔ آذان کے الفاظ کے ساتھ تاج الشریعہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے نڈھال ہوئے اور روح اقدس پرواز کر گئی۔"

"تاج الشریعہ ایک ہمہ جہت شخصیت"

مولانا فیاض احمد مصباحی نے ۲۱/جولائی ۲۱۰۸ کو اپنا تأثراتی مضمون دیا، مولانا مصباحی نے اپنے خصوصی انداز میں کم سے کم لفظوں میں حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کی زندگی کا احاطہ کیا ہے، ان کے ہر لفظ سے ادب واحترام صاف طور پر جھلکتا ہے، ''حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے وقت کے عظیم مفتی، بے باک قاضی، عشق رسالت میں فنائیت کی منزل پر فائز، فی البدیہ شاعر، بڑے سے بڑے نازک حالات کا اپنے ناخن تدبیر سے اعلیٰ پیمانے کی تدبیر کرنے والے باکمال مدبر، سیکڑوں مساجد اور مدارس کے بانی، عربی، اردو، فارسی، اور انگریزی کے ساتھ کئی بڑی زبانوں پر دسترس رکھنے والے صوفی ادیب تھے"۔

"حضور تاج الشریعہ نے اخیر وقت تک عالمی سطح پر ملت اسلامیہ کی پاسبانی کی"

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے بعد مولانا فیاض مصباحی نے انقلاب بیورو سے بات کی اور جو کچھ کہا اسے انقلاب نے ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ کو اس سرخی کے ساتھ شائع کیا،

"ازہری میاں کے چاہنے والوں کی بھیڑ ایسی ٹوٹی کے سسٹم ہی بکھر گیا"

"شہر کے اندر کی سڑکیں ہی نہیں چاروں ہائی وے بھی ہوئے جام"

"ریلوے افسر گھبرائے کہیں ٹوٹ نہ جائے فٹ اور برج"

''دوپہر دو بجے بعد ہلا روڈویز کا پہیا، آنکھیں نم نا کھونٹ تھرتھرائے، یا اللہ یہ کیا ہو گیا، بھیڑ دیکھ کر غائب ہوئے آٹو ٹیمپو والے"

۲۳/جولائی ۲۰۱۸ کو امر اجالا کے ساتھ مختلف ہندی اخبار نے اس طرح کی سرخی اور شہ سرخی کے ساتھ شرکائے جنازہ کی اونچی جگہ سے مختلف زاویے سے لی گئی تصویر شائع کی ہے، جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کم از کم دس کیلومیٹر تک بریلی شریف کا ہر راستہ مکمل طور سے جام تھا، افراد کے سر گننے کی کوشش کرنے والے چاہیں تو اپنی محدود کھوپڑی میں ایک غیر جانب دار ہندی اخبار کی درست رپورٹنگ داخل کر کے کروڑوں افراد کو اپنے دماغ میں کھپا سکتے ہیں۔

"پردہ کر گئے ازہری میاں"

' کئی دنوں سے تھے بیمار، شکروار شام اچانک ہوا وصال، سنی مسلک میں غم کی لہر، گھر پر جٹی ہزاروں کی بھیڑ"

اس طرح کی سرخیوں کے ساتھ امر اجالا نے ۲۱/جولائی ۲۰۱۸ کو خبر شائع کی، اور اپنے لفظوں میں مسلمانوں کی کیفیت کو بیان کیا۔

"دلوں کو محبت کی روشنی سے بھر، ازہری میاں ہوئے رخصت"

اودھ اردو اخبار لکھنو نے ۲۴/جولائی ۲۰۱۸ کو اس جلی سرخی کے ساتھ خبر پیش کی ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ء کے اس اخبار کے رپورٹ کے مطابق ۳۰/ضلعوں کی پولس نے بریلی شریف کا انتظام سنبھالا، یہ اخبار لکھتا ہے کہ ہندوستان کے ہر شہر کے لوگوں کے علاوہ ۱۲۷/ممالک کے افراد نے جنازے میں شرکت کی۔

ارباب دیوبند کا اظہار افسوس

"انقلاب "اشاعت لکھنو کی رپورٹنگ جو دیوبند کے ارباب دانش کے خیالات پر مبنی ہے، مفتی اختر رضا خان ازہری کا انتقال دینی وعلمی حلقوں کا عظیم خسارہ ہے، جس کا پر ہونا نہایت مشکل ہے، اس خبر کے مطابق دیوبند کے تمام اداروں کے ذمہ داران نے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

"تاج الشریعہ کا سانحہ ارتحال عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان"

کالی کٹ، مرکز الثقافۃ السنیہ میں ازہری میاں کی رحلت پر تعزیتی اجلاس کا انعقاد، ۲۴/جولائی ۲۱۰۸ کو اپنا وطن نے یہ خبر شائع کی۔

"تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری بریلوی سپرد خاک"

نماز جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت، شہر بریلی میں غم واندوہ کی لہر، ''ہم آپ اردو اخبار ممبی' نے ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ کو اونچی جگہ سے لی گئی تصویر کے ساتھ جس میں کروڑوں کا مجمع نظر آرہا ہے یہ خبر شائع کی:

"مفتی اختر رضا خان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علوم کے سچے وارث وامین تھے"

روشن مسجد کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ نور العلوم، میسور روڈ، بنگلور میں علامہ ازہری میاں کے وصال پر تعزیتی جلسہ سے راقم الحروف کا خطاب ۲۳"/جولائی ۲۰۱۸ کو سالار اردو بنگلور نے اس کی رپورٹنگ کی جس میں راقم الحروف کے خطاب سے جملے بھی نقل کئے گئے، سالار اردو کے اسی صفحہ پر تاج الشریعہ کے لئے تعزیتی جلسے کے حوالے سے دو خبر اور بھی ہے ایک کی سرخی ہے تاج الشریعہ کا وصال امت مسلمہ کے لئے صدمۂ جانکاہ،۔

"ازہری میاں کے ہزاروں مرید بریلی پہونچے"

انقلاب ممبئی ۲۲/جولائی ۲۰۱۸ء اس سرخی کے ساتھ خبر پیش کی اور ممبئی کے مسلمانوں کی حالت بتاتی ہے کہ تاج الشریعہ کی رحلت سے زندگی کا ہر شعبہ متأثر ہوا ہے۔

میرے سامنے پورے ملک کے اخبارات ہیں، علاقائی، ملکی اور بین المملکی، کنڑا، ملیالم، گجراتی، تامل، اڑیہ، اور دیگر زبانوں کے اخبارات نے اپنی زبان اور اپنے علاقے میں حضور تاج الشریعہ کی رحلت کی خبر کو دیگر خبروں پر فوقیت دیتے ہوئے نمایاں کرکے چھاپا ہے۔

"ان دنوں حضور تاج الشریعہ پر شائع ہونے والے مضامیں پر ایک نظر ڈال لینا مناسب ہے"

آبروئے خانوادۂ رضویہ حضرت تاج الشریعہ، مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ

"خانوادۂ رضویہ بریلی میں علم وفضل اور فقہ وافتا کے شعبے میں حضرت ازہری میاں
آبروئے خاندان اور نمائندۂ خانوادۂ رضویہ تھے، جن پر اہلسنت والجماعت کو فخر تھا"

یہ ایک چھوٹا سا مضمون ہے جس میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علم وفضل، تقوی وطہارت، زہد وورع کے گن گائے گئے ہیں، یہ مضمون اہل سنت کے مایہ ناز اہل قلم یٰسین اختر مصباحی صاحب کا ہے۔

"حضور تاج الشریعہ کی رحلت ملت اسلامیہ کے لئے ناقابل تلافی خسارہ"

سالار اردو بنگلور اور فاروقی تنظیم پٹنہ نے راقم الحروف کا یہ مضمون ۲۴/جولائی ۲۰۱۸ء کو اپنے ادارتی صفحہ پر چھاپا، مضمون معلوماتی اور جذبات سے لبریز ہے۔ راقم الحروف کے اس مضمون کو ملک کے تقریبا ۵۰ سے زائد اردو اخبار نے چھاپا ہے، صوبۂ کرناٹک میں حضور تاج الشریعہ پر ہنگامی حالات میں لکھی جانے والی یہ پہلی تحریر تھی۔

" کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے"

اردو ادب میں اردوئے معلیٰ کہی جانے والی یہ تحریر ہے، ہر لفظ بلاغت کی معراج پر ہے، حرف حرف سے عقیدت اور محبت پھوٹی پڑتی ہے، سوشل میڈیا پر یہ تحریر سب سے زیادہ نشر کی گئی، واضح رہے کہ یہ تحریر جماعت اہلسنت کے نوجوان قلمکار حضرت علامہ مولانا محمد رضی احمد مصباحی اشرفی صاحب کی ہے جس میں انہوں نے اس انداز میں حضور تاج الشریعہ کی شان اقدس میں خامہ فرسائی کی ہے۔

"ازہری میاں تاحیات علم دین کی ترویج واشاعت کے لئے کوشاں رہے"

''مختار عدیل' کی یہ تحریر جو انقلاب نے شائع کی ہے، کم از کم مجھ جیسے لاابالی پڑھا کو' کے لئے نام یہ نیا ہے، پھر مضمون نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اخلاقی زندگی کو جس طرح اجاگر کیا ہے، اس سے صاحب تحریر کا منشاء سمجھا جا سکتا ہے، حالانکہ چھوٹے سے مضمون میں اثباتی انداز میں کہنے کے لئے زیادہ بہتر زمین ہوتی ہے۔

ان تمام مذکورہ تاثرات، خبریں اور مضامین کے علاوہ خود میرے پاس ابھی بے شمار مضامین، تاثرات اور خبریں ہیں، اس کے لئے کم وقت اور صفحات کی تنگی دنوں مجھے اجازت نہیں دیتی۔ زہد وتقویٰ، خوف خدا، تواضع وانکساری، فکر وفن علم وادب، قرطاس وقلم کا روشن وتابناک یہ آفتاب

۶/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق 20 جولائی 2018ء بروز جمعۃ المبارکہ بوقت مغرب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)۔جانشین تاج الشریعہ حضر علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری دام ظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرنم آنکھوں سے کروڑوں محبین، مخلصین، معتقدین اورمریدین کی موجودگی میں ازہری گیسٹ ہاؤس، بریلی شریف میں تدفین عمل میں آئی۔اللہ تعالیٰ آپ کی قبرانور پررحمت ونور کی بارش فرمائے اورہم تمام مسلمانوں کوآپ کے فیوض وبرکات سے مالامال فرمائے آمین۔بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

ابررحمت تیری مرقد پرگوہر باری کرے — حشر تک شان کریمی نازبرداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری — خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر
قوم کے ایمان وحرمت کے نگہباں زندہ آباد — زندہ آباد اے مفتیٔ اختر رضا خاں زندہ آباد



مولانا غلام جیلانی ازہری نیپالی ثم کھنڈوی

حضور تاج الشریعہ۔۔۔۔۔۔داعیٔ عرب وعجم

ہندوستان کی معتبر تاریخ ''تاریخ فرشتہ'' میں ہے کہ
نظام دنیا چلانے کیلئے بیک وقت ۳۱۵ / اولیا کرام موجود ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں انہیں میں سے ایک حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہیں۔

ولادت:

آپ کی پیدائش ۲۴/ذی القعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳/نومبر ۱۹۴۳ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت) آپ پیدائشی خوش نصیب تھے اس لیئے مشیئت نے آپ کو علمی، نسبی اور حسبی گھرانے میں جلوہ گر کیا۔

آپ کی رگوں میں صرف اعلی حضرت کا خون ہی نہیں دوڑتا بلکہ مسام جسم کا پسینہ بھی علوم رضویہ کی خوشبو لے کر باہر آتا ہے۔

نسب نامہ:

حضور تاج الشریعہ کا سلسلۂ نسب اعلی حضرت کو دادا ونانا بناتے ہوئے صحابیٔ رسول قیس ملک عبدالرشید تک جا پہنچتا ہے۔

علامہ اختر رضا خان ازہری، بن ابراہیم رضا، بن حامد رضا، بن امام احمد رضا، بن امام نقی علی خان، بن امام رضا علی خان، بن مولینا کاظم علی خان، بن مولینا شاہ محمد اعظم خان، بن مولینا محمد سعادت یار خان، بن شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خان بہادر کندھاری، بن عبدالرحمن خان کندھاری، بن یوسف خان، بن دولت خان، بن بادل خان، بن داؤد خان، بن بریچ خان، بن شرف الدین، بن ابراہیم، بن سیدنا قیس ملک عبدالرشید صحابیٔ رسول

(تحقیق شیخ ابومحمد عبدالہادی القادری۔امام احمد رضا اکیڈمی ڈربن ساؤتھ افریقہ)

حضور تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کی تیسری اور صحابئ رسول کی اٹھارویں نسل ہیں۔

جریان شرافت کا ذرا یہ چشمہ بھی دیکھیں:

آپ کے آباواجداد میں دو ابراہیم ہیں ایک آپ کے والد صاحب دوسرے حضرت عبدالرشید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور یہ دونوں ابراہیم صدقہ ہیں سب سے بڑے ابراہیم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جن کے بیٹے ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس لئے حضور تاج الشریعہ کا خاندانی نام محمد اسمٰعیل رضا ہے۔

تعلیم:

ابتدائی تعلیم بریلی شریف میں حاصل کی، قرآن شریف والدہ ماجدہ سے اور درس نظامی منظر اسلام سے، اعلیٰ تعلیم کیلئے ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر مصر تشریف لے گئے یہاں تین سال تک کلیہ اصول الدین میں رہ کر کمال علم حاصل کیا (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)۔

یہ دنیا کی سب سے قدیم اسلامک یونیورسٹی ہے جہاں کے پڑھنے والے اپنے آپ کو ازہری لکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں مگر ۴؍مئی ۲۰۰۹ء میں میں خود جامع ازہر میں زیر تعلیم تھا۔

کلیہ دعوہ کے اے سی ہال میں ایک پروگرام ہوا جس کے بعد آپ کو الدرع الفخری نام کی چادر اڑھا کر شیخ الازہر محمد سید طنطاوی علیہ الرحمہ نے فخر ازہر کا ایوارڈ دیا جب سے دنیائے سنیت حضور تاج الشریعہ کو فخر ازہر کے نام سے بھی یاد کرنے لگی۔

دعوتی سفر:

خانوادۂ رضا میں سب سے زیادہ آپ نے سفر فرمایا، تمام اسفار میں ایک مقصد مشترک تھا ''مسلک اعلیٰ حضرت کا تعارف''

حضور تاج الشریعہ کا سفر چاہے مرید کرنے کیلئے ہو یا نکاح پڑھانے کیلئے، مناظرہ کیلئے ہو یا جلسہ و کانفرنس کیلئے یہ ضرور ارشاد فرماتے تھے: ''کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی سچا مذہب ہے۔''

شام، یمن، عراق، ترکی افریقہ، سعودیہ، دبئی، ماریشش، لنڈن، پاکستان اور سری لنکا وغیرہا نے بارہا آپکی قدم بوسی کی ہے۔

حضور تاج الشریعہ مصر میں:

۴؍مئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے جب طلبۂ ازہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آج حضور تاج الشریعہ کی تقریر ہوگی یہ پروگرام کلیہ دعوہ کے اے سی ہال میں تھا،

جب میں جلسہ گاہ میں گیا تو ایک پوسٹر پر نظر پڑی جو دیوار پر چپکا ہوا تھا جس میں لکھا تھا ''ممنوع التصویر''، یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات آج بھی تصویر کی حرمت کی قائل ہے لہذا کوئی صاحب فوٹو نہ لیں،

مگر حسن کو دیکھ کون عاشق بے قابو نہیں ہوتا۔

جونہیں حضرت پروگرام ہال میں تشریف لائے طلبہ نے فوٹو لینا شروع کر دیا، فوراً نقیب جلسہ نے اعلان کیا: ايها المتعلمون لاتتصوروا فان التصوير عند الشيخ حتى الآن حرام۔

برائے مہربانی آپ لوگ فوٹو نہ لیں کیونکہ حضور تاج الشریعہ کے یہاں تصویر کشی آج بھی حرام ہے،

یہ اعلان سنکر تمام طلبۂ ازہر رک گئے، ہال میں دائیں بائیں کرسیوں پر ازہر یونیورسٹی کے بڑے بڑے مفتی اور ڈاکٹرس بیٹھے ہوئے تھے۔ بیچ والی کرسی حضور تاج الشریعہ کیلئے خالی تھی، آپ نہایت ہی عالمانہ وقار اور داعیانہ شان وشوکت کے ساتھ جلوہ افروز ہوتے ہیں، فصحاء مصر اور علماء ازہر کی موجودگی میں فصیح عربی میں تقریر فرماتے ہیں، میں اس سوچ میں غرق ہوگیا کہ انکی عربی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ حضرت کی عربی کا کیا حال ہوگا خیر۔

وہاں اخیر میں حضور تاج الشریعہ سے ایک سوال ہوا،

ماذا الفرقة البريلوية ۔بریلوی کس کو کہتے ہیں؟

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں: نحن قادريون مشربا وماتريديون عقيدة وحنفيون مذهبا والمخالفون يقولون لنا البريلوية كما يقال اهل السنة و الجماعة الصوفية في حجاز و دمشق و مصر

ہم لوگ قادری ہیں، عقیدہ کے اعتبار سے ماتریدی ہیں مذہب کے حساب ہم لوگ حنفی ہیں مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں جیسے حجاز، دمشق اور مصر وغیرہ میں مخالفین اہل سنت و جماعت کو صوفی

کہتے ہیں۔

’’بریلوی‘‘ نام مخالفین کا دیا ہوا ہے یہ ہم نے اولا علامہ محمد احمد مصباحی سابق پرنسپل الجامعۃ الاشرفیۃ مبارکپور سے سنا تھا مگر حجاز وغیرہ میں اہل سنت کو صوفی کہتے ہیں یہ سنکر علم میں مزید اضافہ ہوا۔

حضور تاج الشریعہ صاحب علم لدنی تھے۔

یہ بھی مصر کی بات ہے ۲۰۰۹ء میں میں نے مرکز فجر جوائن کیا یہ قاہرہ میں سلفیوں کا عربی کوچنگ سنٹر ہے۔ کرتا پاجامہ دیکھ سلفی ٹیچر سمجھ گیا غلام جیلانی صوفی ہے۔

سلفی ٹیچر نے کہا: یا غلام هل لديك رجل صاحب العلم اللدنی ،

غلام جیلانی تمہاری نظر میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کے پاس علم لدنی ہو؟

قلت: نعم، میں نے کہا ہاں ہے نا

سلفی ٹیچر: من هو؟ وہ کون ہے؟

قلت: کان هو اختر رضا من علماء الازهر الشريف

میں نے کہا وہ اختر رضا ازہری ہے۔

سلفی ٹیچر: کیف تعرف؟ تمہیں کیسے پتہ چلا؟

قلت: کان يخطب في بلاد الغرب باللغة الاردية۔

فقال الناس:

we can not understand urdu language pleas speak in english

ففكر شيئا ثم بدئا خطابه فيخطب باللغة الانجليزية فصيحا بليغا فهذا يدل على انه صاحب العلم اللدنی

میں نے کہا: وہ ویسٹن کنٹری میں اردو میں تقریر کررہے تھے لوگوں نے کہا حضور ہم اردو نہیں جانتے برائے مہربانی انگلش میں خطاب فرمائیں۔

حضور تاج الشریعہ نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا اس کے بعد فصیح وبلیغ انگلش میں تقریر فرمائی۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے پاس علم لدنی ہے۔

سلفی ٹیچر نے کہا: ممكن هو اخذ لغة انجيليزية ۔ ہوسکتا ہے انہوں نے انگلش پڑھا ہو۔

قلت: لم يخطب قط قبل هذا مثله ۔ میں نے کہا انہوں نے اس سے پہلے کبھی اس انداز میں تقریر نہیں فرمائی کسی بھی زبان کا پڑھنا اور ہے اور بولنا اور، اچانک اس طرح تقریر فرمانا یہ علم لدنی کو بتاتا ہے۔

یہ سنکر سلفی ٹیچر خاموش ہوگیا (یہ واقعہ ناچیز نے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتاب میں پڑھا ہے۔ نام فی الوقت یاد نہیں ہے)

حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی:

پور بندر گجرات میں آپ اکثر دورہ فرمایا کرتے تھے میری نظر میں یہ گجرات کا واحد ایسا شہر ہے جہاں کے باشندے سب کے سب سنی ہیں

۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک ناچیز خود دار العلوم غوث اعظم میں اپنے مشفق استاد مفتی ال مصطفے علیہ الرحمہ کی موجودگی میں زیر تعلیم تھا۔

مجھے کچھ معتبر لوگوں نے بتایا جو وہاں جلسہ میں موجود تھے۔

جلسہ شباب پر تھا دوران تقریر ایک مقرر نے کہا: اشرفیہ مبارکپور صلح کلی ہو چکا ہے وہاں اب چندہ نہ دیں۔ جب حضور تاج الشریعہ نے خطاب فرمانا شروع کیا تو علی الاعلان فرمایا: اشرفیہ کل بھی ہمارا تھا، آج بھی ہمارا ہے اور کل بھی ہمارا رہے گا۔ ان شاء اللہ۔

ایسے ہی ممبئی میں تقریر کے دوران ایک مشہور خطیب نے کہا: اصلی سید وہ ہے جنکی رگوں کے خون سے اعلی حضرت کی محبت کی بو آتی ہو۔ جب حضور تاج الشریعہ کے پاس مائک آیا تو آپنے فرمایا: انہوں (خطیب) نے جو کہا ہے اس کے ذمہ دار یہ خود ہیں میں اس سے بری ہوں۔

حضور تاج الشریعہ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا آخری عمر تک آپکی موجودگی میں کوئی خلاف شرع کام کرکے آپکی خاموشی کو رضا کا نام دیکر نا جائز فائدہ نہیں اٹھا پاتا تھا۔

حضور تاج الشریعہ کا تبحر علمی:

تقریبا ۲۰۱۶ء میں بریلی شریف میں سیمینار چل رہا تھا، ہندوستان کے اجلہ علما بشمول علامہ

ضیاء المصطفے ،علامہ عاشق الرحمن اور مفتی آل مصطفیٰ دام ظلہم آسمان بریلی کے علمی افق پر جگمگا رہے تھے۔بحیثیت فیصل حضور تاج الشریعہ سیمینار ہال میں تشریف لانے والے تھے۔

فیصلہ کی کاپی حضور محدث کبیر کے ہاتھ میں تھی، مفتی ال مصطفے صاحب امجدیہ گھوسی ایک اشکال پیش فرما رہے تھے، کہ ایسا کافر جو ذمی ہو نہ مستامن، اس پر حضور محدث کبیر نے فرمایا ’’حربی کافر‘‘ جو ذمی ہو نہ مستامن وہ حربی ہے۔مفتی ال مصطفے صاحب نے عرض کیا: اس پر حربی کی تعریف صادق نہیں آرہی ہے۔اب حضور تاج الشریعہ کا تبحر علمی دیکھیں آپ فرماتے ہیں: ایسے کافر کو غیر مسلمانان زمانہ کہتے ہیں۔اس پر مفتی ال مصطفے صاحب کچھ بولنا چاہ رہے تھے پھر خاموش ہو گئے۔شاید حربی کی جگہ غیر مسلمانان زمانہ سے انکا اشکال دور ہو گیا۔

دخول کعبہ پر اعتراض اور اسکا جواب:

۱ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۰ر جون ۲۰۱۳ء بروز پیر ۶ بج کر ۵ منٹ پر آپ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔(تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)

میری نظر میں ۱۵ / ویں صدی ھجری کی ہندوستان میں یہ واحد شخصیت ہے جسے اللہ نے اپنے گھر کا مہمان بنایا۔ بالاسور اڑیسہ میں ہر سال بڑی دھوم دھام سے محرم کے موقع پر لوگ یاد حسین کانفرنس مناتے ہیں۔

۲۰۱۵ء میں ناچیز اسکا خصوصی خطیب تھا ساتھ ہی مفتی ال مصطفے جامعہ امجدیہ گھوسی بھی تھے شعرا میں اسد اقبال اور رئیس کوثر صاحبان تھے

حجرۂ خاص میں ناچیز اپنے استاد مفتی ال مصطفے صاحب سے علمی استفادہ کرتے ہوئے عرض کیا:

حضور یہ بتائیں کہ ابھی کوئی مجتہد ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ہے۔

ناچیز نے کہا: پھر سیمینار میں جو نئے مسائل پاس ہو رہے ہیں وہ کیا ہے؟

مفتی صاحب نے فرمایا: یہ مجموعی طور پر اجتہادی فیصلے ہیں۔یعنی مفتیوں کا مجموعہ مجتہد ہے۔

اسی درمیان ایک صاحب تشریف لائے اور کہا: کچھ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا غسل کعبہ کیلئے جانا یہ بدعقیدہ کی دعوت قبول کرنا ہے۔لہذا اسکا جواب آپ پروگرام میں دیں۔

مفتی صاحب نے پروگرام میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہ حکومتی معاملات ہے نہ کہ بدعقیدہ سے موالات ،اور ایسے موقع پر محض اکتساب فیض اور بیت اللہ سے برکت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔بے جا اکابرین کی برائی کرنا یہ غیر مناسب ہے۔

حضور تاج الشریعہ ولی ہیں (دو عالموں کا علمی مباحثہ):

ناچیز اڑیسہ کے ایک عرس میں بحیثیت خطیب شامل ہوا، وہاں کے ایک مشہور اور مناظر سنی عالم دین نے میرے سامنے ایک مضمون پیش کیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ اس پر آپ تائدی دستخط کریں یا پھر تبصرہ کریں۔

مضمون میں یہ دعوی تھا کہ علامہ اختر رضا ولی نہیں ہیں،اور دلیل یہ تھی ﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (انفال:۳۴) ترجمہ: **اسکے اولیا تو پرہیز گار ہی ہیں** (کنز الایمان) اور چونکہ علامہ اختر رضا ازہری پرہیز گار نہیں ہیں کیونکہ وہ امیروں کے یہاں جاتے ہیں غریبوں کے یہاں نہیں جاتے لھذا وہ ولی نہیں ہو سکتے۔ناچیز نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

تب مناظر صاحب نے فرمایا: پھر تبصرہ کریں ہم کھلے ذہن کے ہیں حق بات قبول کرتے ہیں۔

ناچیز نے کہا: حضور آپ علما، عملا، عمرا اور نسبا افضل واعلی ہیں میں کچھ نہ بولوں تو بہتر ہے، مگر مناظر صاحب نہ مانیں پھر اصرار کیا کہ آپ یا تو دستخط کریں یا تبصرہ کریں، اب ناچیز نے بولا: حضور آپ کا دعوی ہے کہ تاج الشریعہ ولی نہیں ہیں اور دلیل ہے ﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾، جبکہ قرآن شریف سورہ بقرہ آیت نمبر ۲ / میں ہے ﴿ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ **ترجمہ: یہ قرآن ہدایت ہے متقیوں کیلئے** (کنز الایمان)، خزائن العرفان میں اس آیت کے ضمن میں متقیوں کی سات قسمیں کی ہیں

① کفر سے بچنے ولا۔ ② بد مذہبی سے بچنے والا۔ ③ گناہ کبیرہ سے بچنے والا۔ ④ گناہ صغیرہ سے بچنے والا۔ ⑤ شبہات سے بچنے والا۔ ⑥ شہوات سے بچنے والا۔ ⑦ غیر کی طرف التفات سے بچنے والا۔(خزائن العرفان ص۔۴)

تو حضور یہ بتائیں کہ ﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ میں جو متقی ہے اس سے آپ نے کونسی قسم مراد لی ہے، اگر ساتویں تو ہم چھٹویں کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں، اور اگر آپ نے چھٹویں قسم

مراد لی ہے تو ہم پانچویں کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں۔

اور حضور تاج الشریعہ کو کافر تو آپ بھی نہیں مانتے لہذا وہ متقی کی پہلی قسم میں داخل اور یہ دلیل آپ ہی نے پیش کی ہے ﴿إِنْ أَوْلِيَآؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ تو آپ ہی کی پیش کردہ آیت سے ثابت ہوا کہ حضور تاج الشریعہ ولی ہیں۔ چونکہ وہ سنی عالم تھے اور ناچیز کی بات بھی مدلل تھی اس لیئے وہ مان گئے بقولہ تعالی ﴿إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ﴾ (انعام:۳۶) مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا تقوی:

۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کو بعد نماز مغرب عرس تحسینی سے ایک دن پہلے ناچیز اپنے شیخ حضور محدث کبیر کی معیت میں کاشانۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پھاٹک محلہ سوداگران بریلی شریف میں حاضر ہوا۔ میں اپنے سر کی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ حضور محدث کبیر نہایت ہی عاجزی کے ساتھ پیر و مرشد حضور تاج الشریعہ کی دست بوسی کی، ساتھ ہی شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی بھی دست بوسی کی، اس وقت ناچیز نے اپنے شیخ سے یہ سیکھا کہ پیر گھرانے کا بچہ بچہ بھی قابل تعظیم ہوتا ہے، جبکہ اس سے چند سال قبل جامعۃ الرضا میں میں نے یہ دیکھا کہ علامہ صاحب حضور تاج الشریعہ کی تعظیم میں کھڑے ہیں اور حضور تاج الشریعہ علامہ صاحب کی تعظیم میں کھڑے ہیں، اس سے بارگاہ تاج الشریعہ میں علامہ صاحب کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے، بہر حال نمکین اور چائے سے علامہ صاحب کے صدقے میں ہماری بھی ضیافت ہوئی، ساتھ میں مولینا ابو یوسف ازہری بھی تھے، بعدہ میرے شیخ نے علامہ عسجد میاں سے ناچیز کا تعارف کرایا اور خلافت کی درخواست کی، وہ ایک ایسا لمحہ تحول تھا جہاں سے انسان کی زندگی کروٹیں لیتی ہے، مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں فنا اور بقا کے درمیان کھڑا ہوں، میری تقدیر لباس جسم میں باہر آنے ولی ہے ،علامہ عسجد میاں درخواست کو حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور حضور تاج الشریعہ ناچیز کے سر کو خلافت و اجازت کے تاج زریں سے مزین کر دیتے ہیں، وہ شب میری زندگی کی شب معراج تھی، پھر اسکے بعد ناچیز نے یہ نہیں سنا کہ حضور تاج الشریعہ نے کسی کو خلافت دی ہے اس حیثیت سے ناچیز حضور تاج الشریعہ کا آخری خلیفہ ہے فالحمد للہ علی ذلك۔

خلافت کی رات عشا کی نماز ہم لوگوں نے حضور تاج الشریعہ کے کاشانہ پر ہی ادا کی، آپ نے بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی جب علامہ عسجد میاں جماعت سے نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائیں تو ہم نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے علامہ عسجد میاں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، غالبا آپ نے اپنے اطمینان قلب کیلئے یہ کیا، بعد جماعت ہم لوگ سنن و نوافل میں مشغول ہو گئے، جبکہ حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی اقتدا میں نوافل بھی جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے، میں یہ سوچ رہا تھا کہ جو شریعت کا تاج ہو وہ شریعت کے خلاف کیسے کر سکتا ہے، اصل مسئلہ جان نے کیلئے بیقرار تھا، جب ازہری گیسٹ ہاؤس میں اپنے شیخ حضور محدث کبیر سے دریافت کیا تو آپنے فرمایا تداعی کے ساتھ نہیں ہے، یعنی نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ ناجائز ہے، تداعی کی مقدار تین سے زیادہ ہے اور یہاں تین سے کم تھے، ناچیز نے یہ بحث درس نظامی میں ضرور پڑھا تھا مگر عملی شکل میں دیکھا نہیں تھا، میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا: اگر تم لوگ نہیں ہوتے تو میں بھی شریک جماعت ہو جاتا۔

یہ ہے حضور تاج الشریعہ کا تقوی، اس عمر میں جبکہ انسان تلفظ پر پوری طرح قادر نہیں ہوتا ہے، تب بھی اس کی انفرادی نماز ہو جاتی ہے مگر قراۃ الامام له القراۃ کے تحت امام کی قراۃ سے اپنی نماز کی فرض قراۃ کو ادا کرنا، فرائض و نوافل میں بھی جماعت کی پابندی کرنا یہ تقوی نہیں تو اور کیا ہے۔

وصال پر ملال۔

واقعۂ خلافت کے ٹھیک تین مہینے پندرہ دن بعد ۶؍ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰؍جولائی ۲۰۱۸ء کو بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۷/بجکر ۵۰/منٹ پر عطائے انوار ملت حافظ ابرار احمد قادری خطیب و امام گلشن محمدی مسجد کھنڈوہ کا نمدیدہ آنکھیں بھرائی آواز میں فون آیا کہ حضور تاج الشریعہ کا انتقال ہو چکا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون

میں نے فورا بریلی شریف فون لگایا تو پتہ چلا کہ ہاں ابھی ۱۵-۲۰ منٹ پہلے ہی ہوا ہے۔

اسکے بعد پورا ہندوستان جیسے ماتم کناں ہو، اعلیٰ حضرت کے بعد مفتی اعظم ہند کا کوئی جواب نہیں تھا اور مفتئ اعظم ہند کے بعد حضور تاج الشریعہ کا کوئی جواب نہیں ہے پھر بھی ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ ہمیں حضور تاج الشریعہ کا بدل عطا فرمائے آمین۔

تصنیفات تاج الشریعہ:

میزان حشر میں عالم کے قلم کی روشنائی شہید کے خون سے تولی جائے گی، بایں سبب تصنیف و تالیف میں بھی آپ حقیقی وارث اعلی حضرت ہونے کا حق ادا کرتے ہیں

۱۔مراۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ (عربی) ۲۔تحقیق ان ابا ابراھیم تارخ لا آزر (عربی) ۳۔الحق المبین (عربی،اردو) ۴۔تعلیقات الازھری علی صحیح البخاری (عربی) ۵۔الصحابۃ نجوم الاھتداء (عربی) ۶۔دفاع کنز الایمان (اردو) ۷۔ازہر الفتاوی (اردو، انگلش) ۸۔فتاوی تاج الشریعہ (اردو) ۹۔سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع (عربی) ۱۰۔صیانۃ القبور (عربی) ۱۱۔ٹی وی ویڈیو کا شرعی آپریشن (اردو) ۱۲۔ہجرت رسول (اردو) ۱۳۔شرح حدیث نیت (اردو) ۱۴۔تین طلاقوں کا شرعی حکم (اردو) ۱۵۔ٹائی کا مسئلہ (اردو) ۱۶۔کنز الایمان کا دیگر تراجم سے تقابلی جائزہ (اردو) ۱۷۔آثار قیامت (اردو) ۱۸۔جشن عید میلاد النبی (اردو) ۱۹۔چلتی ٹرین میں فرض وواجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (اردو) ۲۰۔جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت (اردو) ۲۱۔الفردۃ شرح قصیدۃ بردۃ (عربی) ۲۲۔سفینۂ بخشش (اردو) ۲۳۔نغمات اختر (عربی) ۲۴۔ترجمہ المعتقد المنتقد والمستند المعتمد (اردو) ۲۵۔تعریب (عربیانہ) ''فضیلت صدیق اکبر'' ۲۶۔تعریب ''فقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ'' ۲۷۔تعریب ''تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون'' ۲۸۔تعریب ''اھلاک الوھابیین علی توہین قبور المسلمین'' ۲۹۔تعریب ''الھاد الکاف فی حکم الضعاف'' ۳۰۔تعریب ''حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین'' ۳۱۔تعریب ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'' ۳۲۔تعریب ''عطایا القدیر فی حکم التصویر'' ۳۳۔تعریب ''شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام'' ۳۴۔تعریب ''الامن والعلی لناعتی المصطفے بدافع البلاء'' ۳۵۔تعریب ''قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار'' ۳۶۔تعریب ''ارائۃ الادب لفاضل النسب'' ۳۷۔تعریب ''النہی الاکید عن الصلوۃ عدی التقلید'' ۳۸۔ترجمہ ''الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی'' (اردو) (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)

مارہرہ وبریلی کا رشتہ:

وہ کیسا منظر تھا جب اسٹیج پر دائیں طرف دولھے والی کرسی پر نظمی میاں بیٹھے تھے اور بائیں طرف ازہری میاں جبکہ بیچ میں بغیر کرسی کے اسٹیج پر میرے شیخ حضور محدث کبیر،

یہ تقریبا ۱۹۹۹ء جام جودھپور گجرات میں اعلی حضرت کے خلیفہ حضرت محمود جان کے عرس محمودی کا واقعہ ہے، ان دنوں میں دار العلوم غوث اعظم پور بندر میں جماعت اولی کا طالب علم تھا، اپنے علم وعمر کے حساب سے یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ ان میں بڑے علامہ کون ہیں، اسلام میں اساتذہ کا کیا مقام ہوتا ہے اس کا اندازہ بھی اسی پروگرام سے ہوا، کیونکہ جو اس وقت پور بندر کے میرے اساتذہ تھے وہ اسٹیج پر ہی علامہ صاحب کا بدن دبا کر اکتساب فیض کر رہے تھے۔

بہر حال نظمی میاں علیہ الرحمہ نے ایک نعت شریف پڑھی جس کا مطلع تھا

میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے
اس گنبد کو اس گنبد سے نسبت ہے

اس کے چند اشعار حضور تاج الشریعہ کی شان میں تھے جس کا ایک مصرع یہ تھا۔

ان کو ان سے دوہری دوہری نسبت ہے

یعنی حضور تاج الشریعہ اعلی حضرت کے پوتے بھی ہیں اور نواسے بھی، اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ نظمی میاں حضور تاج الشریعہ سے کتنی محبت فرماتے تھے، نیز دیابنہ کے گروگھنٹال علماء اربعہ اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے تعلق سے اعلی حضرت کا جو تکفیری موقف تھا اسے اپنے مریدین اور عوام اہل سنت کا موقف بنانے میں ہندوستان کی معتبر خانقاہ مارہرہ شریف کا اہم کردار ہے، اس سے مارہرہ وبریلی کا رشتۂ تلازم صورت جسمیہ اور ہیولی کی طرح سمجھ میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے شر بد سے محفوظ رکھے (آمین)

مگر حال ہی میں نظمی میاں علیہ الرحمہ کے بیٹے سبطین حیدر نے اہل سنت و جماعت کو جو زحمت دی ہے اس خرق سنیت اور شق مسلک اعلی حضرت کے ذمہ دار تنہا وہ خود ہیں اور بس۔ مارہرہ شریف کل بھی اعلی حضرت کا پیر گھرانہ تھا، آج بھی ہے اور حشر میں بھی رہے گا ان شاء اللہ العظیم اس عقیدہ کے ساتھ کہ

بول اے آل رسول تو لایا ہے کیا عرض کردونگا لایا ہوں احمد رضا

یا خدا یہ امانت سلامت رہے

کرامت تاج الشریعہ۔

علامہ قمرالزماں اعظمی دام ظلہ فرماتے ہیں، آپ کے سامنے اگر کوئی مردہ پڑا ہوا ہے، ڈیڈ باڈی ہے من جانب اللہ زندہ ہوجائے تو یہ قدرت ہے، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اگر من جانب نبی زندہ ہوجائے تو یہ معجزہ ہے، اور اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اگر من جانب ولی زندہ ہوجائے تو یہ کرامت ہے۔(خطبات اعظمی)

اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان ہوتا ہے من جانب اللہ تو یہ قدرت ہے۔ من جانب نبی تو یہ معجزہ ہے اور من جانب ولی ہو تو یہ کرامت ہے، اگر کوئی شخص کسی ولی کے کہنے سے اسلام قبول کرے تو یہ بھی کرامت ہے، کوئی کسی ولی کی بات سنکر اسلام قبول کرے تو یہ بھی اس ولی کی کرامت ہے، مگر کسی ولی کو صرف دیکھ کر اسلام قبول کرنا یہ اس ولی کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

مولانا انور جوڑیہ صاحب (فیضان شاہ عالم ٹرسٹ احمد آباد) نے مجھے بتایا کہ حضور تاج الشریعہ کو احمد اباد ائیر پورٹ پر لانے کے لئے آڈی گاڑی گئی تھی، یہ دنیا کی مہنگی گاڑیوں میں سے ہے، اسکا ڈرائیور بد مذہب تھا قیام گاہ پر پہنچ کر ڈرائیور نے اپنے خاص رشتہ دار کو بلایا اور حضرت کے دست پر توبہ کر کے مع رشتہ دار اسلام میں داخل ہوا اور ساتھ ہی شرف بیعت سے مشرف بھی ہوگیا،

کسی نے ڈرائیور سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیا دیکھا حضرت میں؟ تو ڈرائیور نے جواب دیا ''جب میں ائیر پورٹ پر حضور تاج الشریعہ کو دیکھا تو وہ لوگوں کے سہارے فلائٹ سے اتر رہے تھے، سہارے سے ائیر پورٹ پر چل رہے تھے، مگر قیام گاہ پہ نماز پڑھتے دیکھا تو ایسے جیسے کوئی نوجوان نماز پڑھ رہا ہو بغیر کسی کے سہارے تنہا، میں سمجھ گیا یہ کوئی غیر معمولی شخصیت ہے'' سبحن اللہ

بعد وصال اخبار، چینلز اور تاثرات:

شہزاد بھائی کھر گپور بنگال نے بتایا کہ جو شخص کبھی ائیر پورٹ نہیں دیکھا تھا، فلائٹ پر کبھی سفر نہیں کیا تھا حضور تاج الشریعہ کے وصال پر اپنی غربت کو بالائے طاق رکھ کے پیر و مرشد کی محبت میں

بائی فلائٹ بریلی شریف پہنچتا ہے، نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد غیر محدود ہے، کسی نے کہا ایک ڈیڑھ لاکھ، تو کسی نے کہا پانچ لاکھ، اشرفیہ مبارکپور کے کچھ محتاط اساتذہ نے کہا دس لاکھ، جبکہ ''آج تک'' نیوز چینل نے بتایا کہ سوا کروڑ، بعض نے پچاس لاکھ کا قول کیا ہے، تو کسی نے تین کروڑ کی تعداد بتائی ہے، حقیقت یہ ہے کہ بیشمار لوگ تھے، سید نجیب حیدر برکاتی عرف نجیب میاں مارہروی کالپی شریف کے اسٹیج پر فرمارہے تھے کہ ایک ڈیڑھ لاکھ تو صرف حاسدین کی تعداد تھی،

بہر حال ہم یہاں اخباری رپورٹ اور ادارتی تعزیت کی فوٹوز اس کے ساتھ شائع کر رہے ہیں تا کہ حضور تاج الشریعہ کی قدر و منزلت لوگوں کی نظر میں کیا تھی اس کا اندازہ ہوسکے، اور اسی سے بارگاہ الہی میں آپ کی مقبولیت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

قرآن شریف میں ہے: ﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجْعَلُ لَھُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ﴾ (مریم:۹۶) **ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمن محبت کردیگا** (کنزالایمان)۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ نعیم الدین مرادابادی لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین و اولیاء کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔ (خزائن العرفان۔ص:۵۰۰)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ''حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو ندا کر کے فرماتا ہے کہ بے شک اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے سوتم اس سے محبت رکھو، پس جبریل اس سے محبت کرتے ہیں، پھر جبریل آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے سوتم اس سے محبت رکھو، تو اس بندہ سے آسمان والے محبت رکھتے ہیں۔ پھر زمین والوں کے لئے اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری، صحیح مسلم، ترمذی، مئوطا امام مالک، طیالسی، مصنف عبدالرزاق، مسند احمد، صحیح ابن حبان، حلیۃ الاولیاء، الاسماء والصفات، المسند الجامع)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے صالحین اور ملائکہ مقربین کے دلوں میں مومن کی الفت، ملاحت اور محبت پیدا کردی ہے۔(نوادرالاصول)

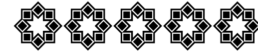
انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیاء کرام کی محبت اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے، حضرت علی ہجویری،

حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ معین الدین اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ ان سب اور دیگر (اعلیٰ حضرت، مفتئ اعظم ہند اور تاج الشریعہ) اولیاء کرام کی محبت اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے، اور ہم ان کی ولایت کو لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت سے پہچانتے ہیں، اور ان کی ولایت کو مسلمانوں کی شہادت سے پہچانتے ہیں''

(تبیان القرآن، جلد ۷ ص: ۳۱۸، ۳۱۹۔ مکتبہ رضویہ، تقسیم کار ادبی دنیا دہلی)

ان چند یادوں کو کتابت سے مقید کر کے اپنے آقا مرشد برحق حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے،

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے مجھے اسی پر حشر فرمائے (آمین)۔



مولانا غلام مصطفی رضوی
نوری مشن مالیگاؤں

حضور تاج الشریعہ: نادرِ زمن ہستی

اللہ اللہ! کردار ایسا روشن و تابناک کہ طبیعتیں کھل اُٹھتی ہیں۔ پر نور چہرے پر جمالیات کا پہرہ ہوتا ہے۔ نگاہیں ایسی کہ جن پر پڑ جائے دل کی دنیا بدل جائے۔ شباہت ایسی کہ مفتی اعظم کا پیکر دل پذیر یاد آ جائے۔ ہم نے مفتی اعظم کو نہیں دیکھا لیکن ان کے جانشین کو دیکھا ہے؛ جن کی ذات مظہر مفتی اعظم ہے؛ اور جن کی یاد آتی ہے تو دل کی کلیاں کھل اُٹھتی ہیں۔ اللہ اللہ! حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری کی ذات اس قدر محبوب کیوں بن گئی ہے۔ ہاں! سبب ہے کچھ اس کا۔ وہ ہے شریعت پر استقامت اور اسوۂ مصطفی جان رحمت ﷺ پر عمل اور ظاہر و باطن، کردار و عمل کی یک رنگی۔ جس نے ان کی ذات کو چہار دانگ عالم میں مقبول بنا دیا ہے اور ان کا ذکر ہر بزم میں محبت و عشق کی ایک جوت جگا دیتا ہے وہ سراپا عشق ہیں کیوں کہ ان کے عشق کا محور ذات سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس عشق کی ملاحت نے انھیں دنیا کی طلب سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سچ ہے محبت رحمت عالم ﷺ میں بڑی کشش ہے اور عظیم کامیابی ؎

عجب چیز ہے لذت آشنائی — دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

حضور تاج الشریعہ کی ذات مرجع العلماء ہے۔ ان کا سراپا دل آویز ہے۔ ان کا کردار بڑا تابندہ و مثالی ہے۔ وہ جس جگہ جاتے تھے؛ عقیدے کی سلامتی کا پیغام دیتے تھے۔ دل کے رشتے بارگاہ سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جوڑ دیتے تھے۔ اور پھر نگاہوں کا قبلہ بدل جاتا تھا افکار دَمک اُٹھتے تھے۔ عشق ہی عشق نظر آتا ہے۔ آپ کے دیدار کی برکت سے ایمان وایقان ایسا پختہ ہو جاتا کہ زباں پر آپ کا یہ شعر دل کی کیفیت کا پتہ دیتا ہے ؎

پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کر دیں — نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں

راقم نے علما کے جلوے دیکھے، لیکن حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری جیسا متقی نہ دیکھا۔

راقم نے مفتیان کرام دیکھے لیکن آپ کے جیسا محتاط نہ پایا۔ محب دیکھے لیکن عشق و عرفان کی جس بلندی پر آپ فائز ہیں؛ وہ منفرد ہے۔ آپ مقبول ہیں مگر یہ مقبولیت وہ نہیں جو مول لی جائے بلکہ یہ تو عطائے ایزدی ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ مقبول بنا دے، اس کی عظمت کو کون کم کر سکتا ہے۔ جس پر رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت خاص ہو؛ اسے جہاں کی باطل قوتیں کیسے اسیرِ گردش دوراں کر سکتی ہیں۔ ان کے نقوشِ دل آویز کو دلوں کی بزم تاباں سے کیسے مٹایا جا سکتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ جہاں جاتے دین پر استقامت کا درس دیتے۔ ہاں ایمان ہی تو بڑی چیز ہے اگر یہ نہ رہا تو زندہ رہ کر بھی انسان مردہ اور ناکارہ ہے۔ ایمان سے ہی حسن آدمیت ہے...... وہ ایمان والا کیسے ہو سکتا ہے! جو بارگاہِ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بے ادبی و توہین کی جسارت کرتا ہو۔ اسی وجہ سے آپ جہاں جاتے؛ ایسے رہزنوں سے بچنے کی تلقین فرماتے جو ایمان کی تاک میں ہیں۔ ایسے افراد سے اتحاد کی ممانعت سختی سے کرتے؛ جن کی صحبت میں عقیدے کا خسارہ ہو، نقصان کا اندیشہ ہو۔

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری کا پیغام ہے کہ اللہ و رسول کی شان عظمت میں جسے جرأت کرتا دیکھو اس سے دور ہو جاؤ اور جو عاشق رسول ہے؛ اسے گلے لگاؤ۔ آپ جب بولتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے سخن کی معراج ہو رہی ہو۔ جیسے بہاریں چھا رہی ہوں۔ جیسے مینھ برس رہا ہو۔ جیسے تشنہ سیراب ہو رہے ہوں۔ جیسے پھوہار پڑ رہی ہو۔ جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے فکر کے غبار دُھل رہے ہوں۔ جیسے غنچے کھل رہے ہوں۔ جیسے ایمان کی فصل سبز و شاداب ہو رہی ہو۔ جیسے اداسی چھٹ رہی ہو۔ جیسے خوشبو پھیل رہی ہو۔ اور عقیدہ پختہ ہو رہا ہو عقیدت بڑھ رہی ہو۔ ایمان کی بزم نور سجی ہو۔

حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ کلام کیف و سرور کو بڑھا دیتا ہے اور ایسے اشعار بھی درِ دل پر دستک دے کر ذہن کے تار کو متحرک کر دیتے ہیں اور محبت کا نصیبہ بیدار ہو جاتا ہے ؂

گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی — اس کی آنکھوں میں تیرا جلوۂ زیبائی ہو
درد الفت میں دے مزا ایسا — دل نہ پائے کبھی قرار سلام

اسی بے قراری اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و الفت کی قندیل فروزاں کیے حضور تاج الشریعہ ۷؍ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۲؍ جولائی ۲۰۱۸ء کو واصلِ حق ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس کی نگاہوں میں خاک حجاز کا سرمہ ہو اس کو باطل کی چیرہ دستیاں کس طرح بھلا لرزہ براندام کر سکتی ہیں۔ جسے محبوب کی محبت و عشق کا درد ہو؛ اسے حوادث و فتن کس طرح مبتلائے آلام بنا سکتے ہیں۔ جس کا دل محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں کھویا ہو اور اسی میں اسے راحت میسر ہو اس کے قلبِ روشن کو کون مضمحل کر سکتا ہے! اور جب دل کی دنیا طیبہ کی ثنا سے آباد ہو تو کوئی اسے پژمردہ نہیں کر سکتا؛ ایسے عاشق صادق کی نگاہوں میں شفق کا حسن نہیں بس سکتا اور چمن کی جلوہ آرائی اس کی نگاہوں کو اپنا اسیر نہیں بنا سکتی ہے، تو جب اس گام پر کوئی شخصیت مطلع انوار نظر آتی ہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ہے؛ جن کی فکر و بصیرت نے کتنے آزردہ دلوں اور شوریدہ فکروں کو گنبد خضرا کی بہاروں کا مشتاق بنا دیا۔ وہ سر جس میں ہوا و ہوس کا سودا سمایا تھا اس میں ایک انقلاب کا سماں پیدا کر دیا۔ یادِ شہ بطحا نے دل و دماغ کو روشن کر دیا ؂

نظر میں کیسے سمائیں گے پھول جنت کے — کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

بندہ جب اللہ کا ہو جاتا ہے تو مخلوق اس کی شان و رفعت کی قائل ہو جاتی ہے اور اس کی طرف مائل۔ ہم نے دیکھا کہ جب حضور تاج الشریعہ کسی بزم میں پہنچ جاتے تو پروانے ٹوٹ ٹوٹ پڑتے، دل فدا ہو جاتے ہیں۔ سچ ہے جو شریعت کے اصولوں کا عامل ہو جاتا ہے مخلوق اس کی تعظیم میں عجلت کرتی ہے اور لوگ پروانہ وار اس کے دید کو امڈ پڑتے ہیں اور یہ شہرت و عطا تو اس بارگاہ کی ہے جہاں دل کا حال کھلا ہوا ہے اور جہاں جود و عطا کے دھارے چلتے ہیں، امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؂

كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ — وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمِ

ترجمہ: آپ تازگی میں کلی کی مانند ہیں، اوج و رفعت میں ماہ کامل کے مثل،
جود و سخا میں سمندر کی طرح، اور عزم و حوصلہ میں زمانہ کی مانند ہیں۔

جسے بارگاہ رسالت سے عطا و نوازش کا وافر حصہ ملا ہو اس کی شان تو دوبالا ہوگی ہی؛ اس کی

رفعت و بلندی کے ترانے گنگنائے جائیں گے۔ آج جو شہرت و دوام حضور تاج الشریعہ کو حاصل ہے یہ وہ نہیں کے جسے گھٹا دیا جائے یا اس میں کوئی کمی آ جائے بلکہ یہ تو عطائے خاص ہے، اب کوئی چاہے تو اس پر مبتلائے رنج ہو اور کوئی مسرور۔

الٰہی عزوجل! جب تک چمن میں مرغ نوا سنجی کرتے رہیں حضور تاج الشریعہ کی لحد پر رحمت و انوار کی بارانِ مبارک برستی رہے۔ جب تک بلبل کی خوش خرامی گلشن میں اپنی آواز کا جادو جگاتی رہے اختر کی تابندگی روز افزوں ہوتی رہے۔ جب تک آبشاروں کا ترنم جمالیات کی بزم کو آراستہ کرتا رہے اور افق کا جمال نگاہوں کو تازگی دیتا رہے حضور تاج الشریعہ کے فیضانِ علم کی مہک پھیلتی رہے۔ جب تک ستاروں کی انجمن میں روشنی رہے اختر خوش نوا کی رعنائی ایمان کی دمک بڑھاتی رہے۔ جب تک آسمان نیلگوں پر ماہ تاب کی چمک باقی رہے اور جب تک جام محبت چھلکتے رہیں حضور تاج الشریعہ کے علم وفضل کی کرنوں سے کائنات عالم کے مسلماں سیراب وفیض یاب ہوتے رہیں۔



پروفیسر سید خرم ریاض رضوی اختر القادری
لاہور، پاکستان

حضرت تاج الشریعہ ...... مفتی اختر رضا خان الازہری

برصغیر پاک و ہند علمی روحانی لحاظ سے نہایت زرخیز خطہ ہے۔ یہاں ہر زمانے میں ایسی عہد ساز شخصیات نے جنم لیا کہ جن کا وجود اس سرزمین کی شناخت ٹھہرا اور زمانہ اُن کے علم وفضل کا معترف ہوا۔ اپنوں بیگانوں نے ان کی بزرگی و برتری کو تسلیم کیا۔ اغیار نے ان کی عظمتوں کا لوہا مانا اور ان کی لیاقت وصلاحیت کے آگے سر عقیدت جھکایا۔

ان عظیم اور ناقابل فراموش ہستیوں میں ایک تقدس مآب شخصیت کا نام تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری ہے۔ جو کہ ایک ماہر فقیہ، زیرک محدث اور اجتہادی قوت سے مالا مال مفتی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ حضرت مفتی اختر رضا خان الازہری برصغیر کے مشہور شہر بریلی میں ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عالم اسلام کے اس معروف علمی و دینی گھرانہ میں آنکھ کھولی کہ عشق رسالت مآب جس کی پہچان۔ تفقہ فی الدین جس کا طرہ امتیاز اور اسلامی تشخص وتصلب جس کا خاصہ ہے۔ یعنی مفتی اختر رضا خان الازہری کی ولادت با کرامت مسلمہ عاشق رسول امام احمد رضا کے پوتے مفسر قرآن مفتی ابراہیم رضا جیلانی کے گھر ہوئی۔ آپ نے چشم وا کی تو اتباعِ سنت کی بہاریں دیکھیں۔ بولنا سیکھا تو نامِ خدا و ذکرِ مصطفٰی ﷺ لبوں کی زینت بنا۔ قال اللہ تعالٰی وقال الرسول ﷺ کی صداؤں نے سماعت میں حلاوت گھولی۔ چلنے لگے تو تقویٰ وطہارت کی ڈگر پر قدم رکھا۔ قلم تھاما تو ﴿ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ ﴾ کا جلوہ دکھایا۔ مسند تدریس کو زینت بخشی تو ﴿ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ﴾ کا فیضان بانٹا۔ رشد وہدایت کی بزم سجائی تو ﴿ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ﴾ کی سوغات تقسیم فرمائی۔

حضرت مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ نے لڑکپن کی عمر میں ہی علوم وفنون درسیہ میں کامل

مہارت پیدا کرلی۔ عربی زبان وادب پر اتنا عبور حاصل تھا کہ بچپن سے ہی بے تکلف فصیحانہ عربی بولا کرتے۔ عربی زبان میں آپ کا ملکہ دیکھ کر آپ کے مصری استاذ بھی عش عش کر اُٹھتے۔

آپ نے ناظرہ قرآن مجید اور ابتدائی اُردو کتب کی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی، بعد ازاں یادگار رضا دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے تکمیل فرمائی۔ درس نظامی کی تکمیل کے بعد عربی اساتذہ کے اصرار اور حضرت مفتی اعظم ہند کے ارشاد پر عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ ازھر کا رُخ کیا۔ جامع ازھر میں نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ علم حدیث وعلم تفسیر کے مراحل طے کیے اور اعلیٰ امتیازی شان کے ساتھ امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی۔ علم حدیث وتفسیر میں آپ کے تفوق وتخصص کی بدولت آپ کو ''فخرِ ازھر'' کا ایوارڈ پیش کیا گیا۔

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا علیہ الرحمہ نے ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے علوم قرآن وحدیث کی تدریس کا آغاز فرمایا۔ آپ سالہا سال طالبان حق کو ظاہری و باطنی فیض سے مالا مال کرتے رہے ''تخصص فی الفقہ''؛ ''افتا نویسی'' اور ''بخاری شریف'' کی محققانہ تدریس آپکے وہ علمی احسانات ہیں جو تا قیامِ قیامت یادر کھے جائیں گے۔

آپ کے خوانِ علم سے ہزاروں ہزار مفتی ومدرس، محقق ومصنف، واعظ وخطیب، سخنور وادیب، شیخ و قاضی، حافظ وقاری، عابد وزاہد، سالک وواصل فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کا بارانِ علم برستا رہا، علمی چشمے پھوٹتے رہے۔ نسیمِ فیض چلتی رہی۔ معرفت کے پھول کھلتے رہے۔ آپ کے شیریں تکلم نے لاکھوں دلوں کی تلخیاں مٹائیں۔ آپ کے نوری تبسم سے آجڑی کھیتیاں لہلہائیں۔ آپ کی تقویٰ مآب شخصیت نے معصیت کے بیماروں کو شفا بخشی اور آپ کی تقدیس چھلکاتی نگاہوں سے مریضانِ محبت نے جلا پائی۔ آپ کو صورتاً حسن مصطفی ﷺ کی رعنائی ورثے میں ملی اور آپ کی سیرت میں نبوی کردار کی زیبائی خوب چمکتی رہی۔ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم و رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رحمتہ واسعۃ۔

بزم تدریس ہو یا مسند افتاء پر رونق افروزی۔ کرسی قضاۃ پر جلوہ نمائی ہو یا منصب ارشاد کی تکمیل حضرت مفتی اختر رضا علیہ الرحمہ ہر جگہ مثلِ آفتاب ضیا بار رہے۔ عالموں، فاضلوں کی جھرمٹ میں دیکھ کر کسی نے آپ کو چودھویں کا چاند کہا تو تقویٰ شعاروں، شب زندہ داروں کی مجلس میں دیکھ کر

گُل سرسبد کہنے لگا۔ وعظ وخطاب کرتے ہوئے آپکی شوکتِ کلام دیکھ کر کسی نے جھومتے ہوئے بہتا دریا کہا تو دوران تدریس آپ کی نکتہ آفرینی وحسن بیانی دیکھ کر برستی بارش اور بہتے آبشار سے تشبیہ دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

جو بھی کہا کسی نے وہ اس سے بلند ہیں　　احمد رضا کا چاند ہیں وہ ارجمند ہیں

بالیقین حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازھری اکابر علمائے دین۔ اولیائے کاملین اور سلف صالحین کی زندہ و پائندہ مثال تھے۔ آپ کی زندگی اعلائے کلمۃ الحق سے عبارت ہے۔ حق کی تائید ونصرت اور باطل کا رد آپ کے خمیر میں شامل تھا۔ آپ قلم ولسان کی حُرمتوں کے پاسبان رہے۔ علمی دیانت آپ کا شیوہ اور سنت نبوی علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کی سختی سے پابندی آپ کا شعار تھا۔ آپ نے اپنوں بیگانوں کا مزاج دیکھ کر کبھی فتویٰ نہیں دیا بلکہ شریعت مصطفی ﷺ کا وقار ہی آپ کے پیش نظر رہا۔ آپ کے فتاویٰ میں جہاں حنفی استدلال اور قوت اجتھاد کی شان و شوکت علی وجہ الکمال نظر آتی ہے وہیں امام احمد رضا کا تصلّب اور حق کو بے غبار وآشکار کرنے کی بھرپور صلاحیت ولیاقت بھی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے عربی، اردو اور انگلش زبانوں میں ہزاروں فتاویٰ آپ کی ان خوبیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر اختر رضا خان الازھری علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ۔ آپ کی تحریر وتقریر۔ صورت وسیرت اور آپ کی خلوت وجلوت دیکھ کر صداقت آشنا زبانیں یہی کہیں گی کہ مفتی اختر رضا خان الازھری حسینی کردار کے علمبردار تھے۔ مفتی اختر رضا حُسنیت کے آئینہ دار تھے۔ مفتی اختر رضا الازھری وقت کے یزیدوں کے سامنے حُسینی للکار تھے۔ مفتی اختر رضا خان الازھری اس دور آزمائش میں حُسینی جانثاروں کے سالار تھے۔ مفتی اختر رضا زمانے کے ہر طاغوت کے سر پر حُسینی تلوار تھے۔

پاسبانِ حق و حرمت آپ ہیں　　تاجدارِ اہلسنت آپ ہیں

عشق رسول پاک صاحب لولاک ﷺ تو حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازھری علیہ الرحمہ کے رگ وپے میں سما ہوا تھا۔ آپ کا تو خمیر ہی محبت رسول ﷺ سے اُٹھایا گیا تھا۔ آپ نے جس آنگن میں پرورش پائی وہاں کے پرندوں کے چہچہوں میں نعتیں گونجا کرتیں۔ اس صحن کے

پنچھی جب منقار کھولتے تو "مولای صلی و سلم دائما ابدا" کارس گھولتے۔اُس منڈیر پر بیٹھنے والے عنادل جب گنگناتے تو سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی کی ہی دھن سناتے۔وہاں کی فضائیں "مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی صداؤں سے معمورومسرور رتھیں۔

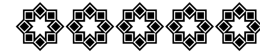
حضرت تاج الشریعہ نے اس عشق افروزاور محبت نبی کے سوز سے سرشار ماحول میں جب مدحتِ رسول ﷺ کا آبائی فریضہ انجام دیا تو عالم یہ تھا۔

؎ گونج گونج اٹھے ہیں نغمات رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وامنقار ہے

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضاخان الازہری عیلہ الرحمہ کا نعتیہ دیوان "سفینۂ بخشش" عشق نبی ﷺ کا مہکتا بوستان ہے۔اک اک مصرعہ محبت رسول ﷺ میں وجد کرتی ڈالی اور ہر ہر لفظ یادِ مصطفی ﷺ کی مہک لُٹاتا پھول معلوم ہوتا ہے۔قبلہ ازہری میاں کا دیوان "سفینۂ بخشش" اسم بامسمّٰی ہے' یقینا اس دیوان کا قاری الفتِ محبوب باری کی لذتوں سے سرشار ہوکر گویا بخشش و معرفت کی کشتی میں جابیٹھتا ہے اوراس طرح بحرِ معرفت میں تیرتا ہوا ساحلِ مدینہ پر جااُترتا ہے۔

کشتی زندگی مری اب تو کنارے آ لگی
کہتی ہے تم سے زندگی اب تو مئے دوامدو

اللہ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے تصدق جمیع اہل اسلام وایمان کو حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضاخان الازہری علیہ الرحمہ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے(آمین)



مولانا کلیم رضا نوری چشتی، کرناٹک

تاج الشریعہ کی کتب اسلاف پر عمیق نگاہ

اجتہادی شان کے مالک رہے
وقت کے نعمان تھے اختر رضا

حضور تاج الشریعہ محقق بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جنہوں نے اپنی حیات دنیوی کے ۷۵ برس میں علوم وفنون، فکر وعمل کے جو جوت جگائے وہ آپ ہی کا حصہ ہے جب آپ کا اشہب قلم میدان تحقیقات وتدقیقات میں سرپٹ دوڑنے لگا تو دلائل وبراہین کی ایک دنیا آباد ہوگئی، توضیحات وتشریحات کا گلشن مسکرانے لگا، زبان وادب کی زلفیں سنور گئیں، جرح وتعدیل کا بانکپن جاگ اٹھا، نقد ونظر کے گلستان میں ہریالیاں آگئیں، فقہی جزئیات وکلیات کا بحر بیکراں موجیں مارنے لگا، محدثانہ عظمت ورفعت اور جاہ وجلال کی قندیلیں روشن ہوگئیں، مفسرانہ جاہ وحشمت اور شان وشوکت کا آفتاب طلوع پذیر ہوگیا، شاعرانہ حسن وجمال کے جلوے بکھرنے لگے، حکمت ودانائی کی چاندنی تبسم ریز ہوگئی، فلسفیانہ ومنطقیانہ اسرار ورموز کے دیپک جل اٹھے، تحریکات وتعمیرات کا چمن مرغ زار بن گیا، بیعت وارادت کے گل بوٹے لہلہانے لگے، عشق وعرفان کا جام چھلکنے لگا، کیف ومستی اور شعور وآگہی کی وادیاں شاداب ہوگئیں، ولایت وکرامت کے آبشار پھوٹنے لگے، تصنیفات وتالیفات کے باغات میں بہار آگئی، دعوت وتبلیغ، رشد وہدایت کے ستارے جگمگانے لگے، فکر وتدبر کی انجمن سجنے لگی، فہم وادراک، عقل ودانشمندی کے آفتاب ومہتاب خط استوا پر جلوہ بار ہونے لگے، بصارت وبصیرت کے چشمے میں ابال آگیا، علوم اسلامیہ کی زلف برہم میں جو پیچید گیاں در آئیں تھیں اس کی گتھیاں سلجھنے لگیں جن کو دیکھ کر اصحاب علم ودانش، ارباب فکر ونظر، اہل درک وبصیرت یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ بسیار خوباں دیدہ ام لکن تو چیزے دیگری، حاضرین میں بدر الطریقت، نجم المعرفت، رفیع الدرجت، سرچشمۂ علم وحکمت، آشنائے رمز حقیقت، محافظ دین وشریعت، قاطع کفر وبدعت، دافع

جہل وضلالت، پاسبان ناموس رسالت، مینارۂ رشد وہدایت، رہنمائے قوم وملت، مصلح خیر امت سیدنا تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان ازہری میاں محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جیسا نکتہ داں فقیہ باریک بیں قاضئ القضاۃ، ماہر محدث، راسخ مفسر، خلیق مدرس، شفیق شیخ، عمدہ معمار، حاذق مصلح، بالغ نظر، مدبر ومفکر، نبض شناس مبلغ، قادر الکلام شاعر، حاضر جواب مناظر، نکتہ رس متکلم، کہنہ مشق قلمکار، خوش طبع مقرر وواعظ، شیریں مقال داعی، طلیق الوجہ مقتدیٰ وپیشوا، واضح الادب والقوی مصنف ومؤلف، ذکی النفس صوفی، لاجواب مؤرخ، بے مثال منطقی وفلسفی نادر المثال محقق ومدقق جامع العلوم والفنون جیسا پورے عالم اسلام میں دور دور تک نظر نہیں آتا ہے۔

علم وفن شعر وسخن کے تاجور نازش عرفان تھے اختر رضا

شش جہات خدمات پر محیط ذات کے اس ایک پہلو کا مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری تھی جس سے ان کی علوم رتبت شخصیت کا آفتاب اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے نظر آئے گا۔

ٹائی کے مسئلہ کی تحقیق انیق فرماتے ہوئے محقق اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاوی سے چند کلمات تبرکا پیش ہیں اس کے بعد فتاوی رضویہ ج ۱۰/۱۵۰ کا اقتباس رقم فرماتے ہیں۔ (ٹائی کا مسئلہ ۱۴) اس کے بعد آسمان علم وفن کے تاجدار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ مفتئ اعظم ہند کے اس فتوی کو رقم فرماتے ہیں جس سے انہوں نے محقق علی الاطلاق محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فتوی کی تصدیق فرمائی تھی۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضور مفتئ اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ افادہ فرمایا کہ کفار کا شعار مذہبی ہمیشہ کفر ہی رہے گا۔ (ٹائی کا مسئلہ ۱۵) حضور تاج الشریعہ کی باریک بینی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ فرماتے ہیں اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ہے: کان ابن عباس یصلی فی البیعة لا البیعة فیھا تماثیل (بخاری شریف ج ۱/۶۲۱) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وحضرت مریم رضی اللہ عنہما کے مجسمے نہیں ہوتے اصلا مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار

ورغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا۔

عینی میں اس حدیث کے تحت ہے: وزاد فیه (فان کان فیھا تماثیل خرج فصلی فی المطر۔ (عینی ج ۴/۱۹۲) یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی۔ اس کے برعکس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے۔ دونوں میں بظاہر تضاد ہے اس کو دور فرمادیا کہ داخل ہونا عذر شرعی کے باعث ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار بارضا ورغبت ہے اس کو بھی دور فرمادیا۔ (عینی ج ۴، ص ۱۹۲) کیونکہ اضطرار میں جانا مومن کی شان ہے اور خوشی سے جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت باجماع المسلمین کفر ہے (ٹائی کا مسئلہ ۲۱) نیر العلوم والفنون حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری ہے کہ معترض جس حدیث کے تحت اعتراض کر سکتا تھا اس کو لاکر مزید علامہ عینی علیہ الرحمہ کی تصنیف عینی سے دو جزئیہ پیش فرماکر اعتراض کے دروازے کو بند فرمادیا اور مسئلہ کی تنقیح فرماکر واضح کردیا کہ کفری شعار ہر حاجت میں کفری شعار ہی رہے گا اگرچہ وہ عام تام ہوجائے اور اس کے کفری شعار ہونے کی نشانیاں مفقود ہوجائیں پھر بھی اس کا حکم کفر برقرار رہے گا۔ اس سے حدیث دانی اور جزئیات پر گرفت کا جہاں اندازہ ہوتا وہیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلاف کرام کی کتب پر آپ کی تعمق نظر اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے ہے۔ اس پر کئی گوشوں سے بحث فرماتے ہیں کبھی مسند امام احمد بن حنبل سے حوالہ نقل فرماتے ہیں تو کبھی شامی وبحر الرائق کے جزئیات سے استدلال فرماتے ہیں (ٹائی کا مسئلہ ۲۳)

اس طرح اسلاف کرام کی بے شمار کتب کا تذکرہ آپ کی تصنیفات میں ملتا ہے اور اس کے حوالجات کی نیر باریاں نظر آتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے یا آزر؟ اپنی تصنیف تحقیق ان ابا سیدنا ابراھیم علیه السلام تارح لا آزر میں کثرت سے اسلاف کرام کی کتب کا ذکر جمیل فرماتے ہیں اور قرآن واحادیث اور اسلاف کرام کی کتب کی عبارت سے

استدلال کرتے ہوئے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں کہ والد کا نام تارح ہے آزر نہیں اور یہی جمہور کا فیصلہ ہے لسان العرب، آیت قرآنیہ، اہل نسب کا متفقہ کا فیصلہ، حضرت مجاہد کا قول، ابواسحاق جوالیقی، زجاج وغیرہ کے اقوال پیش فرماتے ہوئے اقول کے ذریعے محقق فرماتے ہیں: بل قد سبقه جماعة من الصحابة والتابعين سردهم الامام جلال الدين سيوطى عليه الرحمه فی رسالة الحافلة، مسالك الحنفاء، فها هو ذا قائلا ما نصه (وهذا القول اعنى ان آزر ليس ابا ابراهيم ورد عن جماعة من السلف (تارح لا آزر ۶۹) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابۂ کرام اور تابعین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے اور اسلاف کرام کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے جس کا ذکر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسالک الحنفاء میں کیا ہے اس کے بعد احادیث پیش فرمایا ہے اور کثرت سے اسلاف کرام کی کتب احادیث وتفاسیر اور فقہ سے عبارت نقل فرمایا ہے جس کو پڑھ کر ان کی تعمق نظر پر تعجب ہوتا ہے، محقق زمن قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیف آثار قیامت کا مطالعہ کیا تو وہاں بھی کتب اسلاف پر ژرف نگاہی کا وہی عنفوان شباب پایا اور ان کے تعمق نظری پر عش عش کر اٹھا بطور تمثیل کتابوں کا نام نظر قارئین ہے: کنز العمال، الملفوظ، بخاری شریف، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، تفسیر خازن، ابو داؤد وترمذی، اللآلی المصنوعہ، فیض القدیر، کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم، آیات قرآنیہ، مسند احمد بن حنبل، اتقان فی علوم القرآن، شرح المھذب، حاکم مستدرک، الترغیب والترھیب، حقوق والدین، درمختار، ردالمحتار، مجمع بحار الانوار، تفسیر کبیر، تبین الحقائق، فتاوی رضویہ، عنایہ، جوہر نیرہ، اشعۃ اللمعات، مشکواۃ، جامع الصغیر، احکام القرآن ۔(آثار قیامت) ان کتابوں کی عبارتوں سے اپنی تصنیف آثار قیامت کے صفحات کو لالہ زار بنایا ہے جس سے آپ کی ژرف نگاہی وتعمق نظری کے ماہ ونجوم کتب اسلاف پر تبسم ریز نظر آتے ہیں آپ کی علمی وقعت، فنی گہرائی، استدلالی عبقریت، تحقیقی مہارت اور دعوے کی اثباتی پہلو کی رفعت وعظمت کا اندازہ بھی ہوجاتا ہے، ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ خود کتب بینی سے دور ہوگئے اس کے باوجود درس دیتے رہے اور سارے جہاں کو مسائل بتاتے رہے علماؤ فقہاء، محدثین ومفسرین، ارباب دانش

وبینش، دانشگاہ عصریات کے مدبرین ومفکرین، ماہرین قانون داں رجوع کرتے رہے علوم وفنون کے ماہ تاباں، فکروفن کے آفتاب درخشاں نے دلائل وبراہین کا دریا بہایا در بے بہایا۔

دین وملت کے محقق ہادی وقطب زماں   تا ابد تجھ پر رہے گا رحمت حق کا نزول

نجم المحدثین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف "الصحابة نجوم الاهتدى' میں ۷۷ کتابوں کا ذکر فرمایا ہے، اور حدیث اصحابي كالنجوم بايهم اقتديهم اهتديتم پر کامل گفتگو فرمایا ہے ان لوگوں کا رد کیا جنہوں نے اس کو موضوع قرار دیا ہے البتہ ضعف کا تذکرہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ ضعیف حدیث متعدد طرق سے بیان ہو تو وہ درجۂ حسن کو پہنچ جاتا ہے، اقول سے بیان کرتے ہیں کہ: تقرر في الاصول ان الضعيف يتقوى بكثرة الطرق فير تقى الى درجة الحسن (الصحابة نجوم الاهتدى) اس کتاب کا جو بھی مطالعہ کرے گا آپ کی حدیث دانی فن جرح وتعدیل، بلکہ علوم حدیث کا بحر بیکراں ماننے اور نجم المحدثین کہنے پر مجبور ہوجائے گا وہیں کتب اسلاف پر ژرف نگاہی وتعمق نظری کا معترف ہوگا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے آزر نہیں تقریباً ۴۲ کتابوں سے اس کو ثابت کیا ہے۔

علم وفن کا بحر نا پیدا کنار   مظہر سلمان تھے اختر رضا

تاج الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف عطایا القدیر فی حکم التصویر، فقہ شہنشاہ، شمول الاسلام، الامن والعلی، قوارع القھار اور الھادی الکاف کی تعریب وتحقیق کی اس میں بھی کئی کتابوں کا ذکر فرمایا، نیر العین، حاجز البحرین، سبحان السبوح، النھی الاکید کی بھی تعریب وتحقیق اور تعلیق کا کام انجام دیا ۔سلطان المحدثین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء میں مدینۃ المنورہ وارد ہوئے تو وہاں کسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص پیر کے روز ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث کا منکر ہے اور اس کو کذب پر محمول کرتا ہے تو وہیں آپ نے نهاية الزين في التخفيف عن ابى لهب يوم الاثنين رقم کیا جس میں ۱۲ دلائل اور ۱۷ کتابوں سے اس کی صحت کا اثبات فرمایا آپ فرماتے ہیں: ان الحديث اصل وقد تلقى بالقبول وان ما ثبت بالآيات

والاجماع۔ (نہایۃ الزین) بدر المحققین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے دفاع کنز الایمان رقم فرمایا اور کنزالایمان پر وہابیہ کی جانب سے کئے گئے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا اس میں بھی بے شمار حوالے اسلاف کی کتابوں سے نقل فرمایا بطور استشہاد عقائد باطلہ کے حاملین کی کتابوں کے حوالوں کا التزام فرمایا۔ البحر الھمام، فخر الملۃ والدین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف فضیلت شیخین میں احادیث کی کتابوں سے تقریباً تیس کتب کا حوالہ نقل فرماتے ہیں اور کثرت دلائل وبراہین کے ذریعے ثابت فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کے بعد روئے زمین پر سب سے افضل شیخین کریمین ہیں۔ مؤید ملت طاہرہ، صاحب حجت قاہرہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقالہ افتراق امت والی حدیث میں جو بہتر کے جہنمی ہونے کا ذکر ہے آپ خلود فی النار کا تعین اور دخول فی النار کی نفی فرماتے ہیں اور وہاں بھی اسلاف کرام کی کتابوں سے حوالے نقل فرما کر ان لوگوں کا سخت رد فرماتے ہیں جو بہتر کے دخول فی النار کا قول کرتے ہیں وہاں جو فنی بحث آپ نے فرمایا ہے وہ قابل دید ہے۔ کاسر الفتنۃ وناصر السنۃ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے تعلیقات الازہری علی الصحیح البخاری تالیف کی اپنی تعلیق میں بھی آپ نے اسلام کی کتب سے جابجا عبارتیں پیش کی ہیں۔ فرید الدہر، وحید العصر حضور تاج الشریعہ اپنی تصنیف شرح حدیث الاخلاص یعنی انما الاعمال بالنیات پہ جامع کلام فرمایا ہے اور کثرت سے اکابرین کی کتب کی عبارتیں پیش کی ہیں، اس حدیث کو کن کن محدثین نے اپنی کن کن کتابوں میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ اسلاف کرام کے کتابوں کا ذکر اور ان کے حوالے موجود ہیں، شمس العرفان، قطب الزمان حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب طلاق ثلثہ میں بھی حدیث کی کتاب محدثین کی کتابوں کی عبارتیں اور فقہی جزئیات سے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں اس مقام پر بھی اکابرین کی کتابوں کی عبارتیں منقول ہیں۔ سنو اور چپ رہو نامی کتاب میں فقیہ الاسلام تاج الدین والشریعت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے کئی سوالوں کے جوابات دیئے ہیں تلاوت کے وقت چپ رہنے اور سننے کا حکم صادر فرمایا ہے وہاں بھی اکابرین کی کتابوں سے بکثرت حوالے منقول ہیں، حقیقۃ البریلویۃ میں تقریباً ۵۰ کتب سے حوالے منقول ہیں اس کے ذریعہ اعتراضات والزامات وہابیہ احسان الٰہی ظہیر کا دندان شکن جواب دیا ہے اور دلائل

وبراہین سے اپنے دعوے کا اثبات فرمایا ہے اور اکابرین علماء کی کتب سے تعلیقات، انگلش، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں تقریباً ۵۲ یا ۶۲ ہیں، جس میں دلائل وبراہین کا کامل التزام ہے اسلاف کی کتب سے کثرت کے ساتھ حوالے منقول ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی نگاہ کتب اسلاف پر بڑی گہری تھی، ژرف نگاہی وتعمق نظری کا کوئی جواب نہیں ان امور کے مشاہدہ کے بعد زمانے نے امام المسلمین، سلطان المحققین، سید المفکرین، شیخ المتکلمین، جامع الکمالات، ماہر اللسانیات، سراج التنقید والتحقیق، مصباح التنقیح والتدقیق، حبر المصنفین، مخزن المؤلفین، نصیر الدین، معین الاسلام، عماد المبلغین، قامع اساس المحدثین، حامئ سنن، ماحئ فتن، صدر الاماثل، فخر الافاضل، نور چشم اتقیا، زینت بزم اولیا، شہباز الطریقۃ، محافظ الشریعت کہا یقیناً آپ ان القابات وخطابات کے لائق تھے وہ علم وعمل کا شہنشاہ فکر وفن کا بادشاہ ۷/ ذیقعدہ ۱۴۳۹ مطابق ۲۰/جولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا جس کے غم میں عالم اسلام اشک بار ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے



ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجدؔ
قاضی شریعت ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

حضور تاج الشریعہ

صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار

خانوادہ بریلی اپنے علمی وجاہت، فقیہانہ کروفر، اور عارفانہ جلال و جمال کے سبب ہر دور میں ممتاز اور یکتائے روزگار رہا ہے، فقہ تصوف اور ادب، تینوں جہت سے اس خانوادہ کی خدمات کا کوئی بدل شاید ہی کہیں ملے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بعد حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان ، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان ، مفسر اعظم ہند مولانا شاہ ابراہیم رضا خان اور تاج الشریعہ مولانا شاہ اختر رضا خان ازہری میاں قبلہ نے جس طرح گلستان علم وفن کی آبیاری، چمنستان شعر وسخن کی شادابی اور میکدہ عرفان کی آبادکاری میں خون جگر صرف کیا ہے اسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

ہمارے عہد کے مرد یگانہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری کو پروردگار عالم نے جن خوبیوں کا حامل بنایا ہے اس کی نظیر کہیں اور نظر نہیں آتی، آپ علم وفن میں یگانہ، تصوف ومعرفت میں یکتا، خلق وکرم میں ممتاز اور پیرویِ سنت میں امام اعظم ہیں، عالم شباب سے عمر کی اس منزل تک اپنے ہر عمل میں رضائے الٰہی کی طلب نے اس مرتبہ کمال تک پہنچا دیا ہے کہ آج ہر آنکھ آپ کے دید کی طالب، ہر دلِ محبت کیش آپ کا تمنائی اور ہر صالح ذہن فرد آپ کا شیدائی ہے۔ عالمی سطح پر ابھی جو مقبولیت آپ کی ہے اس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ خلق خدا کے دل میں آپ کی محبت ڈال دی گئی ہے اور یہ یقیناً اللہ کے ولی کی پہچان ہے۔

تاج الشریعہ کی حیات وخدمات کی متنوع جہتیں ہیں اور ہر جہت ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے، چند سطروں میں اسے بیان کرنا ساحل دریا کی سیر کے سوا کچھ نہیں۔ مگر عشق وعرفان کے دریا میں جسے ڈوبنے کا حوصلہ نہ ہو اس کے لئے ساحل کی سیر بھی ''توفیق ایزدی'' ہے اس تناظر میں چند ضروری گزارشات حاضر خدمت ہیں۔

آج بڑے لخلخہ سے تکفیری مہم، تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت'' کے الفاظ رسائل وجرائد اور سوشل میڈیا پہ اچھالے جارہے ہیں۔ مقصود انتشار کے آزار سے امت مسلمہ کو بچانا نہیں بلکہ اپنے اندر کے بخار اور دوسرے کی مقبولیت سے اپنی بیزاری کا اظہار ہے۔ اس طرح کی مہم ان افراد کے ذریعہ سامنے آئی ہے جسے دین میں تصلب اور مسلکی ومذہبی حدود کی پابندی ناگوار گزرتی ہے، جو شریعت کو اپنی پسند کا پابند بنانا چاہتے ہیں اور طبیعت کو شریعت پر غلبہ دینا جن کا مقصود ہے۔ یہ ہنگامہ مختلف حلقوں سے اسی طرح کیا جارہا ہے جس طرح انگریزوں نے افواہ پھیلا کر ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کردی تھی۔ انہیں اگر اپنی تاریخ معلوم ہوتی، اپنے گھر کے بزرگوں کے احوال معلوم ہوتے اور عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رچی گئی سازش کا علم ہوتا تو وہ اپنے محسن کے خلاف زبان کھولنے کے بجائے ان کا درد سمجھتے، ان کے مشن کا حصہ بنتے، اور اسلام وسنیت کو بدعقیدگی، مداہنت اور صلح کلیت سے محفوظ رکھنے میں ان کی معاونت کرتے۔ مگر جماعتی بغاوت کا جنون، خانقاہی چشمک، خاندانی تعصب اور معاصرانہ منفی رویہ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے، یہ نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ اسے قبول کرسکتے ہیں۔ ایسے میں تاج الشریعہ کی حقیقت اور ان کے محاسبانہ روش کو سمجھنا کیسے ممکن ہے ؎

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تونے پی ہی نہیں

ہمارے بعض کرم فرماؤں نے حقائق سے آنکھیں موند کر جس طرح اکابر کی کردارکشی کو بطور مہم اپنا رکھا ہے اس کے نتائج کتنے بھیانک ہوں گے اس کا اندازہ انہیں اس وقت ہوگا جب حضور تاج الشریعہ کے سایہ کرم سے محروم ہوجائیں گے۔

انہوں نے یہ دیکھا کہ تاج الشریعہ نے کسی معروف خطیب کے خلاف شرعی محاسبہ کیا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ اس شرعی محاسبہ کے اسباب کیا ہیں؟ بعض سنی تنظیموں کے خلاف تاج الشریعہ کی برہمی دیکھی مگر ان تنظیموں کی قابل گرفت حرکتیں نہیں دیکھیں، بعض اہل خانقاہ سے ان کا اعراض دیکھا مگر

ان صاحبان جبہ ودستار کی غیر صوفیانہ روش نہیں دیکھی، ڈاکٹر طاہر القادی کے خلاف ان کا سخت احتجاج اور مجاہدانہ کردار دیکھا، مگر طاہر القادری کے پردے میں چھپے دین کے غاصب کو نہیں دیکھا۔ ان تمام سانحات کی تفصیل مختلف کتابوں میں بھری پڑی ہے انہیں دیکھے بغیر علمی وشرعی گرفت کرنے والے کے خلاف واویلا مچانا کہاں کی دانش مندی ہے،؟ چور کا ہاتھ کاٹنے والا مجرم مگر چوری کرنے والا متقی؟ سنگساری کا حکم دینے والا مجرم مگر مرتکب زنا مظلوم؟ دین کے باغیوں کی گرفت کرنے والا مجرم مگر دین سے کھلواڑ کرنے والا محبوب؟ کیا اس کا نام دینی شعور اور پختہ ایمانی ہے؟

واویلا مچانے والے اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سب کے سب مجرم ہیں اور تنہا تاج الشریعہ صحیح ہیں؟ ملک میں کسی اور نے ان کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھائی؟ ہر معاملہ میں صرف تاج الشریعہ ہی پیش پیش کیوں ہیں؟ ان کرم فرماؤں کو اب کون سمجھائے کہ جو دین کا پیشوا ہوتا ہے اہل علم اور ذمہ داران مشکل معاملات میں انہیں سے رجوع کرتے ہیں اور اس یقین سے رجوع کرتے ہیں کہ یہاں شخص اور شخصیت کی پرواکئے بغیر، شرعی حکم سنایا جاتا ہے، ان کا یہ اعتماد اتنا پختہ اور یقینی ہے کہ ان اختلافی مسائل میں بھی سب سے پہلے وہ یہی دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں تاج الشریعہ کا موقف کیا ہے، جو ان کا موقف ہوتا ہے وہی حجت اور قول فیصل قرار پاتا ہے۔ ان مذکورہ مسائل میں بھی تاج الشریعہ نے افراد وشخصیت کو دیکھنے کے بجائے تقاضائے شرع پیش نظر رکھا ہے اور دلائل کی روشنی میں حکم شرع سنایا ہے۔ اس ''آئین جواں مرداں'' اور ''حق گوئی وبے باکی'' پہ انہیں کوئی نفس پرست کوستا ہے تو وہ اپنی عاقبت خراب کرتا ہے کرے، مگر یہ یقین رکھے کہ تاج الشریعہ نے اس ''ایضاح حق اور حق گوئی وبے باکی'' سے جہاں کروڑوں افراد کے ایمان وعمل کو بچایا ہے وہیں اپنے ہمعصروں اور اپنے بعد والوں کو حق کے اظہار اور شریعت کی پاسداری کا حوصلہ بھی دیا ہے۔

تاج الشریعہ کے عہد کے فتنے:

یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہندوستان میں مغلوں کے دور سے اسلام کے خلاف فتنوں کے اٹھنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ آج تک قائم ہے، اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی نے اس کی سرکوبی کی، اس دور میں بھی دینی بے راہ

روی کے ذمہ دار اکبر کے درباری ملا ابوالفضل اور فیضی ہی تھے مگر حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات وتصانیف اور عملی جدوجہد سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ اس وقت ختم تو ہوگیا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے دور میں نئے چہرے کے ساتھ مختلف انداز میں پھر نمایاں ہوا، یہ دور تو گویا فتنوں کے سر ابھارنے کا دور تھا، وہابیت، دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت، ندویت اور دیگر فتنوں نے اس عہد میں جس طرح دین وسنت پہ حملے کئے، اس کی نظیر ماضی قریب میں نہیں ملتی، مگر پروردگار عالم جل مجدہ نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے اس عہد کے علما ومشائخ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو پیدا فرمایا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح انہوں نے اپنے کردار وعمل، تصنیفات وفتاویٰ اور مکتوبات وملفوظات کے ذریعہ ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا، انہیں فتنوں میں ''تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت'' جیسا فتنہ بھی تھا، جس سے وابستہ ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی اعتبار سے نمائندہ طبقہ بے راہ روہو رہا تھا، اس طبقہ کی ذہنیت بھی اکبر کے ''دین الٰہی'' سے مستعار تھی، اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا وتلامذہ اور احباب کے ساتھ ان فتنوں کے خلاف علمی وعملی محاذ آرائی کی اور تاریخی ثبوت کے مطابق اسے وہیں دفن کردیا۔ ان کی اس پیش قدمی سے کتنے افراد کو توبۂ صحیحہ اور رجوع الی الحق کی توفیق مرحمت ہوئی۔ ان تاریخی حقائق کو دیکھنے کے لئے تصانیف رضا کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت/ملک العلما مولانا سید ظفر الدین بہاری اور تنقیدات وتعاقبات/ پروفیسر مسعود احمد مظہری'' کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

فتنوں کے ظہور کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ اعلیٰ حضرت کے بعد ان کے شہزادگان حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان اور سرکار مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان علیہما الرحمہ کے عہد میں کئی فتنوں نے سر ابھارا جس میں ''تحریک شدھی'' بہت نمایاں فتنہ تھا اس کے ذریعہ دین سے ناآشنا مسلمانوں کو تبدیلی مذہب پہ مجبور کیا جارہا تھا۔ کہیں لالچ اور کہیں خوف کے ذریعہ ہندو بنانے کی مہم چل رہی تھی، اس نازک مرحلہ میں اعلیٰ حضرت کے ان شہزادوں کے علاوہ ان کے خلفا وتلامذہ مثلاً صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی، ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری، امام المتکلمین مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد

اشرفی، مخدوم العلما حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان پیلی بھیتی، برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری، محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی وغیرہ نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو قربانیاں دیں اسے تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کرلیا ہے، حالات پڑھ کر جہاں ان کے ایثار و قربانی پہ آنکھیں چھلک پڑتی ہیں وہیں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اگر ان فتنوں کو اس عہد میں دبایا نہیں گیا ہوتا تو ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ یہ اعلیٰ حضرت ہی کے فیض یافتگان کی قربانیاں ہیں کہ یہاں اسلام زندہ و تابندہ ہے۔

تاریخ پہ جن کی نگاہ ہے وہ خانوادہ رضا کی علمی و مذہبی خدمات کے ساتھ ان کی مجاہدانہ کارکردگی کے بھی معترف ہیں، سیف و قلم دونوں سے جہاد و احقاق حق، اس خانوادہ کا طرہ امتیاز ہے، اس خانوادہ نے ہر دور میں مسلمانوں کے مذہبی و ملی حالات پہ نگاہ رکھی ہے اور ان کے دین و ایمان کے تحفظ اور اسلام و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے کوششیں کی ہیں۔

عہد حاضر کا مذہبی ماحول بھی فتنوں سے خالی نہیں اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکبر کا ''دین الٰہی'' ٹکڑوں میں بٹ کر آج بھی زندہ ہے اور جب تک ہوا و ہوس کا بازار گرم رہے گا یہ فتنے بھی موجود رہیں گے۔

تاج الشریعہ کے دور کے فتنوں میں

(۱) سب سے بڑا فتنہ منہاجیت ہے یعنی دین الٰہی کی تجدید، فیورک کی بدلی ہوئی شکل اور عمانزم کا ترجمان اور (۲) دوسرا بڑا فتنہ صلح کلیت ہے جس کا سب سے بڑا مرکز ''خانقاہ سراواں الہ آباد'' اور سب سے بڑا آرگن ''ماہنامہ جام نور'' ہے۔ دنیا آج دونوں ''سنیت نما'' فتنوں سے اس طرح دوچار ہے کہ درمیان میں کھڑے افراد کے لئے حق کی شناخت بظاہر مشکل ہوگئی ہے۔ یہ دونوں فتنے بنام اسلام اور بنام اہل سنت ہیں، جس کی وجہ سے کل جس طرح تقلید کی بنیاد پر وہابیہ اور دیابنہ کی شناخت مشکل ہوگئی تھی، اسی طرح آج معمولات و مراسم کی بنیاد پر اہل سنت و جماعت اور منہاجیت و صلح کلیت کی شناخت مشکل ہوگئی ہے، مگر جس طرح رات کی تاریکی میں صحیح راستہ نظر نہیں آئے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ غلط راستہ بھی صحیح ہے اسی طرح مراسم و معمولات کی بنیاد پر اگر گمراہوں سے

حق کی تمیز مشکل ہو جائے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ جماعت کا ہر ٹکڑا صرط مستقیم پہ گامزن ہے۔

برسوں قبل جب تاج الشریعہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے اسلام مخالف نظریات و عمل پہ ان کی گرفت کی اور اتمام حجت و یقین کامل کے بعد حکم شرع سنایا تو دنیا حیرت زدہ تھی کہ اتنا قابل عالم اور مشہور خطیب بھلا گمراہ کیسے ہوسکتا ہے مگر ''قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید'' آج دنیا تحقیق مزید کے بعد وہی کہہ رہی ہے جو تاج الشریعہ نے برسوں پہلے کہا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے رد میں تقریبا ۲۰ رکتابیں منظر عام پہ آچکی ہیں جو یہی ثابت کر رہی ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا فیصلہ اسلامی اور امت کا اجماعی فیصلہ ہے۔

واضح رہے کہ کسی شخص کے ایمان کی پرکھ کے لئے اس کی خدمات نہیں دیکھی جائیں گی عقائد و نظریات دیکھے جائیں گے اگر خدمات دیکھ کر فیصلہ کیا جائے تو منکرین زکوٰۃ کی بھی خدمات نکل آئیں گی۔ خارجی، رافضی، شیعہ اور قادیانی بھی خدمات کی لسٹ لے کر سامنے آجائیں گے۔ وہابیہ دیابنہ کو بھی خدمات کی بنیاد پہ حق پہ ہونے کا دعویٰ ہوگا، پھر حق و باطل کے درمیان تمیز کی صورت کیا رہ جائے گی؟ چور ڈاکو شرابی برے ہونے کے باوجود کچھ اچھے کام کرتے ہی ہوں گے، تو انہیں اس اچھے کام کی وجہ سے اچھا اور شریف کہہ دیا جائے؟ ڈاکٹر طاہر القادری کی جو بھی خدمات ہوں ان سے انکار نہیں مگر اب ان کی فکر ''فکر اسلامی'' نہیں رہی تو ان پر حکم شرع نافذ تو ہوگا۔ ہند و پاک کے وہ علما و مشائخ جنہوں نے اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر ان پر حکم لگایا ہے، اسے اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ایک صدی قبل، دین اور بے دینی کے درمیان مصالحت کے لئے بعض اہل ہوا و ہوس نے ''صلح کلیت وندویت'' کی بنیاد رکھی تھی، اس فتنہ کے خلاف پورے ملک کے علما و مشائخ نے صدائے احتجاج بلند کیا، اس کے خلاف تحریکیں چلائیں، کتابیں لکھیں، اس کے دام فریب سے بچنے کے لئے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجلاس کئے، جس کی پیشوائی تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہما الرحمہ نے کی، اس وقت کی تقریبا تمام بڑی خانقاہوں کے مشائخ نے بھی اسے وقت کی آواز سمجھتے ہوئے اس کی پشت پناہی کی، اسے اپنے تعاون سے مستحکم کیا اور اپنی

دعائے نیم شبی سے اسے اتنا پر اثر کیا کہ وہ فتنہ جو تحریک کی شکل میں اٹھا تھا ایک ''مدرسہ'' میں سمٹ گیا اور مسلمانوں کو اس سے نجات مل گئی، مگر اسے وقت کا المیہ ہی کہا جائے گا کہ ایک صدی گزرتے گزرتے پندار نفس کے شکار بعض افراد نے سو سال قبل کی جدو جہد پر پانی پھیرنا شروع کر دیا، انہوں نے اپنے طبعی تقاضے کے تحت ''صلح کلیت'' کا معنیٰ ومفہوم بدل دیا بلکہ اس لفظ سے ہی ان کو انقباض ہونے لگا، اب کوئی ایمان وکفر کو یکجا کر دے، اچھے اور برے کو ایک سمجھے، بدعقیدوں اور خوش عقیدوں کو ایک ہی خانہ میں رکھے، جن سے دور رہنے کا حکم ہے اس سے دوستی کرے اور جس سے سلام وکلام منع ہے اس سے رشتہ داری کرے، معاذ اللہ! ان کے نزدیک وہ سچا مسلمان ہے اور اسی کو مقاصد شریعت کا ادارک نصیب ہوا ہے۔ جدیدیت کے دلداہ افراد نے، بہ یک جنبش قلم کس طرح اپنے گھر کے بزرگ اور جماعت اہل سنت کے اکابر علما کی قربانیوں کا مذاق اڑایا ہے، دیدہ حیرت سے دیکھنے کے لائق ہے۔

کل کی بہ نسبت آج دین سے بے رغبتی، دین میں مداہنت اور دین کے خلاف بولنے والے افراد زیادہ ہیں اور حق کی آواز بلند کرنے والے کم۔ دین میں آسانی اور سہل پسندی کے دلدادہ زیادہ ہیں اور تقویٰ وطریقت بلکہ شریعت کے آگے سر خم کرنے والے کم۔ شخصیت سے متاثر ہو کر حکم شرع سنانے والے زیادہ ہیں اور حاکم وقت کے آگے بھی حکم شرع سنانے والے کم۔ ایسے میں اگر کہیں سے حق کی آواز بلند ہوتی ہے تو ''کشتۂ تیغ نفس'' بہ یک زبان ''تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت'' کہہ کر اس حق کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بتایا جائے یہ عمل دین کی حمایت میں ہے یا اس کی مخالفت میں؟ اور کیا ایسا کرنے والے کو دین کا مخلص کہا جا سکتا ہے؟ وہ لوگ جو چلمن کی اوٹ سے ایسے لوگوں کی خاموش حمایت کر رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ نفس پرستوں کا کوئی دھرم نہیں ہوتا وہ اپنے مطلب کے لئے روز اپنا قبلہ بدلتے ہیں اور بدلتے رہیں گے، آج جو افراد سرکار تاج الشریعہ کی مخالفت اور ان کی کردار کشی پہ کمر بستہ ہیں کل ان کے دامن تقدس تک بھی یہ پنجۂ خونیں پہنچے گا اور اس وقت سوائے آہ وفغاں کے وہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق ہمیشہ سرخ رو رہا ہے اور رہے گا، آج حق کی علامت اور صلح کلیت کی یلغار کے

مقابلہ میں حق کی آہنی دیوار کا نام ہے تاج الشریعہ، یہ دیوار سلامت ہے تو دین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے انشاء اللہ ناکام رہیں گے اور آج تک ناکام ہیں۔

جانشین مفتی اعظم اور مریدان مفتی اعظم:

جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ ادام اللہ فیوضہ علینا کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ علم وعمل، تقویٰ وفتویٰ، احتیاط واحتساب، عبادت وریاضت اور کشف وکرامت ہر اعتبار سے تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہیں۔ میں ان تمام پہلوؤں پہ حوالہ فراہم کر کے مضمون کو طول نہ دے کر صرف احتیاط کے حوالہ سے چند باتیں عرض کروں۔

آج جماعت اہل سنت میں چند موضوعات پہ علمی اختلافات ہیں اگر بنظر انصاف دیکھیں تو ہر اختلافی مسئلہ میں حضور تاج الشریعہ کا موقف دلائل وشواہد کے علاوہ احتیاط کے اعتبار سے بھی برحق معلوم ہوگا چند شواہد دیکھئے:

(۱) ٹی وی اور ویڈیو کے مسئلہ میں علمی اختلاف ہوا، جواز وعدم جواز کو لے کر جماعت دو خیمے میں بٹ گئی، آپ کا موقف عدم جواز کا تھا جس پر آپ شدت سے آج تک قائم ہیں۔ قائلین جواز ''ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' کا موقف رکھتے تھے جس میں کہیں سے بھی تصویر کشی کی اجازت نہیں تھی، مگر آج ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' کی آڑ میں جس طرح کھلے عام تصویریں لی جا رہی ہیں، چھاپی جا رہی ہیں اس کا کوئی جواز کہیں سے بنتا ہے؟ اب تو حال یہ ہے کہ تصویر کشی کی حرمت کا تصور بھی ذہنوں سے محو ہوتا جا رہا ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، شادی، میت، محفل، ٹرین، بس، ہوائی جہاز جہاں دیکھئے تصویریں لی جا رہی ہیں، کون اسے حرام سمجھتا ہے؟ ذرا سوچئے! ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' میں کہیں بھی اس کی اجازت تھی؟ مگر جواز کے پہلو کی آڑ لے کر اس طرح تصویر کی حرمت کو حلت سے بدل گیا ہے کہ تصویر کی مخالفت کرنے والا ہی مجرم سمجھا جاتا ہے۔

ایک دور وہ تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند نے حج کے لئے بھی اس کار حرام کو جائز قرار نہیں دیا پھر باضابطہ بحث ومباحثہ کے بعد اسے ضرورت تک محدود کیا گیا مگر آج کس طرح یہ وبا عوام وخواص میں عام ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب یہاں حضور تاج الشریعہ کے عدم جواز کا موقف دیکھیں، تو معلوم ہوگا

کہ امت مسلمہ کو گناہوں سے بچانے کے لئے آپ کا موقفِ عدم جواز علمی استدلال کے ساتھ احتیاط کے اعتبار سے بھی انتہائی اہم اور مفید ہے، ایمان داری سے دیکھیں تو پوری دنیا میں صرف تاج الشریعہ اور ان کے موقف کی عملی حمایت کرنے والے ہی ایسے ہیں جن سے تصویر کی حرمت والی حدیث معنوی اعتبار سے محفوظ ہے اور یہ کتنی اہم بات ہے اہل علم اہل نظر اور اہل خشیت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۲) اسی طرح لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز وعدم جواز،

(۳) آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت اور

(۴) چلتی ٹرین میں پڑھی گئی نماز کے اعادہ کے مسئلہ میں آپ کا موقف جہاں دلائل وشواہد کی روشنی میں صحیح ہے وہیں تقاضائے احتیاط بھی تاج الشریعہ کے موقف کی تائید میں ہے، غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آجائے گی۔ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے نماز کے صحیح ہونے نہیں ہونے میں اختلاف ہے لیکن اگر اس کا استعمال ہی نہ کیا جائے تو نماز کے ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے اثبات میں اختلاف ہے لیکن آلات جدیدہ کے بجائے قدیم شرعی طریقے پر چاند کے اثبات میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ چلتی ٹرین میں پڑھی گئی فرض وواجب نماز کے اعادہ کے حکمِ وجوبی میں اختلاف ہے، اگر پرانے موقف پہ قائم رہتے ہوئے اعادہ کرلیا جائے تو کسی کے یہاں کوئی اختلاف نہیں۔ اس پہلو کو سامنے رکھ کر سوچیں تو تمام جدید مسائل میں تاج الشریعہ کا موقف صاف شفاف محتاط اور برحق نظر آئے گا اور اسی سے یہ بھی آئینہ ہوجائے گا کہ علم وعمل اور عبادت وریاضت کے علاوہ حزم واحتیاط کے اعتبار سے بھی آپ واقعی جانشین مفتی اعظم ہیں۔ قائلین جواز تھوڑی دیر کے لئے اس پہلو پر غور فرمالیں کہ اگر ان کا پہلوئے جواز، عنداللہ صحیح نہ ہوا تو ان کے فتاویٰ وفیصلے پر عمل کرنے کا وبال کن کے سر ہوگا۔

حضور تاج الشریعہ ''جانشین مفتی اعظم'' ہیں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ مریدان مفتی اعظم کے لئے بھی آپ کی شخصیت قابل احترام اور اکتساب فیض کا محور ہے۔ پیری مریدی کے آداب سے جو حضرات واقف ہیں انہیں یہ خوب معلوم ہے کہ پیر کا ادب ان کی شخصیت تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے شہر ان کی اولاد، ان کے خلفاء وجانشین اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا ادب بھی پیر ہی کا ادب

ہے اور ان کے شہر، اولاد، خلفا وجانشین کی ایذا وبے حرمتی پیر کی ایذا اور ان کی بے حرمتی ہے۔ اللہ والوں کی سیرت سے اس کی حقیقت اور اس کا عرفان حاصل کیا جاسکتا ہے، سبع سنابل شریف میں ہے:

''ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ) اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرماتھے، کہ ناگاہ کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے حاضرین مجلس نے آپ سے دریافت کیا کہ حضور! کس بنا پر کھڑے ہوئے؟ فرمایا کہ ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتا رہتا تھا آج اسی صورت کا ایک کتا مجھے نظر آیا کہ اس گلی میں گزر رہا ہے۔ میں اس کتے کی تعظیم کی خاطر اٹھا تھا''

سچے اور اہل دل مرید کا تعلق اپنے مرشد سے کیسا ہوتا ہے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بہار کے مشہور علاقہ ''پورنیہ'' کے بزرگ شیخ الاسلام مولانا غلام یٰسین رشیدی علیہ الرحمہ کے تعلق سے بھی ایک واقعہ مشہور ہے چنانچہ ''شیخ الاسلام حیات ومکتوبات'' میں منقول ہے کہ ''ان کا لڑکا ''جمیل الرشید'' ایک بار لالٹین کی روشنی میں اپنا سبق یاد کررہا تھا اس نے لالٹین کی روشنی سے اپنی آنکھوں کو بچانے کے لئے چمنی پر ایک پوسٹ کارڈ رکھ لیا تھا، آپ ٹہلتے ٹہلتے وہاں تک پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر بیتاب ہوگئے پوسٹ کارڈ کو اٹھایا بوسہ دیا اور خط کو لالٹین پر رکھنے کے سبب بیٹے کی زبردست پٹائی کردی، وجہ پوچھنے پر بتایا کہ یہ خط میرے پیرومرشد منبع البرکات حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش کا ہے جسے اس نے لالٹین کی چمنی پر چسپاں کیا تھا'' ذرا سوچئے! خط ہی تو تھا اس کے لالٹین پر رکھنے سے ایسا کیا ہوگیا کہ اس کی وجہ سے بچہ کی پٹائی کردی گئی، ظاہر بیں آنکھوں کے لئے ایسا کچھ نہیں، مگر مرید صادق کے لئے بہت بڑی بات تھی کہ اس خط سے ان کے پیر کی نسبت جڑی ہوئی تھی، جس کی بے وقعتی ہورہی تھی۔

جماعت اہل سنت کے نامور بزرگ حضور مجاہد ملت کے بارے میں منقول ہے کہ:

''ایک مرتبہ آپ بریلی شریف تشریف لے گئے۔ رکشا پر سوار ہوئے کچھ دیر رکشا چلا کہ آپ نے رکشا والے سے اس کا نام پوچھا، اس نے اپنا نام ''حامد'' بتایا، اتنا سنتے ہی آپ نے رکشا رکوادیا اور اس کو مطلوبہ رقم سے زائد رقم دے کر جانے لگے، رکشا والا بھی یہ منظر دیکھ کر حیرت میں تھا، اس نے پوچھا ''حضور بات سمجھ میں نہیں آئی، آپ رکشا سے اتر بھی گئے

اور مطلوبہ رقم سے زائد رقم بھی دی'' فرمایا ''میرے مرشد کا نام بھی حامد ہے، (مجھے یہ کیسے گوارہ ہو کہ اس نام کے آدمی سے ایسا کام لوں) نام کی مناسبت کی بنا پر احتراماً میں رکشا سے اتر گیا'' (مجاہد ملت نمبر ص ۳۹۷)

پیر کا فیضان یوں نہیں ملتا بلکہ ''تو من شدی من تو شدم'' کی منزل سے گزرنا پڑتا ہے، جب یہ منزل مل جاتی ہے تو فیضان کا دریا بہنے لگتا ہے، حضور مجاہد ملت کیا تھے یہ زمانہ پہ روشن ہے مگر اس مقام تک کیسے پہنچے یہ اس طرح کے واقعات سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ یہ پیر کی محبت وعظمت اور ان سے نیازمندانہ تعلق ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے عمر کے واضح فرق کے باوجود حضور تاج الشریعہ کا وہ ادب واحترام کیا جس کا تصور کاملوں ہی سے کیا جا سکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری اپنی کتاب ''حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت'' میں لکھتے ہیں:

تاج الشریعہ ایک بار بھدرک تشریف لائے مجاہد ملت اپنے متعلقین کے ساتھ موجود ہیں، پل پل خدمت و مدارات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اسی دوران ایک صاحب حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے اور کہا حضور مجھے آپ مرید فرمالیں، یہ سن کر حضور مجاہد ملت جلال میں آگئے اور فرمایا ''میرے مخدوم اور مخدوم زادے، بریلی شریف کے شہزادے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں میں بیعت کروں؟ حبیب الرحمٰن کی یہ مجال کہ اتنی بڑی جرأت کرے، یہ تمہارا نصیب ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں، تمہیں شہزادے صاحب ہی سے بیعت ہونا ہے، خود لے جا کر ان صاحب کو تاج الشریعہ سے بیعت کروایا''

ان واقعات کی روشنی میں اہل دل اور اہل نظر حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب پیر سے منسوب اشیا کا یہ مقام ومرتبہ ہے تو جن کی رگوں میں پیر کا خون گردش کر رہا ہے، ان کا مقام ومرتبہ کیا ہوگا؟ حضور تاج الشریعہ ''جانشین مفتی اعظم'' بھی ہیں اور نواسہ مفتی اعظم بھی اور دونوں اعتبار سے مریدان مفتی اعظم کے لئے ان کی ذات، منبع فیوض اور جامع البرکات ہے، کہ یہاں نسبت ارادت بھی ہے اور نسبت نسب بھی، اگر پیر کی سچی محبت دل میں موجود ہے تو انہیں اسی ذات میں مفتی اعظم کا عکس

نظر آئے گا ان کا تقویٰ، علم، اتباعِ سنت، معاندین ومخالفین کے جواب میں صبر اور سفر وحضر میں بھی لمحہ لمحہ کا علمی وروحانی استعمال یقیناً مفتی اعظم کے جانشین ہی کے حصے کی چیز ہے، مگر یہ حیرت کا مقام ہے کہ پیر سے دعویٰ محبت کے باوجود ان کے نسبی جانشین سے وہ مطلوبہ محبت وتعلق دیکھنے میں کم آتا ہے جو پیر کی نگاہ میں ''وفا شعار'' رہنے کے لئے ضروری ہے۔ ایک طرف حضرت محبوب الٰہی کا، پیر کے شہر کے ''مشابہ کتے'' کا احترام، دوسری طرف پیر کے جانشین سے دوری اور ان سے اختلاف۔ ایک طرف پیر کے خط کی بے وقعتی سے مرید کی برہمی، دوسری طرف پیر کے جانشین کے مخالفین سے دوستی و ہمنوائی۔ ایک طرف مجاہد ملت کا پیر کے پوتے کا ادب واحترام، دوسری طرف اپنے پیر کے جانشین سے بے رغبتی۔ اندازہ لگائیں کیا اسی کا نام بیعت وارادت اور اسی کا نام شیخ کا ادب واحترام ہے؟ کیا شیخ کے جانشین کو ایذا دینا شیخ کو ایذا دینا نہیں؟ اور کیا ایسے میں پیر کا فیضان جاری رہ سکتا ہے؟

واضح رہے کہ کسی مسئلہ میں علمی اختلاف (اختلاف کی اہلیت ہوتو) الگ چیز ہے مگر دیگر معاملات میں اختلاف اور معاندین مذہب ومسلک سے تعلق ودوستی یقیناً محل نظر ہے، ایسے لوگوں کو اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنی محبت کا جائزہ لینا چاہئے۔ تاج الشریعہ ابھی حق کی علامت، حق کی پہنچان، کاروان حق کے سپہ سالار ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے امین وپاسبان ہیں، ان سے وابستگی ہی پیر کی بارگاہ میں خراج اور دین کی بڑی خدمت ہے۔ سرکار مفتی اعظم کے دست گرفتہ اور فیض یافتگان سے یہی عرض ہے کہ وہ حالات کے تقاضے کو سمجھیں، معاندینِ مسلک اور مخالفین تاج الشریعہ کے خفیہ عزائم کو سمجھیں وہ اگر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو حالات کا منظر بدل سکتا ہے اور انہیں بدلنا ہوگا کہ روح مفتی اعظم کی پکار یہی ہے، اب تاج الشریعہ کی مخالفت کرتے کرتے معاندین حسام الحرمین کی حقانیت سے لوگوں کو مشکوک بنا رہے ہیں۔ قدیم اختلافی مسائل کو سامنے لاکر انتشار کی خلیج بڑھا رہے ہیں۔ اب ایسے میں بھی خاموش تماشائی بنے رہنا مسلک اہل سنت کو مشکوک اور مفتی اعظم کے مشن کو کمزور کرنے کے مترادف ہے جس کی توقع ان کے مریدوں سے نہیں کی جا سکتی۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم — کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است



ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجدؔ
قاضی شریعت ادارہ شریعہ بہار پٹنہ

تاج الشریعہ کے حوالہ سے

لفظ ''خطا'' پہ شورش کا منصفانہ جائزہ

امت مسلمہ ابھی کئی فتنوں سے دوچار ہے اور المیہ یہ ہے کہ کہیں بھی ان کا کوئی قائد و کمانڈر نہیں ،جن کے اندر صلاحیت ہے وہ مجبور و محسود ہیں اور جو صلاحیتوں سے عاری ہیں وہ قائدانہ نمائش کے لئے آمادۂ آزار و پیکار۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کی جو صورت حال ہے اس سے صاف واضح ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی زد میں ہیں اور صیہونیت کا منحوس سایہ انہیں روز بروز اپنے شکنجہ میں کستا جا رہا ہے ۔خطہ عرب میں صدام حسین کی حیات تک امن و امان اور اسلامی شوکت و سطوت کا جو قابل فخر منظر تھا وہ ان کی شہادت کے بعد اوراق پارینہ بن چکا ہے۔ اب وہاں موت آسان ہے اور زندگی مشکل ۔سسکیاں سستی ہیں اور مسکراہٹ مہنگی۔ ہر طرف تحیر زدہ آنکھیں ہیں اور احساس سے محروم متنفس لاشوں کا پر ہیبت منظر۔ مسجدوں میں بلاسٹ ،مزارات و مقابر پہ بمباری، شادی ہالوں میں خود کش حملے ،قافلے پہ یلغار، گھروں میں دہشت کا ماحول اور باہر خوف و ہراس کا پہرا۔ کیا اسی کا نام زندگی ہے؟ یہ زندگی تو اس موت سے زیادہ گراں بار ہے جو گھر کے پرسکون ماحول میں صرف ایک بار آتی ہے، مگر یہ زندگی بڑی بوجھل ہے جو ماں باپ بیٹے بھائی بہن کی بے گور و کفن لاشیں، بکھرے ہوئے اعضا اور ملبہ کے نیچے دبے ہوئے شہیدوں کو بار بار دیکھ کر جینی نہیں مر مر کر جھیلنی پڑتی ہے۔

اپنے ملک کے حالات بھی عالمی صورت حال سے الگ نہیں ، وہاں صیہونیت کا شکنجہ ہے تو یہاں شیطانیت کا پھندہ، جس کی گرہ مسلمانوں پہ روز بروز تنگ ہوتی جا رہی ہے جان مال عزت و آبرو اور اسلام و شعائر اسلام یعنی ہر چیز فسطائی قوتوں کے نشانہ پر ہے اور مسلمانوں کا مستقبل تاریکیوں

میں کہیں گم ۔ جا بجا اذانوں پر پابندی، قبرستان پر قبضہ، مسجدوں پر بھگوا جھنڈا لہرانے کوشش، ہانڈیوں کی تلاشی ، اقتصادی طور پر مسلمانوں کی کمزور کر دینے کا منظم پلان، چمڑے کی قیمتوں کو بے معنیٰ بنا کر مدارس اسلامیہ کو بند کرا دینے کی سازش، طلاق ثلاثہ کو مسلم عورتوں کا حق بتا کر مسلم پرسنل لا میں مداخلت کا ناپاک منصوبہ اور ڈرامائی انداز میں فتح ثابت کر کے اپنے ناپاک عزائم کو روبہ عمل لانے کا اعلان ۔ یہ ہندوستانی مسلمانوں کو درپیش مسائل کی ایک جھلک ہے مگر اس ہنگامۂ حشر کے باوجود، نہ ملکی سطح پر ہم منظم ہو سکے اور نہ صوبائی سطح پر۔ نہ ہماری انفرادی سوچ میں تبدیلی آئی اور نہ اجتماعی فکر میں ۔ نہ ملکی سطح پر ہم کسی کو اپنا قائد مان سکے اور نہ صوبائی طور پر۔ فسطائی طاقت سینکڑوں اختلافات رکھنے کے باوجود تمام برادرانہ عصبیت اور اونچ نیچ کی تفریق بھول کر ''ہندتو'' کے نام پر ایک ہوگئی، مگر ہم اللہ والے واعتصموا بحبل اللہ کی تعویذ لٹکا کر بھی ایک نہیں ہو سکے۔ آج تک ہمارا نعرہ دلخراش یہی ہے کہ ہمارا پیر بڑا ہے اور ہماری خانقاہ بڑی، ہماری نسل محترم ہے اور ہمارا ادارہ ممتاز ۔اب ہم مریدان نفس ستم زاد کو کون سمجھائے کہ پیر وہی اچھا ہے جو متبع سنت ہو اور حق کا نقیب، خانقاہ وہی بڑی ہے جس کی سوچ آفاقی ہو اور کارنامہ شریعت کے ساتھ طریقت کا بھی علم بردار۔ نسل وہی محترم ہے جسے شرافت نسل کا احساس اور دل رضائے الٰہی کا طالب۔ ادارہ وہی ممتاز ہے جو اپنے منشور کا پاسدار ہو اور نسل نو کا مستقبل ساز۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو امتیازیت و انفرادیت کا دعویٰ پندار نفس کے ڈھنڈورچی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ دور وہ ہے کہ ہمیں احتساب نفس کے ساتھ امت کی پیشوائی کا فریضہ انجام دینا ہے، اپنے مذہب اور مذہبی شعائر کے تحفظ کے لئے بکھری ہوئی قوتوں کا مجتمع کرنا ہے اور موجودہ نسل کے اندر دینی حمیت اور غیرت اسلامی کا جذبہ بیدار کرنا ہے تاکہ ان کے اندر حالات کی سنگینی کا مقابلہ کرنے کی سکت پیدا ہو، مگر افسوس! اس فریضہ کی ادائے گی کے بجائے ہم علمی افلاس، نفس آخرت کش اور جوش تعصب میں وہ کام کرتے جا رہے ہیں، جس سے درسگاہ و خانقاہ کی عظمت پامال اور ہماری حیثیت عرفی مجروح ہو رہی ہے۔ نوجوان نسل ان حالات میں ہم سے امیدیں باندھے بیٹھی ہے مگر ہم ہیں کہ اپنی برتری کی جنگ میں ان کا مستقبل تاریک کرتے جا رہے ہیں۔

یہ جائے ماتم نہیں تو اور کیا ہے کہ جہاں دعویداران اسلام کا ہر فرقہ داخلی اختلافات کا شکار ہے، اہل سنت و جماعت کے افراد بھی جو علم سے علاقہ، تصوف پہ یقین، خانقاہوں سے ربط، اور اسلاف سے محبت کی شناخت رکھتے ہیں ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے میں مصروف ہیں۔ خانقاہ سے لے کر درسگاہ تک یہ زہر اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ اب اندرون خانہ سے تلامذہ و مریدین تک اس کے اثرات پہنچ گئے ہیں اور سوشل میڈیا ان کی آپسی چپقلش کی گرم بازاری کا شکار ہو رہا ہے۔ خانقاہوں میں جنگ، علما میں حسد، طلبہ میں تنافر، فارغین میں تنازع اور مریدین میں نعرہ مبارزت، یہ ہے ہماری دینداری کا منظر نامہ اور یہ ہے کُنتُم خَیرَ اُمَّۃ کے حاملین کی سوچ کا محور۔

آج آمرانہ ذہنیت کی وبا عام ہے، ہر شخص دوسرے کو زیر کرنے کے درپے ہے اور اپنی طبیعت کے مطابق فیصلہ لینے پر آمادہ ومصر۔ فیصلہ اگر حسب خواہ ہوا تو سر آنکھوں پہ ورنہ سات پشتوں کا کھنگال دینا بھی دینی خدمت۔ اس معاملہ میں دو نظیریں بہت تازہ ہیں جس سے ابھی ہندوستان کا جنوبی وشمالی علاقہ جھلس رہا ہے، جن میں سے ایک کا تعلق جناب سید سبطین حیدر صاحب سے ہے تو دوسرے کا جناب مولانا سنابل رضا صاحب سے۔ ان دونوں صاحبان نے اپنی طبیعت وعصبیت کو جس طرح شریعت کا لبادہ اوڑھایا ہے وہ مقام تحیر نہیں قابل افسوس ہے۔

جناب سبطین حیدر صاحب نے خانقاہ برکاتیہ کے صاحب سجادہ حضرت امین ملت سید شاہ امین میاں صاحب قبلہ دام ظلہ کے خلاف تاج الشریعہ سے فتویٰ لینا چاہا مگر تاج الشریعہ نے شرعی تقاضے کے تحت ان کے خلاف اور سبطین میاں کی طبیعت کے مطابق فتویٰ نہیں دیا اس لئے سبطین میاں کی نگاہ میں تاج الشریعہ مجرم ہوگئے اور آج تک اسی ناکردہ جرم کی پاداش میں جناب سبطین میاں ان کی مخالفت پر آمادہ ہیں، ان کی مخالفت میں، اسلامی غیرت وحمیت اور رضائے الٰہی کی طلب کے ساتھ اخلاص کا کتنا جذبہ کارفرما ہے، دینی جذبہ رکھنے والے حضرات سے مخفی نہیں۔ اس جوش تعصب میں وہ یہاں تک پہنچ گئے کہ اپنے طاہر ومطہر خانوادہ کے بزرگوں کے بھی احوال واقوال کے مخالف ہوگئے، حتیٰ کہ حدیث افتراق امت کا بھی انہوں نے انکار کر دیا جسے علما وفقہا ہی نہیں مشائخ عظام بھی اپنی کتابوں میں لکھتے اور اسے صحیح بتاتے آئے۔ اب انکار حدیث کے بعد بھی دعویداران تصوف

ان کا احتساب کرنے کے بجائے انہیں صرف اس لئے اپنی پلکوں بٹھائیں کہ یہ ''تاج الشریعہ'' کے مخالف ہیں تو خدا کے یہاں ان کا یہ عمل انہیں کتنا مکرم بنانے والا ہے وہ خود ہی غور فرمالیں۔

جناب مولانا سنابل رضا صاحب جس خانقاہ کے فرد ہیں وہ خانقاہ رضویہ بریلی شریف ہی کی شاخ ہے، اور مرکز سے شاخ کا تعلق جیسا ہونا چاہئے ویسا یہاں کا معاملہ رہا بھی ہے ''فتاویٰ رضویہ عام کریں گے دین کا ہم کام کریں گے'' ان کا نعرہ ہی تھا، مگر ادھر جناب مولانا سنابل رضا صاحب نے حضرت محدث کبیر اور اپنے مابین جاری تنازع میں جب تاج الشریعہ کے یہاں دائر مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں نہیں پایا تو وہ حضور تاج الشریعہ کے مخالف ہوگئے اور ایسی حرکتوں پر اتر آئے جسے نہ شرافت کہا جاسکتا ہے اور نہ دینی حمیت۔ نفرتوں کی اسی صحرانوردی میں وہ فتاویٰ تاج الشریعہ کی ایک ایسی عبارت تک پہنچ گئے جس میں سجدہ تعظیمی کے جواز سے متعلق حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر فقہا کے حوالہ سے صرف اتنا ہے کہ:

''اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطأً ایسا ہوگیا''

اس تین جملے میں تین تاکید استعمال کی گئی ہے:

(۱) طعن جائز نہیں (۲) حسن ظن اور احترام لازم (۳) خطأً ایسا ہوگیا۔

مگر اس کے باوجود جناب سنابل رضا صاحب نے ''حضرت محبوب الٰہی اور خطا'' کو جوڑ کر وہ معنی پیدا کر دیا کہ شیطان بھی سو بار سر کھجائے اور ''کوا کان لے گیا'' کا محاورہ ثابت کرتے ہوئے ہفت روزہ ''خطیب دکن'' نے بھی وہ کارنامہ انجام دیا کہ اسلام مخالف میڈیا بھی شرم سار ہوجائے۔ کل جب جماعت میں توڑ پھوڑ مچانے والے جناب خوشتر نورانی صاحب نے اپنے رسالہ جام نور میں لکھا تھا کہ:

انیسویں صدی کے نصف اخیر کے بعد علم وفن اور شریعت وطریقت کے ان روحانی مراکز (خانقاہوں) کو گرہن لگ گیا اور جانشینان مسند روحانیت میں علم وفن اور تزکیہ نفوس کی جگہ طریقت کی راہ میں مطلوبہ اخلاقی بحران، خدمت خلق خدا اور دین کے جذبہ سے محرومی، زر

طلبی، جاہ وحشم، خود پسندی وخودنمائی اور ظاہری رعونت نے لی۔ عیش پسندی نے ان کے دلوں اپنی دیرینہ روایات کو اس طرح مٹادیا ہے کہ یہ غیر ضروری رسم ورواج آج ان کی اعلیٰ ترجیحات میں شامل ہوگئے ہیں۔ مگر عقیدت مندوں کی اس دنیا میں ان کی ''جرأت عصیاں'' پر کوئی قدغن لگانے والا نہیں اور وہ علمائے ربانیین جو اہل سنت کو خرابات دوراں سے گریز کی تعلیم دیتے ہیں اور گم رہی سے انہیں روکتے ہیں وہ اس مسند نشینوں کی توہین وتنقیص کا نشانہ بنتے ہیں۔'' (قلم کی جسارت، ص ۱۵۲)

تو بہت سارے افراد نے اسے غلو وگستاخی سے تعبیر کیا تھا مگر آج ایک سیدھی سچی بات کو غلط معنیٰ ومفہوم پہنا کر جس طرح بے علمی وحقائق ناشناسی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے اس سے کون کہہ سکتا ہے مدیر جام نور یہ بات غلط کہی تھی۔ اس سے قبل کہ خطیب دکن میں شائع عہد جدید کے صوفیہ کے اظہار خیالات پہ نظر ڈالی جائے پہلے لفظ ''خطا'' پر بھی ایک نظر ڈالیں تا کہ تاج الشریعہ کے حوالہ سے اقتباسات میں مستعمل ''محترم القابات'' کی حقیقی روح سے قارئین آشنا ہوسکیں۔

لغت میں ''خطا'' بھول چوک اور صواب کی ضد کے معنی میں ہے اور قریب قریب اسی معنی میں ''لغزش نسیان زلت'' بھی ہے اور ان تمام الفاظ کا استعمال بزرگوں نے دوسرے بزرگوں کے لئے کیا ہے بلکہ انبیائے کرام کے بارے میں بھی لفظ ''زلت'' کا استعمال ہے چنانچہ حضرت سید اکبر حسینی علیہ الرحمہ والرضوان نے ''نبی سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے کہ نہیں'' کے جواب میں اپنی کتاب ''کتاب العقائد'' میں لکھا ہے

وحی کے بعد نبی سے قصدا معصیت سرزد نہیں ہوسکتی، اگر وحی کے بعد ایسا ہو تو وہ بطریق زلت ہوتا ہے۔ ان کا قصد وارادہ تو مشروع ہوتا ہے لیکن غیر ارادی لغزش معصیت بن جاتی ہے'' ص ۹۷

ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ''جوامع الکلم'' کے نام سے ہے اس کے صفحہ ۱۸۴ پر ایک سرخی لگائی گئی ہے جس کا عنوان ہے

''امام حسن علیہ السلام سے ایک لغزش''

حضرت امام ربانی کے ''مکتوبات امام ربانی'' دفتر اول حصہ پنجم: ص ۷۷۰ میں ہے:

سالک کا کشف الہام ووحی سے ثابت شدہ احکام سے مخالفت کی صورت میں خطا اور غلط ہے تو اپنے قول کو علما کے قول پر مقدم رکھنا حقیقت میں نازل شدہ احکام قطعیہ پر مقدم رکھنے کے مترادف ہے اور یہ عین ضلالت اور محض خسارہ ہے''

اب خاص اس عمل میں مولانا سنابل رضا صاحب حضرت شیر بیشہ اہل سنت کا طریقہ وعمل دیکھیں وہ ایک مسئلہ میں حضرت ملاعلی قاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ہاں ملاعلی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت نہیں ہو تو بے شک اس مسئلہ میں ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے تشدد سے کام لیا جو یقینا غلط ہے مگر کوئی معصوم نہیں''

غور فرمائیں انبیا کے لئے لغزش، امام حسن مجتبیٰ کے لئے لغزش، سالکوں کے لئے ''خطا اور غلط'' حضرت ملاعلی قاری کے لئے یقینا ''غلط ہے'' لکھا گیا یا نہیں؟ کیا اب کوئی کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ معاذ اللہ! حضرت سید اکبر حسینی، حضرت خواجہ بندہ نواز، حضرت مجدد الف ثانی علیہم الرحمہ والرضوان اور حضرت شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمہ نے بھی گستاخیاں کی ہیں؟ جب یہاں یہ الفاظ برسوں سے لکھے اور پڑھے جارہے ہیں اور کوئی انہیں ''گستاخی'' نہیں سمجھتا تو حضرت محبوب الٰہی کے لئے ''خطاً'' کہہ دینا کیسے گستاخی ہوگئی؟ کیا اس سے صاف واضح نہیں ہوتا کہ یہی وہی طبیعت کے مطابق فتویٰ نہیں ملنے کا بخار ہے جو حضرت محبوب الٰہی سے محبت کے پردہ میں باہر آگیا ہے۔ یا پھر ایسا ہے کہ انبیا کرام علیہم السلام اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ''لغزش'' کا قبول ہے مگر حضرت محبوب الٰہی کے لئے اجتہادی خطا بھی ناقابل قبول؟ حضور تاج الشریعہ نے تو حد ادب میں فرمایا ''حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم'' مگر حضرت مجدد مکتوبات حصہ چہارم دفتر اول میں تو یہاں تک فرماتے ہیں:

''صوفیہ کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہے، صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم انہیں معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں یہاں امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ ابوبکر شبلی اور ابی حسن نوری کا عمل''

مزید فرماتے ہیں:

"صوفیہ کا جو کلام علمائے اہل سنت کے اقوال کے موافق ہوگا وہ مقبول ہوگا اور غیر موافق غیر مقبول ہوگا" اسی صفحہ میں یہ بھی ہے "صوفی سے اگر ایسا کلام صادر ہو جو شریعت کے مخالف ہو جو غلبہ حال اور سکر کے وقت میں کشف کے باعث ہو تو اس کو معذور قرار دیا جائے گا اور اس کا یہ کشف غیر صحیح ہوگا۔" (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ پنجم: ص ۹۰۸)

اب ان تفصیلات کی روشنی میں غور فرمایا جائے کہ حدیث مبارکہ میں مجتہد کی جس خطا پر ایک اجر کی بشارت دی گئی، اور جس خطا کو علماء عرفا فقہانے اپنے ہم عصر و ماسبق علماء عرفا فقہا کے لئے استعمال کیا اور کسی نے اسے گستاخی نہیں سمجھا، آج اسی لفظ کو تاج الشریعہ کے ذریعہ استعمال کر دینے سے گستاخی کیسے ہو جائے گی؟ اہل انصاف بتائیں کہ نا کردہ جرم کے خلاف واویلا مچانا قرین انصاف ہے؟ اور کیا اسی کا نام تصوف، اخلاص اور خانقاہیت ہے؟

اگر ہمارے ان خانقاہی حضرات کو "گدی نشینی" کی دعویداری کے ساتھ بزرگوں کی کتابیں مطالعہ کرنے کی توفیق مرحمت ہوتی، تو اپنے عہد کے صاحب شریعت و حامل طریقت بزرگ تاج الشریعہ کی حرمت و توقیر سے کھیلنے کے بجائے کھلواڑ کرنے والے کی سرزنش کرتے، مگر محبت اولیا کے ان نام نہاد دعویداروں نے تاج الشریعہ کے خلاف کیسے کیسے مہذب جملے استعمال کئے ہیں، قارئین اسے بغیر تبصرہ کے ملاحظہ کریں کہ یہ طبقہ شرفا کے الفاظ ہیں جس پر تبصرہ کرنا جرم ہے:

"تحقیق کے نام پر جہالت دکھاتے ہوئے" (سید فرد الحسن چشتی)

"اجارہ داری کرتے ہوئے، فتویٰ بازی کرتے آئے، اپنی باطنی خباثت کا اظہار کیا ہے، احمقانہ حرکت، صوفیہ کرام سے بغض و عناد۔" (مولانا سید شاہ اسرار حسین: آستانہ عالیہ)

"اکابر کی راہ سے ہٹ کر گمرہی میں مبتلا، علی شیر خدا کی شان میں گستاخی کے مرتکب"
(پیر سید شبیر نقشبندی درگاہ کمیٹی اجمیر شریف)

ہمہ دانی کا مزاج لئے، ان کی بدبختی" (مولانا صوفی شاہ مظفر علی ابوالعلائی)

تاج الشریعہ کی پوری زندگی میں کوئی جملہ ایسا کوئی دکھا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے سخت سے سخت معاند کے لئے اتنی سطحی ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہو، قارئین تاج الشریعہ کے فتویٰ کی عبارت پر ایک

بار پھر غور فرمائیں کیا پڑھے لکھے لوگ کبھی بھی اس سے حضرت محبوب الٰہی کی توہین و اہانت سمجھ سکتے ہیں؟ اور جو توہین سمجھیں گے کیا وہ پڑھے لکھے کہلانے کے مستحق ہیں؟

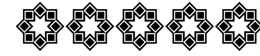
یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس شخصیت کے بارے میں اتنا کچھ لکھا جا رہا ہے وہ بھی کوئی ایسے ویسے نہیں بلکہ مقبول بارگاہ الٰہ اور کروڑوں مریدین کے مرشد ہیں، جو متبع سنت اور تقویٰ وخشیت کا مظہر ہیں، جنہیں آج تک کسی نے کسی سنت کا تارک نہیں دیکھا، جن کے مریدین کا سلسلہ عجم ہی نہیں عرب ممالک تک پھیلا ہوا ہے، جنہوں نے آج تک ذاتی طور پر کسی کی دل آزاری نہیں کی، فتویٰ میں جن کی زبان سنجیدہ و شستہ رہی اور ہے۔ یہ زمانہ کے لئے مثال ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے اتنا ہنگامہ حشر ہونے کے باوجود کسی سے باز پرس نہیں کی، اور نہ کسی کے خلاف کوئی احتسابی بیان نہیں دیا۔ ان کی شخصیت ے

ایں تقوی ام بس است کہ چوں زاہدانِ شہر ناز و کرشمہ بر سر منبر نمی کنم

کی زندہ مثال ہے۔ جس سے نفس ستم کوش زدہ حضرات کو سبق لینا چاہئے۔ ہاں تاج الشریعہ پر اس ناروا جسارت کو دیکھ کر ہر دل دکھی ہوا، اور محبوب الٰہی کی آڑ میں تاج الشریعہ سے حسد رکھنے والے افراد کی علمی بے بضاعتی و غیر تصوفانہ عمل پہ حیرت زدہ بھی۔ اس صورت حال کے سبب تاج الشریعہ کے فیض یافتہ علا فضلا اور مشائخ نے حقیقت کے اظہار میں کوتاہی نہیں برتی اور مضامین و رسائل کے انبار لگا دئے۔ اور اگر یہ روش قائم رہی تو تاج الشریعہ کے دامن کرم سے وابستہ افراد اپنی بیزاری کے اظہار کے لئے یقینا مجبور ہوں گے اور یہ عمل دونوں طرف سے اپنی قوتوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ جو کسی طرح بھی ہندوستانی مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے۔

خانقاہ و درسگاہ میں آج جو برتری کی جنگ اور "ہم چنیں دیگرے نیست" کا نعرہ دلخراش ہے، وہ امت مسلمہ کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ وہ خانقاہیں جو ما انا علیہ واصحابی کے حقیقی امین اور اہل سنت وجماعت کے معتقدات پہ یقین رکھتی ہیں ان کے درمیان اختلاف حیرت انگیز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ صلح کلیت کسی بھی درجہ میں ہمارے قابل قبول نہیں مگر جہاں یہ عفریت نہیں وہاں تنازع کیوں؟ جب اختلاف کی شرعی کوئی بنیاد نہیں تو پھر اختلاف ہوائے نفس کی سوا کچھ نہیں اور جہاں اختلاف کی کوئی شرعی

بنیاد ہے وہاں اختلاف کرنے والوں سے اختلاف کرنا جادۂ حق سے عدول کی علامت ہے، جو نہ کسی خانقاہ کو قبول ہونا چاہئے اور نہ کسی سنی درسگاہ کو۔ اس لئے حالات کا جبری تقاضہ ہے کہ سنی خانقاہوں اور سنی درسگاہوں کے درمیان مطلوبہ اتحاد پیدا کیا جائے ماضی کے ان رشتوں کا احیا کیا جائے جس نے امت کو مربوط اور جماعت کو مستحکم رکھا تھا۔ خدا کرے ہمیں حالات کی سنگینی کو سمجھنے اور بپھرے ہوئے حالات پہ قابو پانے کی توفیق مل جائے۔



مولانا غلام معین الدین برکاتی فیضی
ناظم تعلیمات دارالعلوم امام احمد رضا، رضا نگر سیتا مڑھی

ایک ایسی ہستی جسے آنکھوں سے دیکھا نہیں

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قادری بریلوی علیہ الرحمہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، علوم اعلیٰ حضرت کے امین و پاسبان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پرپوتے، حجۃ الاسلام کے پوتے، حضرت شاہ ابراہیم رضا کے صاحبزادے ہیں جن کے علم وفضل کو دیکھ کر علمائے کرام نے تاج الشریعہ کہا، جن کے زہد وتقویٰ سے متاثر ہو کر علمائے اہل سنت نے جانشین مفتئ اعظم ہند کے لقب سے ملقب کیا۔ جن کے فتوے میں اعلیٰ حضرت کی جھلک دیکھ کر علمائے ذوی الاحترام نے علوم اعلیٰ حضرت کا سچا علمبردار فرمایا۔ سرکار مفتئ اعظم ہند نے تاج الشریعہ کو اپنا قائم مقام فرمایا۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے آپ کو اپنا معتمد علیہ فرمایا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ نے آخری زمانہ میں ایک تحریر جانشین مفتی اعظم کو عنایت فرمائی اور اس میں اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر کیا۔ ۱۴/ ۱۵/ نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرسِ قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء مولانا مفتی سید حسن میاں برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال، ''قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد'' کے نعرے سے کیا اور مجمع کثیر میں علماء ومشائخ اور فضلا و دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو خلافت واجازت سے نوازا۔ جیسا کہ حیات تاج الشریعہ میں ہے فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خان صاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت واجازت سے ماذون ومجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے، تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ، ص: ۵۱-۵۰)

سرکار تاج الشریعہ ایک مرشد برحق تھے

حضور تاج الشریعہ کے جانے کا افسوس صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کو ہے، میرے تاج الشریعہ کو اللہ تعالیٰ نے علم ظاہر سے مزین فرمایا تھا اور باطنی علم سے جس کو معرفت کہا جاتا ہے، آپ کے دست مبارک پر صرف ایمان والوں نے ہی توبہ نہیں بلکہ غیر مسلموں نے بھی آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر دست اقدس پر توبہ کی اور اسلام قبول کرلیا۔ مولانا شہاب الدین رضوی فرماتے ہیں:

چند غیر مسلموں کا قبول اسلام

حضور تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان ازہری میاں قادری ازہری کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے، مگر یہاں پر چند نومسلمین کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

قوم، قبل اسلام نام گلاب سنگھ بعدہٗ مسلم رضوی رہنے والے جبل پور بھوٹا تال کے ہیں، بچپن کے زمانے میں گھر سے نکل گئے تھے اور سادھوؤں کی جماعت میں رہتے رہے، جوانی کا عالم اسی عالم میں گزرا۔ محمد مسلم رضوی کے ساتھیوں میں ایک ساتھی لڑکا مسلمان تھا۔ اس کے ہمراہ بچپن کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے اور مذہب اسلام کی کتب کا تذکرہ اس نے کیا تھا۔ سادھوؤں میں رہ کر جب سکون نہیں پایا تو مذہب اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔

دریافت کرنے پر بتایا کہ مجھے اس میں بہت سکون ملا اور میرا دل ایک دم مضطرب ہوگیا کہ مذہب اسلام قبول کرلوں، فوراً بریلی شریف حاضر ہوا۔ یہاں پر چاند جیسے چہرے والے ایک شخص کو دیکھا، ان کے بارے میں معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے جانشین ہیں۔ میرا دل اور بے قرار ہوا، میں نے عرض کیا حضور! آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں فوراً جانشین مفتی اعظم نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا نیز سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت فرمالیا۔

رائے بریلی کا رہنے والا شادی شدہ گوالہ ہندو وہ جمادی الاول ۰۹ ۱۴ھ/ ۱۹۸۹ء کو جانشین مفتی اعظم کے ہاتھ پر شرفِ اسلام سے مشرف ہوا۔ اس نے اسلام لانے کا سبب یہ بتایا کہ اس کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا اور اس کے دھرم میں یہ ہے کہ جو سب سے چھوٹا بیٹا ہوگا یا سب سے بڑا بیٹا ہوگا وہ اپنے والد کی نعش کو جلائے گا اور یہ بھی ہے کہ اپنے باپ کی نعش پر بانس سے مارے گا۔ اس لڑکے نے ایک بانس سر پر مارا اور یہ خیال کیا کہ یہ میرا مذہب غلط ہے اور مسلمانوں کا مذہب صحیح ہے اور اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ہم ایک بڑی مسجد میں بیٹھے ہیں اور مسجد میں ایک ضعیف حسین خوبصورت چہرے والے تشریف فرما ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹا کلمہ پڑھ، میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ وہ جب بریلی آیا تو اس نے جانشین مفتی اعظم کو دیکھا، فوراً چیخ پڑا کہ اپنے مالک کی قسم! فلاں مسجد میں، مَیں نے خواب میں انہی بزرگ کو دیکھا تھا اور انھوں نے ہی مجھے کلمہ پڑھایا تھا اور وہ لڑکا فوراً جانشین مفتی اعظم کے دست پاک پر کلمہ شریف پڑھ لیتا ہے اور داخل سلسلہ ہوجاتا ہے، اس کا نام جانشین مفتیٔ اعظم نے عبداللہ رکھا۔ (حیات تاج الشریعہ، ص:۵۸-۶۲)

حضور تاج الشریعہ ایک عظیم ہستی تھے

میرے والد گرامی حضرت علامہ مولانا صوفی محمد فاروق احمد رضوی خلیفۂ تاج الشریعہ فرماتے ہیں: تاج الشریعہ کی ہستی ایک عظیم ہستی تھی۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات مبارکہ بے پناہ خوبیوں اور بے شمار کمالات کے حامل تھی۔ آپ کی ذات وصفات میں وہ تمام امتیازات اور خصوصیات جمع تھیں جو ہم عصر علمائے کرام میں کسی کو ممتاز کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کو علمائے اسلام نے تاج الشریعہ کے منصب پر فائز فرمایا۔ اس بات سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ سرکار تاج الشریعہ بڑی شان وشوکت رکھتے تھے۔ علم وفن، فکر وشعور اور فقہ وتدبر میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ جیسا کوئی نہ آپ کے دَور میں تھا اور نہ آپ کے جانے کے بعد کوئی دوسرا ہوا، اور جہاں تک آنے والے ادوار کی بات ہے۔ تو اس بارے میں عرض ہے جب آپ کے دور میں کوئی آپ جیسا نہ آئے بہت مشکل ہے۔ اس کے مشکل ہونے کے مختلف اسباب ہوسکتے ہیں۔ ذیل میں وہ اسباب درج کیے جاتے ہیں:

(۱) یہ دور اور اس کے آنے والا دور قحط الرجال کا دور ہے۔ علم تو اس طرح اٹھتا جارہا ہے جیسے اس چمن میں کبھی علم ہی نہ رہا ہو، اب تک جو بھی گیا ہے، اس کی جگہ خالی ہے، کسی نے بھی اس جگہ کی پورتی نہیں کی ہے۔ جب اہل علم تھے اور علم کی بہتات تھی جب کوئی آپ جیسا نہیں ہوا، تو اب کیسے ہو

سکتا ہے اور اس کی امید بھی نہیں کی جاسکتی، میں نے اُسے مشکل صرف اور صرف ظاہری بنیاد پر کہا ہے، ورنہ دست قدرت میں کیا نہیں ہے؟ جب وہ سوکھی ٹہنیوں سے روشنی کا کام لے سکتا ہے اور لکڑی سے تلوار کا کام لے سکتا ہے تو پھر کس انسان سے دین متین کا کام لے لے تو اس میں بعید کیا؟

(۲) نئی نسلوں میں رفتہ رفتہ دینی فہم اور فقہی بصیرت کم ہوتی جارہی ہے اور گہرائی میں اُترنے کا فن رخصت ہورہا ہے۔ اس دور میں ارباب فکر معلومات کو پھیلانا تو جانتے ہیں مگر جسے تدبر اور تعمق کہا جاتا ہے اُس سے عاری ہوتے جارہے ہیں۔ تو پھر بتایئے ایسے مخدوش ماحول میں کوئی کسی کی جگہ کیوں لے سکتا ہے؟ اور اس کے جواز ہی کیا؟ یہ تو ایک عام عالم کی بات ہے تو پھر کوئی تاج الشریعہ کی جگہ لے لے، کس طرح ممکن ہوسکتا ہے؟ ایک دفعہ میں اپنے استاذ گرامی ماہر رضویات حضرت علامہ مفتی شمشاد حسین رضوی کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: یہ دور جاہل کو عالم بنانے کا دور ہے۔ میں نے حضور مفتی صاحب قبلہ سے ادب سے بارگاہ میں سوال کیا، یہ کیسے ہوا؟ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں: یہ دور جاہل کو عالم بنانے کا دور ہے، وہ اس طور پر بے پڑھے لکھے افراد کو مشائخ کی صورت میں پیش کیا جارہا ہے، جسے کچھ بھی نہیں آتا ہے وہ قوم کی قیادت میں لگا ہوا ہے اور دین وملت کی صلاح وفلاح کی باتیں کرتا ہے، بے پڑھا لکھا شخص مدرسہ، دارالعلوم کی نظامت کررہا ہے، تب جا کر مجھے سمجھ میں آیا، حضرت کے فرمانے کا مطلب یہ تھا۔ یہ دور جاہل کو عالم بنانے کا دور ہے۔ حضرت نے جو فرمایا ہے، وہ سو فیصد صادق آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ کیا ایسے ہی اشخاص کسی کی جگہ لے سکتے ہیں؟ اس بارے میں جس کسی کا جو بھی نظریہ ہو مگر میرا موقف یہ ہے کہ تاج الشریعہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کو غریق رحمت کرے اور ان کے فیوض و برکات سے ہم سب کو مالا مال کرے، آمین ثم آمین۔



مولانا محمد عظیم الزماں قادری
خانقاہ محبوبیہ، زادپورا اکبرپور، امبیڈکرنگر، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فیضان تاج الشریعہ

دیوانگان عشق محمد کو دیکھ کر
گھبرا گئی ہے گردش دوراں کبھی کبھی

مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
یہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرات۔ آج کے اس پرفتن اور پراگندہ ماحول میں انسان کا صفحہ ہستی پر سانس لینا کس قدر مشکل ہوگیا ہے کہ قدم قدم پر رکاوٹیں۔ بندشیں، تمکنا نیت۔ بے رحمی، بدخلقی۔ بے راہ روی عام سے عام تر ہوتی جارہی ہے۔ ایک دوسرے کے خون کا پیاسے نظر آرہے ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے۔ بیٹا باپ کا دشمن بنا ہوا ہے۔ میاں بیوی میں منافرت کی بو پائی جارہی ہے۔ ہر کس وناکس منافرت کی آگ میں جھلسا ہوا نظر آرہا ہے۔ ایسے تندوتاریک ماحول میں بندہ خدا کا زندگی گزارنا کتنا مشکل ترین امر معلوم ہوتا ہے۔ انسان کی سوچ وفکر کو کن کن کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو دیکھ کر انسان کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں انسان اپنے قدم کو پیچھے ہٹانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ اور شیطانیت غالب آجاتی ہے تو بندہ گمراہیوں کے عمیق دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اسکی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے اور وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے لیکن انہی بندگان خدا میں اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کا نصب العین بنالیا ہے جنھوں نے اپنا رشتہ اللہ اور اس کے رسول سے جوڑ لیا ہے جن کا ہر ہر قدم اٹھتا ہے تو اللہ اور اسکے رسول کی مرضی کے موافق اٹھتا ہے سوتا ہے تو اللہ اور رسول کی یاد میں سوتا ہے جاگتا ہے تو اللہ و رسول کی یاد میں جاگتا ہے چلتا ہے تو مصطفی کے طریقے پر چلتا ہے بولتا ہے تو رحمت عالم کے طریقے پر بولتا ہے غرضیکہ

بندۂ مومن کا ہر ہر قدم اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے تو ایسے ہی نیک بندوں پر اللہ اور اس کے رسول کی رحمتیں نازل ہوا کرتی ہیں جب بندہ اللہ اور اس کے رسول کی یاد میں محو و مستغرق ہو جاتا ہے تو اسکی زندگی عام انسانوں کی سی نہیں رہتی بلکہ حدیث پاک کے مطابق من کان للہ کان اللہ لہ کی مصداق ہو جایا کرتی ہے یعنی اللہ اسکا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں اور ایسے ہی بندوں کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ کہ جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بلاشبہ ان اللہ والوں نے اپنے قلب و جگر کو اللہ اس کے رسول کی یاد سے منور و مجلیٰ کر لیا اور اپنی زندگی کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا تو اللہ نے اپنے بندوں کو ان کی طرف مائل کر دیا تو وہ ان سے محبت کرنے لگے یہی وجہ ہے کہ ان بندگان خدا نے اگر اپنا مسکن جنگلوں، پہاڑوں اور بیابانوں میں بنا لیا ہے پھر بھی دنیا انکے ارد گرد گھوما کرتی ہے اور ان کے در سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے اسلئے کہ ان کی بارگاہوں میں سکون ہے اطمینان ہے روحیانیت و عرفانیت ہے بلا کسی تمہید و تمثیل کے ان اللہ والوں کے مراتب اور عظمت و شان و رفعت تو ارفع و اعلیٰ ہیں ہی لیکن ان سے جو وابستہ ہو گیا وہ بھی ارفع و اعلیٰ ہو گیا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

حضرات انہی نفوس قدسیہ میں ایک ذات بابرکات اور پاکیزہ ذات مرشدی آقائی و ملجائی الشاہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ کی ہے جن کے قدموں کی برکت کا ماوشما تو کیا غیروں نے اعتراف کیا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میرے آقا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ناگپور کی سرزمین پر کسی پروگرام کے لئے اپنی گاڑی سے جا رہے تھے راستے میں گاڑی بگڑ گئی ہر چند لوگوں نے بنانے کی کوشش کی مگر گاڑی نہ بن سکی میرے تاج الشریعہ نے کہا چلو پیدل چلتے ہیں لوگوں نے کہا حضور رکیں آپ نے کہا نہیں آپ گاڑی سے اتر گئے اور پیدل چلنے لگے ابھی کچھ ہی دور چلے ہونگے کہ لوگ یکے بعد دیگرے آتے گئے لوگوں کو معلوم ہوا کہ بریلی شریف کے خاندان رضا کا ایک شہزادہ جسے دنیا ازہری میاں کے نام سے جانتی ہے وہ تشریف لا رہے ہیں دیکھتے ہی

دیکھتے مجمع کثیر ہو گیا کئی کئی گاڑیاں آگئیں لوگوں نے کہا حضور گاڑی پر چلتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں پیدل ہی چلیں گے کچھ ہی دور پہونچے ہونگے کہ لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے روئے زمین پر مہ کامل اتر پڑا ہو اللہ اللہ میرے تاج الشریعہ کی یہ شان تھی کہ جس طرف نکل جاتے بغیر کسی تشہیر و اعلان کے آپ کے جمال جہاں آرا کے دیدار کے لئے بھیڑ امنڈ پڑتی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں پروانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اکٹھا ہو جاتا جس جگہ جس گھر میں قدم رنجہ فرماتے وہ جگہ وہ گھر وہ فضا معطر و مشکبار ہو جاتی دیکھنے والوں کی نظریں خیرہ ہو جاتیں جو دیکھتا یہی کہتا واللہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے یہ اللہ کا ولی معلوم ہوتا ہے چہرے پر اللہ نے وہ نورانیت بخشی تھی جو ایک بار چہرۂ زیبا کو دیکھ لیتا آپ کا اسیر ہو جاتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے تاج الشریعہ کے مزار پر انوار پر رحمت کی موسلا دھار بارش برسائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

وصال پر ملال

آقائی و ملجائی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر جونہی لگی دل غمگین ہو گیا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے دل یہی کہہ رہا تھا کہ کاش پر ہوتا تو فوراً آپ کے در اقدس پر پہونچ کر اپنے غمگین دل کو آپ کے دیدار پر انوار سے جلا بخشتا ابھی یہ تڑپ ہو ہی رہی تھی کہ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر فوراً گھر لوٹا ہی تھا کہ بچوں نے بڑی عقیدت و محبت سے کہا کہ ابا حضور بریلی شریف کے لئے جلد تیار ہو جایئے ٹرین آنے والی ہے بچوں نے بیگ تیار کیا میں سفر کے لئے نکل گیا ساتھ میں میرے بھتیجے حافظ فصیح الزماں بھی ہو لئے سنیچر کی صبح کو بریلی شریف اپنے جائے مقام پر پہونچنے سے پہلے کمار ٹاکیز کے پیچھے کھاتے والی مسجد میں نماز فجر ادا کی بعدہٗ گھر پہونچے ہمارے محسن کرم فرما حافظ محمد رفیع صاحب نوری بنارسی نے بڑی عقیدت و محبت سے چائے ناشتہ کرایا، ہمارے حافظ صاحب بڑے فیاض خوش مزاج اخلاق مند ہیں ویسے بھی ہر سال عرس اعلیٰ حضرت پر بڑی فراخ دلی کا ثبوت پیش کرتے ہیں صبح شام کھانے کا اچھا انتظام کرتے ہیں اللہ انھیں مزید حوصلہ عطا فرمائے خوب برکت دے بہر حال ہم دونوں چچا بھتیجے فوراً تاج الشریعہ کے دیدار کے لئے تیار ہو گئے ہم لوگوں نے ادھر اُدھر مڑ کر نہیں دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا کرنا ہے بس ایک ہی دھن تھی دیدار تاج الشریعہ ایسا لگ رہا

تھا کہ میرے آقا تاج الشریعہ مجھے کھینچ رہے ہیں راستہ جانا پہچانا تھا جب اسلامیہ انٹر کالج کے گراؤنڈ سے آگے بڑھے دیکھا عاشقان تاج الشریعہ کا ٹھاٹھیں مارتا مجمع صف بستہ اپنے محسن کی آخری دیدار کے لئے کھڑا ہے کہیں سے آگے بڑھنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں تھی ناگاہ میرے آقا تاج الشریعہ نے میری رہنمائی فرمائی دل نے آواز دی عظیم الزماں قادری آجاؤ راستہ بدل کر گلی کے راستے سے آجاؤ گلی کے راستے جب روڈ پر پہونچے تو دیکھا روڈ پر مجمع اس قدر ہے کہ کسی کے بس میں نہیں آرہا تھا ہر طرف بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ تاج الشریعہ کا نعرہ بلند ہو رہا تھا لوگ اللہ اکبر کی صدائیں لگا رہے تھے ذکر واذکار میں مشغول تھے میں بھی صف میں دست بستہ کھڑا ہو گیا گھنٹوں کھڑا رہا پھر میرے آقا تاج الشریعہ نے کرم فرمایا میں نے صف کو چیر کر آگے بڑھنے کا ارادہ کیا فوراً ایک صاحب خیر نے آواز دی آیئے حضور آیئے میرے لئے انھوں نے راستہ کھول دیا آگے بڑھتا گیا بلیاں کھلتی گئیں ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے تاج الشریعہ نے اپنے جمال جہاں آرا کی ایک جھلک مجھ کمینے کے چہرے پر ڈال دی ہو کہ جو دیکھ رہا ہے گرویدہ ہوتا جا رہا ہے اُو زبان سے یہی کہہ رہا ہے آیئے حضور آیئے قسم خدا کی میرے تاج الشریعہ نے مجھ پر ایسا کرم کیا کہ میں سوچ نہیں سکتا میں سر جھکائے آگے بڑھتا گیا راستہ کھلتا گیا راستے میں رضا کاروں کا ہجوم بھی تھا پولس عملہ بھی تھا کسی نے یہ نہیں کہا او مولانا صاحب آپ صف کو توڑ کر کہاں جا رہے ہیں آپ اندر کیوں گھس رہے ہیں بلکہ جو دیکھ رہا ہے یہی کہہ رہا ہے آیئے حضور آیئے یہاں تک کہ میں مسجد اعلیٰ حضرت تک پہونچ گیا مجمع اس قدر تھا کہ کسی کے بس میں نہ تھا میں نے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنا چاہا کہ اچانک مجمع سے ایک خادم تاج الشریعہ نے بیچ سے راستہ چیر کر مجھے دائیں جانب کر دیا تو میں دوکان کے سہارے سے کاشانۂ تاج الشریعہ کے قریب پہونچ گیا وہاں بھی لوگوں نے اندر آنے کی اجازت دی دل کھنچا جا رہا تھا آخر وہ وقت سعید آپہونچا کہ میں حضور تاج الشریعہ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا مجھے ایسا لگا کہ میرے آقا تاج الشریعہ نے مجھے ایک نظر دیکھ لی ہو بس کیا تھا آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہہ رہی تھی کچھ توقف کے بعد پیچھے کی جانب سے نکلتا گیا عورتوں کا جم غفیر تھا غمناک آنکھوں سے آنسو پونچھتا ہوا گلی کی شناخت بھول گیا کافی دور جانے کے بعد راستہ دریافت کرنے کے بعد منزل تک پہونچا ابھی

کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بادل نے انگڑائی لی موسم نے رخ بدلا جھوم کر برکھا ہوئی اس سے قبل بریلی واطراف میں اتنی زوردار بارش پورے موسم میں نہیں ہوئی تھی پوری فضا سوگوار تھی اس عالم ربانی کا دنیا سے کوچ کرنا کتنا عظیم سانحہ تھا کہ جس کو دنیا پورا نہیں کر سکتی اس لئے کہ ایک عالم کی موت عالم کی موت ہوا کرتی ہے۔ مسلسل دو تین گھنٹے بارش ہوئی بریلی کا ذرہ ذرہ سرسبز وشاداب ہو گیا یہ بادل کا برسنا کیا تھا دراصل آسمان رو رہا تھا دیواریں رو رہی تھیں ہر کس وناکس فراق تاج الشریعہ میں غمناک تھا۔

حضرات! کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ظہر اور عصر کی نماز ادا کی بعدۂ پھر دل میں تڑپ پیدا ہوئی چلو ایک مرتبہ اور زیارت کر لیتے ہیں یہ ارادہ کر کے گلی کے راستے روڈ پر آئے مجمع صبح سے کہیں زیادہ تھا ہر طرف سے دیکھا کہیں بس نہیں چل رہا تھا ہم نے بھتیجے سے کہا بابو فصیح الزماں اب بہت مشکل ہے زیارت کرنا۔لیکن واہ میرے آقا تاج الشریعہ نے پھر ایسا کرم کیا میں سوچ نہ سکا رضا کاروں کا پہرہ لگا ہوا ہے کروڑوں کا مجمع ہے لوگ صف میں لائن لگائے ہوئے ہیں کہیں سے جانے نہیں دے رہے تھے میں نے ایک صاحب سے کہا بھائی تھوڑی جگہ دے دیجئے انھوں نے میرے لئے راستہ کھول دیا ہم لوگ سر نیچے کئے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی گلی تک پہونچ گئے مجمع کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔آگے جانے کا کوئی راستہ نہ تھا ایک طالب علم کو گلی کی طرف جاتے دیکھا میں نے پوچھا بیٹے ادھر کیا ہے بچے نے کہا یہی تو ازہری گیسٹ ہاؤس ہے یہیں پر آپ کا مدفن ہے ہم لوگ آگے بڑھے دیکھا دیوانوں ہجوم یہاں بھی لگا ہوا ہے۔دروازے پر بھیڑ لگی ہوئی لوگ قبر منور کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہیں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا آیئے حضور آیئے ہم لوگ اندر چلے گئے عجیب سما تھا خادمان تاج الشریعہ کا اژدھام تھا ہر طرف نور بکھرا ہوا تھا قبر منور تیار ہو رہی تھی ہر شخص فراق یار میں گم تھا عشق نے آواز دی عظیم الزماں قادری تم بھی اپنے آقا کی آرام گاہ کے لئے اپنے ہاتھوں سے کچھ اینٹ اور مورنگ پیش کر کے اپنی عاقبت کے لئے کچھ کر لو چنانچہ میں نے بھی اینٹ اور مورنگ وغیرہ تھما کر اپنے لئے سعادتوں کا ایک ذخیرہ تیار کر لیا تا کہ کل قیامت کے دن تاج الشریعہ کے دیوانوں میں میرا بھی نام رہے آقا فرما دیں کہ یہ تو میرا دیوانہ ہے۔

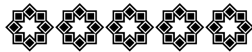
بعدۂ ازہری گیسٹ ہاؤس سے نکل کر پھر گلی میں آ گئے مجمع کھچا کھچ بھرا تھا آگے جانے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا مجمع سے ایک صاحب خیر نے آواز دی ہم لوگ ساتھ ہو کر دائیں جانب نکلتے ہوئے کاشانۂ تاج الشریعہ پر پہونچ گئے دل کی دھڑکنیں تیز تھیں دل رو رہا تھا آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا لبوں پر ہچکیاں تھیں آہ میرے تاج الشریعہ کا چہرہ رہا میری نظروں کے سامنے تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میرے آقا تاج الشریعہ مجھے دیکھ رہے ہیں بہر کیف ہم لوگ زیارت کر کے پیچھے گلی کے راستے سے نکل گئے جامعہ منظر اسلام کے پاس بی بی کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی بعدۂ قیام گاہ پر پہونچے صبح نمودار ہوئی فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد چائے وغیرہ پی کر اسلامیہ انٹر کالج کے قریب پہونچے دیوانوں کا ہجوم تھا گاڑیوں کی ریل پیل تھی ہر طرف سے عشاقان تاج الشریعہ چلے آ رہے تھے کوئی روڈ کوئی گلی کوئی مکان خالی نہیں تھا جہاں لوگ نہ بھرے ہوں غرضیکہ بریلی میں دیوانوں کا ایک سمندر تھا کچھ ہی دیر میں پورا میدان بھر گیا ہر طرف اللہ اللہ کا نعرہ بلند تھا لبوں پر تاج الشریعہ کے ترانے تھے ۔لوگ صبح سے صف لگائے ہوئے نماز جنازہ کے لئے کھڑے منتظر تھے جنازہ صبح ۸ ؍بجے کاشانۂ تاج الشریعہ سے نکل کر چوپڑا ہوتے ہوئے بڑے روڈ سے ہو کر ۱۱ ؍بجے پولس چوکی پہونچا، ٹھیک ۱۱ ؍بجے آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جنازے میں کروڑوں کا مجمع تھا آج تک اتنا بڑا مجمع بریلی واطراف میں نہیں دیکھا گیا یہ میرے آقا تاج الشریعہ کی زندہ کرامت ہی تو ہے کہ کشاں کشاں لوگ چلے آ رہے تھے یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرات آپ کی کرم فرمائیوں کا کیا کہنا زمانہ تو معترف ومداح ہے ہی نہ جانے کتنوں پر کرم کا بادل برسا اور برس رہا ہے لیکن مجھ حقیر فقیر احقر پر جس قدر کرم فرمائیاں ہوئیں تا دم زیست اسے فراموش کرنا تو دور کی بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے حضرات یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں یہ دل کی کیفیت ہے جو زبان گویا ہے میں خود حیرت واستعجاب سے سمندر میں غوطہ زن ہوں کہ واللہ میرے آقا تاج الشریعہ نے میری ہر ہر قدم پر کس طرح رہنمائی فرمائی ہے اور اپنے دیدار پرانوار سے مشرف فرما رہے ہیں خود میں سوچ نہیں سکتا۔یوں تو ہر سال عرس اعلیٰ حضرت میں آپ کے دیدار پر انوار سے فیضیاب ہوتا رہا اور یہیں تک نہیں بلکہ ابھی چند مہینے قبل ماضی قریب میں بچوں کے ساتھ

آپ کے درِ دولت پر بیعت کے ارادے سے حاضر ہوا اور بچیوں کو آپ کے دست اقدس پر بیعت کرایا غالباً نماز مغرب کا وقت ہونے جا رہا تھا آپ ضرورت کے لئے استنجا خانہ کی طرف جا رہے تھے بڑی بچی نے عرض کیا حضور بچی کے سر پر ہاتھ پھیر دیں میرے آقا تاج الشریعہ نے چھوٹی بچی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور خوب دعائیں دیں اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ بچی بہت کم گو تھی آپ کی دعاؤں کی برکت سے بڑی ذہین وفطین ہو گئی بچیوں کا نصیبہ جگ گیا یہ بچیاں عالمہ فاضلہ مفتیہ بن کر والدین کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بن گئیں اور اپنے قلب وجگر کو منور ومجلی کر لیا اور ہمیشہ کے لئے شریعت مطہرہ کی پابند عہد ہو گئیں اور علمی کمالات سے جامعہ کلیات البنات الامجدیہ کے وسیع صحن میں زیر سایہ کرم پیر طریقت حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ امجدی وعلامہ علاء المصطفیٰ صاحب امجدی اور تمامی معلمات کی دعاؤں سے درس وتدریس کا کام انجام دے رہی ہیں اللہ انکے علم وعمل وعمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے مراتب کو اور بلند کرے۔ساتھ ہی میرے محسن کرم فرما برادر اکبر حافظ ہدایت اللہ اویسی وماسٹر معراج ایوبی اویسی وجملہ محبین صاحبان کی طرف سے بارگاہِ تاج الشریعہ میں عقیدت بھرا سلام پیش ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ تاج الشریعہ کے صدقے میں سب کو خیر وآباد رکھے آپ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔آمین

بجاہ سید المرسلین

جتنا دیا سرکار نے مجھ کو اتنی میری اوقات نہیں　　یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں



مولانا محمد انظار احمد خاں رضوی شبنم بلواوی

ایمان وعقیدے کی سلامتی کے بعد فکر ونظر کی تابندگی اور کردار وعمل کی جولانی سے شخصیت کا حسن کھلتا اور نکھرتا ہے۔ اور یہ وصف الحمد اللہ علماء حق میں پایا جاتا ہے۔ حضور نبی کونین ﷺ نے علماء کو انبیاء کا وارث بتایا ہے۔ واضح رہے کہ یہ وراثت علم کی ہے۔ وان العلماء ورثۃ الانبیاء (ترمذی) اسی طرح علماء کو رب تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے والا بتایا گیا ہے یعنی خوف وخشیت الٰہی علمائے حق کے یہاں زیادہ ہوتی ہے اور یہ انہیں مقبول بارگاہ الٰہی بناتا ہے۔ ﴿اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ (فاطر ۲۸) **''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''** اور ایسے ہی عالم ربانی کو ڈاکٹر اقبال نے بندۂ مومن سے تعبیر کیا ہے جن کی آفاقی شخصیت کا حسن زمانے کو متاثر کرتا ہے۔

ع مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

زمانے میں ایسے عالم باعمل کی جب تلاش کی جاتی ہے تو عمدۃ المحققین، رئیس المحدثین، مُربّی الفضلاء۔ مرشد کامل فخر الاماثل، خیر الاذکیاء، معلم الاتقیاء، وارث علوم رضا، قاضی القضاۃ فی الہند، فخر ازہر وفخر سنیت سیدی ومرشدی حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت العلام الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ الرضوان کی ذات نہایت ممتاز ونمایاں دکھائی دیتی ہے۔ سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو عالم اسلام نے بڑا اسلئے نہیں مانا کہ آپ مجدد اسلام سیدی امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبیرہ تھے اور شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم کے جانشین، بلکہ اپنے علم وفضل۔ تفقہ فی الدین۔ تقویٰ واستقامت نیز دینی خدمات اور عشق ومحبت رسول ﷺ کی بنیاد پر عظیم تھے، یقینا آپ مرجع العماء بھی تھے اور ممتاز الفقہاء بھی۔

الحمد اللہ یہ فقیر قادری نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور مرشد کریم علیہ الرحمہ جس محفل

میں جاتے تھے وہ محفل کی جان بن جاتے تھے اور جس بزم میں جاتے اس بزم کی شان بن جاتے تھے۔ آپ حق گو، حق پسند اور حق شناس تھے اور اس راہ میں اپنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے جو حق ہوتا بلا خوف وخطر کہہ دیا کرتے تھے، دینی معاملات میں لچک اور کسی کی ناراضگی کو خاطر میں نہ لانا یہ مرشد کریم کی خصوصیت تھی۔ آپ ہمیشہ اللہ عزوجل ورسول کونین ﷺ کی رضا وخوشنودی کو عزیز ومقدم رکھتے تھے۔ کئی بار ہم نے دیکھا کہ کسی مقرر نے تقریر کی اور کوئی خلاف شرع کلمہ زبان سے کہہ دیا تو فوراً حضور مرشد کریم نے اسے توبہ کروائی اور تنبیہ فرماتے۔

کوئی کتنا ہی امیر وکبیر ہو یا دنیوی جاہ ومنصب والا، کوئی پیر ہو یا خانقاہی رعب وجلال سے مالامال اگر شریعت مطہرہ کا پابند ہوتا تو اس کی تعظیم وتوقیر اور تائید کرتے، لیکن کہیں راہِ شریعت سے روگرداں ہوا تو بلا کسی خوف کے اسکی گرفت کرتے اور امام احمد رضا کا جلال بن کر برس جایا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بہت ساری ایسی خانقاہی ہیں جس نے زراندوزی کو اپنا مشغلہ بنالیا تھا وہ، اور کچھ علماء سوء آپ سے ناراض ہو بیٹھے تھے۔ آپ کی مقبولیت انہیں نہیں بھائی۔ اکثر ایسا ہوا کہ مصلحتا پسند لوگوں نے آپ کو خریدنا چاہا مگر زمانہ نے دیکھا کہ الحمد اللہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کوہِ ہمالہ بن کر شریعت مطہرہ پر ڈٹے رہے اور وہی کہا جو اللہ اسکے رسول کا فرمان تھا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہمیشہ اپنے آقائے کریم ﷺ کی محبت میں سرشار رہا کرتے تھے جس کا اظہار کبھی کبھی اشعار کے سانچے میں ڈھال کر یوں کہا کرتے۔

مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فدا کردیں عطا ہو بے خودی مجھ کو خودی میری ہوا کردیں
اسکی خدائی ہوگئی اور وہ خدا کا ہوگیا پی کے جو مست ہوگیا بادۂ عشق مصطفیٰ

اور کبھی یوں کہتے:

کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت

قوانین شریعت کی پابندی کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی موقع پر کسی سے سمجھوتہ نہیں کی۔ جہاں احکام اسلام پر عمل کرنا دشوار ہوگیا ہو ایسے مقام پر بھی جب آپ جاتے تو آپ کے قدم مبارک کی برکتوں سے دینی شعور بیدار ہوجاتا۔ ٹی وی، مووی، ڈیڈیو گرافی، مائک پر نماز کا مسئلہ ہو آپ ہمیشہ

اپنے اسلاف کے قول وعمل کرتے رہے اور تادم حیات خود بھی اجتناب کیا اور مسلمانان عالم کو بھی بچنے کی تاکید کرتے رہے۔

صلح کلیت کا قائداعظم بن کر پاکستانی پروفیسر طاہرالقادری منہاج القرآن کی آڑ میں سنیت پر شب خون مارنے کی جب ناپاک کوشش کی تو ایسے پرفتن ماحول میں مرشد کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہی ذات تھی جنہوں نے نہایت ہی بے باکی کے ساتھ طاہرالقادری کے چہرے کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا ''یہ طاہرالقادری نہیں طاہرالپادری ہے، اور اسکی تحریک منہاج القرآن نہیں منہاج الشیطان ہے۔'' زمانہ نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے صلح کلیت کی تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی اور یوں گویا ہوئے

صلح کلی نبی کا نہیں سنیوں   سنی مسلم ہے سچا نبی کیلئے
اختر قادری خلد میں چل دیا   خلد وا ہے ہر اک قادری کیلئے

جب تصوف کے نام پر شریعت سے جدا راہ اور گمراہی کا راستہ کھولا جا رہا تھا اور پیری مریدی کو تجارت اور دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا ایسے ماحول میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اصولِ اسلام کے داعی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچا علمبردار بنکر ایسا نورانی پیغام دیا کہ اسلام سے عاری دلوں میں دین کی روح پھونک دی۔ آپ جہاں جاتے مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا نصب کرآتے۔ ہم نے اس دور میں حضور مرشد کریم جیسی مقبولیت کسی کی نہیں دیکھی۔ کروڑوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔

تحدیث نعمت کے طور پر خود ارشاد فرماتے ہیں:

نگاہِ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری   چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

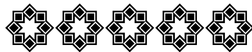
اللہ رب العزت نے رسول اکرم ﷺ کے طفیل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ۳۶/علوم و فنون پر مہارت تامہ عطا فرمائی تھی بالخصوص علم حدیث میں۔

حضور تاج الشریعہ کی تصنیفی خدمات بھی کافی وسیع ہیں۔ آپ کی درجنوں کتابیں اور فتاویٰ کے مجموعے عربی، اردو اور انگریزی میں شائع ومقبول ہیں۔ آپ نے درجنوں کتابوں کے تراجم بھی

فرمائے۔ کئی ملکوں میں آپکے تلامذہ موجود ومقبول ہیں اور دینِ متین کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ عرب وعجم میں سند واجازت حدیث طلب کرنے والے زعماء بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ آپکی عربی دانی اور فقاہت کے عرب وعجم کے موجودہ علماء اکابر بھی قائل ہیں۔ جب ہی تو عالم اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامعہ ازہر قاہرہ مصر نے فخر ازہر کے ایوارڈ سے نوازا۔ فقہی وشرعی مسائل کے حل کے سلسلے میں علماء عرب وعجم کی نگاہیں بھی آپ کے فیصلے پر لگی رہتی تھی۔ آپ کا فرمان ہی قول فیصل ہوا کرتا تھا۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ علم وحکمت کا ہمالہ وارث علوم رضا جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور مرشد کریم سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ طویل علالت کے بعد ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ نماز عصر کے بعد دلائل الخیرات شریف (جو کہ آپ کو زبانی یاد تھی) کی تلاوت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نماز مغرب کی اذان شروع ہوئی اور آپ اذان مغرب کا جواب دیتے رہے جب اذان ختم ہوئی تو اللہ اکبر اللہ اکبر کا تکرار کرتے ہوئے اپنے کروڑوں عقیدت مندوں کو مغموم چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ابرِ رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری
خدا کے رحمتیں ہوں اے امیرِ کارواں تجھ پر



مولانا غلام ربانی قادری رضوی لیاقتی

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ زہد و تقویٰ کے آئینہ میں

بندے کے لیے عزت و مقبولیت جس کی بنیاد احکامِ شریعت کی بجا آواری سے ہوتی ہے۔ وہ یقینا من جانب اللہ ہوتی ہے۔ خدا کے نیک اور محبوب بندوں کی مقبولیت ایک لازوال نعمت کا نام ہے۔ زیادہ تر یہ حضرات سادگی کی زندگی گزارتے ہیں ریا و نمود سے اپنے کو دور رکھتے ہیں۔

مگر ان کا سچا چاہنے والا خدا ان پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیتا ہے۔ لوگ خود بخود ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔

تاریخ اسلام ایسی مقبول ہستیوں سے بھری ہوئی ہے جن حضرات کا تاریخ اسلام سے یعلق دیا ہے اور تاریخی کتب پر جن کی نظر ہے وہ کبھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس فرش گیتی پر تخلیق آدم سے لے کر، تا ایں دم بے شمار انسانوں نے جنم لیا اور یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا لیکن ان پیدا شدگان میں ایسی شخصیات بھی اس عالم فانی میں جلوہ گر ہوئی جن پر اسلام اور دین و سنت کو فخر حاصل ہے۔

انہیں شخصیات میں ایک علمی قد آور شخصیت میرے مرشد گرامی شہزادۂ مفسر اعظم وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم عالم قطب زماں محقق دوراں ولی ٔ کامل شیخ السلام والمسلمین قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ سیدی سرکار محمد اختر رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی جملہ مسلمانان اہلِ سنت کیلئے بہت بڑی نعمت تھی۔

اصلاح عقائد و اعمال سے سلسلے میں جو کام بڑے بڑے خطیب و مقرر کی شعلہ بار تقریریں نہیں کر پاتی وہ کام آپ کی ایک نگاہِ ولایت کر دکھاتی۔ آپ نے ہمیشہ اپنے باوفا غلاموں عقیدت کیشوں اور احتیاج مندوں کی دستگیری اور کرم فرمائی کی ہے۔ نہ جانے مجھ جیسے کتنے بیکار لوگوں کو خرید

کر کے دنیا میں انمول کر دیا۔ ملک تو ملک بیرون ملک سے لوگ کشاں کشاں آتے رہے اور آپ کے دریائے فیض سے مالا مال ہو کر واپس ہوتے رہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ قدرت نے آپکو اپنی فیض رسانی کے لئے مرجع خلائق بنا رکھا ہے۔

کسی بھی جماعت کو ایسی ذات جو علم و فضل کا سمندر اور زہد و تقویٰ کا پہاڑ ہو کبھی کبھی میسر آتی ہے۔

بزرگی کیلئے سب سے بڑا معیار تقویٰ اور اتباع شریعت ہے، بندہ ٔ مومن کے اندر تقویٰ کی حقیقی صفات کا پایا جانا اس کے مقرب بارگاہ خداوندی ہونے کی روشن دلیل ہے کیوں کہ حقیقی تقویٰ کے ذریعہ بندہ ٔ مومن کو روحانی غذا حاصل ہوتی ہے۔ قلبی سکون میسر آتا ہے اور بے چینی کا خاتمہ ہوتا ہے اور روحانی عروج وارتقاء کو سرفرازی و سربلندی نصیب ہوتی ہے پھر بندہ ٔ مومن اس مرتبہ ٔ کمال پر فائز ہو جاتا ہے جسے اہل مرتبہ ولایت سے تعبیر کرتے ہیں۔

سیدی تاج الشریعہ جو زہد و تقویٰ کے کوہ گراں تھے آفتابِ شریعت مہتاب طریقت افق تصوف کے نیر تاباں معرفت و حقیقت کے بحر بیکراں اور تقویٰ و طہارت کے منبع و سرچشمہ ایک زبردست ولئ کامل اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی کراماتوں نے بے شمار گم کردہ منزل کی رہنمائی کی ہے اور آپکی باطنی تصرف اور عاؤں نے اَن گنت غم کے ماروں کی بگڑی بنائی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی کرامت

سیدی تاج الشریعہ کرناٹک کا مشہور دوانگیرہ میں ۲۰۰۸ء کو تبلیغی دورے پر آئے تھے۔ دوانگیرہ والوں نے آپ کا قیام شہر سے ۱۵ کلومیٹر کی دوری پر ہری ہر کے مشہور برلا گیسٹ ہاؤس میں کیا تھا۔ حضور تاج الشریعہ وہاں پر آرام کر کے تیار ہو کر جلسے میں آنے کیلئے کار سے نکلے۔

آپکی کار کے پیچھے کچھ نوجوان اپنی کار سے دیدار کے لئے آرہے تھے حضرت کی کار کافی دوری پر تھی ایک ٹرک والے نے نوجوانوں کی کار کو خطرناک ٹکر مارا اس حادثے کے بعد کار ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

اس کی آواز حضرت کے کانوں تک پہونچی حضرت کے ساتھ بیٹھنے والوں میں لطیف ماموبھی

تھے۔ حضور تاج الشریعہ نے برجستہ فرمایا۔۔۔ نہیں نہیں بچوں کو کچھ نہیں ہوا ہے۔ پتہ کرنے کے بعد معلوم ہوا ایک خراش تک کسی کو نہیں آئی۔ کار کو دیکھنے والے سب یہی کہہ رہے تھے اس حادثے کے شکار ہونے والوں میں کوئی زندہ نہیں ہوگا حضرت کی نگاہ نے سب کو بچالیا۔

جس طرح تاج الشریعہ کا فیض کل جاری تھا ویسے آج بھی جاری ہے صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ولادت وتعلیم آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو چودھویں صدی کے مجدد امام احمد رضا خان کے گھر محلہ سوداگران، بریلی شریف میں ہوئی۔

تسمیہ خوانی:

جانشین مفتئ اعظم علیہ الرحمہ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراھیم رضا جیلانی نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور اس میں دار العلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو دعوت دی حضور مفتئ اعظم ہند علیہ الرحمہ نے رسم بسم اللہ ادا کرائی اور محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ پکارنے کا نام محمد اسماعیل رضا اور عرف محمد اختر رضا تجویز فرمایا۔ آپ کا لقب تاج الشریعہ ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا۔ اسی دوران والد ماجد مولانا، ابراھیم رضا خان قدس سرہ سے اردو کی کتابیں پڑھیں۔ گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دار العلوم منظرِ اسلام میں داخلہ کرادیا۔

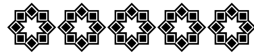
نحو میر، میزان وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دار العلوم منظرِ اسلام کے کہنہ مشق اساتذہ کرام سے پڑھیں ۱۹۵۲ء میں ایف آر۔ اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے کلیہ اصول الدین (ایم۔اے) میں داخلہ لیا مسلسل تین سال تک جامعہ ازہر مصر میں رہ کر جامعہ کے فن تفسیر و حدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

وصالِ مبارک:

آپ کا وصالِ مبارک ۶ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ کو ٹھیک ۷ ۳:۷ بجے شام میں اذان کا جواب دیتے ہوئے ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ شہزادۂ تاج الشریعہ قائدِ اہلسنت علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ نے پڑھائی یہ ناچیز نے بھی مرشدِ گرامی کے جنازے میں شرکت کی۔ ایک کروڑ سے زائد عقیدت مندوں کا ہجوم دیکھنے کو ملا۔ البتہ اتنا ضرور یاد رکھ لیجئے کہ حضرت کی سب سے بڑی کرامت استقامت فی الدین تھی۔ دعا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام پر تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا فیضان جاری و ساری فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔



مولانا مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی
دارالافتاء والقضاء وسرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفی برانچ ھاسپیٹ

آنکھوں دیکھا حال

شریعت وطریقت، مذہب وملت، معرفت ونورانیت، ولایت وکرامت، عبادت وریاضت، علم وعمل، اخلاص ووفا انسانیت وشرافت، صورت وسیرت، غیرت وحمیت، رعب ودبدبہ، ہمت وجرأت، سعادت ونیک بختی، وجاہت ودلکشی، نفاست ولطافت، فکر وتدبر، شعور وآگہی، بخشش وعطا، اخلاق وکردار، حسن وجمال، حشمت وشوکت، فصاحت وبلاغت، خوبی وکمال، محبت وشفقت، صبر ورضا، عدل وانصاف، راست گوئی وپاک بازی، لطافت وسنجیدگی، ایثار وقربانی، ایفائے عہد، حق گوئی وبے باکی، مروت وعزیمت، زہد وورع، صدق وصفا، جلوت وخلوت، ہوش مندی ودانائی، بصارت وبصیرت، فہم وفراست، حکمت وسیاست، سیادت وقیادت، عجز وانکساری، عقل وخرد، رہبری ورہنمائی، تزکیۂ تصفیہ، زبان وبیان، لباس وطعام، جلوس وقیام، طہارت وپاکیزگی، ملاحت وتمکینیت، خوف وخشیت، پارسائی وپاک دامنی، خوش روئی وشگفتہ مزاجی، خوش کلامی بلند اخلاقی، دعوت وتبلیغ، اشاعت وترویج، کسرنفسی وسادگی، اصاغر نوازی واکابر پرستی، حقوق اللہ کی ادائیگی وحقوق العباد کی پاسداری، امانت ودیانت، امامت وخطابت، دینی تڑپ ملی جذبہ وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا اوصاف وخصوصیات اور اجزا وعناصر سے جس کی حیات عبارت ہے، نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابۂ کرام کے اسوۂ حسنہ کی نیابت کاملہ کا جو مظہر اتم ہے اس کمال ومحاسن اور خوبی جمال کے اختر برج ھدی کو دنیا تاج الشریعہ کہتی ہے۔

جو لقد کان لکم کی ہو بہو تصویر ہو وہ غلام مصطفیٰ ہیں سیدی اختر رضا

جب سے ہوش سنبھالا اس نیر برج ہدایت کو دیکھتا رہا کبھی مسند ارشاد پر جگمگاتا دیکھا کبھی بزم بیعت وارادت میں سعادت مندی وفیروز بختی کا گل کھلا کر مسکراتا دیکھا، یہ سلسلہ بڑا دراز ہے البتہ

جہاں دیکھا نور بار دیکھا خلوت وجلوت ہر جگہ مدینے کی ضیاباریوں کا جامع پایا بلکہ اس جمال جہاں آرا میں جلوۂ مصطفی کی تابناکیاں نقطۂ عروج پر مشاہدہ کیا آج بھی ۱۹۹۶ کا وہ زمانہ یاد ہے جب بندہ دارالعلوم شاہ جماعت ہاسن کرناٹک میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا فتاوی رضویہ کا مطالعہ کرتے ہوئے چند جگہوں پر تفہیمی وفکری قوت نے جواب دیدیا جس کے باعث ان مسائل کے سمجھنے سے قاصر رہا، مفتیان کرناٹکا سے رجوع کیا مگر طمانیت بخش جواب نہیں ملے مفتی شریف الرحمن صاحب، ومفتی محمد مظہر الحق صاحب نوری سے تبادلۂ خیال کیا انہوں نے جواب دے کر مطمئن کرنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن الجھنوں کے کانٹے فہم وفراست کے دامن سے نہ نکل سکے چند مہینے گذرے ہونگے کہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی آمد پر نور ہاسن کی زمین پر ہوئی، مفتی شریف الرحمن صاحب بنگلور ایئرپورٹ سے لانے گئے تھے راستے میں حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ رہے انہوں نے علم وعمل اور فکر وفن کے سلطان ہفت اقلیم کی سماعت کے حوالے ہمارے لاینحل مسئلے کو کیا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مجمع البحرین، رسول ہاشمی ﷺ کی سیرت طیبہ کی مکمل تفسیر پر تنویر حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارالعلوم میں جلوہ بار ہوئے آپ کے قدوم میمنت لزوم پڑتے ہی نور بار ہو گیا اور کیوں نہ ہوتا مدینے کی بہار نے جو قدم رکھدیا تھا، بغداد واجمیر کی نورانیت نے جلوہ باری کی تھی، کالپی ومارہرہ کے فیضان بے نظیر کی آمد ہوئی تھی، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر جمال حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم، لخت جگر نور نظر مفسر اعظم اسلام اور بریلی عظمتوں کے آفتاب عالم تاب نے طلوع پذیری کی تھی، قسم خدا کی جب دیکھا تو دیکھتا ہی رہگیا محویت کی وہ کیفیت تھی کہ کوئی تن سے سر جدا کر دیتا تو کٹنے کا احساس تک نہیں ہوتا یہ حالت تنہا میری نہیں تھی بلکہ سارے حاضرین مرغ بسمل تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کی تاریخ پڑھی تھی، بازار مصر کا دلکش ودلپذیر واقعہ سنا تھا، زنان مصری کے انگشتان مبارک کے کٹ جانے اور خون کے فوارے پھوٹنے کا ذکر سماعت سے ٹکرائی تھی، حضرت زلیخا کی وارفتگی وشیفتگی کا ہوش اڑا دینے والا قصہ نہاں خانۂ فکر وذہن میں محفوظ تھا آج وہ تمام دلکش نظارے آنکھوں کے سامنے رقص کناں تھے جس کے باعث لبوں پر یہ اشعار مچل اٹھے۔

حسن یوسف کا لگا ہے مصر میں بازار پھر — اس کو لینے پھر چلی ہے اک زلیخا سوداگر

چشم آہو برق عشوہ روئے انور آفتاب — رب تعالیٰ کی تجلی کا ہویدا تھا قمر

ہجوم میکدہ کو باہر کر دیا گیا دروازے مقفل ہو گئے علم وفن کا کوہ گراں، فکر وتدبر کا آسماں، کتاب وسنت کا عامل، شریعت وطریقت کا حامل، حفظ خانہ میں ضوبار ہوا، اساتذہ دائیں بائیں غلامانہ وعاشقانہ روش کے سانچے میں ڈھل کر باادب بیٹھ گئے اس گنہگار کو طلب کیا گیا، سرخمیدہ لرزیدہ لرزیدہ ایک مجرم کی حیثیت سے جرم کے کٹھرے میں کھڑا ہوا، ملاحت سے لبریز، نمکینیت سے مملو، شیرینی سے ضوفشاں شفقت ومحبت آمیز آواز دلپذیر سماعت میں رس گھولنے لگی کہ بیٹھ جایئے حکم پاتے ہی بیٹھ گیا ارشاد ہوا آپ اپنے سوال لاینحل پر روشنی ڈالئے، بندہ نے مؤطا امام مالک کے حوالے سے قسطنطنیہ والی حدیث پڑھی اور عرض کیا کہ حضور مغفور اسم کا صیغہ ہے جس کی دلالت دوام استمرار پر ہوتی ہے شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے نزھۃ القاری میں لکھا ہے کہ یزید پلید اس جنگ میں بنفس نفیس شامل تھا اس سے تو ظاہر ہے کہ وہ اس حدیث کا مصداق ہے اس کے باوجود اس کو پلید کہنا کہاں تک درست ہے میرے ذہن میں اس وقت جتنے دلائل وبراہین تھے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ عرش جاہ میں حاضر کر دیا بڑے کم وقتوں اور جامع لفظوں میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا یزید کی شمولیت بسبب زجر وتوبیخ تھی اس لئے اس بشارت عظمی کا مستحق نہیں، اس پر دلائل وبراہین کا قیام فرمایا اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ یزید قسطنطنیہ کے جس جنگ میں شریک ہوا تھا اس جنگ کے اول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے جمہور محققین عدم اولیت کے قائل ہیں اس دعوی کے اثبات پر دلائل وبراہین کے انبار لگائے اور ارشاد فرمایا مفتی شفیع صاحب اکاڑوی پاکستانی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ امام پاک اور یزید پلید ہے اس کا مطالعہ کیجئے، ارشاد فرمایا دوسرا سوال کیا ہے، عرض کیا حضور محقق علی الاطلاق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاوی رضویہ میں ہیٹ پہننے کو کفر رقم فرمایا ہے، وقت کے امام اعظم، زمانۂ موجودہ کے رازی وغزالی، عصر حاضر کے جنید وبایزید، غوث دوراں نے ارشاد فرمایا کہ اس کی وضاحت مفتئ اعظم عالم اسلام نے فرمادی ہے کہ ہیٹ سے مراد وہ ہیٹ ہے جس پر صلیب کے نشان ہوں چونکہ صلیب پہننا عیسائی فرقوں میں

کیتھولک فرقہ کا مذہبی شعار ہے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: من تشبه بقوم فهو منهم۔ اس کے علاوہ بھی دلائل وبراہین سے اپنے جواب لاجواب کو مزین فرمایا دیگر سوالات کا جواب بھی مدلل دیا، ماقل ومادل کے تحت بڑا جامع اور مسکت جواب عطا فرما کر بے چین دل کو پر سکون بنا دیا اور مزید کتابوں کی جانب اشارہ فرما کر مطالعہ کرنے کی تاکید کی، جواب عنایت فرماتے وقت بار بار نور بار نگاہوں کو ہماری طرف ڈالتے اور ارشاد فرماتے بات سمجھ میں آ گئی اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ حقائق ومعارف کی نورانیت کا قلب وجگر پر نزول ہو رہا ہے اور فہم وادراک کو نور بار بنا رہا ہے، نہاں خانۂ فکر وذہن میں شکوک وشبہات کے جو جراثیم تھے یکلخت کافور ہو گئے اور میری منزل کا پتہ مل گیا دل نے کہا اب کیا دیکھ رہا ہے تیرے ظاہر وباطن کے سوال کا کامل جواب جلوہ بار ہے حجابات نے اپنا رخ موڑ لیا ہے، مارہرہ، بلگرام، کالپی، بغداد اور مدینہ کی ضوباریاں عنفوان شباب پر ہیں، نور ورحمت کی جھما جھم برسات ہو رہی ہے، عشق وعرفان کے جام چھلک رہے ہیں، ساقی بادۂ حقانی سے سیراب کرنے پر مائل ہے دیر کس بات کی ہے شراب ارادت پی کر مدہوش ہو جا اس حسین خیال کا آنا تھا کہ مقدس وطلعت بار ہاتھوں میں ہاتھیں ڈال دیا اور بازار قادریت میں خود کو فروخت کر کے اس کے عوض میں جنت خرید لیا اور مچل کر دل ہی دل میں بول پڑا،

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا — تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

دوسرے سال ۱۹۹۷ میں حضور تاج الشریعہ کی آمد پر بہار منگلور سے متصل اپلہ کرلا کی زمین پر ہوئی، دارالعلوم کے اساتذہ کے ہمراہ ہاسن سے منگلور پہونچے معلوم ہوا کہ علم وادب کا آفتاب اور حسن وجمال کا مہتاب سرزمین منگلور ہی کو طلعت باریاں عطا کر رہا ہے جہاں شمع ہو پروانے وہیں منڈلاتے ہیں، ہم لوگ اسی کاشانۂ نور میں حاضر ہوئے اہل خانہ نے اجازت دی حضرت کے حجرۂ پر نور میں حیات مستعار کو ضوبار کرنے حاضر خدمت ہو گئے زہد وتقوی کے فلک اعلیٰ کی دست بوسی وقدمبوسی کا شرف حاصل کیا زہے نصیب! قسمت کا ستارا تبسم ریز ہوا تھا علم وعمل اور اخلاص کے گنگ وجمن نے قدم پاک کو ہماری جانب بڑھا دیا اشارہ پاتے ہی خدمت کی سعادت کے حصول میں مصروف ہو گیا تقدس کے عرش پر نگاہیں جم گئیں ضیائے چشم سے روئے منور کا بوسہ لیتا رہا ہے اور قلب

وجگر کو ٹھنڈک پہونچاتا رہا، بڑے بڑے علماء وہاں موجود تھے لیکن صاحب نجم التفسیر والحدیث نیر الفقہ والقضاء اور امام فقاہت کے سامنے کسی میں لب کشائی کی جرأت نہیں، اس گنہگار سے کہہ رہے تھے کہ یہ سوال کریں وہ سوال کریں بندہ پوچھتا جاتا حبرالعلم والادب جواب دیتے جاتے، دلائل وبراہین کے دریا بہاتے جاتے، ایسا محسوس کرر ہا تھا کہ سارے علوم وفنون کو اپنے سینۂ مبارکہ میں محفوظ کرلیا ہے کبھی حدیث کی تلاوت فرمارہے ہیں تو ایک گلستان سجاتے چلے جارہے ہیں، کبھی تفسیر بیان فرماتے تو کبھی فقہی جزئیات وکلیات کا انبار لگاتے جس موضوع پر سوال ہوا اس موضوع کے تحت دلائل کثیرہ کا انبار لگاتے رہے آپ کی حاضر جوابی، تبحر علمی اور استدلالی ندرت کو دیکھ کر سارا مجمع عش عش کراٹھا اس محفل کی دلکش وایمانی چاشنی کا عالم نہ پوچھئے، علوم وفنون کے ماہ تمام کا مقام کیا کہنا۔

صاحب علم وادب میں جب انہیں دیکھا لگا.... سب خبراک مبتدا ہیں سیدی اختر رضا

اور تبحر علمی پر سارا مجمع عش عش کررہا تھا دسترخوان بچھ چکا تھا کھانے کے سارے لوازمات لگ چکے تھے اہل خانہ نے کھانے کی دعوت دی حضور تاج الشریعہ کے ساتھ کھانا کھانے کی برکت کا حصول ہوا کچھ ہی وقفہ کے بعد اپلہ کے لئے روانگی ہوئی، بے شمار گاڑیوں کے درمیان حضور تاج الشریعہ کی گاڑی بڑی سرعت کے ساتھ منزل کی مسافت کو طے کررہی تھی جب اپلہ تقریبا دوکیلومیٹر دوری پر رہا تو دیوانوں کا جم غفیر نظر آنے لگا تا حد نگاہ پروانوں کا سیل رواں دکھائی دیرہا تھا، مشتاقان دید نے جونہی گاڑی دیکھی نعروں کے گونج میں اپنے کعبۂ قلب ونظر کا استقبال کرنے لگے تکبیر ورسالت کی صدائے دل نواز فضاؤں کو چیرنے لگی دیوانوں کا ہجوم گاڑی کی طرف ٹوٹ پڑا گاڑی کی رفتار تھوڑی دیر کے لئے بالکل ختم ہوگئی رفتہ رفتہ بڑی مشکل سے پروانوں کی بھیڑ کو ہٹایا گیا وہ وقت بھی آگیا جب کہکشاں کے جمال کی منبر رسول پر تشریف آوری ہونے لگی، دیوانے دیدار کو مچل اٹھے عوام ہو کہ خواص سب زیارت کو مضطرب ہوگئے جب اس دیوانگی کے کیفیات کو دیکھا تو دل نے کہا کہ اللہ اللہ کیا شان ہے تاج الشریعہ کی تو لب پر یہ شعر مچلنے لگے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں وزدیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لکن تو چیزے دیگری

اس ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت کے وجود مسعود کا ظہور وورود ہوگیا تو مائک پر کلام کرنے سے بڑے بڑے ماہرین علم وفن کترانے لگے مفتی شریف الرحمن صاحب نے میرے نام کا اعلان کروادیا بندہ مائک پہ حاضر ہوا اور تقریبا ۲۰ منٹ تک حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں آموختہ بطور استقبالیہ پیش کرتا رہا یہ سب فیضان مرشد کی کرم نوازیاں تھیں ورنہ ہماری کیا حقیقت وحیثیت، صبح کو حضور تاج الشریعہ کی معیت میں واپسی ہوئی اسی درمیان بے شمار کرامتوں کے صدور کا مشاہدہ ہوا اور ہر اعتبار سے ولایت وقطبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز پایا، اس کو سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ

عاشق بدر الدجی ہیں سیدی اختر رضا نائب غوث الوری ہیں سیدی اختر رضا
ثانی رازی، غزالی، شیخ اکبر بایزید بوحنیفہ کی ضیا ہیں سیدی اختر رضا

اس کے بعد تسلسل کے ساتھ اس ملیح دلآرا کی ملاحت کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا اور ان کے فیوض وبرکات کو دامن حیات میں سمیٹتا رہا، اس جمال جہاں آرا کی تصویر کشی کیجئے تو اس کا نقش سراپا کا مختصر خاکہ یہ ہوگا: سیرت نورانی صورت نورانی، لباس نورانی، رنگت نورانی، سرخی مائل سفید، قد میانہ، بدن بھرے بھرے، سر بڑا گول، اس پر عمامہ کی نورانیت، چہرہ گول روشن وتابناک نورانیت بکھیرتا ہوا، جس کو دیکھ کر خدا کی یاد آجائے، جبین اقدس کشادہ بلند وبالا، تقدس کے جھلملاتے ماہ ونجوم کی جلوہ باریاں، پلکیں گھنی بالکل سفید ہلالی شکل نما، آنکھیں بڑی بڑی خمار آلود، بھنویں گنجان ونور بار، رخسار انور شگفتہ گلاب جمال وجلال کا آئینہ مبارک پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں، دندان چھوٹے چھوٹے ہموار موتیوں کی لڑی کی طرح، کان متناسب قدرے دراز، گردن معتدل، وکشادہ سینہ فراز منور تابندہ، کمر خمیدہ مائل، ہاتھ لمبے لمبے جو لطف وعطا میں ضرب المثل، پاؤں متوسط، ایڑیاں گول موزوں، دو پلی کڑھی وسادہ ٹوپی، عمامہ بڑے عرض کا رنگ برنگا، کرتا کلی دار، اس پر قباء چھوٹی مہری علی گڑھی پاجامہ، چھڑی پیتل یا لکڑی کی سرتاپا نورانیت کا آماجگاہ۔

نوری صورت نوری سیرت جلوۂ شمس الضحیٰ انتخاب کبریا ہیں سیدی اختر رضا

۲۰۰۸ء میں حضور تاج الشریعہ سلطان الہند کانفرس میں شیموگہ جلوہ نما ہوئے، لاڑج میں زیارت کے لئے حاضر ہوا، سلام کیا، مصافحہ ہوا، دست بوسی ہوئی قدم بوسی کی محب گرامی عالیجناب

موسیٰ رضوی صاحب نے کہا کہ ابا حضور (تاج الشریعہ) یہی مفتی مقصود عالم صاحب ہیں جو دارالعلوم جامعہ رضویہ میں صدرالمدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں اور ادارۂ شرعیہ شیموگہ کے قاضی بھی ہیں اس مردقلندر نے سر پر ہاتھ رکھ کر بے شمار دعائیں دیں مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ جنہوں نے ازراہ محبت اپنا چھوٹا بھائی بنا رکھا تھا ان کی بھی دست بوسی کی، اور ''تاج الشریعہ کون'' کا مقالہ نکال کر دیا انہوں نے مطالعہ کیا اور حضور تاج الشریعہ کو سنایا ایک مقام پر حضور تاج الشریعہ نے ارشاد فرمایا یہ جملہ نکال دیں کیونکہ معترضین بلا وجہ کلام کریں گے پھر اسی مقالہ کو بطور استقبالیہ حضور تاج الشریعہ کی موجودگی میں منبر رسول پر پڑھنے کی سعادت ملی جب پڑھ رہا تھا تو حضور تاج الشریعہ روئے درخشاں کے جلوۂ زیبا میں مدینہ و بغداد کا جلوہ نظر آیا اسی جلسہ میں حضور تاج الشریعہ نے کرم نوازیاں فرماتے ہوئے اپنی خلافت واجازت سے بہرہ مند فرمایا۔ کرناٹکا، آندھرا اور کیرلا آمد ہوتی تو دیدار پر انوار کے لئے حاضر خدمت ہوجاتا، اور فیوض و برکات سمیٹتا رہتا یہ سلسلہ بڑا دراز ہے سب کو احاطۂ تحریر میں لانا یہاں ممکن نہیں، اس سال شعبان المعظم میں دیدار پر انوار سے شرف یابی کے لئے کعبۂ قلب ونظر بریلی شریف پہونچا، محب گرامی عالیجناب اقبال شیخانی صاحب، مفتی راحت خان صاحب، ومفتی عاشق حسین صاحب کشمیری، مفتی نشتر فاروقی صاحب کی کرم فرمائیوں کے سبب حضور تاج الشریعہ کے دیدار سے مشرف ہونے کا موقع ملا۔ تقریبا ۳۰ منٹ تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا، پورا رخ زیبا گلاب گلاب اور حسن وجمال کا آفتاب عالم تاب جمال نظر آیا جب لوگ باہر آئے تو دست بوسی کیا۔ دست مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور سینے پر رکھا اور سرہانے بیٹھ کر احوال وکوائف سنایا وکالت سے جتنے لوگ مرید ہوئے تھے سب کی قبولیت کی سند حاصل کیا اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوا۔ جب باہر آیا تو تقریبا دو گھنٹے تک میرے ہاتھ خوشبو سے معطر رہے دل نے کہا کہ خود تو معطر ہیں جو قریب جاتا ہے اس کو بھی معطر فرما دیتے ہیں، اس کے بعد جانشین تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان صاحب قادری مدظلہ النورانی سے مرکزی دارالافتا میں ملاقات ہوئی، حضرت والا نے جو علمی وفنی کلام فرمایا اس سے ان کی علمی وفنی گہرائی کا اندازہ ہوا اتنی تاخیر ہوگئی کہ میری گاڑی کا ٹائم ختم ہو گیا۔ ایک پریشانی ستا رہی تھی کہ بغیر ریزرویشن جانا کیسے ہوگا ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ مفتی راحت

خان صاحب کا فون آیا کہ آپ کی گاڑی نو گھنٹے لیٹ ہے یہ بھی حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ایک کرامت کہہ لی جائے جو غلاموں کو مشکلات سے بچا لیا جانشین تاج الشریعہ نے سند خلافت بھی دیا جو نہ لے سکا تھا یہ بھی حضور تاج الشریعہ کی ایک کرامت ہے نقاب پوشی سے قبل ہی بلا کر ہر چیز سے نواز دیا جب سانحۂ ارتحال سے قبل بریلی شریف جا رہا تھا تو مرادآباد اتر گیا اس کے بعد رامپور پہنچا حضور سید شاہد میاں رامپوری دام ظلہ النورانی سے ملاقات کی انہوں نے اپنی گفتگو کے درمیان فرمایا کہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے ہم کل بھی غلام تھے آج بھی ہیں اور ان شاء اللہ حین حیات رہیں گے۔ اس کے بعد بریلی شریف میں نماز جمعہ سے پہلے حاضری ہوئی، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کو اس سے قبل خوب دیکھا بے مثل ولاجواب پایا۔

حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے، عن بن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔

(جامع الترمذی ج ۲/۹۳ باب ماجاء فی عالم المدینۃ۔ مشکوۃ شریف ج ۱/۳۴ کتاب العلم۔ ابن ماجہ ج ۲/۹۳ باب فضل العلماء)

ترجمہ: ہزار عابد سے شیطان پر ایک فقیہ بھاری ہے۔ نگاہ دوڑاتا ہوں تو فقیہ کہلانے والے تو بہت نظر آتے ہیں مگر اس حدیث کا مصداق خال خال نظر آتا ہے البتہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات کو دیکھا تو ہر اعتبار سے اس کی تفسیر پر تنویر پایا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ ثلث منجیات وثلث مہلکات فاما لمنجیات فتقوی اللہ فی السر۔ والاعلانیۃ والقول بالحق فی الرضا والسخط والقصد فی الغناء والفقراء واما المھلکات فھوی، متبع وشح، مطاع واعجاب المرء بنفسہ وھو اشدھن۔ (مشکوۃ ج ۲/۴۳۴۔ شعب الایمان للبیہقی)

تین صفات ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر موجود ہیں وہ دارین میں نجات یافتہ ہے، اس کا دل خلوت وجلوت میں خوف خدا سے عبارت ہے جو کسی کی رضا وناراضگی کی پرواہ کئے بغیر حق بات پر ڈٹا رہے، خرچ کرنے میں راہ اعتدال اختیار کرے چاہے ایام امیری ہو یا فقیری وفاقہ کشی، پہلی صفت یہ ہے کہ خلوت وجلوت میں اس دل خشیت الٰہی سے مملو ہو۔ اس کی پہچان وعلامت یہ ہے اس شخص

سے نہ حقوق اللہ تلف ہونگے نہ حقوق العباد وہ کامل طور پر حقوق کا پابند رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی خلوت وجلوت دونوں کو دیکھا حقوق اللہ کی ادائیگی میں ایک ذرہ بھی کمی نہیں پایا حقوق العباد کی پاسداری میں حیات مستعار کا پل پل گذار دیا۔اختلافی مسائل میں بھی اصول وقانون کے دائرے میں رہ کر اپنے موقف کا اظہار کیا۔لوگوں نے کردار کشی کی لاکھوں جتن کی، انگشت نمائیاں ہوئیں، عزت سے کھلواڑ ہوا، ذاتیات پر پے در پے حملہ ہوئے، دشنام طرازیوں کے بازار گرم کئے گئے، الزام وافترا کے ذریعے بدنام کرنے کی سازش رچی گئی اس کے باوجود پلٹ کر جواب نہیں دیا۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ **رب قدیر صابرین کے ساتھ ہے،** ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ﴾ **جس کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہو جاتے ہیں،** ﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ **اللہ کے ولی متقین ہی ہوتے ہیں** ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ **سن لو خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم جو لوگ ایمان لائے اور تقوی اختیار کرتے ہیں۔**

عمدۃ المفسرین امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: الذین یحترزون عن المنکرات۔ جو لوگ منکرات سے اجتناب کرتے ہیں (تفسیر کبیر ج ۵/۱۲۷) ارشاد باری ہے: ﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰی﴾ **توشہ ساتھ رکھو اور سب سے بہتر توشہ تقوی و پرہیز گاری ہے،** ﴿هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ **ہدایت متقین کے لئے ہے،**

ابو طالب مکی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں: الایمان عریان ولباسه التقوی، ایمان ایک عریاں حقیقت ہے اور اس کا لباس تقوی ہے۔حدیث میں ہے: اتق المحارم تکن اعبد الناس۔اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کر تب لوگوں میں بڑا عابد ہوگا۔حدیث میں ہے: اتق اللہ حیثما کنت، جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو۔امام نووی فرماتے ہیں: ای اتقه فی الخلوۃ کما تتقیه فی الجلوۃ بحضرۃ الناس واتقه فی سائر

الامکنة والازمنة (شرح الاربعین النبویہ/۹۵) جس طرح لوگوں کے سامنے جلوت میں ڈرتے ہو اسی طرح خلوت میں بھی اللہ سے ڈرو اور تقوی اختیار کرو اور ہر جگہ ہر لمحہ اور ہر زمانے میں تقوی کا ثبوت دو۔حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کی ورق گردانی کرنے والے جانتے ہیں کہ خلوت وجلوت میں یکساں تھے اور عالم اسلام میں آپ کے تقوی کی شہرت تھی، خشیت الٰہی کا نتیجہ ہی تو تھا کہ بلا خوف وخطر احقاق حق وابطال باطل کے فرائض انجام دیتے تھے کون خوش ہوتا ہے کون ناراض ہے اس کی پرواہ کئے بغیر حق بات کہہ دیا کرتے تھے اور اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹے رہتے تھے۔ٹی وی، ویڈیو اور مووی کو حرام کہتے رہے، تصویر کشی کے خلاف فتوی صادر فرماتے رہے، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدی کو فساد صلاۃ کا باعث بتاتے رہے، چلتی ٹرین پر عدم جواز کے قائل رہے اس کے علاوہ بھی بے شمار مسائل ہیں جس کے باعث کتنے لوگ مخالف ہو گئے کتنے لوگوں نے جنگ کا آغاز کر دیا مگر کسی کی پرواہ نہ کی، جس نے فعل کفر کا ارتکاب کیا اپنے تھے کہ بیگانے سب پر یکساں شریعت کے حکم کا اظہار فرمایا لوگ دشمن بن گئے اس کا غم نہیں کیا ان امور کے مشاہدہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی ذات مذکورہ بالا آیات واحادیث اور اقوال کی کامل مصداق تھی، دوسری صفت یہ ہے کہ حق بات پر ڈٹا رہے دنیا نے اس کا مشاہدہ بھی اپنی نگاہوں سے کیا اور خرچ میں بھی راہ اعتدال پر قائم تھے اس بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ نجات یافتہ بھی تھے اور نجات دہندہ بھی۔مھلکات:۔دو جہاں کی ہلاکتوں سے بچنے کے لئے بھی تین صفات کا وجود لازم ہے، خواہشات نفسانیہ کی پیروی سے اجتناب ومخالفت جو اکبر المنجیات سے ہے اور بخالت سے اجتناب، اور اس سے مراد وہ بخل ہے جو حرص سے مقرون ہو تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کا دامن ان گرد وغبار سے بھی محفوظ مامون تھا اس لئے تو دنیا آپ پر فدا تھی اور آپ کا وجود مسعود نورانی تھا جو چہرہ دیکھ لیتا شیدا ہو جاتا ولی کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے۔جو حدیث میں مذکور ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: اذا رای ذکر اللہ۔جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے سمجھو وہ ولی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مستعار کا ہر فعل کتاب وسنت کے مطابق تھا، وہ ایسے تھے جن کی عالم اسلام میں کوئی مثال نہیں۔علم میں لاجواب تھے، عمل میں لاجواب تھے، امر

بالمعروف میں لاجواب تھے، زہد وتقوی میں لاجواب تھے، حسن وجمال میں لاجواب تھے، استقامت واستقلال میں لاجواب تھے احقاق حق ابطال باطل میں لاجواب تھے، حیات کے جس گوشے کو دیکھتے اور جس زاویئے سے دیکھتے اس میں لاجواب وبے مثال نظر آتے۔

اب کہاں سے لاؤ گے اے سنیوں ایسا کامل رہنما اختر رضا

صوفیۃ الزمن ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضور محدث لیاقت رضا صاحب نوری مرادآبادی خلیفۂ حضور مفتئ اعظم ہند دام ظلہ النورانی سے جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ حضور تاج الشریعہ کا ذکر جمیل ان کلمات بالغہ کے ذریعے فرماتے کہ میاں ان آنکھوں نے مفتئ اعظم عالم اسلام کو دیکھا ہے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے ہمارے مخدوم ہمارے مطلوب ہمارے مقصود حضور تاج الشریعہ سے محبت فرماتے تھے ان کی ذات پر کامل اعتماد فرماتے تھے ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ اپنا قائم مقام بنا دیا اپنی جگہ پر بیٹھا کر اپنے علوم وفنون، زہد وتقویٰ، رعب ودبدبہ، شان وشوکت اور تمام تر رفعت وبلندی عطا فرما کر اوج ثریا پر پہونچا دیا ان کی شان ہی کیا کہنا انہیں دیکھتا ہوں تو آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے دل کو سکون ملتا ہے وہ چلتے ہیں تو مفتئ اعظم کا چلنا یاد آ جاتا ہے بیٹھتے ہیں ہیں تو مفتئ اعظم کا بیٹھنا یاد آ جاتا ہے ان کی ہر ادا میں ہر کمال میں مفتئ اعظم ہیں اوج ثریا اگر ان کی قدم بوسی کرے تو کیا تعجب ہے۔

کرناٹکا میں بے شمار منبر رسول پہ دیکھا کہ زاروقطار رو رو کر حضور تاج الشریعہ کی صحت وتندرستی کے لئے دعا مانگتے ان کے صاحب زادے محمد احمد رضا صاحب نوری المعروف بھائی جان نے بتایا کہ جب ابا حضور کو سانحۂ ارتحال کی خبر ملی تو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑے اور کہنے لگے آج عالم اسلام کا سب سے بڑا فقیہ، محدث، مفسر، مفکر، مدبر، محقق رخصت ہو گیا، ہمارے مخدوم کی امانت نے مجھ سے رخ موڑ لیا آفتاب قطب الارشاد روپوش ہو گیا بیٹا آج ہم ہی نہیں عالم اسلام یتیم ہو گیا۔ اس کے بعد بریلی شریف چلنے کا حکم دیا جب حضور محمد لیاقت رضا نوری مدظلہ العالی کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو وہی کیفیت تھی بلاشک وشبہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے سے عالم اسلام سوگوار ہے۔

آپ کا ہر لمحہ گذرا رب کے ذکروں میں وہ ہے حق پر آپ جو تابع فرمان ہے

علامہ محمد اظہار حسین صاحب نعیمی نوری مدظلہ العالی نے سانحۂ ارتحال کی خبر پاتے ہی ہوسپیٹ

کرناٹک سے فون کیا کہ آپ کہاں ہیں عرض کیا بریلی شریف میں ہوں کچھ سن رہا ہوں احقر نے بڑی مشکل سے کہا سچ ہے تو رو پڑے اور کہا اس دور پرفتن میں ایک تو سہارا تھا وہ بھی چھن گیا اس کے بعد رو رو کر سنانے لگے کہ ۱۹۹۹ء میں حضرت کا پروگرام شہر ہاسپیٹ کرناٹک کے لئے کیا گیا تھا اسی تاریخ میں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری کرناٹک کے علاقہ ہبلی ڈانڈلی میں ہونے والی تھی ہمارے یہاں آنے کا ڈیٹ بھی مل گیا جب ہبلی پہنچا تو پتہ چلا کہ اس پروگرام کی اطلاع حضور تاج الشریعہ کو نہیں ہے، ہم لوگوں نے حضور امین میاں مدظلہ العالی کے تعاون لیا جن کی مدد سے حضور تاج الشریعہ کی جلوہ باری ہاسپیٹ میں ہوئی پورا ہاسپیٹ آپ کی تشریف آوری سے مسرت وشادمانی کے سمندر میں غوطہ زن تھا جب منبر نور پر آمد ہوئی تو ہر طرف نور ہی نور کا سماں ہو گیا۔ اللہ اللہ وہ نوری چہرہ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا آج عالم اسلام کی وہ مقتدر شخصیت ہمیں یتیم کر گئی۔ اس طوفان بدتمیزی میں اب ہمارے ایمان وعقیدے کی حفاظت کون کرے گا۔

دارومدار جس پہ ہے ساری بہار کا وہ کیف ہے تبسم جاناں لئے ہوئے
دیکھی ہے جس نے ایک جھلک حسن یار کی وہ پھر رہا ہے تار گریباں لئے ہوئے

سن ۱۹۹۰ یا ۱۹۹۱ میں ہبلی تشریف لائے بندہ ایئرپورٹ پہونچا محب گرامی عالی جناب موسیٰ رضوی صاحب بنگلور کی معرفت ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوا جب جہاز لینڈ کی تو باہر ہزاروں لوگوں کا مجمع اکٹھا ہو گیا ایئرپورٹ کا پورا عملہ اس منظر کو دیکھ کر پریشان ہوا تھا تقریبا ایک گھنٹے تک حضور تاج الشریعہ کے پاس اندر رہنے کا موقع ملا اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ پورا عملہ حضرت کی بارگاہ عرش جاہ میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہو گیا اجازت پا کر سب نے قدم بوسی کی حضرت کرسی پر جلوہ بار تھے اللہ اللہ کیا چہرہ اس قدر نور بار تھا کہ اس کو لفظوں میں ڈالنا ممکن نہیں تفہیم طبع کے لئے اتنا سمجھ لیں کہ جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو جو سرخی رونما ہوتی ہے اس وقت لگ رہا تھا کہ وہی سورج حضور تاج الشریعہ کے روئے منور میں تیر رہا ہو اس لئے تو کائنات کی ساری رعنائیاں اس حسن وجمال پر قربان تھیں بلاشک وشبہ ان اللہ جمیل یحب الجمال کے کامل مصداق جملہ شعبہائے حیات میں تھے۔

باغ رضواں میں نہیں ہے حسن کا تیرے جواب اے فقیہ دین وملت بار ہا تم پر سلام

آپ کی ولادت باسعادت 24 ذیقعد 1362 بمطابق 23 نومبر 1943 بروز منگل محلہ سوداگران بریلی شریف کی پاک سرزمین پر ہوئی۔ دنیائے اسلام کی وہ سب سے عظیم و برتر ہستی شیخ الاسلام والمسلمین، معین الملت والدین، امام الفقہاء والمحدثین، عماد المفسرین والمتکلمین، برھان العارفین، حجۃ السالکین، فارق الحق والباطل، قائد المشارق والمغارب، سلطان الدرس والتدریس، حاکم الزہد والتقوی، حبر العلم والادب، سماء اللوح والقلم، مرجع العرب والعجم، ماہر اللسان والبیان، بحر الشعر والسخن، شمس التصنیف والتالیف، نیر التقریر والتحریر، جامع العلوم والفنون، قمر الحکیم والادیب، کوکب المعرفۃ والحقیقۃ، صاحب الرشد والھدایۃ، واقف الرموز والاسرار، ملک الخلوۃ والجلوۃ، دافع البدعۃ والضلالۃ، رافع المذھب والسنۃ، فنافی اللہ وفنافی الرسول، مظہر الغوث الاعظم، وارث علوم اعلیحضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتئ اعظم، ابن مفسر اعظم، قدوۃ المحققین، زبدۃ المدبرین، قاضی القضاۃ فی الھند، غسال کعبہ، فخر ازہر، شیخ اکبر، مخدوم العلماء، سید الفضلاء، تاج الشریعۃ، بدر الطریقۃ، شیخنا المکرم حضرت علامہ فہامہ، مفتی محمد اسماعیل رضا خان المعروف محمد اختر رضا خان، الملقب بہ ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان" **کل نفس ذائقۃ الموت**" کے تحت تقریبا75 سال کی حیات مستعار پا کر دنیائے فانی سے 7 ذیقعدہ1439 بمطابق20 جولائی2018 بروز جمعہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی صدائے دلنواز بلند کرتے ہوئے موت العالم موت العالم" کے تحت عالم اسلام کو سوگوار کرکے۔ دردوالم۔ رنج ومحن کا داغ دیکر اور یتیم و یسیر بنا کر سسکتا بلکتا چھوڑ کر خود واصل بحق ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

چھوڑ کر اہل چمن کو فخر ازھر چل بسے — غم زدہ کر کے زمن کو فخر ازھر چل بسے
ان سے قائم تھا جہان علم میں باغ وبہار — کر کے سونا انجمن کو فخر ازہر چل بسے
تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے — درد کا عالم نہ پوچھو کس قدر خوں خوار ہے

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعرات ہی کو اپنے کاشانۂ مبارک پر تشریف لا چکے تھے۔ عالیجناب الحاج ہارون عثمان صاحب نوری چھتیس گڑھ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جمعرات کو گھر پر ہی حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آل کرناٹکا سنی علماء بورڈ کا ایک وفد اصحاب ثلاثہ

پر مشتمل مالیگاؤں۔ دہلی۔ مرادآباد۔ رامپور حضور سید شاہد میاں رامپوری سے ملاقات کرتا ہوا حضرت کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو نور بار بنانے بریلی شریف پہنچا بریلی شریف کا یہ سفر غیر ارادی طور پر ہوا تھا جس کو قطب زمن کا تصرف و کرامت ہی کہا جا سکتا ہے جمعہ کی نماز ادا کیا اس کے بعد بارگاہ رضا میں حاضری ہوئی۔ فراغت کے بعد مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں حاضر باش ہوا حضرت مفتی نشتر صاحب فاروقی ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف سے ملاقات ہوئی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالیٰ کو آپ کی آمد کی اطلاع دی جا چکی ہے انہوں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ بندہ۔ عالیجناب صادق اللہ صاحب رضوی ایڈووکیٹ چتردرگہ کرناٹک۔ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی ھرپن ہلی کرناٹک جو وفد کی صورت میں تھے بیٹھ کر آمد کا انتظار کرنے لگے۔ کیا پتہ تھا کہ یہ انتظار حیات ظاہری کا آخری انتظار اور یہی آخری دیدار ہوگا مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی نے بتایا کہ حضور مفتی عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں ملنے اور ملاقات کرانے کا یقین دلایا ہے ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف نے فرمایا کہ جانشین حضور تاج الشریعہ نماز مغرب کے بعد ہی تشریف لائیں گے کیوں کہ حضور تاج الشریعہ انہیں کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے ہیں۔ اور وعدے کے مطابق ضرور مخدوم الکل سے ملاقات کروائیں گے شوق دیدار کی حسرت لئے انتظار کرتا رہا مفتی نشتر فاروقی صاحب نے اطلاع دی کہ نیچے چلئے حضرت کی طبیعت دوبارہ بگڑ چکی ہے اوپر سے نیچے آنے تک دیوانوں کا ایک بہت بڑا جم غفیر گھر کے پاس پہنچ چکا تھا تل رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ سید کیفی صاحب گھر سے روتے ہوئے باہر آئے تب پتہ چلا کہ قطب زمن سفر آخرت طے کر چکے ہیں آپ کا سانحۂ ارتحال گھر پر اذان مغرب کے وقت ہوا جس کا احقر اور اس کے علاوہ سینکڑوں لوگ چشم دید گواہ ہیں۔ آپ کا سانحۂ ارتحال عالم اسلام کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے جس کی بھرپائی ممکن نہیں۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ دنیائے اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے وصال کی خبر پھیلتے ہی عالم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اس حادثۂ عظیمہ کی رونمائی پر بلا امتیاز مذہب وملت ہر ایک نے اپنے دردوغم اور رنج وملال کا اظہار کیا۔ شہر بریلی کے ہندو و مسلم نے آپ کی رحلت کے غم میں دو

روز تک اپنی اپنی دکانیں بند رکھیں ۔ راہل گاندھی اکلیش جی اور نتیش کمار وغیرہم نے تعزیتی پیغام نشر کیا عالم اسلام کے اکثر ممالک سے تعزیتی پیغام نشر ہوئے عالمی سطح پر پرنٹ میڈیا الیکٹرانک میڈیا سوشیل میڈیا ٹوئیٹر کے ذریعے تعزیتی پیغام نشر ہوتے رہے جس سے شخصیت کی مقبولیت عظمت و رفعت اور شہرت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے

آپ نے اپنی حیات میں اسلام کی تبلیغ کیلئے پوری دنیا کا سفر کیا ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر قبولیت اسلام کی سعادت حاصل کی کروڑوں لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور سلسلۂ عالیہ قادریہ سے اپنا انسلاک پیدا کرلیا۔ لاکھوں لوگوں نے اپنے اپنے گناھوں سے توبہ کی کروڑوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں آپ کی علمی شخصیت بے مثال تقوی وطہارت کی مالک تھی آپ آفاقی عظمت و شہرت کے حامل تھے۔ جس کے باعث غسل کعبہ کا شرف پایا۔ اندرون کعبہ نماز ادا کرنے کی فضیلت ملی اسلامک یونیورسٹی جامع ازھر مصر نے فخر ازھر ایوارڈ سے نوازا۔ آپ کو ارباب بصیرت نے ہزاروں لقب سے ملقب کیا جس میں تاج الشریعہ کا لقب بھی شامل ہے پاکستان کی عالمی صوفی کانفرنس میں شہزادۂ غوث پاک نے عالم اسلام کے صوفیوں کا صدر و مقتدی ہونے کا اعلان کیا سارے شرکاء نے اس کو بسر وچشم قبول کیا۔ عالمی سروے میں آپ کی ذات کو پچاسویں نمبر پر رکھا گیا اور ھندوستان میں سب سے فائق قرار دیا گیا یہ تو ان لوگوں کا سروے ہے جنھوں نے منفرد چیزوں کو پیش نظر رکھا خالص اسلامی اعتبار سے اسلامی دنیاں نے ہر اعتبار سے آپ کو یکتاؤ تنہا پیشواؤ رہنما جانا جس پر عالم اسلام کا تعزیتی پیغام شاہد عدل ہے شیخ ابوبکر مصلیار ربانی ومبانی الثقافۃ السنیہ کیرلا نے کھلے دل سے اس بات کا اظہار کیا اور اخباری بیان جاری فرمایا حضور سید حسینی میاں اشرفی ناگپور نے کسی کے سوال کے جواب میں اس صدی کا آپ کو مجدد قرار دیا جس کا آڈیو سوشیل میڈیا پر جاری ہوا۔ آپ کی دینی مذہبی ملی تصنیفی ادبی سماجی تحریری تقریری تبلیغی نثری اور شعری خدمات شہرۂ آفاق ہیں آخری سانس تک خدمات کا سلسلہ جاری رہا 22 / جولائی 2018 / بروز اتوار بعد نماز فجر بیت الرضا میں غسل دیا گیا اس کار خیر کو جانشین تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان ۔ مفتی سلمان رضا خان اور برھان رضا خان صاحبان نے انجام دیا

شرکائے غسل میں شہزادۂ محدث کبیر مفتی جمال مصطفیٰ صاحب جناب سید کیفی صاحب اور خاندان کے کچھ افراد بھی شامل رہے آپ کی نماز جنازہ تقریبا 11 بجے اسلامیہ انٹر کالج میں ہوئی ۔ نماز جنازہ آپ کے جانشین وصاحب زادہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی نے پڑھائی جس میں شرکاء کی تعداد سے متعلق میڈیا کی رپورٹ مختلف ہیں کسی نے تین کروڑ کسی نے دو کروڑ تو کسی نے سوا کروڑ بیان کیا اس روایت مختلفہ کی روشنی میں سوا کروڑ کا ھونا یقینی معلوم ہوتا ہے نگاہوں نے دیکھا ہے کہ اسلامیہ انٹر کالج ۔ سڑک گلی ۔ چھت ۔ درخت اس سے متصل دیگر میدان کھچا کھچ بھرے پڑے تھے حتی کہ جنازہ کا دیدار کرنے لوگ ٹرانسفرمر پر بھی چڑھ گئے تھے اسی خدشہ کے پیش نظر اول ہی بجلی کاٹ دی گئی تھی تا کہ کوئی حادثہ رونما نہ ہو جدھر نگاہ اٹھاتے آدمیوں کا سیلاب ہی دکھائی دیتا تھا مزار اعلی حضرت سے متصل ازھری گیسٹ ہاؤس میں آپ کی تدفین کا عمل تقریبا 3 / 12 میں پائے تکمیل کو پہنچا۔ مزار پاک کے اندر مفتی عسجد رضا خان صاحب مفتی سلمان رضا خان صاحب اور برھان خان صاحب اترے ۔ قبر مبارک میں موئے مبارک ۔ حضور غوث پاک کے جبہ شریف کا ٹکڑا۔ شجرہ شریف ۔ عہد نامہ ۔ دلائل الخیرات شریف ۔ اور بیر کی سوکھی ٹہنی کو رکھا گیا ان چیزوں کی اطلاع حضور امین شریعت کے خادم اشرف رضا صاحب چھتیس گڑھ نے دی ان کو حضور مفتی سلمان رضا خان صاحب اور سفیان رضا خان صاحب نے اس کی اگاہی دی ۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے واضح ہوجاتا ہے کہ آپ درجۂ قطب الارشاد پر فائز تھے ۔

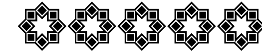
آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے — سبزۂ نو رستہ اس در کی نگہبانی کرے
ابر رحمت تیری تربت پر گہر باری کرے — حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مریدین ومعتقدین اور متوسلین یاد رکھیں آپ کا پیر کامل استقامت فی الدین کا کوہ گراں تھا جب بھی صلح کلیت کا بدتمیز طوفان اٹھا۔ ضلالت وگمراہیت کی کالی گھٹاؤں نے اپنا پر پھیلایا۔ بے ادبی وگستاخی کی بجلیاں کڑکیں ۔ بے راہ روی کے شب دیجور نے اٹھکھیلیاں کیں اس مرد قلندر نے بیبا کی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا اپنے عزم وحوصلہ میں ذرہ برابر تزلزل پیدا نہ ہونے دیا جن پر آپ کی شش جہات خدمات شاہد عدل ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ روحانیت کے اعتبار

سے شیخنا المکرم اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اور اپنے جانشین حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان دام ظلہ النورانی کی شکل میں ایک عظیم ومضبوط ومستحکم سہارا ہمیں دے رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس عظیم قلعہ کو ہر اعتبار سے فیوض وبرکات کا منبع ومصدر بنادے مسلک حق کی اشاعت وترویج کیلئے بے باک مجاھد اور کمانڈر انچیف کی حیثیت میں مزید تابناکیاں عطا فرمادے حضور تاج الشریعہ کا کامل واکمل۔

مظہر ونمونہ بنادے آمین۔ غلامان تاج الشریعۃ یاد رکھیں اس وقت آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ چکی ہیں۔ ہمیں اسی طرح اپنے مسلک پر ڈٹے رہنا ہے جس طرح حضور تاج الشریعہ کے حیات ظاہری میں ڈٹے ہوئے تھے اور اپنے مرکز عقیدت سے چمٹے رہنا ہے اور دنیا کو یہ بتادینا ھے کہ صبح قیامت تک بریلی ہی ہمارا مرکز رہے گا۔ یہی عشق کا تقاضہ ہے۔ شیخنا المکرم کا فیضان کل بھی جاری تھا آج بھی جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ رب قدیر اہل خانہ۔ جملہ متوسلین ومعتقدین و جملہ اہلسنت مسلک اعلی حضرت کے پیروکاروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور استقامت فی المسلک کی دولت لازوال سے بہرہ مند فرمائے آمین۔

محمد مقصود عالم فرحت ضیائی



شہباز رہبر، دھنباد

احمد رضا کی آنکھوں کا تارا چلا گیا
یعنی کی مصطفی کا دُلارا چلا گیا

کرتی ہے ناز جن پہ شریعت بھی جھوم کر
اب وہ ہمارا تاج الشریعہ چلا گیا

احمد رضا کے علم کے وارث وہی تو تھے
علم و عمل کا کوہِ ہمالہ چلا گیا

عرش بریں کو جن کی بلندی پہ ناز تھا
علم رضا کا اب وہ منارہ چلا گیا

سونی سی لگ رہی ہے یہ ساری کائنات
اختر رضا وہ پیر ہمارا چلا گیا

رہنا ہے ایک بن کے زمانے میں آپ کو
دے کر بلیغ سب کو اشارا چلا گیا

جو کچھ ملا ہے تجھ کو انھی کا یہ فیض ہے
رہبرؔ کی مشکلوں کا سہارا چلا گیا



مناقب

مولانا مفتی شمس الدین احمد رضوی، بہرائچ شریف

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند

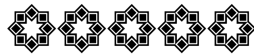
اختر برج ہدیٰ اختر رضا خاں قادری   یاد آئیں گے سدا اختر رضا خاں قادری
سو رہے ہیں رحمت وانوار کی آغوش میں   تان کر نوری ردا اختر رضا خاں قادری
یوم جمعہ وقت مغرب بیس جولائی تھی وہ   جب ہوئے ہم سے جدا اختر رضا خاں قادری
بستی بستی قریہ قریہ میں تمہاری دھوم ہے   ہے یہی سب کی صدا اختر رضا خاں قادری
سینوں کو یوں دکھائی آپ نے راہِ نبی   مل گئی راہِ خدا اختر رضا خاں قادری
ہم غریبوں کو بروزِ حشر لیکر جائیں گے   پیش محبوب خدا اختر رضا خاں قادری
سنت سرکار بطحا کے مطابق تھی ڈھلی   آپ کی ہر اک ادا اختر رضا خاں قادری
قادری جامہ پہن کر جائیں گے روز جزا   آپ کے سارے گدا اختر رضا خاں قادری
شانؔ عالم کی بھلا تخصیص کیا ہے آپ پر   اک زمانہ ہے فدا اختر رضا خاں قادری
ہیں بفضل خدا اختر قادری   نائب مصطفیٰ اختر قادری
رہبر و رہنما اختر قادری   میرے حاجت روا اختر قادری
مفتیٔ اعظم ہند کے جانشیں   حسن حامد رضا اختر قادری
اعلیٰ حضرت کے وارث ہو تم بالیقیں   اے مرے مقتدا اختر قادری
صلح کلی کی پہچان کے واسطے   آپ ہیں آئینہ اختر قادری
ہر زباں پر یہ نغمہ رہے گا سدا   خلد میں چلدیا اختر قادری
شانؔ عالم یہ ہے فیض غوث الوریٰ   پیر تیرا ہوا اختر قادری



مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی،

مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی

میر پاکانِ جہاں اختر رضا خاں ازہری   اس زمیں پر آسماں اختر رضا خاں ازہری
فضل کا کوہِ گراں اختر رضا خاں ازہری   علم کا بحرِ رواں اختر رضا خاں ازہری
ان کی عظمت کی تہوں کو جان پائے کیا کوئی   یوں رہے سرِ نہاں اختر رضا خاں ازہری
ہے اگر چشمِ بصیرت دیکھ لو تم غور سے   خلد کے ہیں میہماں اختر رضا خاں ازہری
یوں تو لاکھوں ہیں جہاں میں علم وفن کے تاجور   بھیڑ میں ہیں ضوفشاں اختر رضا خاں ازہری
آپ کا مانا نہیں جس نے بھی برحق فیصلہ   ہو گیا وہ رائیگاں اختر رضا خاں ازہری
شہر میں اپنے لگا کر چاہنے والوں کی بھیڑ   کر دیا سب کچھ بیاں اختر رضا خاں ازہری
حق بیاں، حق کی زباں، حق پاسباں حق ہے یہی   دین کے روحِ رواں اختر رضا خاں ازہری
کیا بگاڑے گی بھلا میرا یہ سورج کی تپش   سر پہ میرے سائباں اختر رضا خاں ازہری
جس کی سانسوں میں بسا ہے مسلکِ احمد رضا   اس پہ دل سے مہرباں اختر رضا خاں ازہری
ہر طرف سے حملہ ور برق وشرر ہے دیکھئے   جل نہ جائے آشیاں اختر رضا خاں ازہری
ان کی ہیبت سے سدا باطل سراسیمہ رہا   حق کے ہیں برق تپاں اختر رضا خاں ازہری
لے کے کشکول وفا در پہ تیرے کب سے کھڑا   ہے یہ رحمتؔ خستہ جاں اختر رضا خاں ازہری



مولانا مفتی محمد اختر حسین

عظمتوں کے پاسباں تھے سیدی اختر رضا
اہل سنت کا نشاں تھے سیدی اختر رضا

زُہد و تقویٰ علم و حکمت فکر و فن کی بزم میں
سب پہ فائق بے گماں تھے سیدی اختر رضا

غوث اعظم کے توسل اعلیٰ حضرت کے طفیل
حق کے میر کارواں تھے سیدی اختر رضا

اختر برجِ شرافت نیرِ چرخ کرم
پیار کے بحر رواں تھے سیدی اختر رضا

جلوۂ احمد رضا اور پرتوِ حامد رضا
مفتیٔ اعظم کی شاں تھے سیدی اختر رضا

جملہ ارباب بصیرت کا کھلا اعلان ہے
مرکز ہر نکتہ داں تھے سیدی اختر رضا

عشق سرور دو عالم کی بدولت دہر میں
مقتدائے سنیاں تھے سیدی اختر رضا

اختؔر خستہ جگر کا حال یہ مشہور ہے
اس پہ بے حد مہرباں تھے سیدی اختر رضا



جناب حسیب احمد صاحب رضوی کیف شیخوپوری

ذہن و دل کا گوشہ گوشہ فخر ازہر کے لئے
جسم و جاں کا تانا بانا فخر ازہر کے لئے

میں ہی کیا ہر عاقل و دانا یہی کہتا ہے آج
روئے گا صدیوں زمانہ فخر ازہر کے لئے

جان دے دے گا یقینا یہ مرا ایمان ہے
فخر ازہر کا دیوانہ فخر ازہر کے لئے

تان رکھا ہے فرشتوں نے یہ لگتا ہے میاں
رحمتوں کا شامیانا فخر ازہر کے لئے

ٹھنڈے دل سے سوچ لیتے عقل کے اندھے یہی
کیوں زمانہ رو رہا ہے فخر ازہر کے لئے

چل پڑا شہر بریلی کی طرف دیوانہ وار
ناتواں مفلس توانا فخر ازہر کے لئے

سب کو دیتے تھے دعائیں سب پہ کرتے تھے کرم
کچھ نہ تھا اپنا بے گانا فخر ازہر کے لئے

ہم اسے اپنا سمجھتے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی
جس کے سینے میں ہے کینہ فخر ازہر کے لئے

اعلیٰ حضرت مفتیٔ اعظم نے چھوڑا تھا میاں
علم و حکمت کا خزانہ فخر ازہر کے لئے

ان کا دل چاہتا تھا جب پہنچ جاتے تھے کیف
دور ہی کیا تھا مدینہ فخر ازہر کے لئے

قطعہ تاریخ وصال شریف حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ

پیار کا دریا محبت کا سمندر سوگیا
دوستو! اس سانحہ پر آسماں تک رو گیا
سن کے بولا ایک ''دم دل رحلتِ اختر میاں'' (۲۰۱۸ء)
''جی بڑا غمگین زمانہ''ایک پل میں سوگیا (۱۴۳۹ھ)

مولانا مفتی نعیم رضا مصباحی

کیا ہی اونچی ہے تمہاری شان اختر واہ واہ
اولیں اعزاز تم کو فخرِ ازہر واہ واہ

جو بھی مسئلہ سامنے آئے وہ ہو جاتا تھا حل
ہر کتابِ علم و فن تھی تم کو ازبر واہ واہ

خاندان اعلیٰ حضرت کے ہو تم علمی چراغ
روشنی سے جس کی چمکے بحر اور بر واہ واہ

پیر کامل عالم عامل تمہاری ذات ہے
موجزن تھے تم میں کتنے ہی سمندر واہ واہ

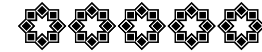
مفتیٔ اعظم کا پرتو وارث علم رضا
ایک اختر میں سمائے لاکھ اختر واہ واہ

ہو نہیں سکتے مقابل شمس کا ماہ و نجوم
اخترِ ما شمس سے بھی پر ہے اظہر واہ واہ

اس لئے بھی کچھ الجھ کر رہ گئے ہیں آج کل
ایک اختر شمس سے بھی کیوں ہے اظہر واہ واہ

سنیت کی پختگی دی سنیوں کو باخدا
فیض مرشد آج بھی ہے اپنا رہبر واہ واہ

سیدی اختر رضا کی روشنی سے اے نعیمؔ
زندگی رفتہ ہوئی بر راہِ انور واہ واہ



محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
بارہ بنکوی، مسقط، عمان

اس کلام میں ہر شعر کا آغاز، مرشد کے اسمِ گرامی،، ا خ ت ر۔۔ ر ض ا۔۔خ ا ن۔۔ا ز ہ ر ی۔۔(اختر رضا خان ازہری) کے حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے۔منقبت کے ساتھ مرشد کی بارگاہ میں یہ خصوصی نذرانہ بھی ہے۔لہذا یہ کلام جہاں جہاں پڑھا جائے۔کوشش ہو کہ مکمل پڑھا جائے۔۔۔

(ا): اہل سنن کی آنکھ کا تارا چلا گیا
افسوس ، پاسباں وہ ہمارا چلا گیا

(خ): خستہ جگر ہے عالَمِ اسلام و سنیت
اربابِ علم و فن کا سہارا چلا گیا

(ت): تقسیم کر کے عشق نبی کی تجلیاں
افسوس اب وہ ماہِ دل آرا چلا گیا

(ر): روح سخن، وقارِ ادب، آبروئے فن
حکمت کا اک عظیم مِنارہ چلا گیا

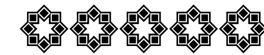
(ر): رونق تھی جس کے دم سے حریم علوم کی
دنیا سے وہ رضا کا دلارا چلا گیا

(ض): ضربِ شدید۔نجد یہ جسنے لگائی ہے
باطل سے عمر بھر جو نہ ہارا، چلا گیا

(ا): اختر میاں کو دیکھ لو جانے سے پہلے تم
کو کے وہ عاشقوں کو اشارہ چلا گیا

(خ): خوش بخت ہیں وہ جن کو زیارت ہوئی نصیب
اب وہ نہ مل سکے گا دوبارہ، چلا گیا
(ا): اک شمع جسکے چاروں طرف عاشقوں کی بھیڑ
جس سے تھا یہ حسین نظارا، چلا گیا
(ن): نورِ نظر وہ حامد و نوری کا تھا عظیم
دونوں کی بحرِ فن کو وہ دھارا چلا گیا

(ا): اللہ نے جسے کیا مجموعۂ علوم
وہ انجمن گئی، وہ ادارہ چلا گیا
(ز): زائل نہ ہوگا لوحِ عقیدت سے اسکا نام
تاعمر جسنے سبکو سنوارا چلا گیا
(ہ): ہر سمت اسکے تغمۂ ہستی کی گونج ہے
اپنا بنا کے سب کو، ہو پیارا چلا گیا
(د): رحمت ہو اُسکی قبر پہ ربّ غفور کی
جسنے جمالِ حق کو نکھارا چلا گیا
(ی): یزداں کے فیصلے پہ فریدی کا سر ہے خم
صد آہ، قلب عشق کا پارہ چلا گیا



محمد فہیم رضا تحسینی، بریلی

بفضل کبریا میں ہوں گدا تاج شریعت کا
زہے قسمت مجھے دامن ملا تاج شریعت کا

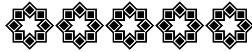
وہ مفتی تھے محدث تھے مفسر اور محقق تھے
بجے گا علم کا ڈنکا سدا تاج شریعت کا

وہی توجیۃ الاسلام کے لاریب مظہر تھے
رخ انور چمکتا چاند سا تاج شریعت کا

جنابِ مفتیٔ اعظم کے سچے جانشیں ہیں وہ
بلندی پر نہ ہو کیوں مرتبہ تاجِ شریعت کا

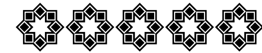
رضا سے پیا کا دعویٰ تو اختر سے عداوت کیوں
رضا کا ہوگیا وہ جو ہوا تاج شریعت کا

فہیمِ قادری تو ناز کر اپنے مقدر پر
کہ تیرے سر پہ ہے دستِ عطا تاج شریعت کا



مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

صدر بزم سنیت، معمار ملت چل بسے — وارث علم رضا، تاج شریعت چل بسے
اس سے بڑھ کے بات ہوگی اور کیا افسوس کی — ملت بیضا کو تھی جن کی ضرورت چل بسے
ہم محبان رضا کو دے کے صدمہ ہجر کا — اس جہاں سے جانشین اعلیٰ حضرت چل بسے
چاہنے والوں کو یونہی چھوڑ کر یا سیدی — آپ کیوں چپ چاپ سوئے باغ جنت چل بسے
کوئی بولا کر گئے اختر رضا خاں انتقال — کوئی بولا سربراہ اہل سنت چل بسے
فکر کی دہلیز پر مدح رسالت کے چراغ — کرکے روشن عاشق ماہ نبوت چل بسے
جن کا عزم وحوصلہ چٹان سے بھی سخت تھا — آہ وہ سرخیل بزم استقامت چل بسے
جن کے کردار وعمل سے پورے شرق وغرب میں — ہورہی تھی اہل سنت کی اشاعت چل بسے
باخدا کہتا ہوں میں دھک سے کلیجہ ہوگیا — جب خبر پہونچی کہ سالار جماعت چل بسے
سونا سونا کیوں نہیں ہو علم وحکمت کا دیار — جب کہ گوہر تاجدار علم وحکمت چل بسے



مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

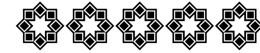
اترا اترا سا ہے چہرہ آپ کے جانے کے بعد
قلب کو پہونچا ہے صدمہ آپ کے جانے کے بعد
ہے جہان اہل سنت میں بپا حزن و ملال
اے مرے تاج الشریعہ آپ کے جانے کے بعد
ایک دو دس بیس ہو تو ہم کریں اس کا شمار
ہے خسارہ ہی خسارہ آپ کے جانے کے بعد
بستی بستی مضمحل ہے قریہ قریہ ہے اداس
چارسو ہے غم کا پہرا آپ کے جانے کے بعد
صرف اپنے ہی نہیں اغیار بھی غمگین ہیں
کیا خبر تھی ایسا ہوگا آپ کے جانے کے بعد
تھا تو پہلے بھی مگر آدھا ادھر آدھا ادھر
اب ہے سارا درد یکجا آپ کے جانے کے بعد
سنیت پر آپ کا کتنا بڑا احسان ہے
وہ بھی منظر سب نے دیکھا آپ کے جانے کے بعد
آپ کے دیدار سے دھلتے تھے آنکھوں کے گناہ
یاد آتا ہے وہ لمحہ آپ کے جانے کے بعد
اس کو لفظوں میں بیاں کیسے کرے یا سیدی!
غم ہوا گوہر کو جتنا آپ کے جانے کے بعد



مولانا محمد اسرائیل نعمان
بہیڑی ضلع بریلی شریف

اے امامِ عالماں، عالی نسب، عالی مقام! ۔۔۔ مرجع ارباب مسند، مقتدائے سنیت
جانِ جاناں ہم چناں رخصت شدی از درمیاں ۔۔۔ چوں رسد عالم خبر بہ رحلتِ شیخِ اجل
آں شنیدی موتِ عالِم موتِ عالَم می شود ۔۔۔ مثل او درایں زمانہ ہیچ کس ہرگز نہ بود
فیضِ او در ہر زمانہ زندہ و پائندہ باد

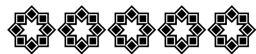
اختر برج ہدایت صورت ماہِ تمام ۔۔۔ جانشین اعلیٰ حضرت، آفتابِ رضویت
گفتہء لبیک آں پیکِ اجل را نا گہاں ۔۔۔ ششدر و حیراں شدہ عالم بلالیت ولعل
مثل اختر عالم کامل بہ مشکل می بود ۔۔۔ من نمی گفتم فقط بر قولِ من خلقت شہود
یا خدا از فیض او نعمان شد آباد و شاد



مفتی محمد مصلح الدین قادری

ہو گئے رخصت جہاں سے سیدی اختر رضا ۔۔۔ شان سے جنت گئے ہیں سیدی اختر رضا
آبرو تھے عالم اسلام کی اختر رضا ۔۔۔ اعتماد اعلیٰ حضرت سیدی اختر رضا
قادری میخانہ سے سرشار تھے اختر رضا ۔۔۔ مفتیٔ اعظم کے نائب سیدی اختر رضا
اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے امین اختر رضا ۔۔۔ یادگار اسلاف دیں تھے سیدی اختر رضا
آسمان فضل کے اختر تھے تم اختر رضا ۔۔۔ ناشر حقانیت تھے سیدی اختر رضا
ہے لقب تاج الشریعہ آپ کا اختر رضا ۔۔۔ مفتی دین محمد سیدی اختر رضا
تیرا چہرہ جلوۂ غوث الوریٰ تھا واہ واہ ۔۔۔ دین کی عظمت تھی تم سے سیدی اختر رضا
سنت نبوی سے سینہ آپ کا روشن رہا ۔۔۔ جامعہ ازہر کے فارغ سیدی اختر رضا
تھے کروڑوں سے بہت اوپر جنازہ میں شریک ۔۔۔ ہے سند مقبولیت کی سیدی اختر رضا
اپنے ہوں یا غیر ہوں ان کی طرح کوئی نہیں ۔۔۔ ہند میں سب سے نمایاں سیدی اختر رضا
عالی رتبہ ذات ان کی نور سے معمور تھی ۔۔۔ حسن لاثانی تھا ان کا سیدی اختر رضا
تیرے صدقہ میں دعا مقبول کرتا ہے خدا ۔۔۔ جان و دل تیرا فدا تھا سیدی اختر رضا
چودہ سو انتالس ہجری ۷؍ ذی قعدہ کی شب ۔۔۔ رب سے ملنے جا چکے ہیں سیدی اختر رضا

غم زدہ اس حادثہ پر مصلح الدین قادری
عاشق شاہ مدینہ سیدی اختر رضا



عبید الرضا عبد الہادی خان رضوی

سجادہ نشین خانقاہ حبیبیہ رضویہ چشتیہ، بنارس

نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے

فخر دین فخر وطن اختر رضا جنت گئے
علم کے کوہ محن اختر رضا جنت گئے

وارث علم رضا تاج الشریعہ باصفا
زینت ارض وزمن اختر رضا جنت گئے

جنکا فتویٰ اور تقویٰ باعث تقلید تھا
وہ فقیہہ دین من اختر رضا جنت گئے

جنکے علم وفن کا ڈنکا ہر طرف بجتا رہا
وہ امام علم وفن اختر رضا جنت گئے

ان کو دنیا محو حیرت دیکھتے رہ گئی
وہ شہ شعر وسخن اختر رضا جنت گئے

جنکی شعر وشاعری تھی پیکر عشق نبی
وہ شہ شعر وسخن اختر رضا جنت گئے

وقت کے رازی غزالی ملت بیضا کی شان
قامع پنج رفتن اختر رضا جنت گئے

جو سراپا عشق تھا اور مرکز اسرار عشق
معدن سرّ وعلن اختر رضا جنت گئے

رہنما ورہبران حق کو جن پر فخر تھا
فخر از ہر خوش سخن اختر رضا جنت گئے

جو چمن کی جان تھا اور بوئے گل روح چمن
ہائے وہ بوئے چمن اختر رضا جنت گئے

فضل حق سے میثال و بے بدل تھی جن کی ذات
ہائے وہ بوئے چمن اختر رضا جنت گئے

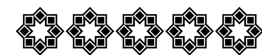
صاحب علم لدنی فقہ وفتویٰ کے امین
غواص کر علم وفن اختر رضا جنت گئے

دین وملت کے نگہباں ناشر دین حنیف
نور نظر پنجتن اختر رضا جنت گئے

حاسد و فاسق نگاہیں خیرہ تھیں جنکے حضور
شمع حق نوری کرن اختر رضا جنت گئے

انکا حاسد جل رہا ہے اور جلے گا عمر بھر
نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے

رضوی جنکی ذات سے ہوتے رہے سب فیضیاب
وہ شہ شیریں سخن اختر رضا جنت گئے



علامہ صغیر احمدؔ جوکھنپوری دامت برکاتہم العالیہ

علم کا کوہِ گراں اختر رضا خاں قادری
تو ہے بحر بیکراں اختر ارضا خاں قادری

جزیاتِ فقہیہؔ پر ہے تیری کامل نظر
صدرِ بزمِ مفتیاں اختر رضا خاں قادری

سورتؔ وسیرت عمل کردار علم وفضل میں
اب تیرا ثانی کہاں اختر رضا خاں قادری

رنگ تیرا کیا چڑھا پر نور محفل ہوگئی
طلعتِ نوری میاںؔ اختر رضا خاں قادری

تجھ سے جو ٹکرایا وہ مسمار ہو کر رہ گیا
مٹ گیا اس کا نشاں اختر رضا خاں قادری

چودھویں کا چاندؔ نکلا یا طلوع شمس ہے
ہوگئے جب ضوفشاں اختر رضا خاں قادری

کیوں نہ پہنچیں اہلسنتؔ منزلِ مقصود کو
جب ہیں میرا کارواں اختر رضا خاں قادری

آج ہیں یہ آفتابِ دین وملت اے صغیرؔ
تھے کبھی اختر میاںؔ اختر رضا خاں قادری

مولانا فرحت صابری رضوی، سیتا مڑھی

حسن جہاں نہ لذت دنیا کی بات کر — دل ہے اُداس تاجِ شریعہ کی بات کر
جو اپنے نانا جان کا ہے سچا جانشیں — اُس مصطفیٰ رضا کے نواسہ کی بات کی
جس میں تھے اِک کروڑ سے زیادہ بشر شریک — اس پیر نامور کے جنازہ کی بات کر
دِل میں ہے جس کے روئے منور کی تابشیں — ہر وقت اس کے چہرۂ زیبا کی بات کر
ہر پھول جس چمن کا شگفتہ ہے خوشنما — باغِ رضا کے اس گلِ رعنا کی بات کر
اہل سنن کا جس نے عقیدہ بچا لیا — اس خاندان، کنبہ، قبیلہ کی بات کر
دادا کا جس میں حسن ہے نانا کا ہے جمال — احمد رضا کے ایسے نبیرہ کی بات کر
ہے سنی جامعات میں جو سب سے منفرد — اس ازہری میاں کے ادارہ کی بات کر
چشم کرم سے جن کے مقدر سنور گئے — فرحتؔ بس ایسے پیر کے شجرہ کی بات کر



علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

بسمہٖ تعالیٰ

۱۴۳۹ھجری	2018ء
ابن ولی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	شاہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اللھم یا حق ادخلہ فی الجنۃ	دُرِّ ایمان، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
واللہ، ان المتقین فی جنت وعیون	بعالی مناقب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
جیّد، انما یخشی اللہ من عبادہ العلما	قل، علیہ الرحمۃ والرضوان
حزب، انما یخشی اللہ من عبادہ العلما	سلم، علیہ الرحمۃ والرضوان
مطلب ومقصد، روح وریحان وجنۃ نعیم	سالارِ علم، واعلموا ان اللہ مع المتقین
آں کریم، روح وریحان وجنۃ نعیم	تاج الشریعہ، اعدلھم جنت
ازہری میاں، دریائے فیض	بگو، عاشق اعلیٰ حضرت
سالارِ چمن احمد رضا	اوج وجود، والذین اوتوا العلم درجت
بلند نصیب اختر	اُوحبیب، والذین اوتوا العلم درجت
اختر درد دل	با کمال محمدی سنی حنفی قادری رضوی ازہری
قابلِ شہ رضا	بکمالِ علم پاسبانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت
قدوۂ مسلکِ حق اہلِ سنت وجماعت	حدیقۂ فیض رضا
حق آگاہ محمد اسمٰعیل رضا	واصل فیض رضا
سالارِ زمان، کوکب رضا	فکری وارث رجا
آہ جدا، تاج الشریعۃ	مکرمی وارث رضا
آں اختر، فدائے محمد	مزارِ نیر تاباں علم وفضل

لوح، نبیرہ حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز — زبدۂ عشاق غوث پاک

صاحب فتاویٰ، نبیرۂ حجۃ الاسلام — بدرِ عصر ، صاحب الفضیلۃ

اخترِ بزم محبوبِ سبحانی — محب رسول الٰہی، مرحوم ومغفور

اخترِ فلکِ حق — بعالیٰ مدراج مفتی، مفسر، محدث، فقیہ

آلِ حضرت — بے بدل، رحمۃ اللہ علیہ ورضی عنہ

کلام اللہ، الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

محب السبوح، الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

حکمِ ہادی ادخلی فی عبادی، ادخلی جنتی

اوجِ اجداد، صاحب الفضیلۃ والارشاد



ماہنامہ پیغام رضا اجین کا ''تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت پر ہم اپنی پوری فیملی کی طرف سے سرکار پیر ومرشد علامہ الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری خلیفۂ سیدنا حضور مفتیٔ اعظم ہند اور اراکین انجمن پیغام رضا، بھدراوتی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

مسلکِ احمد رضا پر استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرتِ لیاقت رضا کے واسطے

تازہ اور ذائقہ دار کھانوں کا بہترین مرکز

نیو غوثیہ ہوٹل

TMC کامپلیکس، دکان نمبر 28 ہولے نرسی پور، ضلع ہاسن، کرناٹک

مالکان:

محمد عنایت رضوی صاحب — محمد لیاقت رضا رضوی

مولانا آصف رضا لیاقتی — محمد حامد رضا رضوی

غلام مصطفیٰ رضا نوری

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا ''تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت پر ہم اپنے پیر ومرشد خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ کی خدمت میں نہایت احترام وعقیدت کے ساتھ مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

کیوں نہ پھر رضوی چمن مہکے لیاقتؔ حک میں
باغِ طیبہ سے بریلی میں بہار آئی ہے

دعاؤں کا طلب گار: **پرو پرائٹر محمد شاہ میر رضوی لیاقتی**

D.H.K. Hotel

ہاسن روڈ، ہولے نرسی پور، کرناٹک، موبائل: 9445272551

ناشتہ اور کھانہ ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ خدمت کا موقع دیجئے۔

یااللہ اپنے کرم اور حضور رحمتِ عالم ﷺ کے صدقے

میرے والدین ومیری اہلیہ مرحومہ ثریاّ بانو صاحبہ رضوی

کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرما آمین۔

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا ''تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت پر پیرومرشد حضور الحاج الشاہ قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ کی خدمت میں مبارک بادپیش کرتے ہیں۔

نثار احمد رضوی: مکنہلی ہولےنرسی پور، ضلع ہاسن، کرناٹک

یااللہ حضورِ اکرم تاجدارِ مدینہ ﷺ کے صدقے میرے والد مرحوم عبدالعلی صاحب کو اپنی رحمتوں کا سایہ اور جنت الفردوس اور میری والدہ فاطمہ صاحبہ رضوی کی عمر میں برکتیں، ہمارے پورے خاندان کو اپنا حفظ وایمان اور مسلکِ اعلیٰ حضرت پر استقامت عطافرما آمین۔

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا ''تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت پر ہم اپنے پیرومرشد حضور لیاقتِ ملت مدظلہ العالی خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند کی خدمت میں مبارک بادپیش کرتے ہیں۔

محمد زکریا رضوی لیاقتی ❁ الحاج محمد سلیم رضوی لیاقتی ❁ محمد پاشا رضوی لیاقتی

PCB کافی پلانٹر بالے ہنور، ضلع چکمگلور، کرناٹک

یااللہ یارحمٰن یارحیم آقائے کائنات ﷺ کے صدقے غوث وخواجہ ورضا
اور میرے دادا پیر سرکار مفتیٔ اعظم کے صدقے میں
میرے والدین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطافرما آمین ثم آمین۔
میرے اہل وعیال کو صحت وعافیت کے ساتھ برکتیں،
اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطافرما۔
مسلک احمد رضا پر استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا ''تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت پر حضور پیرومرشد علامہ الحاج الشاہ قاری **محمد لیاقت رضا نوری** خلیفۂ سیدنا حضور مفتیٔ اعظم ہند اور **انجمن پیغام رضا ٹرسٹ** کو دلی مبارکباد۔

الحاج محمد الیاس رضوی لیاقتی

کافی پلانٹر بالے ہنور، ضلع چکمگلور، کرناٹک

بلاری واطراف میں اہل سنت وجماعت کی کتب کا سب سے بڑا مرکز

رضا بک ڈپو

مولانا علی رضا صاحب رضوی

بازار محلہ رضا مسجد کے سامنے بلاری ضلع مراد آباد، یوپی

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا ''تاج الشریعہ نمبر'' کی اشاعت پر خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، حضور لیاقتِ ملت الحاج الشاہ قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ کی خدمت میں نہایت احترام وعقیدت کے ساتھ مبارک بادپیش کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ نمبر ہمارے یہاں دستیاب ہے۔

جناب محمد صادق اللہ صاحب

ایڈوکیٹ، ایڈوائز، آل کرناٹکا سنی علماء بورڈ

وبانی ومبانی ادارہ امام احمد رضا اکیڈمی بہار، پیٹ چیر درگہ، کرناٹک

اظہار خیال

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی اپنے وجود سے لے کر اب تک مسلسل پیغام رضا کو عام وتام کرنے میں منہمک مصروف ہے۔ جب مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ ہوا اور اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کو نشانۂ تنقید بنایا گیا تو اس وقت بھی یہ ادارہ حرکت میں آیا اور تقریباً چھے سو صفحات پر مشتمل اکابرین کے اقوال کی روشنی میں مدلل ومفصل کتاب بنام ''مسلک اعلیٰ حضرت حقائق ومعارف'' کو چھپوا کر اس کی اشاعت کی یہ ایک بہت بڑا کام ہے جس کی بنیاد پر یہ ادارہ صبح قیامت تک جانا جاتا رہے گا گویا اس ادارے نے وہ کام کرکے اپنی حیات مستعار کو دوام عطا کردیا ہے۔ اس کے بعد اس ادارہ نے ''مفتی اعظم نمبر'' کی اشاعت کروایا وہ بھی تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ادارہ نے کنزالایمان کی اشاعت کروائی اور اہلِ اسلام کے گھروں سے وہابیہ کا ترجمہ نکلوا کر اس کو کنزالایمان عطا کیا۔ غریب لوگوں کی دولت کدہ سے پرانا لیکر اس کو نئی کتاب کنزالایمان کی شکل میں دیا اور ہزاروں میں اس کو فری تقسیم کروایا۔ اس ادارہ سے ماہنامہ پیغام رضا نکلتا تھا جو ایک زمانے تک مسلسل نکلتا رہا، پمفلٹ، اشتہارات اور کتابچے تو بے شمار نکلے اور نکل رہے ہیں۔ صباحیہ ومسائیہ تعلیم کا انتظام بھی ہے جہاں چھوٹے بچے بچیاں بالخصوص اسکول کے بچے دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہوتے ہیں اس ادارہ نے مسجد اعلیٰ حضرت کیلئے زمین کی بھی خریداری کرلی ہے تاکہ مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی کامل عمل کا پیغام دیا جاسکے۔ اس ادارہ نے دینی معیاری تعلیم وتعلم کے ارادے سے دارالعلوم کی بنیاد رکھنے کیلئے وافر مقدار میں زمین کی خریدای کرلی ہے۔ جلسہ، جلوس اور اکابرین ملت کے اعراس کا بھی اہتمام کرواتے رہتے ہیں عرس صد سالہ میں محقق علی الاطلاق امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ الرضوان کے رسائل بزبان انگلش منظر عام پر

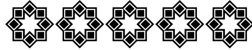
لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سے قبل الامن والعلی انگریزی زبان میں اشاعت کرواچکے ہیں۔ اہلیان کرناٹکا کا خیال کرتے ہوئے کرناٹک کی زبان میں کنزالایمان کا ترجمہ کرواچکے ہیں اور کنڑی زبان میں کنزالایمان کی اشاعت اور بریلی میں اجراء کا بھی خیال ہے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ الرضوان کے اس جملے پر کامل عمل ہے کہ ''زمین پر کام زمین کے اندر آرام اور ہراعتراض کا جواب کام ہے''۔

علوم وفنون کی جامع شخصیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کے انتقال پُرملال پرغم ودکھ کا جہاں اظہار کیا وہیں بریلی شریف میں بیٹھ کر یہ بھی طے کرلیا کہ عالم اسلام کی اس عبقری شخصیت کی خدمات کا اعتراف وشکریہ نمبر کی اشاعت کے ذریعہ کیا جائے اور وہیں اعلان کردیا گیا، بندہ دہلی کے میٹنگ سے فارغ ہوکر بارگاہِ مخدوم میں شرف دیدار کیلئے حاضر تھا ہمارے ساتھ مولانا مشتاق صاحب اور مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب بھی موجود تھے کیا پتہ تھا کہ جس مخدوم کے دیدار کیلئے حاضر ہیں اور مرکزی دارالافتاء میں بیٹھ کر انتظار کررہے ہیں کہ نماز مغرب کے بعد حجرہ مبارکہ کا دروازہ کھلے گا اپنے پیر کی زیارت کریں گے ان کے فیوض وبرکات کی نورانیت سے اپنے وجود کو نور بار بنائیں گے۔ وقت پر دروازہ بھی کھلے گا پروانے شمع محبوبی پہ قربان بھی ہونگے۔ لذت دیدار آنکھیں بھی منور ہونگی، مگر حیات ظاہری کا یہ آخری انتظار بھی ہوگا اور آخری دید بھی ہوگی جب اس منظر کو یاد کرتا ہوں تو منہ کو کلیجہ آجاتا ہے اور دل یہ کہتا ہے اے صادق اللہ تیرے پیر کو تیری کوئی ادا یقیناً پسند تھی تو بریلی گیا نہیں ہے بلکہ بلایا گیا ہے انتظار تو کرنہیں رہا تھا کروایا جارہا تھا۔ دل سوز وجگر پاش مناظر کا مشاہدہ بھی کروایا جارہا تھا کہ اس طوفان بلاخیزی میں بھی آنکھیں کھول کر اپنے پیر ومرشد کا مقام دیکھ لے اور یہ یادرکھ جو دین پر قربان ہوتا ہے اللہ اس کو حیات جاوید عطا فرمادیتا ہے اے صادق اللہ تو نے اپنے ذہن وفکر اور وسعت طاقت کے مطابق مسلک رضا کیلئے کام کرتا رہا ہے اور مزید کوشاں ہے یہ ادا تیرے پیر کو پسند ہے اسلئے نماز جنازہ میں شرکت کیلئے طلب کرلیا ہے تاکہ قطب الارشاد کی نماز جنازہ ادا کرلے فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصداق بخشا اور انعام مغفرت کا مستحق ہوجاتا۔ اللہ اللہ جو مجمع جنازے میں دیکھا نہ کبھی دیکھا تھا اور یقین ہے نہ کبھی دیکھ

پاؤنگا۔ دنیا میں رہے تو مجمع اور دنیا سے جارہے ہیں تو مجمع حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور بار بار دیکھا مگر دیکھنے کی پیاس نہ بجھی جتنا دیکھتا اتنا ہی زیادہ دیکھنے کو طبیعت کرتی۔ تبلیغ کرنے کا دعویٰ تو بہت لوگ کرتے ہیں مگر جس ذات مطلقاً تبلیغ ہو وہ فقط تاج الشریعہ ہیں پورے عالم اسلام میں طلوع ہوئے اور جہاں گئے ایمان کا اجالا عطا کر دیا۔ ہزاروں نے ایمان قبول کیا لاکھوں گناہوں سے تائب ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں پندرہ کروڑ آپ کے مرید ہیں اس کو مبالغہ پر بھی محمول کر لیا جائے اور صرف پانچ کروڑ مان لیا جائے اور ایک کروڑ کو نیک تسلیم کر لیا جائے تو عالم اسلام میں کوئی ایسا بڑا مبلغ دکھایا نہیں جاسکتا۔ کسی کو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کے جلوؤں کی جھلک دیکھنی ہوتی تو وہ اس رخ لالہ کو دیکھ لیتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے کہ اس چہرے کے آئینہ میں ہم نے جلوۂ پاک مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کو دیکھ لیا ہے۔ بڑے بڑے زمانے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں مگر ایک ذات وارث علوم اعلیٰ حضرت مظہر حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند شہزادۂ مفسر اعظم ہند عالم اسلام کا قائد ورہنما حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کی ہے جن کے پیچھے زمانہ بھاگ رہا تھا۔ عالم پیچھے، فاضل پیچھے، مفتی پیچھے، مفسر پیچھے، محدث پیچھے الغرض عالم اسلام پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے رعب و دبدبہ کا یہ عالم کہ بڑے بڑے سامنے کلام کرنے سے گریز کریں وہ ہمیں یتیم کر کے چلے گئے اللہ ان کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے؛ آمین۔

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کا ادارہ بڑا متحرک الفعال ہے اس ادارہ کے روح رواں، سالار اعظم صوفی باصفا رہبر شریعت، پیر طریقت حضور محمد لیاقت رضا صاحب قادری برکاتی رضوی نوری خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند دام ظلہ النورانی مرادآبادی بانی ومبانی دارالعلوم غریب نواز اجین ہیں درحقیقت دیکھا جائے تو یہ عظیم کارنامہ اسی شاہین صفت مرد قلندر کا ہے یہ سارے دینی خدمات تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ پوری ریاست کرناٹکا میں اس مرد مجاہد نے جو خدمات انجام دے چکے ہیں اور اب تک دے رہے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں یہ تو صرف کرناٹک کی بات ہے ورنہ گجرات، مہاراشٹرا، راجستھان، مدھیہ پردیش، بہار اور یوپی بلکہ ادرکنٹری میں کتنے خدمات ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں اور نہ میرے علم میں ہے البتہ اتنا جانتا ہوں کہ کثرت تنظیم کے بانی

ہیں۔ مساجد و مدارس کی کثرت ہے جس کے بانی بھی آپ ہیں۔ تمام ادارے سے جو کام کروا رہے ہیں یہ انہیں کا حق ہے۔ اس کے باوجود اظہار نہیں فرماتے ان کی سب سے بڑی اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے مریدوں کو آزاد نہیں چھوڑتے۔ بھائی کہتے ہیں دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں اور سب کو دینی خدمات میں متحرک رکھتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے غداروں سے کوئی سمجھوتا نہیں کرتے۔ مفتیٔ اعظم ہند کے حیات میں خادم کی حیثیت سے تو خدمت کر ہی چکے ہیں پیر برحق نے اس خدمت کو قبولیت کا درجہ بخش دیا ہے کہ بیک وقت خادم و مخدوم دونوں ہیں۔ اللہ عزوجل صحت و تندرستی کے ساتھ حیات خضر عطا فرمائے آمین سارے اہل خانہ، تمام مریدین ومتوسلین بالخصوص انجمن پیغام رضا ٹرسٹ کے جملہ کارکن اور سپاہیان حضور محمد لیاقت رضا نوری و جملہ مسلمانان عالم کو حضور تاج الشریعہ اپنے پیر کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے۔ آمین



مشتاق احمد رضوی نظامی
جوائینٹ سکریٹری آل کرناٹکا سنی علماء بورڈ
ساکن ہرپنہلی ضلع داونگیرہ کرناٹک

کبھی نہ بھلانے والا ایک حیران کن سفر

راقم مشتاق احمد رضوی نظامی بروز سنیچر ۱۴ جولائی ۲۰۱۸ء حضرت مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی ہاسپیٹ و جناب اڈوکیٹ محمد صادق اللہ رضوی چترادرگہ ان حضرات پر مشتمل قافلے کے ساتھ بذریعے ٹرین کے داونگیرہ کرناٹک سے شہرِ مالیگاؤں کے لئے روانہ ہوا جولائی ۱۸ کو ایک میٹنگ تحریکِ فروغِ اسلام کے نام منعقد دہلی کے ایک شاندار ہوٹل میں طے تھی اسمیں شرکت اور اتفاقاً راستے میں نوری مشن کے ایک اہم رکن جناب غلام مصطفیٰ نوری کے جانب سے دی گئی دعوت ۱۵ جولائی مالیگاؤں مدینہ مسجد میں منعقد عرسِ صدرالشریعہ علیہ الرحمہ میں خصوصی مہمان کی حیثیت سے ہمیں شرکت کرنا تھا مالیگاؤں سے ہوکر، ناگپور، ہوتے ہوئے دہلی پہنچنا تھا اور آخر میں ہمیں ممبئ ہوکر واپس کرناٹک آجانا تھا سفر کا مقصد عرسِ صدرالشریعہ میں حاضری تحریک فروغِ اسلام کے اجلاس میں شرکت اور خصوصاً صدسالہ عرسِ رضوی کی کچھ تیاریاں اور ان مذکورہ شہروں کے چند تنظیم اور تحریکوں کے ذمہ داران سے صدسالہ عرسِ رضوی کو لیکر تبادلۂ خیال کرنا بھی ایک اہم مقصد تھا۔

کرناٹک سے دہلی تک طے شدہ پروگرام جلسے، اجلاس، ملاقاتیں، سب کچھ اپنے وقتوں کے مطابق ہو چکے تھے ۲۱ جولائی دہلی سے ممبئ کو روانگی تھی ۱۹ جولائی دو پہر بریلی شریف کے لئے بریلی انٹرسٹی سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگئے بریلی شریف پہنچنے سے قبل مرادآباد اشٹیشن آنے سے پہلے ہم نے حضرت مولانا قاری نظر سلامی صاحب سے رابطہ کیا تو قاری صاحب کے اصرار پر ہم نے انکی دعوت قبول کرتے ہوئے مرادآباد جنکشن ہی میں اتر گئے قاری صاحب نے جہاں امامت فرماتے ہیں اسی لال مسجد کے بالائی حصے حجرے میں ہم لوگوں کے کھانے اور قیام کا بہترین انتظام فرمایا تھا کھانے سے فارغ ہوکر ہم لوگ قاری

صاحب کے ہمراہ بارگاہِ صدرالافاضل علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مقدس آستانے پہنچ کر زیارت کی فاتحہ پڑھی جامعہ نعیمیہ کا وہ خوب صورت منظر جس سے لاکھوں تشنگانِ علم ومعرفت علم وحکمت کے درخشندہ ستارے بنکر ساری دنیاء میں دین وسنیت کی ترویج واشاعت میں لگے ہیں اس خوب صورت عمارت کا نظارہ کرتے ہوئے ہم لوگ قیام گاہ لال مسجد پہنچے فجر کی نماز قاری صاحب کی پرکیف خوشنما تلاوت سنتے ہوئے انکی اقتدا میں ادا کی پھر سے معمول کے مطابق چائے بسکیٹ کا انتظام ہوا چائے سے فارغ ہوکر بریلی شریف کیلئے نکلنا چاہ رہے تھے کی شہرِ رامپور سے داماد قاضئ شہر رامپور حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی نوری جمالی مفتی ذبیح اللہ رضوی بنگلوری سے رابطہ ہوا تو انہوں نے حضرت کو خبر دیدی کے ہم لوگ رامپور ہوتے ہوئے بریلی شریف جارہے ہیں تو حضرت علامہ سید شاہد علی صاحب قبلہ دام ظلہم نے مفتی ذبیح اللہ صاحب کے ذریعے ہمیں ناشتے کی دعوت دی چونکہ ہم لوگ مسافر تھے ہی اور لگاتار سفر کی صعوبتیں میں تو برداشت کرلیتا مگر فخرِ قوم وملت اڈوکیٹ محمد صادق اللہ رضوی صاحب جنکی عمر اس وقت لگ بھگ ۶۵ سال کے قریب میں نے انکی رائے لئے بنا ہی مفتی ذبیح اللہ صاحب کی دعوت کو قبول کرلیا البتہ ہمارے شریکِ ہمسفر مفتی مقصود عالم ضیائی صاحب کے گوش گذار کرہی دیا تھا کی ہمیں اگر اس دورانِ سفر وقت ملا تو تھوڑی دیر کے لئے سہی رامپور ضرور اترینگے اور حضرت مفتی سید شاہد علی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں ضرور حاضری دینگے چونکہ یہ ان حضرات کا مرادآباد رامپور کا پہلا سفر تھا اور اس حقیر کا کئی بار مرادآباد رامپور آنا جانا رہا ہے۔

حضرت قبلہ کے یہاں سے رخصتی کی اجازت لیکر ہم لوگ بریلی شریف کیلئے روانہ ہوگئے جمعہ کا دن ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء تقریباً ۱۲ بج چکے تھے رامپور روڈویس سے بس پکڑلی اور اپنے مقررہ وقت پر کنڈیکٹر نے ڈرائیور کو اشارہ دیا بس نکل پڑی جس وقت بس بریلی شریف کے قریب پہنچنے والی تھی میں نے سوچا کہ چلو ہمارے بریلی شریف آنے کی خبر شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ کو دیدی جائے تاکے نمازِ جمعہ سے قبل یا جمعہ کے بعد حضرت سے ملاقات کا موقع عنایت فرمادینگے تو مغرب سے قبل یا بعد نمازِ مغرب پھر سے رامپور ہوتے ہوئے دہلی فجر کی نماز تک چلے جائینگے کیونکہ ۲۱ جولائی کو دہلی سے ممبئ کے لئے دوپہر ایک بجے حضرت نظام الدین جنکشن سے ہمیں نکلنا تھا قریباً ایک بجکر کچھ منٹ ہوئے تھے میں نے حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ کو فون لگایا

تو آپ نے اس حقیر کے فون کو ریسیو کیا اور کچھ منٹ بات ہوئی میں نے دورانِ گفتگو بتایا کے میرے ساتھ اڈوکیٹ محمد صادق اللہ رضوی اور مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی بھی ساتھ ہیں آپ سے ملک نیشنل اینتھم کے حوالے سے جو سپریم کورٹ میں کیس درج ہے اس حوالے سے کچھ قانونی مشورہ کرنا چاہتے ہیں (پہلے بھی اس سلسلے میں وکیل صاحب نے علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ سے بات کر چکے تھے) تو حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ نے کہا ہاں آیئے ملاقات ہوگی پھر میں نے پوچھا کہ حضور نمازِ جمعہ سے قبل یا بعد جمعہ کے تو حضرت نے فرمایا کہ بعد جمعہ کے تقریباً دو بجے ہم لوگ بریلی شریف پہنچ گئے بارگاہ اعلی حضرت میں فاتحہ پڑھی اور کھانا کھا کر سیدھے جمعہ کی نماز پڑھنے مسجدِ رضا پہنچے نمازِ جمعہ کے بعد ہم لوگ سید حضرت مولانا نشتر فاروقی صاحب قبلہ کے ساتھ مرکزی دارالافتاء جو حضرت کے گھر کے بالائی حصے پر واقع ہے پہنچے میں نے ان دونوں حضرات کو وہیں بٹھایا اور حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ سے ملنے میں دارالافتاء سے نیچے آ گیا تا کہانکو ہمارے بریلی شریف پہنچنے کی خبر انکے گوش گذار کر سکوں کہ ہم لوگ مرکزی دارالافتاء میں آپکا انتظار کر رہے ہیں اتفاق سے حضرت علامہ عسجد رضا صاحب مسجدِ رضا سے اپنے شہزادگان ہمام رضا سلمہ وحسام رضا سلمہ کے ساتھ باہر اپنے گھر کی اور تشریف لا رہے ہیں میں حضرت کو دیکھ کر گھر کے دروازے پر ہی کھڑا رہا کیوں کے یہی وقت بہتر ہے بات کرنے اور ہمارے آنے اور ملنے کی اطلاع دینے کا میرے اپنے ارادے کے مطابق بات بھی ہوئی مصافحہ کے ساتھ ملاقات بھی ہوئی دارالافتاء میں ہی ہمیں کچھ دیر انتظار کرنے کو کہا گیا تو میں واپس دارالافتاء میں پہنچ گیا۔

اسی دوران مفتی مقصود عالم صاحب مفتی راحت رضوی صاحب کو ہمارے بریلی شریف آنے کی اطلاع دے چکے تھے مفتی راحت صاحب ہم لوگوں سے ملنے بعد مغرب درگاہِ اعلیحضرت پہنچنے کا وعدہ بھی کر چکے تھے اور اسی اثنا میں نے بھی حضرت مولانا عمر رضا رضوی جو پرتاپور بریلی شریف ہی میں ایک ادارہ چلاتے ہیں اور تقریباً چار سے پانچ سال تلک یہ کرناٹکا شہر ہری پور اور سرا کی سرزمین میں مسلکِ اعلی حضرت کی ترویج واشاعت میں مشغول رہے ہیں ان سے میری بات ہوتی رہی اور وہ بھی ہمارے بریلی شریف آنے کی خبر سنکر ہم لوگوں سے ملنے اور اسی بہانے بعد مغرب حضرت کی ملاقات کی خواہش لئے ملنے سیدھے مرکزی دارالافتاء پہنچ گئے مگر انکے پہنچنے میں بہت دیر

ہو چکی تھی ہم لوگ مغرب کی نماز کی تیاری میں ہی تھے کی مجھ سے رہا نہیں گیا میں قبلِ مغرب کئی بار علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ کو کال کرتا رہا مگر ہمیں کیا پتہ تھا کہ وہ کال کیوں نہیں اٹھا رہے ہیں پر میرے دل نے مجھ سے کہا کہ ہونہ ہو آج کسی صورت ایک نظر اپنے مرشدِ گرامی کو دیکھ ہی لیں حضرت کے دیدار کے شوق نے کہا اب اٹھ چل دیر نہ کر اپنے مرشدِ گرامی کے کاشانۂ اقدس کی طرف۔

شوقِ دیدار کے لئے جو صبر میں نے بعد جمعہ سے لیکر مغرب کے قریب تلک کیا تھا اب اس صبر کا پیمانہ ٹوٹنے لگا تھا اسی بے خودی کی کیفیت دل میں لئے مرشدِ گرامی کے دیدار کی خواہش اس نورانی چہرے سے پھوٹتی نور کی شعائیں اپنی آنکھوں میں بسانے کے خاطر میں حضرت کے گھر کی دہلیز پر پہونچا تو میرے کانوں نے حضرت کے خادموں کے بلک بلک کر رونے کی آوازیں سنی تو مجھے ایسے لگنے لگا کہ میرے پاؤں تلے زمین کھسکنے لگی ہے آسمان سر پر ٹوٹ پڑنے کو ہے میرے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا میں اسی حیرانی کے عالم میں جب اندر داخل ہوا اور میں اندر داخل ہو کر کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنے اس چار پائی پر لیٹے ہیں جس پر ہمیشہ حضرت آرام فرمایا کرتے اور یہ وہی چار پائی تھی جو اپنے آخری ایام میں جس پر بیٹھ کر مفتیانِ کرام کے معروضات اور استفتاؤں کی سماعت کیا کرتے اور یہ وہی چار پائی تھی جس پر رونقِ افروز ہو کر مشکل سے مشکل سوالوں کا جواب با آسانی ارشاد فرمایا کرتے اور کئی بار اس حقیر نے بھی اسی چار پائی پر حضرت کی خدمت سے مشرف ہوا تھا اور یہ وہی چار پائی تھی جس پر بیٹھ کر حضرت بڑے بڑے مسائل کو جسکے سمجھنے میں مفتیانِ کرام اگر مگر میں پھنسے رہتے اور حضرت ان مسائل کو آن کی آن میں حل فرمادیا کرتے اور آج اپنی اسی چار پائی پر میرے مرشدِ گرامی اپنی ظاہری زندگی کو الوداع کہتے ہوئے مغرب کی نماز کے خاطر وضو بنا کر اذان سنتے جواب دیتے ہوئے اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر چلے گئے تھے مگر ہمیں کیا معلوم تھا کہ مغرب کے وقت اس طرح سے ہمیں اپنے مرشدِ گرامی کی ملاقات آخری ملاقات کی شکل میں ہوگی اور اس رخِ زیبا کا دیدار ہی آخری دیدار ہوگا

میرے مرشدِ گرامی کو اس طرح چار پائی پر لیٹے ہوئے دیکھ کر دل ہی دل میں مرشدِ گرامی کا وہ شعر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے کہ

اخترِ قادری خلد میں چلدیئے   خلد وا ہے ہر ایک قادری کیلئے

ماہنامہ پیغام رضا اجین کے

”تاج الشریعہ نمبر“

اشاعت پر ہم اراکین ادارہ خصوصاً خلیفۂ سرکار مفتیٔ اعظم ہند حضرت الحاج قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں رب کائنات تاج الشریعہ کی دینی ملی علمی خدمات کے طفیل تمام امت مرحومہ کی مغفرت فرمائے ساتھ ہی ساتھ ہمارے والد ماجد الحاج صوفی جمیل احمد صاحب چشتی علیہ الرحمہ (بانی جلوس محمدی ﷺ) کے درجات بلند فرمائے اور انھیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے ہماری والدہ محترمہ صاحبہ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز سے نوازے آمین ثم آمین

دعاؤں کے طالب

حاجی مختار احمد چشتی و حاجی سمیر احمد چشتی

مدینہ جیولرس مدینہ چوک تھانہ کردوارہ ضلع مراد آباد یوپی

موبائل 9756078786



ہمارے والد بزرگوار عالی جناب الحاج

G.K. امیر جان صاحب رضوی مرحوم

(مرید سرکار مفتیٔ اعظم ہند)

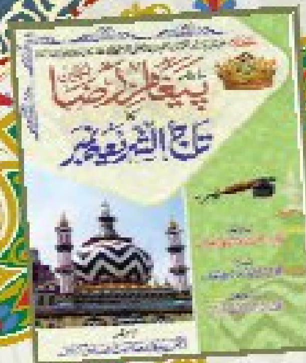
سابق صدر انجمن فیضانِ رضا بالے ہنور ضلع چکمگلور کرناٹک

اللہ تبارک و تعالیٰ آقائے کائنات ﷺ کے صدقے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہماری محترمہ والدہ حجانی خورشید النساء صاحبہ رضوی کا سایۂ شفقت ہمارے سروں پر صحت و عافیت کے ساتھ دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہنامہ پیغام رضا اجین کے

”تاج الشریعہ نمبر“

کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں



الحاج محمد عابد پاشا رضوی

الحاج محمد اکمل پاشا رضوی

الحاج محمد اسلم پاشا رضوی

کافی پلانٹر بالے ہنور ضلع چکمگلور کرناٹک (مقیم حال مسقط)

ماہنامہ پیغامِ رضا کا تاج الشریعہ نمبر

کی اشاعت پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

Mushtaque Razvi
Prop.
Mob.: 9845490751

Senthekatte Super Market

G.S.J. Royal, Shop No. 14
Upper Ground Floox, Kallianura
Senthekatte, Udupi-576105

Abdul Khadir Razvi Liyaqti
Mob.: 9901648730

BABU AUTOMOBILE

Deals in:
Two Wheelers Spare Parts

T. K. Road, Bhadravati

Sardar Baig Razvi
Prop.
Mob.: 9448416951

RAZA
Automobiles & Lubricants

Deals in All Types of
Tow & Three Wheelers
Spares, Tube, Valcansing, Spares

B.H. Road, Bhadravati, Shimoga (D)
Karnataka - 577301

Javed Ansari
Mob.: 9826607869
Naved Ansari
Mob.: 9826566707

M.I. Disposal

Deals in:
Two Wheelers Spare Parts

117, Machanic Nagar, Indore, (M.P.)

SAUGHAATAGRO

WE PROMOTES AGRICULTURE AND DAIRY FARMING

Purity Prosperity Priority

Per Cow	Maintenance Period	Maintenance Period	Profit increases
Rs 1,06,000 Multiple	72 Months (6 Years)	Rs 4,500 to 6,000 In sha Allah	Every year In sha Allah
Application Process	Completion of 6 years	Renewal of Maintenance	With drawal
15 Days	Rs 1,06,000 +50,000 In sha Allah	Both party agrees By Mutual Under standing subject to cow value at that time.	30 days (Nil Profit) On written Notification Cow value returned.

For more detail contact us and visit our office. Phone : 080-25445027/25435027
#669/J 1st Floor 1st Main 2nd Block 1st Stage HBR layout Bangalore: 560043

یا اللہ میری پوری فیملی کو سرکاروں کے صدقے میں اپنا حفظ و امان اور ہم کو تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما میرے پیر و مرشد حضور لیاقت ملت ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ الحاج قاری محمد لیاقت رضا نوری خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما آمین

مسلک احمد رضا پہ استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

سرکار تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت پر نیک خواہشات کے ساتھ اپنے پیر و مرشد حضور لیاقت ملت کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

خادم نوری

(الحاج) محمد حبیب اللہ رضوی لیاقتی

ابن الحاج محمد حمید رضوی لیاقتی کافی پلانٹر چکمگلور کرناٹک

ماہنامہ پیغام رضا اجین کے تاج الشریعہ نمبر پر نیک خواہشات

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم میرے آقا و مولیٰ رحمت عالم ﷺ کے صدقے میرے والد محترم جناب S.K. ابراہیم خان مرحوم اور والدہ مرحومہ قمر النساء صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور میری فیملی کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرما آمین ثم آمین

تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت پر پیر و مرشد

حضور لیاقت رضا نوری خلیفہ سرکار مفتی اعظم

و رفقائے ادارہ کی خدمت میں پرخلوص مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

الحاج خلیل اللہ خان رضوی چکمگلور کرناٹک

Hajj
Estd. 1985
Umrah
Ziyarah
Air Ticket

Abdul Razzak Mob. 098254 90550



Al-Minar Tour & Travels

We Serve You Better Service



Organisers...

○ HAJ ○ UMRAH ○ ZIARAT TOUR ○ AIR TICKET

7, Vyapar Bhavan, Rajmahal Road, Himatnagar-383001 Gujarat
Phone: +91 02772-241606, 248722 Fax: +91 02772-241606
Email: alminartours@yahoo.co.in, info@alminartours.com
Website: www.alminartours.com

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا

"تاج الشریعہ نمبر"

کی اشاعت پر اپنے مرشد برحق ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، حضور لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند کی خدمت بابرکت میں اور انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اختر قادری خلد میں چل دیا
خلد وا ہے ہر ایک قادری کے لئے

غلامان غوث و خواجہ و رضا:

○ محمد کوثر رضوی ○ محمد قیصر رضا رضوی ○ محمد قاسم رضا رضوی

رضا پولٹری فارم

رضوی منزل قلعہ قاضی محلہ بھدراوتی ضلع شیموگہ کرناٹک
Mob.: 9591913839, 9448434263

یااللہ مالک دو جہاں ﷺ کے صدقے میری والدہ مرحومہ فاطمہ بی اور میری خوش دامن صاحبہ (رخسانہ بنت رضوی) کی قبر میں نور اور جنت میں بہترین محل عطا فرما۔

میرے والد محترم جناب ابراہیم خلیل صاحب رضوی کو صحت وعافیت عطا فرما

میرے مرشد حق حضور لیاقت ملت کی عمر میں خیر و برکت اور میرے خاندان کو مسلک اعلیٰ حضرت پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرما آمین

تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت مبارک ہو

مسلک احمد رضا پر استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

غلام غوث وخواجہ رضا
محمد فاروق سلیم رضوی لیاقتی کافی پلانٹر
سکریٹری سنی مدینہ مسجد الدور ضلع چکمگلور کرناٹک

یارب العالمین شفیع محشر ﷺ کے صدقے غوث وخواجہ ورضا کے طفیل میرے والدین کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما آمین ثم آمین

”تاج الشریعہ نمبر“

کی اشاعت پر بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ اپنے پیر ومرشد حضور لیاقت ملت مدظلہ العالی اور اراکین انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کیوں نہ پھر رضوی چمن مہکے لیاقت جگ میں
باغِ طیبہ سے بریلی میں بہار آئی ہے

خادم مرشد عبدالقیوم رضوی وبرادران

۶رنومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعہ میرے والد بزرگوار
(جناب عبدالمناف صاحب رضوی) کا

۶رنومبر بروز جمعہ بوقت مغرب انتقال ہوگیا ہمارے پیر ومرشد سرکار لیاقت رضا نوری نے ان کے نماز جنازہ میں شرکت فرما کر دعائے رحمت ومغفرت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مالک دو جہاں ﷺ کے صدقے غوث وخواجہ ورضا کے طفیل ہمارے والدین کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین

ماہنامہ پیغام رضا امین کا ”تاج الشریعہ نمبر“ کی اشاعت پر
مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

محمد جاوید خان رضوی محمد خالد خان رضوی
ممبران انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

محمد ایوب رضوی
ZF
حافظ محمد شبیر لیاقتی

Zenith Fragrance

Bowri Bai Complex 206, NH Banavara
573112, Hassan Distt. (KNTK)
Customer Care No.: +91 9742996054

بنگلور میں ”تاج الشریعہ نمبر“ حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ بنگلور موبائل 09845189844